READER BURAQ

اعتبار

تحریر: عمیمہ مکرم

"بھابی۔۔بھابی۔۔کہاں ہیں آپ؟

اوہو۔چھوٹے چیتن کو تیار کر رہی ہیں۔۔۔۔"

وہ جو سیڑھیوں سے ہی بھابی بھابی کی گردان کرتی آ رہی تھی۔۔کمرے میں سفیان کو تیار کرتے دیکھ کر منہ کو بریک لگا۔۔۔۔

۔

"خبردار فاطمہ جو تم نے میرے شہزادے کو چھوٹا چیتن بولا۔۔۔ "

اپنے بیٹے کے دونوں گالوں پر چٹ پٹ پیار کرتی وہ فاطمہ کو آنکھیں دکھاتی بولی۔۔۔

"اچھا۔۔مان لیتی ہوں مان لیتی ہوں شہزادہ چیتن ہے یہ بس؟؟"

وہ بھی معصومیت دکھاتے سفیان کے برابر میں بیٹھ گئی۔۔

اپنی پھپھو کو پاس دیکھ کر ہی سفیان کلکاریاں بھرنے لگا۔۔۔

اسکو اسطرح کھلکلاتے دیکھ فاطمہ نے اسے اٹھالیا۔۔۔

"آرام سے فاطمہ ابھی وہ بہت چھوٹا ہے۔۔۔"

فاطمہ کے اس طرح اٹھانے پر سفیان کا سامان سمیٹتی۔ مریم نے اسے ٹوکا۔۔۔

یہ ڈاکٹر عارف بخاری کی چھوٹی سی فیملی تھی۔۔

عارف صاحب ایک بہترین اور کامیاب ہارٹ اسپیشلسٹ تھے۔۔

انکی وائف میرب ہاؤس وائف تھیں اور اپنے گھر کو بہت محبت و سکون سے لے کر چلنے والی خاتون۔ تھیں۔۔

انکا ایک بیٹا اسامہ تھا جس نے دو سال پہلے ہی آرمی جائن کی تھی 24 سال کا تھا۔۔۔آرمی جائن کرنے کے بعد ہی عارف نے اسکی شادی اپنے مرحوم دوست کی بیٹی مریم سے کر دی تھی۔۔مریم کی شادی کے بعد بہت اسرار کے بعد بھی مریم کی والدہ نے اپنی بیٹی کے سسرال میں نہی رہ سکتی یہ کہہ کر عارف اور انکی اہلیہ کو منع کر دیا اور اپنی چچا زاد بہن کے پاس چلی گئیں جو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اکیلی رہتی تھیں۔۔۔

مریم فطرت میں میرب سے بہت میل کھاتی تھی۔ جس طرح میرب کی فطرت محبت سے سب رشتوں کو سمیٹ کر رکھنے کی تھی اسی طرح انکی بہو مریم بھی انہیں خصوصیات کی مالک تھی۔۔

مریم کو اپنی بہو کی شکل میں پا کر جہاں میرب اور عارف خوش تھے وہیں ایک خوب سیرت۔۔ خوبصورت۔ اور خوش اخلاق بیوی پا کر اسامہ بھی اپنے رب کا شکر گزار تھا۔۔

اور اگر بات کی جائے فاطمہ کی تو مانو اسکی تو دلی مراد پوری ہوئی تھی۔۔ بہن کا پہلے ہی شدت سے شوق تھا اور بہن نہ ہونے کا افسوس۔۔

لیکن جب سے مریم اس گھر میں آئی تھی اسکی تو لاٹری نکل گئی تھی۔۔۔

اپنے چھوٹے موٹے کام وہ مریم کے زمہ ڈال کر خود کو آزاد محسوس کرتی تھی۔۔ مریم اور فاطمہ کی عمر میں زیادہ نہیں صرف دو سال کا فرق تھا مریم 22 سال کی تھی اور مریم 20۔۔۔

مریم اور اسامہ کی شادی کے ایک سال بعد ہی اللہ نے اس گھر میں خوشیوں کا خزانہ دیا تھا۔۔۔

سفیان کی صورت میں۔۔۔جو ابھی صرف بانچ مہینے کا تھا جسے مریم پیار سے چھوٹا چیتن کہتی تھی۔۔۔۔

"اچھا یہ بتاؤ آج اس ٹائم بھابی کی یاد کیسے آ گئی۔۔۔؟"

"وہ۔امی بلا رہی ہیں آپکو نیچے"

وہ ویسے ہی سفیان کو گود میں لیٹائے اس سے کھیلتے مصروف انداز میں بولی۔۔۔

مریم نے ایک مسکراتی نظر اپنے بیٹے اور فاطمہ پر ڈالی۔۔اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔

نیچے اتر کر کچن میں آئی۔۔

تو کچن کی حالت دیکھ کر چکرا گئی۔۔

اسکی سگھڑ ساس جگہ جگہ چیزین پھیلائے کبھی کچھ تو کبھی کچھ کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔

"امی یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔۔۔

اور یہ ایک ساتھ کیا کیا بنا رہی ہیں۔۔۔"

وہ دوپٹا باندھ کر چیزیں سمیٹنے میں لگ گئی۔۔۔

"کچھ نہیں مان (مریم کو پیار سے سب مان کہتے تھے اور یہ نام میرب کا دیا ہوا ہی تھا) کباب اور کھیر بن گئی ہے بس بریانی اور اچار گوشت باقی ہے۔۔اب تم بھی آگئی ہو تو جلدی جلدی میری مدد کرواؤ اس کے بعد گھر کی بھی سہی سے صفائی کروانی ہے۔۔

اور سفیان کے پاس فاطمہ ہے نہ؟

اسکو اکیلا چھوڑ کے تو نہیں آئی۔۔؟"

"نہیں امی اکیلا نہیں ہے فاطمہ ساتھ ہے اسکے۔۔پر یہ اتنی تیاری کس لیئے کر رہی ہیں کوئی۔۔۔آرا ہا ہے۔۔۔"

"مان ابھی کوئی سوال نہ کرو پہلے یہ کام فارغ کرواؤ اسکے بعد جو جو پوچھنا ہو پوچھ لینا۔۔۔

جواب میں مریم بھی انکے ساتھ کام مکمل کرنے لگی۔۔۔

مستقل ایک گھنٹے کی محنت کرنے کے بعد میرب بیگم اور مریم سب کچھ تیار کر کے کچن صاف کر کے لان میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔۔۔

میرب کا تو طبیعت خرابی کا تکازا تھا وہ اتنے کام نہی کر پاتی تھیں پر ہر ممکن کوشش کرتی تھیں کے مریم پر کسی کام کا بوجھ نہ پڑے اسلیے اسکے ساتھ کام میں ساتھ دینے کا سوچتی تھیں۔۔

مریم دو کپ چائے ٹرے میں لائی ٹیبل پر رکھ کر خود بھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔۔

"ایک بار سوفی کو دیکھ آتی۔۔کافی دیر ہو گئی ہے۔۔۔"

مریم ٹرے سے کپ اٹھا کے انکے سامنے رکھتی ہوئی سیدھی ہوئی۔۔چہرے پر ہمیشہ رہنے والی میٹھی سی مسکراہٹ تھی۔جو بلاشبہ اسکے چہرے پر جچتی تھی۔۔۔

"دیکھ آئی ہوں امی فطو اور سوفی دونوں ہی گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہے ہیں۔۔"

مریم نے ہنستے ہوئے بتایا۔۔مریم کی بات سن کے وہ بھی مسکرا دیں۔۔

"اور سمیرا کو بھی بول دیا ہے کہ ایک بار دوبارہ پورے گھر کی اچھے سے صفائی کرے کوئی شکایت نہ ملے۔"

وہ جانتی تھی کہ اگلہ سوال میرب بیگم کیا کریں گی اسی لیے خود ہی تفصیل بتادی۔۔۔

اب وہ منتظر نظروں سے چائے کے سپ لیتے میرب کو دیکھ رہی تھی۔۔

"رات کے کھانے پر ڈاکٹر عفان کی فیملی آرہی ہے۔۔"

مریم کی نظروں کا مفہوم سمجھ کے انہوں نے اسے بتایا۔۔

"وہی جوار حمنہ کی بیٹی کی شادی میں ملی تھی۔۔انکی وائف جو تمہیں بچوں کی بیماریوں پر دیسی ٹوٹکے بتارہی تھی۔"

" آہاں وہ تسمینہ آنٹی؟ پرابو نے بتایا تھا کہ انکے ہسبینڈ کا انتقال ہو گیا تھا کچھ مہینے پہلے ہارٹ اٹیک کی وجہ سے"

مریم کو جو انکے بارے میں یاد آیا اس نے وہ بتا کہ تصدیق چاہی کہ وہ وہی ہیں جو وہ سمجھ رہی ہے۔۔

"ہاں وہی۔۔۔ابھی ایک دو مہینے پہلے ہی انکی عدت پوری ہوئی ہے اور اب وہ گھر آنا چاہ رہی ہیں۔۔۔"

"اوہ اچھا۔۔۔"

مریم نے اپنے ہونٹوں کو 0 کا شیپ دے کر اوو کہا جیسے ساری بات سمجھ آ گئی ہو۔۔۔

"ویسے کوئی خاص مقصد یہاں آنے کا؟؟"

اسنے میرب اور اپنے سامنے سے کپ اٹھا کے ٹرے میں رکھے۔۔۔

"ہاں خاص مقصد ہی ہے۔۔فاطمہ کو دیکھنے آ رہی ہیں۔

وہ تو دیکھ ہی چکی ہیں اور پسند بھی کر چکی ہیں پر ایک بار وہ اپنے بیٹے کو دکھانا چاہتی ہیں۔۔۔"

"لیکن امی فاطمہ تو ابھی پڑھ رہی ہے۔۔ابھی اسکے یونی کے 2 سال باقی ہیں۔۔۔"

مریم کو میرب کی بات کچھ خاص پسند نہیں آئی۔۔۔

"ہاں پر اچھا رشتہ ہے مجھے فاطمہ کے لیے مناسب لگا ہے۔۔میں نے ان سے (عارف) سے پوچھا تھا انہوں نے بھی کہا ہے لڑکا اچھا ہے اس میں کوئی برائی نہیں۔اچھا شریف گھرانہ ہے۔۔۔

اور چھوٹی فیملی ہے۔۔فاطمہ سنبھال بھی لے گی۔۔۔۔"

انہیں مریم کے تاثرات دیکھ کر اسے مطمئن کیا۔۔۔

"لیکن امی اتنی جلدی کیا ہے"

مریم نے بچوں کی طرح منہ بنا کر کہا۔۔اسے بھی کہاں قبول تھا کہ اتنی جلدی اسکی بہن چلی جائے آخر اسے بھی تو بہنوں کی خواہش تھی اور مل بھی گئی تھی فاطمہ کی شکل میں۔۔۔

"جلدی کہاں ہے مان بیس سال کی ہو گئی ہے۔۔اچھے رشتے اسی عمر میں آتے ہیں۔۔

اور تم بھی تو اسی عمر میں رخصت ہو کر آئی تھی۔۔۔"

اسکے اسطرح منہ بنانے پر میرب بیگم مسکرادی۔۔۔۔

"اور رضیہ باجی نے بھی اپنے ارسلان نے لیے رشتہ مانگا ہے فاطمہ کا۔۔۔

اب تم بتاؤ ارسلان کہیں سے بھی فطو کے قابل ہے؟

باہر سے پڑھ کر ضرور آیا ہے پر اسکی عادتوں سے تو پورا خاندان واقف ہے اب رضیہ آپا کو ایسے منع نہیں کر سکتے وہ اپنے بیٹے کے معاملے میں ایک لفظ برداشت نہیں کرتیں۔۔اور انکا دل رکھنے کے لیے فاطمہ کی زندگی بھی خراب نہیں کر سکتے۔۔

اور تمہارے ابو کی اکلوتی بہن ہیں وہ انہیں ناراض نہیں کرنا چاہتے۔اسی لیے یہی بہتر ہے۔

۔۔۔

میں نے رضیہ آپا سے یہی بولا ہے کے عارف سے بات کرونگی۔۔اگر یہاں بات جم جاتی ہے تو انہیں یہی بول کے منع کر دینگے کے عارف پہلے سے ہی رشتہ طے کر چکے ہیں۔۔اس طرح انکی دل آزاری بھی نہیں ہوگی۔۔

اور فاطمہ بھی اچھی جگہ بس جائے گی۔۔۔"

انہوں نے ٹہر ٹہر کے اپنی بات مکمل کی اور مریم کے دماغ میں جتنی بھی الجھنیں تھیں سب سلجھادیں۔۔۔

"لیکن امی پھر اسکی پڑھائی۔۔۔"

مریم کی سوئی اب بھی وہی اٹکی تھی۔۔۔

"پڑھائی کا کچھ نہیں مان۔۔میں اسکی پڑھائی کو وجہ بنا کے اتنا اچھا رشتہ نہیں ٹھکرا سکتی۔۔۔

اگر شادی کے بعد اسکا شوہر اجازت دے تو ٹھیک ورنہ اتنا تو پڑھ چکی ہے کہ اپنی اولاد کو اچھی تربیت دے سکے۔۔۔۔

"جی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔"

مریم کو مناسب نہیں لگا مزید کوئی سوال کرنا اپنی ساس کی کوئی بھی بات اسے غلط نہیں لگی تھی۔۔اور وہ کافی حد تک مطمئن ہو چکی تھی۔۔۔

****

"نو ڈیڈ بلکل بھی نہیں۔۔۔"

ارحم تم اتنے ضدی کیوں ہو ہر بات میں ضد کیوں کرتے ہو۔۔۔

وہ مستقل اپنے آفس میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہے تھے اور بیچ بیچ میں رک رک کر اپنے سر پھرے بیٹے کو سمجھانے کی ناکام کوششیں بھی کر رہے تھے جو ہر بار کی طرح ناکام ہی جا رہی تھیں۔۔۔

"ڈیڈ یہ تو میں بھی بول سکتا ہوں کے آپ اتنے ضدی کیوں ہیں۔۔۔ہر بار ضد کیوں کرتے ہیں"

وہ ویسے ہی اپنے مطمئن انداز میں کرسی پر جھولتے اپنے باپ کو ادھر سے ادھر چکر کاٹتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور چہرے پر ہمیشہ کی طرح وہی مسکراہٹ تھی جو کبھی کبھی الیاس مبین کا سیروں خون بڑھا دیتی تھی تو کبھی خون جلا کے راخ کر دیتی تھی۔۔

اپنے ضدی بیٹے کی بات سن کے انکے چلتے ہوئے قدم ٹھہرے۔۔وہ رکے اور واپس ٹیبل پر آئے اور دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ کے جھکے اور تیکھی نظروں سے اسے گھورا۔۔۔

"میں ضدی نہیں ہوں ارحم الیاس۔۔اور نہ ہی میں ضد کرتا ہوں۔۔۔"

وہ بول کر اسے ویسے ہی دیکھنے لگے۔۔

] کرسی پر بیٹھا ارحم بھی کھڑا ہوا اور مسکراتی نظریں انکی آنکھوں میں ڈالی۔۔۔اور چہرے پر وہی مسکراہٹ سجائی جو کبھی دل چرانے کا تو کبھی دل جلانے کا کام کرتی تھی۔۔اور اس وقت یقینن وہ دل جلانے کا کام ہی کر رہی تھی۔۔۔

"آپ ضدی ہیں الیاس مبین اور آپ ضد بھی کرتے ہیں وہ الگ بات ہے کہ ہر بار ہار جاتے ہیں۔۔۔"

انہیں کے انداز میں انہیں جواب دے کر وہ واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

اس کا جواب سن کے وہ اپنا سر پکڑ کر اپنی پشت اسکی طرف کر کے کھڑے ہو گئے۔۔۔

ارحم کی مسکراہٹ اب ہنسی میں تبدیل ہو رہی تھی جسے وہ ضبط کیے بیٹھا تھا۔۔۔

"میں ہر بار تمھاری ضد کے آگے ہارتا ہوں نہ تو کیا تم ایک بار نہیں ہار سکتے۔۔؟ "

واپس اپنا رخ ارحم کی جانب کر کے چہرے پر مظلومیت طاری کر کے سوال کیا۔۔

پر مقابل بھی انہیں کا بیٹا تھا۔۔۔

"ڈیڈ آپ کیا بچوں کی طرح ضد کر رہے ہیں۔۔اب آپکی ضد پوری کرنے کے لیے میں کمپنی کا نقصان تو نہیں کر سکتا نہ ؟"

اب کی بار اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔

"کیا نقصان ہو رہا ہے اس میں ہماری کمپنی کو؟"

آئیبرو اچکا کر سوال کیا اور پینٹ کی پوکیٹ میں ہاتھ ڈال کے کھڑے ہو گئے۔۔۔

ارحم کرسی سے اٹھ کر انکے سامنے آیا اور انہیں دونوں کندھوں سے تھاما

"افففف ڈیڈ۔۔فائدہ بھی تو نہیں ہو رہا نہ۔۔۔اور لازمی نہیں ہے کہ پیسوں کا لالچ ہو۔۔اس سے ہمیں کوئی فائدہ بھی نہیں ہو رہا۔اٹس مین اس پروجیکٹ پر ہم کام کر کے اپنا ٹائم ویسٹ کرینگے اور وقت سے زیادہ اور کیا قیمتی ہے جس کا ہمیں نقصان ہو گا۔۔۔

بات صرف عقلمندی کی ہے اگر عقلمند انسان ہو تو سمجھ جائے گا"

آخری بات اس نے جان بوجھ کر ایسی کری تھی جس پر الیاس مبین اس سے کچھ کہیں۔۔۔

اور اس کا تیر بلکل نشانے پر لگا تھا۔وہ جو اسکی وجوہات سن کے تھوڑا نارمل ہوئے تھے اسکی آخری بات سن کے انکا دماغ ہی گھوم گیا۔۔۔

"مطلب میں بے وقوف ہوں"

انہوں نے ویسے ہی اسے تیکھی تیوریوں سے نوازہ۔۔۔

"نو نو ڈیڈ ویری بیڈ ایسے خود کو بے وقوف نہیں بولتے۔۔

آپ بے وقوف تھوڑی ہیں بس تھوری سی۔۔۔

)اسنے اپنے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور انگھوٹے کے درمیاں تھوڑا فاصلہ رکھ کے ہاتھ الیاس مبین کے سامنے کیا۔۔۔(

عقل کم ہے۔۔۔ لیکن اسطرح بول کر آپ سب کو کیوں بتانا چاہتے ہیں۔۔ بلاوجہ میں آپ کا مزاق بنے گا۔۔۔"

چہرے پر معصومیت سجائے اس وقت وہ الیاس مبین کو سخت زہر لگا۔۔۔۔

اس وقت انکے چہرے پر آتے جاتے رنگوں کو دیکھ کر ارحم کے لیے اپنا قہقہ روکنا مشکل ہو رہا تھا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم ارحم۔۔ تمہارے باپ کی فیکڑی ہے نہ تمہیں جو کرنا ہے کرو۔ میں کون ہوتا ہوں کچھ بولنے والا۔۔۔۔"

اب وہ غصے میں ارحم کو دیکھ رہے تھے انکا بس نہیں چل رہا تھا کے اپنے سامنے کھڑے اپنے بیٹے کے منہ پر دو لگائیں۔۔۔

" ھممم بات تو ٹھیک ہے۔۔ہے تو میرے باپ کی ہی۔۔۔"!

وہ اپنی بات مکمل کرتا جب تک الیاس روم کا گلاس ڈور کھول کے چلا گئے اور ارحم جو پتہ نہیں کیسے اپنا قہقہ ضبط کیے بیٹھا تھا انکے جاتے ہی نکل گیا۔۔ہنستے ہوے وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

ہنستے ہنستے اسکی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔۔۔

"افففف ڈیڈ یو آر سو کیوٹ۔۔۔"

****

" اٹھو محترمہ۔۔۔"

مریم کمرے میں 4 گھنٹے بعد آئی تھی۔۔2 گھنٹے تو اسے میرب کے ساتھ سب انتظام دیکھنے میں لگ گئے تھے پھر باتیں کرتے کرتے وقت کیسے گزر گیا پتا ہی نہیں چلا اور اب جب وہ چار گھنٹے بعد واپس کمرے میں آئی تو اپنا سر پکڑ لیا۔۔۔

ابھی میرب نے اسے کہا تھا کہ فاطمہ کو تیار کروا کے سب سمجھا دے پر یہاں تو بات ہی الٹی تھی۔۔۔

اسکا بیٹا اور اسکی نند ابھی تک گدھے گھوڑے بیچے سو رہے تھے جیسے برسوں سے نیند کے ترسے ہوئے ہوں۔۔۔

حیرت تو اسے سفیان پر ہوئی تھی۔۔۔

اور دل سے یہ دعا بھی نکلی تھی کہ اسکا سفیان نیند کے معاملے میں فاطمہ پر نہ چلا جائے۔۔۔۔

"اٹھو فاطمہ۔۔۔"

"جی۔۔۔بھابی۔۔۔"!

انگڑائی لیتے وہ اٹھ کر بیٹھی اسکو دیکھ مریم کو ایک بار پھر افسوس ہوا۔۔

ابھی تو فاطمہ بہت لاؤ بالی تھی۔۔۔

وہ کہاں شادی سسرال اور زمہ داری جیسی چیزوں میں پڑے گی۔۔۔

پر جب بڑوں نے فیصلہ کر لیا تو اب کیا کہا جا سکتا ہے۔۔۔

"اٹھو تیار ہو جلدی۔۔۔ٹائم نہیں ہے۔۔۔کپڑے میں تمہارے نکال آئی ہوں شاور لے کر سادہ سا تیار ہو کر آؤ"

جلدی جلدی بولتے اسنے فاطمہ کو کھینچ کر اٹھایا۔۔۔

اور سفیان کی فیڈر ڈھونڈنے لگی۔۔۔

چونکہ فاطمہ کو اٹھاتے سفیان بھی اٹھ چکا تھا اور اب مکمل رونے کی تیاری کر رہا تھا۔۔۔۔

"کیوں؟۔۔۔تیار کیوں۔۔ہم باہر جا رہے ہیں؟۔۔آپ کی ظالم ساس مان گئی۔۔۔پر یہ کیسے ہو گیا۔۔۔

اتنی جلدی انکو رحم کیسے آ گیا۔۔۔؟"

وہ حیرت سے مریم کے سامنے آئی جواب جھنجھلا گئی تھی۔۔

پہلے ہی سفیان کی فیڈر نہیں مل رہی تھی اور اب وہ رونا بھی شروع کر چکا تھا۔۔۔

"فاطمہہہہہ۔۔۔۔۔ تھوڑا تو تمیز کا مظاہرہ کیا کرو یار بڑی ہیں وہ ماں ہیں تمہاری یہ کیا ظالم ظالم لگا رکھا ہے۔۔۔؟

اور کہیں باہر نہیں جا رہے۔۔۔ جاؤ جلدی تیار ہو۔۔۔ ورنہ جسے تم ظالم ساس کہہ رہی ہو نا وہ ظالم ماں بن کے اوپر آجائینگی۔۔۔"

فاطمہ کو بولتے وہ سفیان کو گود میں اٹھائے پھر فیڈر ڈھونڈے لگی۔۔۔

"پر جب جانہیں رہے تو میں تیار کیوں ہوؤں؟؟"

وہ اب بھی جم کے کھڑی تھی۔۔۔

"فاطمہ پہلے تیار ہو کر آؤ پھر بتاؤنگی۔۔۔اب جلدی جاؤ"

اجلت میں بولتی وہ فاطمہ کو جانے کا اشارہ کرتی واپس ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگی۔۔۔

"آپ کچھ ڈھونڈ رہی ہیں؟"

فاطمہ کے پوچھنے پر اس نے گہری سانس لے کر فاطمہ کو دیکھا وہ اب تک یہیں کھڑی تھی۔۔۔

"ہاں فیڈر ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔"

مریم کے بولنے پر فاطمہ نے اپنے ڈوپٹے کے نیچے سے ہاتھ نکال کر مریم کے سامنے کیا۔۔۔

اسکے ہاتھ میں فیڈر دیکھ مریم نے اسے گھورتے ہوئے اسکے ہاتھ سے فیڈر لی۔۔

اسکی گھوری پر فاطمہ بھی مسکراتی ہوئی کمرے سے نکل گئی

****

" کیاہوامام۔۔؟آج ماحول کچھ گرم لگ رہاہے۔۔۔"

ارحم مسکراتاہواا پنی ماں کی سامنے والی کرسی پر بیٹھا۔۔

چھوٹی سی فیملی تھی الیاس مبین کی پر زندگی سے بھرپور تھی۔۔ کھاناوہ تینوں ساتھ ہی کھاتے تھے۔۔۔

ارحم کی مسکراتی آواز پر جہاں زینت مسکرائیں وہی درمیان کی سربراہ کرسی پر بیٹھے الیاس مبین کا حلق تک کڑواہوا تھا۔۔۔۔

لیکن پھر ایک غصیلی نظر ارحم پر ڈال کر وہ واپس کھانے کی طرف متوجہ ہوگئے۔۔۔۔

"لگتاہے کسی کی بیوی نے آج کلاس لی ہے۔۔۔"

سادے چاول اپنی پلیٹ میں ڈالتے ارحم نے ایک اور جملہ کسا۔۔۔

اب کی بار وہ ضبط کر گئے اور ایسے انجان بنے جیسے سناہی ناہو۔۔۔

"ارے مام آپکو پتا ہے جب انسان بڑا ہوتا جاتا ہے تو وہ بچہ بنتا جاتا ہے۔۔بچوں کی طرح ضد۔۔۔۔"!

"انف۔۔۔"

ارحم کی بات بیچ میں کاٹتے وہ پلیٹ آگے کھسکا کے اٹھ گئے۔۔۔

زینت ساری باتیں بخوبی سمجھ رہی تھیں۔۔الیاس مبین آفس سے آکر اپنی بیوی کے سامنے بہت کڑے تھے اور اپنے بیٹے کی بد تمیزی پر بہت رونا بھی رویا تھا۔۔۔

"ارے کھانا تو کھا۔۔!

زینت انکو یوں اٹھتا دیکھ ایک لمحے کو بوکھلائی تھیں۔۔۔

"بھوک مر گئی میری۔۔کھلاؤ میرے اس جان کے عذاب کو۔۔۔"

ارحم کی طرف اشارہ کر کے غصے سے کہتے وہ پلٹ گئے۔۔۔

دوپہر میں آفس میں ہوئی ارحم سے بحث پر وہ اب تک خفا تھے۔۔۔

"پریشان نہ ہوں مام آپ کے شوہر آفس میں ہر تھوڑی دیر بعد کچھ نہ کچھ منگوا کر کھاتے رہتے ہیں۔۔۔"

ایک اور جملہ کس کر ارحم اب الیاس مبین کی نشست پر زینت کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔

زینت نے پیچھے دیکھا الیاس مبین جو کمرے میں جا رہے تھے ارحم کی بات پر دانت کچکچا کر پیچھے مڑے۔۔۔

"ویسے مام ایک بات کا افسوس مجھے ساری زندگی رہے گا۔۔۔"

سیخ کباب ہاتھ میں اٹھائے وہ زینت سے بولا لیکن نظریں کباب پر تھیں۔۔

"کس بات کا۔۔۔؟"

اب وہ ارحم کی طرف وہ مکمل متوجہ ہوئیں۔۔۔

ارحم نے کباب پر سے نظریں ہٹا کر انہیں مسکرا کر دیکھا۔۔۔

"آپ کی زندگی پر افسوس ہے۔۔۔

حیرت ہے مجھے مام کے آپکو یہی سڑو بڑھو ملا تھا شادی کرنے کے لیے۔۔۔؟"

"آہ۔۔۔۔"

اس کی بات پر زینت بے ساختہ ہنس دی پر اس سے پہلے وہ کچھ بولتیں پیچھے سے ارحم کے سر پر تھپڑ پڑا۔۔۔

کراہتے ہوئے وہ سر سہلاتا گردن پیچھے موڑ کر دیکھا تو الیاس مبین اسے خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے۔۔۔

"بڈھا میں اب بھی نہیں ہوا۔۔اور جوانی میں جب تمہاری ماں نے مجھے پسند کیا تھا نہ جب تم سے کہیں زیادہ حسین اور خوبرو تھا۔۔۔"

انکی بات پر زینت نے آئبرو اچکا کر انہیں دیکھا کیونکہ پسند زینت نے انہیں نہیں بلکہ انہوں نے زینت کو کیا تھا۔۔۔

"کاش میرے باپ کی دعا قبول ہو جاتی اور مجھے میرے جیسی ہی اولاد ملتی۔۔۔"

طنز کرتے وہ مڑنے لگے تھے پر ارحم کی آواز پر پھر قدم رکے۔۔۔

"لیکن دادا نے تو یہ بددعا دی تھی نہ۔۔۔"

بلا کی معصومیت سے پوچھتا وہ الیاس مبین کو زچ کر رہا تھا۔۔۔

"تمہارے جیسی فسادی اور بدتمیز اولاد اللہ تمہارے علاوہ کسی کو نہ دے۔۔۔

اور تم چلو یہاں سے میرے ساتھ کمرے میں کھانا کھانا۔۔۔ورنہ اپنے بیٹے کی صحبت میں رہی تو میں پاگل ہو جاونگا۔۔۔"

زینت کا ہاتھ پکڑتے وہ انکی سنے بغیر کمرے میں لے جانے لگے۔۔۔۔

"رضوانہ۔۔۔زینت اور میرا کھانا کمرے میں بھجواؤ۔۔۔"

یہ الیاس مبین کی آواز تھی۔۔

"رضوانہ میرا کھانا بھی مام ڈیڈ کے کمرے میں بھجوا دو میں بھی وہیں کھاؤنگا۔۔۔"

یہ چہکتی جو فلحال تو الیاس مبین کو شیطانی لگی تھی ارحم کی آواز تھی۔۔۔۔۔

****

"کیا؟؟میرے رشتے والے ؟اس لیے تیار کروایا ہے مجھے۔۔۔

میں ابھی جا کر واپس چینج کرتی ہوں۔۔۔"

غصے سے کہتی فاطمہ واپس باتھروم میں گھسنے لگی جب مریم نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

"کیا ہو گیا فاطمہ رشتہ آیا ہے اس میں اتنی بڑی بات کیا ہے؟ ہر لڑکی کا آتا ہے۔۔۔"

"پر بھابی میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ میری تو ابھی پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی۔۔۔"

فاطمہ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ دھاڑیں مار مار کر روئے۔۔

"فاطمہ بیس سال کم عمر نہیں ہوتی۔۔۔اسی عمر میں شادی ہوتی ہے لڑکیوں کی۔۔اور ویسے بھی سوچ لو میں نے لڑکے کی تصویر دیکھی ہے بہت خوبصورت ہے۔۔۔

اب تمہارے اوپر ہے اس سے شادی کے لیے ہاں کرو یا نا۔۔۔"

مریم نے بات ادھوری چھوڑ کر کندھے اچکائے۔۔

"یا؟"

فاطمہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

"یا پھر پھپھو کے بیٹے ارسلان بھائی سے شادی کرو۔۔۔"

ارسلان کا نام سن کے فاطمہ کے منہ میں کڑواہٹ گھل گئی۔۔

اسے اپنے پھپھو کا بیٹا ایک آنکھ نہیں پسند تھا۔۔

عجیب بد تمیز تاڑو ٹائپ۔۔۔

"لیکن ارسلان بھائی بیچ میں کہاں سے آ گئے؟"

"وہ اسلیے کیونکہ پھپھو ارسلان اور تمہارا رشتہ کرنے پر بضد ہیں۔۔۔

اسی لیے امی اچھی جگہ تمہارا رشتہ کرنا چاہتی ہیں۔۔۔

فیملی بھی بہت اچھی ہیے اور انکی امی سے بھی میں مل چکی ہوں بہت اچھی خاتون ہیں بلکل امی کی طرح۔۔۔۔"

آخر میں مریم جوش سے بولی۔۔فاطمہ کو منانے کی چکر میں بول تو دیا پر جلد احساس بھی ہوا کے غلط بول دیا۔۔

"کیاا؟امی کی طرح ہیں۔۔۔؟اب تو میں بلکل نہیں کرونگی شادی۔۔۔مجھے ارسلان بھائی قبول ہیں پر امی جیسی ساس ہرگز نہیں۔۔۔"

وہ ہاتھ جھاڑتے اٹھی اور واپس اپنے قدم باتھروم کی طرف بڑھا دیے اب تو قصہ ہی ختم ہو چکا تھا۔۔۔

"ارے ارے فاطمہ میں تمہاری نہں اپنی امی کی بات کر رہی ہوں میرا مطلب میری ساس نہیں سگی ماں ۔۔۔۔"

مریم نے فورا بات سنبھالی۔۔۔

"پکا؟"

فاطمہ اسے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

مریم کی امی کا سن کر اسکا دل تھوڑا مطمئن ہوا تھا کیونکہ مریم کی امی جب بھی آتی تھیں اسے ڈھیروڈھیر سراہاتی تھیں پیار کرتی تھی سب سے بڑھ کر اتنی پیاری بیٹی ملنے پر میرب کو شکر کرنے کا کہتی تھیں۔۔۔فاطمہ کو وہ بہت پسند تھیں۔۔۔۔

"ہاں نہ اب جلدی سے خاموشی سے یہاں بیٹھو اور پلیز کوئی گڑبڑ مت کرنا اور سب سے اہم بات اپنی یہ چونچ بند رکھنا۔۔۔

ورنہ سوچ لینا یہ رشتہ گیا تو اگلا ارسلان بھائی کا ہو گا۔۔۔"

فاطمہ کو جتاتے وہ کمرے سے نکل گئی اور پیچھے فاطمہ منہ بسور کے بیٹھ گئ۔۔۔۔

****

"ارحم رات کے گیارہ بج رہے ہیں اس ٹائم جاؤ گے تو واپس کب آؤ گے۔۔۔"

ارحم جو انہیں انفارم کرنے انکے روم میں ہی آرہا تھا زینت جو چائے بنانے باہر نکلی تھیں ارحم کو اپنی جانب آتا دیکھ رک گئیں۔۔۔

آج ارحم کے ایک لوتے بیسٹ فرینڈ حماد کی برتھڈے پارٹی تھی جسے کلب میں سیلیبریٹ کیا تھا جسکا انفارم کرنے وہ انکے روم میں جارہا تھا۔۔۔

"مام حماد کی برتھڈے پارٹی ہے۔۔ورنہ آپ کو پتا ہے مجھے خود بھی یہ کلب کی پارٹیز میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے ۔۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے جاؤ پر ٹائم کا خیال رکھنا۔۔۔"

"او کے اللہ حافظ اور ہاں مجھے واپس آتے دیر ہو گی سو پلیز میرا انتظار کر کے اپنی صحت خراب مت کریے گا۔۔۔"

انکو ہگ کر کے وہ باہر کی جانب پڑھ گیا اور اسکے جانے کے بعد وہ بھی کچن کی جانب بڑھ گئیں

****

وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونکتا کلب میں بیٹھا ادھر ادھر بیزارگی سے نظریں گھما رہا تھا۔۔

وہ بھی اپر کلاس کا تھا پر اسے یہ چیزیں اریٹیٹ کرتی تھیں۔۔۔

اب اسکی نظریں بے زارگی سے حماد کو دیکھ رہی تھیں جو مسلمان لڑکا ہو کر ڈرنک کرتے ڈانس فلور پر لڑکے اور لڑکیوں کے بیچ تھرک رہا تھا۔۔۔

اب اسکو کیا بولا جا سکتا تھا یہاں تو لڑکیاں بھی مردوں کے ساتھ نشے میں جھوم رہیں تھی۔۔۔

کسی لڑکے کا ہاتھ کسی لڑکی کے کندھے پر تھا تو کسی لڑکے کا ہاتھ کمر پر۔۔۔

اور یہاں اپنے ساتھ اپنے ماں باپ کی عزتیں مٹی میں ملاتیں وہ لڑکیاں بے پرواہی سے میوزک پر جھوم رہیں تھیں۔۔۔

اسکو یہاں آئے تین گھنٹے ہو چکے تھے اور کیک کاٹنے کے بعد سے وہ اب تک ایک ہی جگہ بیٹھا تھا۔۔۔اس بات سے بے خبر کے کوئی گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

یا پھر اسے محسوس ہو چکا تھا پر وہ سدا کا لاپرواہ اب بھی لاپرواہی سے بیٹھا تھا۔۔۔

بلیک جینز پر بلیک ہی ٹی شرٹ اس پر ڈینم کی جیکٹ پہنے۔۔۔

وائیٹ جو گرز۔۔۔ماتھے پر چند بال بکھرے لائٹ براؤن آنکھوں میں بیزارگی لیے ایک ہاتھ میں سگریٹ تو دوسرے ہاتھ میں موبائل فون پکڑے وہ اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔۔۔

اسے حیرت تھی کے وہ اتنی دیر سے اسے یک ٹک دیکھ رہی ہے پر سامنے والے کو کیا بلکل اسکی نظروں محسوس نہیں ہو رہی۔۔۔۔

اسکی لاپرواہی پر وہ دلکشی سے مسکراتی اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک ادا سے اسنے اپنے قدم اسکی جانب بڑھائے۔۔

"ہیلو ہینڈسم"

سریلی آواز پر اسنے صرف گردن موڑنے کی زحمت کی۔۔۔

ایک نظر اپنی برابر کھڑی میک اپ سے لبریز لڑکی کو دیکھ کر اسنے واپس اپنی نظریں پھیر لیں۔۔۔

اسکا نظریں پھیرنا سامنے کھڑی لڑکی کو چبھا اسکو یقین تھا کے ایک نظر اسکو دیکھنے کے بعد وہ نظریں پلٹنا بھول جائے گا۔۔۔۔

"می سحر خان۔یو؟۔۔"

اب کے وہ ارحم الیاس کے سامنے آکر بولی۔۔۔۔

اب کے ارحم نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔

وائٹ جینز پر پنک ٹاپ پہنے وہ اچھے نقش کی مالک تھی۔۔

کمر تک آتے براؤن بال آدھے آگے کیے ہوئے تھے۔۔۔

اسکا لباس تنگ تھا پر کہیں سے بھی باقی لڑکیوں کی طرح پھٹا ہوا نہیں تھا کہ اسکا جسم نظر آتا۔۔

وہ اب تک اسے منتظر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"ارحم الیاس۔۔۔"

مغروریت سے کہتا وہ اس پر سے نظریں ہٹاتا واپس سامنے دیکھنے لگا۔۔۔

"کافی مغرور معلوم ہو رہے ہوں۔۔۔"

وہ اسکے برابر میں کھڑی ہوتی اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

"ہوں بھی۔۔۔"

لاپرواہی سے جواب دیتے اس نے دوبارہ ایک نظر غلط اس پر نہیں ڈالی تھی۔۔۔

اسکی لاپرواہی پر سحر کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

کوئی تو تھا جو اسے لگا کے سحر خان کی برابری کا ہے۔۔

پر وہ اس بات سے بلکل انجان تھی کے برابر کھڑا شخص اسے اپنی برابری کا بلکل نہیں سمجھتا۔۔۔

"اچھا ہوا تم آ گئے ورنہ میں ابھی بنا بتائے نکلنے والا تھا۔۔۔"

حماد کے آتے ہی ارحم نے سگریٹ نیچے پھینک کے پاؤں سے مسلی اور موبائل اپنی جیب میں ڈالا۔۔۔

"کیا یار ابھی تو پوری رات باقی ہے اور ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے دوست۔۔۔اگر تو بور ہو رہا ہے تو میں تیرے ساتھ بیٹھ کے باتیں کر لیتا ہوں۔۔"

حماد اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا بولا سحر اب بھی اسے گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"نہیں میں اب تھک گیا ہوں گھر جاؤنگا تو پارٹی انجوئے کر۔۔۔

اور تیرے منہ سے یہ جو بدبو آرہی ہے نہ اگر اسے اور سونگھ لیا تو کچھ اور سونگھنے کے لیے زندہ نہیں رہوں گا۔۔۔"

اسنے حماد کے منہ سے آتی شراب کی بدبو پر چوٹ کی تھی

کیونکہ وہ ایک کونے پر بیٹھا تھا جہاں وہ بدبو کم آرہی تھی۔۔

اسے یہ بدبو برداشت کرنے کی عادت تھی کیونکہ وہ اکثر کلب آتا تھا حماد کے ساتھ پر اتنے قریب سے حماد کے منہ سے آتی بدبو اسکی برداشت سے باہر تھی۔۔۔

اسکی بات پر حماد کا بے ساختہ قہقہ نکلا۔۔

ارحم اس سے مل کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

سحر خان کی نظروں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔۔۔

اور اسکے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہ آنکھیں موند کر دلکشی سے مسکرائی۔۔۔۔

****

مسز عفان فاطمہ کو پہلے ہی پسند کر چکی تھیں مگر وہ اپنے بیٹے حارث جسکے لیے انہوں نے فاطمہ کو پسند کیا تھا اور اپنی بیٹی سندس کو دکھانا چاہتی تھیں۔اور انکے دونوں بچوں کو ہی فاطمہ پسند آئی تھی۔۔۔

میرب نے بھی شکر ادا کیا تھا کہ فاطمہ نے کوئی ایسی الٹی سیدھی بات نہیں کی۔۔۔

ڈاکٹر عارف تو حارث کو پہلے ہی جانتے تھے اور پسند بھی کرتے تھے۔۔۔

حارث میں انہوں نے کوئی برائی نہیں دیکھی تھی۔۔۔

حارث ایک قابل کیمیکل انجینیئر تھا۔۔۔اور ویل سیٹلڈ تھا۔۔۔

سندس فاطمہ سے ایک سال بڑی تھی اور یونی تھرڈ ایئر میں تھی۔۔۔ مختصر فیملی تھی

انکا گھر اچھے اور پوش ایریے میں تھا۔۔۔۔۔

گھر میں سب کو یہ رشتہ مناسب لگا تھا اور اب مریم بھی مطمئن تھی ان لوگوں سے ملنے کے بعد۔۔۔

سب سے اہم بات فاطمہ کو بھی وہ لوگ پسند آئے تھے۔۔

اور حارث بھی اسے اچھا لگا تھا۔۔۔

حارث اسے خود سے کہیں زیادہ خوبصورت لگا تھا اور شاید تھا بھی۔۔۔

گورا رنگ خبصورت نقوش کھڑی ناک۔۔۔

فاطمہ بھی حسین تھی بس اسکا رنگ سانولہ تھا پر اسکے سانولے رنگ میں بھی اتنی کشش تھی کہ ایک بار دیکھنے والا دوبارہ مڑ کر ضرور دیکھتا تھا۔۔۔

ڈاکٹر عارف نے ابھی انہیں کوئی جواب نہیں دیا تھا مگر انہوں نے اپنی پسندیدگی کا اظہار ضرور کیا تھا۔۔

اور اپنے بیٹے اسامہ سے مشورہ کر کے جواب دینے کا کہا تھا۔۔۔

****

" کیا ہوا ڈیڈ آپ اب تک بچوں کی طرح منہ پھلائے بیٹھے ہیں یار۔۔۔"

ارحم آج لیٹ آفس آیا تھا اور وجہ اسکی رات میں کلب جانا تھا۔۔رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے اسکی آنکھ صبح دیر سے کھلی تھی۔۔۔۔۔

اور ابھی وہ آفس آیا تھا اور اپنے ڈیڈ کے آفس میں بیٹھے ان سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔کل رات کو انکے کمرے میں کھانا کھاتے ہوئے بھی ارحم نے انہیں کسی نہ کسی بات پر پریشان کیا تھا جسکا نتیجہ یہ نکلا کے وہ ارحم سے بات ہی نہیں کر رہے تھے۔۔۔

"اچھا نہ سوری ڈیڈ۔۔اب مام جیسے آپ سے ناراض ہوتی ہیں ویسے ہی آپ ناراض ہو رہے ہیں مجھ سے۔۔۔"

بے دیہانی میں بولتے جب اسکی نظر اپنے باپ پر پڑی تو بے ساختہ اپنے غلط بولنے پر منہ پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

"یار سوری نہ ڈیڈ۔۔ایسے کون اپنے بیٹے سے ناراض ہو کر بیٹھتا ہے بتائیں۔۔۔؟اچھا آپ اس ڈیل پر غصہ ہے نا تو پرامس اگلی بار جو آپ فیصلہ کرینگے وہی ہو گا۔۔۔بس اب موڈ ٹھیک کریں اپنا۔۔۔۔"

لیکن اس بار بھی ارحم کو سرے سے نظر انداز کیے وہ لیپ ٹاپ پر لگے رہے۔۔۔

"اگر آپ نے اب جواب نہ دیا نہ تو تین دن پہلے آپ نے نیہا(الیاس مبین کی سیکٹری)

کہ ساتھ لنچ کیا تھا وہ میں مام کو بتا دونگا۔۔۔"

بولتے ہوئے اسنے اپنے کندھے اچکائے۔۔۔جیسے اگر اب جواب نہیں آیا تو وہ یہی کرے گا۔۔۔

"لیکن میں نے کسی کے ساتھ کوئی لنچ نہیں کیا۔۔"

انہوں نے فورا ارحم کو صفائی دی۔۔ کیونکہ انہوں نے واقعی لنچ نہیں کیا تھا وہ سمجھے شاید کسی نے ارحم سے غلط بیانی کی ہے اور اگر ارحم نے یہ بات زینت کو بتادی تو مسئلہ ہو جانا تھا۔۔۔

"ہاں مجھے پتا ہے نہیں گئے۔۔۔

لیکن میں ایسا ہی بولونگا۔۔۔

اپنے بیٹے کی بات پر انکا منہ کھل گیا۔۔۔۔

میں باہر ویٹ کر رہا ہوں جلدی آئیں ساتھ لنچ کرینگے۔۔۔

اور اگر آپ نہیں آئے تو میں مام کے ساتھ لنچ پر جاؤنگا اور مجھے یقین ہے وہ لنچ آپ کو پسند نہیں آئے گا۔۔۔"

مسکرا کر بولتے وہ انکے آفس سے نکل گیا۔۔ جب کے پیچھے الیاس مبین ہکا بکا اسے دیکھتے رہ گئے۔۔۔

انکو وہ اپنا بیٹا کم اور فسادی پھپھو زیادہ لگتا تھا۔۔۔

بھلا یہ منانا تو نہیں ہوا ہاں بلیک میلنگ ضرور کہہ سکتے ہیں۔۔

پھر مرتا کیا نہ کرتا وہ بھی کام سمیٹ کر باہر نکل گئے۔۔۔

کوئی بھروسہ نہیں تھا اس ماچس کی تیلی کا کہ کب آگ لگا دے۔۔۔۔۔

****

" یار تو ہمیشہ سے ایسا ہی ہے یا اب ہوا ہے۔۔مجھے تو یقین نہیں آتا تجھ جیسے آدم بیزار سے میری دوستی کیسے ہو گئی۔۔۔"

حماد اسے دیکھ کڑ رہا تھا اور اسکا کڑنا ارحم کو چڑا رہا تھا۔۔۔

"تیرے ساتھ آیا ہوں نہ کلب؟؟ پھر کیوں چپڑ چپڑ کر رہا ہے یار۔۔"

ارحم اکتا کر بولا۔۔۔

وہ آفس سے گھر گیا تھا۔۔اسکے گھر پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی حماد اسکے گھر میں نازل ہوا تھا اور زبردستی ارحم کو اپنے ساتھ کلب لے کر آیا تھا۔۔۔۔

وہ لوگ ابھی ایک سائیڈ پر بیٹھے ہی تھے جب ارحم کو اپنے پیچھے سے مانوس سی آواز آئی۔۔

اور اگلے لمحے ہی وہ پہچان گیا تھا یہ کس کی آواز تھی۔۔۔

"ہے گائز کیسے ہو۔۔۔ حسین اتفاق ہے نہ؟"

اس کا اتفاق کا اشارہ آج پھر ملنے پر تھا۔۔آخری بات اسنے ارحم کو دیکھ کر ایک ادا سے کہی تھی۔۔۔

آج وہ بلیک جینز پر ریڈ ٹی شرٹ پہنے بالوں کا میسی جوڑا بنائی ہوئی تھی۔۔۔

"اتفاق نہیں ہے یہ مس سحر یہ آپ جانتی ہیں۔۔۔"

بولتے ہوئے طنزیہ مسکراہٹ اچھالی تھی۔۔

اس کا طنز وہ بخوبی سمجھی تھی۔۔۔یعنی وہ سمجھ چکا تھا کہ حماد اسے سحر کے کہنے پر ہی کلب لایا ہے۔۔۔

طنزیہ مسکراہٹ ہی سہی پر مسکراہٹ اتنی حسین تھی کہ وہ نظریں ناہٹا سکی۔۔

اسکی بے باک نظریں ارحم کو ناگوار گزریں تھیں۔۔۔۔

حماد وہاں سے اٹھ کے جا چکا تھا اور اب سحر ارحم کے ساتھ بیٹھی کوئی نا کوئی بات کر رہی تھی جسکا ارحم بیزارگی سے جواب دے رہا تھا۔۔۔

اسکی بیزارگی سحر واضح محسوس کر رہی تھی پھر بھی انجان بنی بیٹھی رہی۔۔

اور ارحم دل ہی دل میں حماد کو گالیوں سے نواز رہا تھا اور اب وہ حماد سے کیسے بدلہ لینا ہے یہ بھی سوچ چکا تھا۔۔۔۔

****

" ایییییی۔۔۔امی۔۔امی۔۔امی۔۔امی۔۔۔"

فاطمہ مستقل امی امی کے نعرے لگا رہی تھی پر اسکے بلکل سامنے بیٹھی میرب سبزیاں کاٹتے ہوئے ایسے انجان بنی تھیں جیسے کوئی آواز ہی نہ آ رہی ہو۔۔۔

انکے ساتھ بیٹھی مریم اپنی ہنسی دبائے بیٹھی تھی۔۔

جانتی تھی کہ جب تک وہ میرب کو زچ نہ کر دے نہیں جائے گی۔۔۔

"امی جب تک آپ میری نہیں سنینگی میں نہیں جاؤ نگی۔۔۔"

جواب نادار۔۔۔

"امی امی امی امی امی۔۔۔ام۔۔۔"!

"فاطمہ اگر تمہارے منہ سے ایک بار اور امی نکلا تو اسی چھری سے تمہاری زبان کاٹ دو نگی۔۔۔"

"تو میرب خاتون آپ میری بات سن کیوں نہیں لیتیں۔۔۔

سگی اولاد ہی ہوں نہ میں آپ کی؟؟ یا اگر یتیم خانے سے لائے ہیں مجھے تو بھی بتادیں۔۔"

فاطمہ نے وہی جملہ دہرایا تھا جو وہ ہر بار بولتی تھی پر اب اس جملے کا اثر میرب پر بلکل نہیں ہوتا تھا۔۔۔

"ہاں یتیم خانے سے ہی لائی تھی۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔۔"

میرب کا کہنا تھا کہ مریم کا منہ کھل گیا۔۔اسکا یہ تیر بھی غلط جگہ لگا تھا۔۔۔

"ہاں تو آپ کو یہ مجھے گود لینے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔۔اب جب گود لیا تھا تو آپ کو میرے خرچے بھی اٹھانے پڑینگے۔۔۔"

"امی پلیز نہ یار قسم سے اگر تھیم نہیں ہوتی تو کبھی ضد نہیں کرتی۔۔پلیز امی"

اب وہ سچ مچ پریشان ہوئی تھی۔۔۔

"دو دن پہلے ہی تمہارے ابو تمہارے پانچ سوٹ لائے تھے ان میں ہے ایک پرپل کلر کا"

"امی وہ سوٹ آپ لے لیں وہ بڈھوں والا سوٹ میں ہر گز نہیں پہنو نگی۔۔۔۔"

فاطمہ کو میرب کا مشورہ بلکل پسند نہیں آیا تھا۔۔اس لیے جو منہ میں آیا بول دیا۔۔۔

"ارے میرا مطلب وہ نہیں تھا۔۔میں نے آپکو بڈھا تھوڑی کہا ماشاءاللہ سے آپ تو جوان ہیں۔۔۔"

میرب کے گھورنے پر وہ کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولی انداز صاف مکھن لگانے والا تھا۔۔۔

"کچھ سمجھاؤ مریم اسے۔۔دو مہینوں بعد شادی ہے اسکی۔۔

کیسے برداشت کرے گا اسکا شوہر اسے۔۔۔"

اپنے سر پر ہاتھ مارتے وہ مریم سے گزارش کر رہیں تھیں اور سامنے بیٹھی مریم اپنی ہنسی دباتی دہری ہو رہی تھی۔۔۔

"جیسے بابا کرتے ہیں۔۔۔"

میرب کی بات شوہر کیسے برداشت کرے گا کا جواب دیا تھا فاطمہ نے۔۔۔

جبھی میرب نے اپنے پاؤں سے چپل نکالی۔۔

لیکن اب وہاں فاطمہ نہیں تھی ہمیشہ کی طرح اس بار بھی وہ چراغ کے جن کی طرح غائب تھی۔۔۔

انہوں نے نظر گھما کے سامنے دیکھا تو اب وہاں مریم بھی نہیں تھی۔۔۔

اس سے بھی اب اپنی ہنسی ضبط نہیں ہو رہی تھی اسلیے فورا اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔۔۔

اسامہ سے مشورہ کر کے عارف صاحب نے فاطمہ کے رشتے کے لیے ہاں کر دیا تھا۔۔۔

اور پھر تہمینہ کے اثرار پر دو مہینے بعد ہی حارث اور فاطمہ کی شادی رکھی تھی۔۔۔

****

"اسلام و علیکم۔۔۔ کیا بات ہے بھئی آج تو چائے کے ساتھ سموسے بھی نظر آرہے ہیں کوئی خاص بات ہے کیا۔۔۔"

مریم اور میرب عارف صاحب کو مڑ کر دیکھتے پر اتنے میں وہ سامنے آچکے تھے۔۔۔

ان دونوں کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر انہوں نے بھی ایک سموسہ اٹھایا پر انکی سوچ کے برعکس میرب کا موڈ خوشگوار نہیں تھا۔۔۔

مریم جو انکو آن لائن کپڑے دکھا رہی تھی تاکہ انکا موڈ تھوڑا نارمل ہو لیکن عارف صاحب کو دیکھ کر موڈ واپس ویسا ہو گیا تھا۔۔۔

اور موڈ بگڑنے کی وجہ فاطمہ تھی۔۔ابھی کچھ دیر پہلے جو فاطمہ انہیں زچ کر کے گئی تھی اسکی شکایت وہ عارف صاحب سے کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں یہ جانتے بوجھتے بھی کہ ہر بار کی طرح خون انکا ہی جلنا ہے

انکا سنجیدہ چہرا دیکھ کر ڈاکٹر عارف کے پھیلے ہونٹ بھی سکڑے۔۔۔

آنکھوں کے اشارے سے انہوں نے مریم سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے

لیکن وہ نظریں جھکا گئی اشارہ صاف تھا کہ خود پوچھیں۔۔

"کیا بات ہے مریم آج میری بلبل کچھ خاموش خاموش لگ رہی ہے۔۔۔"

میرب کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے وہ مریم سے پوچھنے لگے انکے اس طرح پوچھنے پر مریم اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر اپنی ہنسی روکنے لگی اور پھر اپنا چائے کا کپ اٹھا کر خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔۔

اور میرب بیگم کے تو انکے اس انداز پر گال شرم اور غصے سے لال ہو گئے۔۔۔

دل نے فورا گواہی دی تھی کہ انکی بیٹی فاطمہ۔عارف صاحب پر ہی گئی ہے۔۔۔

"اگر آپ سیریس موڈ میں ہیں تو میں بات کرونگی ورنہ میں یہاں سے اٹھ کر چلی جاتی ہوں۔۔۔"

بلکل سنجیدہ لہجے میں کہا تھا غصے کی رمق بھی شامل تھی۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے کہیں کیا بات کرنا چاہتی ہیں۔۔"

عارف صاحب کے بولنے پر میرب نے انہیں کچھ دیر پہلے ہوئی ساری بات بتائی۔۔۔

جسے سن کر عارف صاحب نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کی اور پھر ہلکا سا نفی میں سر ہلاتے گویا ہوئے۔۔۔

"تو ایک ڈریس کی ہی تو بات ہے میرب آپ بھی کیوں بچوں کی طرح ضد لگائے بیٹھی ہیں۔۔

حیرت تو مجھے آپ پر ہوتی ہے آپ چھوٹی چھوٹی باتوں میں فاطمہ سے ضد لگا کر بیٹھ جاتی ہیں۔۔ کبھی کبار تو میں کنفیوز ہو جاتا ہوں آپ دونوں میں سے بڑا کون ہے اور چھوٹا کون۔۔۔"

"ابھی بھی آپ اسی کی حمایت کر رہے ہیں عارف۔۔ آپ کی اسی ڈھیل کی وجہ سے وہ حد درجہ ضدی ہو چکی ہے۔۔۔ اور یہی عادت اسکی پکی ہوتی جا رہی ہے۔۔"

فاطمہ کا بلاجواز فیور کرنا انکو اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔ اسی لیے نرمی سے سمجھاتے بولیں۔۔۔

"میں حمایت نہیں کر رہا میرب۔۔اگر ہماری بیٹی ہم سے ضد نہیں کرے گی تو کس سے کرے گی۔۔۔اور انسان ضدی بھی اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس پر اسے مان ہوتا ہے کہ جس سے وہ ضد کر رہی ہے وہ اسکی ضد پوری کرے گا۔۔۔

اور اگر رہی بات اسکے ضدی ہونے ہی تو انشاءاللہ آگے بھی اسکی ضد پوری کرنے اسکا شوہر ہو گا۔۔۔"

بہت خوبصورت انداز میں انہوں نے میرب کو اپنی بات سمجھائی تھی۔۔۔اور شاید انہیں سمجھ بھی آئی تھی اسی لیے اثبات میں سر ہلا گئیں۔۔۔

"دو مہینے بعد شادی ہے۔۔۔اسکی میں چاہتا ہوں میری بیٹی کے کچھ بھی بولنے سے پہلے اسکی خواہشات پوری ہوں اس کے دل میں کبھی یہ نا آئے کہ اسکے ماں باپ کے گھر اسکی کوئی خواہش پوری نہیں ہوئی۔۔۔"

اب کے عارف صاحب کی بات پر وہ مسکرا دیں۔۔

"انشاءاللہ"

مسکرا کر کہتیں وہ دل میں اسکے نصیب اچھے ہونے کی دعا کرنے لگیں۔۔۔

"لیکن میں پھر بھی یہی سوچتی ہوں کے پتا نہیں اسکا شوہر اسے کیسے برداشت کرے گا۔۔۔"

مسکرا کر تاسف سے نفی میں سر ہلاتے کہنے لگیں۔۔ لیکن عارف صاحب کا جواب سن کے انکے مسکراتے لب پل میں سکڑ گئے۔۔۔

"جیسے میں آپکو کرتا ہوں۔۔۔"

عارف صاحب نے یہ بات محض مزاق میں کہی تھی لیکن وہ اس بات سے انجان تھے کے یہ بات فاطمہ بھی دوپہر میں کہہ چکی ہے۔۔

اور پھر وہ ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔اب تک جو باتیں انہوں نے میرب کو سمجھائیں تھیں وہ سب اڑ گئیں اور موڈ دوبارہ خراب ہو گیا۔۔۔

"میں یہی بولوں کے فاطمہ یہ باتیں کہاں سے سیکھ رہی ہے۔۔

بہت افسوس ہوا عارف آپ یہ باتیں کرتے ہیں اسکے سامنے۔۔۔

کیا برداشت کرتے ہیں آپ مجھے۔۔

کیا کرتی ہوں میں ؟؟آج تک کبھی آپ سے بد تمیزی کی ہے یا کوئی ضد کی ہے میں نے ؟بلکہ برداشت تو میں کرتی ہوں آپکو بھی اور آپکی اس بد تمیز اور ضدی بیٹی کو بھی۔۔۔"

اپنی ساری بھڑاس نکال کر وہ اندر چلی گئیں اور عارف صاحب کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔

تو کیا یہ بات فاطمہ بھی بول چکی تھی۔۔۔

"چلو جی بچے سمجھدار ہو گئے ہیں۔۔۔"

شرارتی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر انہوں نے دوسرا سموسہ اٹھالیا۔۔۔۔

"جو چٹخارہ میرب بی بی کو تنگ کرنے میں ملتا ہے وہ تم میں کہاں"

ایک نظر چٹنی کو دیکھ کر وہ ہاتھ میں سموسہ لیے چٹنی کو ویسے ہی چھوڑ کر میرب بی بی کو مزید تنگ کرنے کے ارادے سے اندر چلے گئے۔۔۔

)اور پیچھے چٹنی نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔۔۔(

****

وہ آفس میں بیٹھا مستقل ایک فائل میں جھکا کسی بات پر شاید بہت غور کر رہا تھا جبھی اسکا فون بجا پہلے تو اسنے اگنور کیا پر ایک بار پھر دو بار پھر تین بار۔۔جب فون بار بار بجنے لگا تو اسنے جھنجھلا کر فون اٹھایا۔۔

انون نمبر دیکھ کر اسکے ماتھے پر شکن ظاہر ہوئی پہلے اسنے سوچا اگنور کر دے پر پھر یاد آیا کافی دیر سے وہ اگنور ہی تو کر رہا تھا۔۔۔

پھر ناچاہتے ہوئے بھی اسنے فون اٹھایا۔۔۔

اسکو کام کے وقت کسی کے بھی ڈسٹرب کرنے سے سخت نفرت تھی۔۔۔

"ہیلو سوئیٹ ہارٹ۔۔بہت زیادہ ہی مصروف رہتے ہو۔۔اتنی کال کے بعد اٹھایا فون۔۔۔"

سحر کی چہکتی آواز سن کر اسکی دماغ کی نسیں غصے سے ابھر گئیں۔۔۔وہ بنا اس سے پوچھے ہی پہچان چکا تھا کہ کون بات کر رہی تھی

"تمہیں نمبر کس نے دیا؟"

وہ جانتا تھا کہ سحر کو اسکا نمبر کس نے دیا ہو گا پر پھر بھی بلکل سپاٹ انداز میں پوچھا۔۔۔

"وہ و۔۔۔وہ۔۔۔"!

اس کے اس قدر سنجیدہ انداز پر وہ کچھ لمحوں کے لیے بوکھلا گئی تھی۔۔۔

حماد نے اسے اسی شرط پر نمبر دیا تھا کہ وہ ارحم کو یہ نہیں بتائے گی کے اس کے پاس ارحم کا نمبر کہاں سے آیا۔۔۔

ابھی وہ آگے کچھ بولتی لیکن وہ فون کاٹ چکا تھا۔۔۔۔

سحر کو بہت ذلت محسوس ہوئی تھی۔۔ارحم کا ایٹیوڈ ایک طرف تھا جو اسے پسند بھی تھا پر اپنی یہ ذلت اسے بہت چبھی تھی۔۔۔۔

"اب تم نے اچھا نہیں کیا حماد۔۔اب جب تک ارحم الیاس تمہیں سبق نہیں سکائے گا تم یہی حرکتیں کرتے رہو گے۔۔۔"

غصے سے بولتے اسنے اپنا فون اٹھایا اور کچھ ڈیجٹس ٹائپ کیے تو ایک سیکریٹ فولڈر کھل گیا۔۔۔

ان میں سے کچھ پکس اسنے واٹس ایپ پر حماد کے ڈیڈ کو سینڈ کی اور موبائل واپس ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔

غصہ اب نارمل ہوا تھا اور ہونٹوں پر کمینی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

پھر کچھ یاد آنے پر دوبارہ موبائل اٹھا کر اس نے سحر کا نمبر بلاک کیا۔۔۔

اتفاق سے سلام دعا کی اور بات تھی پر اسکا اس قدر کلوز آنا ارحم الیاس کو بلکل ناگوار گزرا تھا۔۔۔۔۔

اب وہ حماد کا حال تصور کر رہا تھا۔۔۔

یہ بات اسے بخوبی پتا تھی کہ حماد صرف اپنے باپ سے ڈرتا ہے اور اسنے حماد کے ڈیڈ کو حماد اور عنیشاء کی کلوز پکس سینڈ کی تھی۔۔۔

عنیشاء حماد کی ایکس گرل فرینڈ تھی۔۔۔۔

****

سب اس وقت رات کے کھانے پر خاموشی سے بیٹھے تھے۔۔

اور سب کی نظریں ان پر ٹکیں تھیں جو سب سے بے نیاز بنے کھانا کھانے میں مصروف تھیں جیسے اس سے ضروری اور کوئی کام ہی نہ ہو۔۔۔

اب سب ایک دوسرے سے آنکھوں ہی آنکھوں میں بات کر رہے تھے۔۔۔

"ہاں تو فاطمہ کیا سنا ہے میں نے۔۔۔آپکو پتا ہے آپکی وجہ سے میرے دل کی دھڑکن (میرب) مجھ سے ناراض ہو گئی ہے۔۔۔

انکی بات پر سب دبا دبا ہنس رہے تھے۔۔۔میرب کی منہ میں جاتا نوالہ دو سیکنڈ کے لیے رکا لیکن پھر وہ انجان بنتی واپس کھانے پر متوجہ ہو گئیں۔۔۔

آپ کو پتا ہے میں اپنی بیوی سے کس حد تک محبت کرتا ہوں۔۔۔

اور صرف آپکی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہیں۔۔۔

آپکو پتا ہے انکی ایک نظر کرم کے لیے میں کتنا تڑپ رہا ہوں۔۔۔"

مریم اور فاطمہ تو اپنے ابو پر عش عش کر رہے تھے۔۔۔

اور مریم کی گود میں بیٹھا سفیان بڑے غور سے اپنے دادا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"سوری ابو۔۔۔ میری وجہ سے امی آپ سے ناراض ہوئیں۔۔۔

سوری امی۔۔ آئی ایم رئیلی رئیلی سوری۔۔۔"

مصنوعی شرمندگی سے بولتی اسنے عارف صاحب کو آنکھ ماری۔۔۔

مریم تو منہ بلکل بند کیے بیٹھی تھی۔۔۔

کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ منہ کھولتے ہی ہنسی نکل جائے۔۔۔

"آپ کے معافی مانگنے سے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔فاطمہ۔۔میری زندگی تو مجھ سے ناراض ہو چکی ہے۔۔۔

میرے حلق سے تو یہ نوالہ بھی نہیں اتر رہا۔۔۔

کیا بتاؤں کے آپکی امی کی ایک لمحے کی ناراضگی میری جان لے رہی ہے۔۔۔۔اب میں۔۔۔۔"!

"بس کر دیں عارف میں ناراض نہیں ہوں آپ سے۔۔۔

کبھی تو بچوں کا لحاظ کیا کریں ہر جگہ شروع ہو جاتے ہیں۔۔

پوتا ہے آپکا عمر کا تو خیال کریں اپنی۔"

عارف صاحب کا ڈرامہ وہ بخوبی سمجھ رہی تھیں۔۔۔اور یہ بھی جانتی تھی کہ جب تک وہ مان نہیں جائینگی یہ انڈین اسٹار پلس کا ڈرامہ چلتا رہے گا۔۔۔

"دیکھا میں نے کہا تھا نہ میری زندگی مجھ سے زیادہ دیر نہیں روٹھ سکتی۔۔۔

اور زوجہ محترمہ محبت کی کوئی عمر نہیں ہوتی۔۔"

"اچھا بس اب آپ کھانا کھائیں۔۔"

عارف صاحب کو آنکھیں دکھاتی وہ جتاتی نظروں سے بولی۔۔۔

"اوکے کھا رہے ہیں کھانا اور فاطمہ آپ کل چلے جانا مریم کے ساتھ مال ڈریس لینے۔۔۔"

عارف صاحب کی بات سنتے وہ بھرپور مسکرادی۔۔اسکی مسکراہٹ دیکھ میرب نے مصنوعی خفگی دکھائی لیکن دل سے شدت سے دعا نکلی تھی کے یہ مسکراہٹ اسکے چہرے سے کبھی الگ نہ ہوں۔۔۔

اور پھر مریم کو دیکھا جو مسکراتی نظروں سے فاطمہ کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

انکو مریم پر بھی بے ساختہ پیار آیا۔۔۔

کتنی خوبصورت فیملی تھی انکی اور جب سے مریم آئی تھی اور حسین ہو گئی تھی۔۔۔۔

****

"آہ لگتا ہے خیریت نہیں ہے"

ارحم پچھلے دس منٹ سے حماد کو کال کر رہا تھا پر مستقل حماد کال کاٹ رہا تھا۔۔ حماد کے ڈیڈ بھی پکس دیکھ چکے تھے۔۔

"چلو نہ اٹھاؤ کال ارحم الیاس تمہیں دیکھے بنا بھی تمہاری حالت کا اندازہ لگا سکتا ہے"

ہنستے ہوئے اسنے فون واپس رکھ دیا حماد کی حالت سوچ کر وہ محضوظ ہو رہا تھا۔۔۔

****

"چاند ہے خفا خفا اور تم مسکرانے کی بات کرتے ہو"

مریم سفیان کو لیے ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی کیونکہ سفیان کی طبیعت خراب تھی اور وہ مریم کے بیٹھتے ہی رو رہا تھا۔۔۔

میرب ہاتھ میں موبائل پکڑے کوئی ٹاک شو دیکھ رہی تھیں اور فاطمہ انکے سامنے ہی صوفے پر بیٹھی تیز آواز میں اپنی سریلی آواز سے بے سرے گانے گا رہی تھی۔۔۔وجہ میرب کی ناراضگی تھی۔۔

وہ کل سے ٹھیک تو ہو گئیں تھیں پر فاطمہ سے کام کے علاوہ کوئی بات نہیں کر رہی تھیں۔۔۔یہ واضح انکی ناراضگی کا اظہار تھا۔۔۔

فاطمہ کے بے سرے گانے کا میرب پر تو کوئی اثر نہیں ہوا البتہ مریم کے کندھے پر سر رکھ کر سوتے سفیان نے نیند سے جاگ کر با آواز رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

"فاطمہ ابھی کے ابھی اٹھ کر اندر جاؤ اور اگر یہاں بیٹھنا ہے تو بلکل خاموشی سے بیٹھو۔اگر ایک آواز بھی نکالی نہ تو میں بھی امی کی طرح تم بات نہیں کرو نگی۔۔۔"

مریم کے جھنجھلا کے بولنے پر فاطمہ منہ بسور کر رہ گئی۔۔۔

فاطمہ کے چپ ہونے پر میرب کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی۔۔۔

****

"بھائی ویسے آپ لکی ہیں"

یہ سندس تھی جو اپنا اسائنمنٹ بنا کر ابھی فارغ ہوئی تھی۔۔کمرے سے باہر آئی تو دیکھا تہمینہ اور حارث باتوں میں مشغول ہیں تو اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔۔۔

"کس لیے لکی ہوں گڑیا؟۔۔"

صوفے سے پشت لگائے حارث نے مسکرا کر پوچھا۔۔۔

"ارے بھئی اتنی کیوٹ سی وائف ملنے والی ہے آپکو۔ میں نے اپنی فرینڈز کی بھابیاں دیکھی ہیں کوئی بھی اتنی خاص نہیں ہیں۔۔۔ لیکن میری ہونے والی بھابی تو اتنی پیاری ہیں۔۔۔"

سندس کا کہنا تھا کہ حارث کی نظروں کے سامنے فاطمہ کا پرکشش نظریں جھکایا چہرا آیا۔۔۔

فاطمہ کے گھر جب وہ لوگ دعوت میں گئے تھے تو اس نے نامحسوس انداز میں چور نظروں سے فاطمہ کا مکمل جائزہ لیا تھا۔۔۔

وہ اسے بلکل ویسی ہی لگی تھی جیسی ہمسفر وہ اپنے لیے چاہتا تھا۔۔۔

خود بخود چہرے پر ایک پیاری سی مسکان آئی جو اسکے دل کی عکاسی کر رہی تھی۔۔

تہمینہ نے بہت گہری نظروں سے اسکی مسکراہٹ دیکھی تھی اور نجانے کیوں آج پہلی بار انہیں اپنے بیٹے کی مسکراہٹ اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔

"اوہو بھائی آپ تو لڑکیوں کی طرح بلش کر رہے ہیں"

سندس کا چھیڑنا تھا کہ حارث ہنس دیا اور انکے ساتھ بیٹھی تہمینہ کا پل میں موڈ خراب ہوا۔۔

"ویسے سچ سچ بتائیں بھائی بھابی خوبصورت ہے نہ؟"

آنکھیں سکیڑ کر حارث کو دیکھتے اس نے شرارت سے پوچھا

"کوئی خوبصورت نہیں ہے۔ہاں اچھی شکل کی ہے قبول صورت کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ خوبصورت حارث خود ہے۔فاطمہ سے زیادہ خوبصورت ایک سے ایک لڑکی مل سکتی ہے حارث کو۔"

حارث کے کچھ بولنے سے پہلے ہی تہمینہ شروع ہو چکی تھیں۔۔

اور انکے لہجے میں کہیں بھی مزاق کی رمق نہیں تھی۔

چاہنے کے باوجود وہ اپنا لہجہ میٹھا نہیں رکھ پائی تھیں۔۔۔

سندس اور حارث تو انہیں حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔۔

کیونکہ فاطمہ سے رشتہ ہونے سے پہلے وہ خود ہی فاطمہ کی اتنی تعریفیں کرتی تھیں۔۔

"لیکن امی آپ بھول رہی ہیں بھابی کو آپ نے ہی پسند کیا ہے"

"ہاں پسند کیا تھا میں نے پر اسکے حسن سے مرعوب ہو کر نہیں بلکہ انکا گھرانہ دیکھ کر"

سندس پہلے سمجھی تھی کہ شاید تہمینہ مزاق کر رہی ہیں

پر اب وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ مزاق نہیں ہے۔۔پر اسے اپنی ماں کی سوچ پسند نہیں آئی تھی ابھی تو شادی بھی نہیں ہوئی تھی اور وہ ابھی سے ٹیپیکل ساس بن رہی تھیں۔۔۔

انکی باتیں سن کر حارث کی مسکراہٹ بھی غائب ہو چکی تھی۔۔۔

تہمینہ بیگم کا اس طرح بولنا اسے خود بھی اچھا نہیں تھا لیکن خاموش رہا۔۔

تہمینہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

سندس نے ایک نظر حارث پر ڈالی پر اسے کچھ بولنا مناسب نہیں لگا اسلیے خاموش رہی۔۔۔

تہمینہ کو اپنے بیٹے کا ابھی سے فاطمہ کا گرودا ہونا بلکل نہیں بھایا تھا ابھی سے یہ حال تھا تو شادی کے بعد کیا ہوتا۔۔ انکے دل میں فاطمہ کے لیے بیر پیدا ہوا تھا جس سے ابھی وہ خود بھی انجان تھیں۔۔۔

****

"بھابی جلدی جلدی چلیں نہ یار۔۔۔ کتنا آرام آرام سے چل رہی ہیں۔ کافی سست ہو گئی ہیں آپ"

فاطمہ مریم کو آدھا مال گھما چکی تھی صرف ایک ڈریس کے لیے جواب تک اسے پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

"میں سست نہیں ہوں تم پاگل ہو۔۔"

مریم اس سے ہاتھ چھڑا کے وہیں کھڑی ہو گئی۔۔۔

"ارے یار بھابی وہ دیکھیں سامنے کتنے پیارے ڈریسز لگے ہیں۔۔مجھے یقین ہے کہ مجھے وہاں ضرور پسند آجائے گا ڈریس۔۔"

فاطمہ کی نظر کچھ دور ایک دکان پر پڑی اور اسے وہاں ڈمی پر لگے ڈریسز پسند بھی آئے۔۔

"ٹھیک ہے تم جا کر لے کر آؤ جب تک میں یہیں کھڑی ہوں۔۔۔"

مریم نے بھی مسئلے کا حل نکالا اب اس میں اپنی پاگل نند کے ساتھ چلنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔

"ارے یہ کیا بات ہوئی۔۔ چلیں نہ یار"

"نہیں فاطمہ تم جاؤ اور جلدی سے آؤ پلیز جب تک میں اس دکان سے کوئی اچھی سی خوشبو کا پرفیوم خرید لیتی ہوں۔۔۔"

اپنی ساتھ والی دکان کی طرف اشارہ کر کے مریم نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔فاطمہ منہ بناتے چلی گئی اور پھر مریم بھی نفی میں سر ہلاتے آگے بڑھ گئی۔۔۔

****

"زینت ایک بات بتاؤ؟"

الیاس مبین آج آفس سے نہیں گئے تھے اور ابھی زینت کے ساتھ لان میں بیٹھے بلیک کافی پی رہے تھے۔۔۔

"جی؟؟"

مختصر جواب

--

"کیا ہمارے خاندان میں کوئی فسادی پھپھو رہ چکی ہے؟"

زینت پہلے تو انہیں نا سمجھی سے دیکھتی رہیں پھر جب اسکی بات کا تھوڑا تھوڑا مطلب سمجھ آیا تو ہنس دی۔۔۔

"کیوں آپ جان کر کیا کریں گے ؟"

اپنی ہنسی دباتے انہوں نے پوچھا لیکن انکو اچھے سے اندازہ تھا الیاس مبین آگے کیا کہیں گے۔۔۔

"مجھے جاننا ہے کہ میرا بیٹا کس پر گیا ہے"

"ہاہاہا کیوں بھئی اب کیا کر دیا میرے بیٹے نے ؟ کونسا فساد کی کام کیا ہے ؟"

زینت کے پوچھنے پر انہوں نے زینت کو ارحم کے بلیک میل کر کے لنچ پر لے جانے والی بات بتادی۔۔۔

"وہ آئیڈیا ارحم کو میں نے ہی دیا تھا"

مسکراہٹ دبا کر اب وہ الیاس مبین کا چہرا دیکھ رہی تھیں جو انہیں بہت لطف دے رہا تھا۔۔۔

"اوہ تو وہ فسادی پھپھو میری بیوی ہی ہے"

دل میں سوچا۔۔زبان سے بولنے کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔۔۔

"کیا سوچ رہے ہیں؟؟ کہ وہ فسادی پھپھو میں ہوں۔۔۔۔۔"

زینت کا بولنا تھا کہ وہ بوکھلا گئے۔تو کیا انکی بیوی انکی سوچ بھی پڑھ رہی تھی۔۔۔

"نہیں میں ایسا کیوں سوچونگا؟"

"میں آپکی سوچ پڑھنے کی صلاحیت رکھتی ہوں الیاس صاحب"

مسکرا کر بولتیں وہ انہیں جتا چکی تھیں کے سوچیں بھی سوچ سمجھ کر۔۔۔

"میں اب سوچونگا ہی نہیں"

ایک بار پھر سوچا

"انسان خود نہیں سوچتا الیاس۔۔ سوچیں خود بخود آتی ہیں"

اپنی مسکراہت دباتیں وہ انہیں چوکنے پر مجبور کر گئیں۔۔

اور پھر انکا حیران چہرا دیکھ مسکراتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر اندر چلی گئیں۔۔۔

****

" نہیں بھائی یہ خوشبو تھوڑی تیز ہے۔۔۔ کوئی لائٹ دکھائیں۔۔"

مریم سیلز بوئے سے بات کر رہی تھی جب زایان شاہ اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

کتنی میٹھی آواز تھی۔۔آواز سن کر بولنے والے کو دیکھنے کی خواہش ہوئی۔۔۔جب زایان کی نظریں مریم پر پڑی تو پلٹنا بھول گئیں۔۔۔

۔۔

"لبوں رخسار چھپا رکھے ہیں تو نے ہجاب میں۔۔۔۔

آنکھیں بتا رہی ہیں تو بندہ حسین ہے۔۔۔"

بے ساختہ زایان کے منہ سے زیر لب یہ شعر نکلا تھا۔۔۔

وہ خود حیران تھا اپنی بے ساختگی پر اسکو تو شروع سے شعر و شاعری میں کوئی دلچسپی نہیں تھی پھر پتا نہیں یہ شعر کہاں سنا تھا جو اب زبان پر آ گیا۔۔۔

چونکہ مریم نے نقاب کیا ہوا تھا اسلیے چہرا نہیں دکھ رہا تھا۔۔۔

پر اسکی آنکھیں۔۔۔۔۔

زایان کو لگا کہ اسکا دل ان آنکھوں میں ڈوب چکا ہے۔۔۔

بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اس پر کمال لمبی اور گھنی پلکوں کی جھالر۔۔

دل میں شدت سے خواہش ہوئی تھی کہ ان آنکھوں کو وہ کاجل سے لبریز دیکھے۔۔۔۔

وہ اسکو دیکھنے میں اتنا مہو تھا کہ اسے اپنے آس پاس کا ہوش بھی نہیں تھا۔۔

اتنے میں مریم کو ایک پرفیوم کی خوشبو پسند آگئی اور وہ اسکے پیسے پے کر کے دکان سے نکل گئی۔۔۔

زایان شاہ کو ہوش آیا تو وہ فورا مریم کے پیچھے دکان سے نکلا۔۔۔

مریم دکان سے نکل کر لیفٹ سائیڈ پر جا رہی تھی۔۔۔

زایان اسکے پیچھے جاتا جب اسے اپنے کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا۔۔۔

اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسکا دوست تھا اس نے واپس پلٹ کر دیکھا تو افسوس اب وہاں مریم نہیں تھی۔۔۔

وہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا گیا۔۔۔

"کیا ہوا کسے دیکھ رہے ہو؟"

زایان کے دوست نے اسکی نظروں کا تعاقب کیا جہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔

"کسی کو نہیں چلو"

اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا زایان واپس مڑ گیا۔۔۔

****

"یااللہ کیا ہو گا فاطمہ تمہارا۔۔اب تک ڈریس پسند نہیں کیا۔۔؟"

مریم اس دکان میں گئی جہاں فاطمہ گئی تھی اور مریم کو فاطمہ اب بھی ویسے ہی بیٹھی نظر آئی۔۔۔

"یہ لیں میم۔۔تھینک یو سو مچ فار کمنگ۔۔۔۔"

ایک لڑکی نے مسکرا کر ایک خوبصورت شاپنگ بیگ فاطمہ کو دیا۔۔۔

"یور ویلکم۔۔۔۔

لے لیا ہے بھابی۔۔اور اتنا پیارا ڈریس ہے نہ کے کیا بتاؤں"

سیلز گرل کو جواب دیتی وہ مریم کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

"کچھ مت بتاؤ میں گھر جا کر خود دیکھ لونگی۔۔۔"

مریم نے فورا بات ختم کی ورنہ سارا راستہ اس ڈریس کی تعریفیں سننی پڑھتی۔۔۔

خیر سنانا تو فاطمہ کو اب بھی تھا۔۔۔

"اچھا چلیں کچھ کھاتے ہیں بھوک لگ رہی ہے"

فاطمہ مریم کے پیچھے دکان سے نکلتی ہوئی بولی۔۔۔

"نہیں فاطمہ پلیز سفیان کی طبیعت خراب ہے اسنے امی کو بہت پریشان کیا ہو گا۔۔۔
ہم گھر جا کر کچھ آرڈر کر لینگے پلیز ویسے ہی دیر ہو چکی ہے۔۔۔"

"اوکے"

فاطمہ نے اس بار کوئی ضد نہیں کی وہ مریم کی بات سے اتفاق رکھتی تھی۔۔۔۔

****

" کیا دیکھ رہے ہیں ڈیڈ اتنے غور سے۔۔۔؟؟"

صوفے پر بیٹھتے ارحم نے دونوں ہاتھ صوفے پر پھیلائے۔۔۔

الیاس صاحب تو آج آفس گئے نہیں تھے اور ارحم ابھی ابھی گھر آیا تھا۔۔الیاس صاحب کو موبائل پر لگے دیکھ تجسس سے پوچھا کیونکہ اسکے ڈیڈ کم ہی موبائل استعمال کرتے تھے۔۔۔

"تمہاری گرلفرینڈ کی پک دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔"

ایک نظر ارحم کو دیکھ وہ واپس موبائل کو دیکھنے لگے۔۔۔۔

"ہاہاہا میری گلفیرنڈ۔۔؟"

ارحم سمجھا کہ وہ جل کر بول رہے ہیں۔۔کیونکہ ارحم الیاس کی کوئی گلفرینڈ تھی ہی نہیں۔۔۔

"ہاں تمہاری گرلفرینڈ۔۔۔پیاری لگی مجھے سحر خان۔۔۔۔۔"

اپنے ڈیڈ کے منہ سے سحر خان کا نام سن کے وہ چونکہ۔۔۔

اسے لگا شاید اسنے غلط سنا ہے

لیکن جب الیاس مبین نے اپنے موبائل کی سکرین ارحم کے سامنے کی تو اس کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

اسکرین پر سحر کی پک ہی تھی۔۔۔۔

"یہ پک آپ کے پاس کہاں سے آئی۔۔؟"

اپنا موڈ نارمل کر کے اسنے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔

"بس کہیں سے بھی آئی پر آ گئی۔۔۔"

"تو حماد صاحب آپ نے جوابی کاروائی بھی کرنے لگے ہیں گڈ۔۔۔ لگتا ہے زیادہ ہی کٹ لگ گئی ہے آپ کی۔۔۔"

وہ اچھے سے جانتا تھا کہ یہ حماد نے ہی کیا ہے۔۔۔

اپنی سوچوں سے باہر وہ الیاس مبین کی آواز پر نکلا۔۔۔

"بات آگے بڑھائیں پھر۔۔۔؟ مجھے تو لڑکی پسند ہے۔۔۔"

"کس بات کو آگے بڑھایا جارہا ہے اور کونسی لڑکی؟؟"

الیاس صاحب کی بات کے جواب میں باہر سے آتی زینت نے سوال کیا۔۔۔

"کچھ نہیں مام۔۔ڈیڈ نے لڑکی پسند کی ہے۔۔اچھی ہے مجھے بھی ٹھیک لگی۔۔۔لیکن حیرت ہے کہ آپ نے ڈیڈ کو دوسری شادی کی اجازت دے دی۔۔۔"

ارحم بولتا صوفے سے اٹھا ارحم کی بات پر الیاس صاحب منہ کھولے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

زینت نے ایک نظر الیاس صاحب کو دیکھا پھر ارحم کو۔۔۔

"میں فریش ہو کر آتا۔۔۔"

ایک نظر الیاس صاحب پر ڈال کر وہ زینت سے بولتا مسکراتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

زینت الیاس صاحب کے برابر میں بیٹھنے سے الیاس صاحب ہوش میں آئے۔۔۔
انہوں نے الیاس صاحب کے ہاتھ سے موبائل لیا اور اس لڑکی کی تصویر دیکھی۔۔۔

"یہ لڑکی۔۔۔۔"!

"لڑکی خوبصورت ہے پر ارحم کے ٹائپ کی نہیں ہے۔۔۔"
وہ ارحم کو جانتی تھی اسے کیا پسند آسکتا ہے کیا نہیں انہیں خوب اندازہ تھا۔۔۔اسی لیے
الیاس مبین کی بات کاٹ کر انہوں نے اپنی رائے دی۔۔۔

الیاس مبین نے سکون کا سانس لیا۔۔شکر تھا انکی بیوی سمجھدار تھی ورنہ اگر ہوتی کوئی بے وقوف تو ارحم الیاس جیسے بیٹے کی بدولت الیاس مبین کا قتل کر چکی ہوتی۔۔۔۔

****

" میں اتنا کیوں سوچ رہا ہوں۔۔۔

کیا ہو گیا ہے تمہیں زایان آج سے پہلے تو میرا دل کبھی کسی کی طرف نہیں کھینچا تو صرف آنکھیں دیکھ کر کیسے اتنا بے خود ہو سکتا ہے

۔۔"

مال میں مریم کو دیکھے اسے دو دن ہو چکے تھے۔

اور ان دو دنوں میں ان دو سیاہ آنکھوں نے اسے لمحے کے لیے بھی چین نہیں لینے دیا تھا۔۔۔

ابھی بھی وہ شیشے کے سامنے کھڑا خود کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔

اپنے دل کی کیفیت سمجھ کر اسکے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آئی۔۔۔

اب تک صرف سنا تھا پر اسکو خود کو پہلی نظر میں محبت ہو جائے گی اسے نہیں پتا تھا۔۔۔۔

وہ بھی صرف آنکھیں دیکھ کر۔۔۔

"پتا نہیں کون تھی۔۔۔کچھ پتا بھی تو نہیں ہے زایان تمہیں۔۔۔"

بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

****

"امی کیسی لگ رہی ہوں میں۔۔۔۔؟ صبح صبح چہکتی تیار ہو کر وہ ٹیبل پر آئی تھی جہاں

میرب بریڈ پر جیم لگا رہی تھیں اور مریم سفیان کو سریلیک کھلا رہی تھی۔۔۔

۔۔۔ایک نظر فاطمہ پر ڈال کر وہ واپس اپنے جیم لگانے میں مصروف ہو گئیں۔۔

مریم نے بھی اسے دیکھا۔۔

پرپل کلر کے لانگ جالی کے فراک میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

فراک پر شاکنگ پنک کلر کا نفیس کام ہوا تھا۔۔

کام کی میچنگ کا ہی اسکارف باندھے۔۔ڈپٹا شانوں پر ڈالے

ہلکے گلابی رنگ کا گلوس لگائے۔۔

آنکھوں میں کاجل کی لکیر کھینچیں اور لمبی پلکوں کو مسکارے سے اور لمبا کیے وہ سادی سی تیاری میں بھی حسین لگ رہی تھی۔۔۔

اور اس پر کمال تھوڑی کے لیفٹ سائیڈ پر چمکتا تل۔۔۔۔

"روٹھے ہو تم تمکو کیسے مناؤں اماں؟ بولو نا؟ بولو نا!!!!!"

ٹیبل بجاتے ایک بار پھر اپنی سریلی آواز کے بے سرے سر بکھیرنا وہ شروع کر چکی تھی۔۔۔

اسکی آواز سن کے سفیان جو سریلیک کھا رہا تھا۔۔

کھلکھانا شروع کر دیا اور ہاتھ اپنے منہ پر مارا جہاں مریم چمچہ لے جا رہی تھی اور پھر چمچ کا سریلیک سفیان کے منہ پر گر گیا۔۔۔

بیچاری مریم۔۔۔جب جب فاطمہ گانا گاتی تھی اسکے ساتھ کچھ برا ہی ہوتا تھا۔۔

ایک تیکھی نظر فاطمہ کے سجے سنورے روپ پر ڈال کر وہ سفیان کا منہ صاف کرنے لگی۔۔۔

"یہ تو غلط بات ہے امی جب ابو یہ گانا گاتے ہیں تب تو فورا مان جاتی ہیں۔۔۔اب میں گا رہی ہوں تو نہیں مان رہیں۔۔۔"

دبل روٹی پر انکا جیم لگاتا ہاتھ روکا تھا۔۔غصے سے انہوں نے فاطمہ کو گھورا جسے زرا تمیز نہیں تھی کہ کس سے کیا بات کرنی ہیں۔۔۔

انکے گھورنے پر فاطمہ کو بھی احساس ہوا کے وہ غلط بول چکی ہے۔۔۔

"ایسے نہ مجھے آپ دیکھیں سینے سے لگالو نگی۔۔آپ کو میں چرالو نگی آپ سے دل میں چھپالو نگی۔۔۔۔اور پھر ابو ڈھونڈتے رہ جائینگے۔۔۔"

سیریس گاتے گاتے آخر میں وہ پھر بھٹک گئی۔۔۔

ایک شاندار گھوری سے فاطمہ کو نواز کر وہ سر جھٹک کے رہ گئیں۔۔۔

ڈاکٹر عارف اور انکی بیٹی فاطمہ عارف کا کوئی علاج نہیں تھا۔۔انکے پاس تو ہر گز نہیں۔۔۔

فاطمہ کا موبائل بار بار بج رہا تھا۔۔آج انکی یونی میں پارٹی تھی۔۔اور ابھی اسکی دوستیں اسکے گھر کے پاس گاڑی میں بیٹھیں اسکا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔لیکن جو بھی ہو وہ اپنی امی کو ناراض چھوڑ کر نہیں جاسکتی تھی۔۔۔

"اییییییی"

"آپ نے اگر پیار سے دیکھا نہیں مجھ کو تو چھوڑ کر گھر میں چلی جاؤ نگی۔۔۔"

انکے مصنوعی غصے پر فاطمہ نے پھر ایک سر لگایا اور اس بار میرب ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دیں۔۔۔

"ہنسی تو پھنسی"

مریم اور فاطمہ نے ایک ساتھ کہا۔۔۔

وہ فاطمہ کے پاس بار بار فون آنا دیکھ چکی تھیں اور یہ بھی سمجھ چکی تھیں کے وہ لیٹ ہو رہی ہے اسلیے زیادہ تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر وہ مان گئیں۔۔۔

پھر فاطمہ انکے اور مریم کے گال پر ایک ایک کس اور سفیان کے گال پر چار پانچ کس کر کے باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

****

"بس کر یار تھک نہیں رہا۔۔۔"

حماد نے آجز آکر بولا۔۔اس نے ارحم کے ڈیڈ کو سحر کی پک دے تو دی تھی پر بعد میں خود ہی ڈر گیا تھا۔۔

کہیں ارحم بدلہ لینے کے لیے کچھ اور نہ کر دے۔۔۔

ویسے ہی جب اسکے ڈیڈ کے پاس اسکی اور اسکی ایکس گرل فرینڈ کی پک گئیں تھیں۔۔

تو بہت برا ہوا تھا۔۔۔

ہوا یہ تھا کہ حماد کے ڈیڈ نے اسے ایک زوردار تھپڑ بطور اعزاز دیا تھا اور پھر دو تین گھنٹے اسے ڈانٹ کر آخر میں غصے سے گھر بدر کر دیا تھا۔۔۔

انکا کہنا بھی ٹھیک تھا کہ انکا بیٹا انکی عزت اچھال رہا ہے۔۔

اب ہر امیر گھرانہ تو بے شرم نہیں ہوتا نہ۔۔

اور پھر دو دن پھپھو کے گھر گزارنے کے بعد واپس گھر بلا لیا تھا اس وارننگ کے ساتھ کے اب دوبارہ ایسی کوئی حرکت نہیں ہو گی۔۔۔

حماد کی ڈرنک کرنے کی بات بھی حماد کے ڈیڈ کو ابھی تک نہیں پتا تھی۔۔

وہ جبھی ڈرنک کرتا تھا جب اسکے ڈیڈ ملک یا شہر سے باہر ہوں آفس کے کام کے سلسلے میں۔۔

اب اگر ارحم نے ڈرنک کرنے والی بات بتا دی تو گھر بدر نہیں دنیا بدر ہونا پڑتا۔۔۔۔

اسی لیے اپنی کل کی حرکت کے بعد اب وہ ارحم کو ڈھونڈتے باکسنگ کلب میں موجود تھا۔۔

اور اسکا اندازہ سہی تھا ارحم یہیں تھا اور مستقل باکسنگ کرتے اسے آدھا گھنٹا گزر چکا تھا۔۔۔

اور اب حماد بیزار ہو رہا تھا۔۔۔

"نہیں تھک رہا اور تھکو نگا بھی نہیں کیونکہ اس پنچنگ بیگ کی جگہ میں تجھے تصور کر رہا ہوں۔"

بیگ کو اپنے ہاتھ سے روک کر اسنے سنجیدگی سے حماد دیکھتے کو کہا۔۔۔

"ابھی تک ناراض ہے یار۔۔۔تو نے بھی تو ڈیڈ کو پکس سینڈ کی تھی نہ؟؟"

"ہاں میں نے کی تھی پر سچ کی تھی۔۔تو نے جھوٹ بولا۔۔سحر میری گرلفرینڈ نہیں ہے۔۔۔"

"ہاں نہیں ہے تو کیا ہوا ہو جائے گی یار۔۔تیرے میں انٹرسٹڈ ہے۔۔۔"

"کبھی نہیں ہو گی۔۔وہ ہو گی انٹرسٹڈ پر مجھے اس میں زرا انٹرسٹ نہیں ہے۔۔۔"

کندھے اچکاتے اب وہ اوپر فلور پر بنے جم میں آ چکے تھے جسکی فرنٹ کی بڑی وال گلاس کی تھی۔۔۔

"کیوں یار اتنی پیاری تو ہے اور اتنی بے ہودہ بھی نہیں ہے۔۔۔"

"اتنی نہیں ہے پر ہے تو نہ۔۔ وہ ارحم الیاس کو نہیں پسند بس بات ختم۔۔۔"

اب وہ ڈمبلز اٹھا کر اوپر نیچے کر رہا تھا۔۔۔

"پر کیوں نہیں پسند۔۔؟ اتنی اچھی تو ہے۔۔۔"

"تجھے پسند ہے؟"

ڈمبلز نیچے رکھ کر اپنے سینے پر ہاتھ باندھ کر اب وہ حماد کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔

"ہاں پسند ہے۔۔۔"

حماد کو تو وہ پہلی نظر میں ہی پسند آئی تھی۔۔۔

"تو پھر تو بنالے اسے گرلفرینڈ۔۔۔"

کندھے اچکا کر بولتے وہ چھوٹے سے تولیے سے اپنا پسینہ صاف کرتے کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

"پر اسے میں نہیں پسند نہ"

منہ بسور کر حماد نے گویا اپنی تکلیف شیئر کی۔۔۔

"ہاہاہا تو یہ تیرا مسئلہ ہے میرا نہیں۔۔۔"

اسکا مزاق اڑاتا وہ ہنس دیا۔۔

اور ارحم کا ہنسنا حماد کو جلا گیا۔۔۔

"تو پھر تو اس سے بات کلیئر کر لے کے تو اس میں بلکل انٹرسٹڈ نہیں ہے اور نہ کبھی ہو گا۔۔۔ پھر ہو سکتا ہے وہ مجھے پسند کرنے لگ جائے"

"امم میرے خیال سے تین چار دن پہلے ہی اپنے باپ سے پٹا ہے تو۔۔۔"

ارحم نے ایک اور بار مزاق اڑایا۔۔۔

"بکواس بند کرو۔۔۔ اور آج رات میں اسے کلب میں بلا رہا ہوں جو بھی بات ہو کر لینا۔۔۔"

"اچھا۔۔۔ "

مزاق اڑاتی نظروں سے وہ حماد کو دیکھنے لگا اسکی نظروں سے جھنجھلا کر حماد وہاں سے اٹھ گیا۔۔۔

****

میرب صوفے پر بیٹھی کوئی کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔

فاطمہ بھی صوفے پر بیٹھی موبائل میں مصروف تھی۔۔۔

مریم اپنے کمرے میں تھی۔۔

فاطمہ کی نظر دروازے کی جانب اٹھی تو اٹھی کی اٹھی رہ گئی۔۔۔

سامنے ہی اسکا دل عزیز بھائی اسامہ کھڑا تھا۔۔۔

خوشگوار حیرت لیے وہ دروازے پر اسامہ کو کھڑے گھور رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ خوشی سے چیختی اسامہ کے خاموش رہنے کے اشارے پر لب دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔

"اسلام و علیکم خاتون جان۔۔۔"

میرب کے کان کے پاس جھک کر ہلکی سی سرغوشی کرتے وہ میرب کو ساکت کر گیا۔۔۔

حیرت سے میرب نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پل میں آنکھیں خوشی سے نم ہو گئیں۔۔۔

اٹھ کر اپنے لخت جگر کو گلے لگا کے وہ رو دیں 8 مہینے بعد آج وہ اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔۔

آنکھوں میں خوشی کے آنسو لیے وہ اپنے بیٹے کو جا بجا چوم رہی تھیں

تھوڑی دیر میرب سے باتیں کرنے کے بعد میرب نے اسے مریم اور سفیان سے ملنے کا کہا۔۔۔

اپنے بیٹے کے جذبات سے وہ واقف تھیں۔۔اسامہ نے اب تک اپنے بیٹے کو روبرو نہیں دیکھا تھا صرف تصویروں اور وڈیو کال پر دیکھا تھا۔۔

سفیان کی پیدائش سے دو مہینہ پہلے وہ ملنے آیا تھا اسکے بعد اب آرہا تھا۔۔

میرب عارف صاحب کو بھی کال کر رہی تھیں پر اسامہ نے انہیں بتایا کہ عارف صاحب پہلے ہی اسکی آمد سے واقف تھے۔۔

آج انکے پاس سرجری کا کیس تھا اسلیے انکو آنے میں تھوڑی دیر ہو جائے گی۔۔۔

وہ ابھی نہا کر نکلی تھی۔۔

سفیان سو رہا تھا۔۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل پر کھڑی بالوں میں برش کر رہی تھی اتنے میں ہاتھ لگنے کی وجہ سے پنوں کا باکس نیچے گر گیا۔۔

****

وہ کمرے کے باہر کھڑا سوچ رہا تھا کہ اسکو دیکھ کر مریم کا ری ایکشن کیا ہو گا۔۔۔

وہ خود بھی بہت ایکسائیٹڈ تھا اس دشمن جان کی تاثرات دیکھنے کے لیے۔۔۔ہر وقت ہی تو وہ یاد آتی تھی اسامہ کو۔۔

اسکے لبوں پر وہ مخصوص مسکراہٹ جو ہمیشہ اسکے چہرے کو اور نکھارتی تھی۔۔۔

وہ اپنے بیٹے کا سوچ کر بھی بے انتہا خوش تھا۔۔

کتنی خواہش کی تھی اس نے کے جب اسکا بیٹا اس دنیا میں آئے تو سب سے پہلے اسکی گود میں آئے۔۔لیکن ممکن نہ ہوا اور آج وہ اسے چھونے والا تھا اپنے گلے لگا کر اسے محسوس کرتا اسکے وجود کا حصہ پانچ مہینے کا ہو چکا تھا۔۔۔

لمبی سانس لیکر وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھی نظر اس دشمن جان پر پڑی جو ڈریسنگ ٹیبل کے پاس نیچے بیٹھی کچھ چن رہی تھی شاید۔۔

اسامہ کی طرف اسکی پشت تھی۔۔۔

کمر پر گیلے بال بکھرے اسکے ابھی نہانے کا پتا دے رہے تھے۔۔

خاموشی سے چلتا وہ اسکے پیچھے کھڑا ہو گیا۔۔۔

پنیں چن کر مریم اٹھی تو نظر ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے پر گئی اور اس میں نظر آتے اپنے پیچھے کھڑے اسامہ کے عکس پر بھی لیکن بے دیہانی میں غور نہ کرتے وہ واپس نظریں جھکا گئی۔۔اور پھر دماغ میں جھماکا ہوا اور حیرت سے واپس نظریں اٹھائیں۔۔۔

اسکے ایکسپریشن دیکھ کر اسامہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی وہ حیرت کی مورت بنے کھڑے رہی اسکو حیران دیکھ اسامہ نے اپنی ہنسی دبا کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا اور اسے حیران پریشان چھوڑ کر ایسے ہی اپنے حصار میں لے لیا۔۔۔

اسامہ کے کندھے پر سر ٹکائے اسکی آنکھیں کب بہنا شروع ہوئی اسے علم نہیں ہوا پر اپنے کندھے پر نمی کے احساس سے اسنے مریم کو خود سے الگ کیا تو اسکا چہرا آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔

اسکو مریم پر اتنا پیار آیا کے اگر اس وقت مریم اسامہ۔۔۔اسامہ عارف سے جان بھی مانگتی تو وہ خوشی خوشی بنا وجہ پوچھے دے دیتا۔۔۔

اسکے تر چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر اسنے مریم کا ماتھا چوما۔۔

یہی تو تھی جس سے اسامہ عارف بے انتہا محبت کرتا تھا۔۔واحد لڑکی جسکے بارے میں آج تک اسنے سوچا تھا اور آگے بھی سوچنا تھا۔۔۔

****

سفیان کو سوتے میں ہی وہ بہت پیار کر چکا تھا۔۔

اپنے باپ کی ڈارھی مونچھوں کی چبھن محسوس کر کے وہ نیند میں ہی روتی شکل بناتا اور پھر واپس سو جاتا۔۔۔

اب تک وہ سب کے خوشی کے آنسو دیکھ رہا تھا پر اب اپنے بیٹے کو جب اسنے پہلی دفع اپنے بازوؤں میں اٹھایا تھا تب اسکی آنکھوں سے بھی آنسو نکلے اور اسکی داڑھی میں گم ہو گئے۔۔۔

کافی دیر تک یہی سلسلہ چلتا رہا پر شاید نہیں یقینن اسکا بیٹا بھی اسکی بہن کی طرح نیند کا شیدائی تھا اسلیے اتنی چبھن کے بعد بھی نہیں اٹھا۔۔

اسامہ فریش ہونے گیا تو مریم بھی خوشی سے فورا نیچے گئی۔

آج اس نے بہت سارا اہتمام کرنے کا سوچا اور سارا اسامہ کی پسند کا۔۔۔۔

اسامہ فریش ہو کر نکلا تو مریم کمرے میں نہیں تھی۔۔

وہ جانتا تھا کہ اسکی بیوی اب رات تک کہاں مصروف رہے گی۔۔۔

اسکی نظر بیڈ پر پڑی تو سفیان اٹھ چکا تھا اور خود ہی کھلکھلاتا اپنے ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا۔۔۔

اسکو کھلکھلاتے دیکھ اسامہ مسکراتا اسکے پاس آیا اور اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا۔۔۔

اسامہ کے اٹھاتے ہی سفیان کی کھلکھلاہٹ کو بریک لگا۔۔۔

پہلے وہ غور سے اپنے باپ کو دیکھنے لگا لیکن کافی دیر دیکھنے کے بعد بھی اسامہ کا چہرا شناسا نہ لگا تو پہلے رونی صورت بنائی اور پھر چند سیکنڈ میں فل والیوم میں رونا شروع کر دیا۔۔

اسکو روتا دیکھ اسامہ کی مسکراہٹ سمٹی وہ اسے چپ کرواتا ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا لیکن پھر بھی اسکے چپ نہ ہونے پر وہ سفیان کو کمرے سے لے کر نکل گیا۔۔

نیچے آیا تو کچن سے باتوں کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔

اسنے اپنے قدم کچن کی جانب بڑھائے۔۔ کچن میں آیا تو اسکی ماں بہن اور بیوی تینوں کھانا بنانے کے ساتھ باتوں میں بھی مشغول تھی۔۔

سفیان کی رونے کی آواز سن کر سب نے کچن کے دروازے پر دیکھا تو اسامہ سفیان کو لیے پریشانی سے کھڑا تھا۔۔۔

اسکی پریشانی سمجھ کر فاطمہ نے آگے بڑھ کر سفیان کو اسامہ سے لیا تو وہ لمحوں میں چپ ہو گیا۔۔۔

اسکو اچانک چپ ہوتا دیکھ اسامہ حیران ہوا اسے یقین نہیں آیا کہ یہ وہی سفیان ہے جو ابھی اتنا رو رہا تھا۔

۔

"پریشان نہ ہو اسامہ ابھی وہ تمہیں پہچانتا نہیں ہے اسی لیے رو رہا تھا۔۔۔

اور پھر گیا بھی فاطمہ پر ہے۔۔۔"

آخر میں شرارت سے کہتے انہوں نے فاطمہ کو دیکھا انکا اشارہ پریشان کرنے پر تھا۔

انکی بات کا مطلب سمجھتے وہ مسکرا کر دیا۔۔۔

فاطمہ نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا پھر فخریہ ناک سے مکھی اڑائی۔۔

اسے تو خوشی تھی سفیان اس پر گیا تھا۔۔۔

****

اس وقت سب کھانے پر بیٹھے تھے۔۔۔

لیکن کھانا کم باتیں زیادہ ہو رہی تھیں۔۔۔

اسامہ ہر تھوڑی دیر بعد باتیں کرتے کرتے مریم کو دیکھ رہا تھا جسکی خوشی دیدنی تھی۔۔۔

دیکھنے سے ہی معلوم ہو رہا تھا۔۔۔

اسامہ کے چہرے پر ایک پھیکی سی مسکان آئی۔۔

کاش وہ ہر لمحہ مریم کا مسکاتا چہرا اپنی نظروں کے سامنے رکھ سکتا پر اسنے جو پیشہ چنا تھا اسے اس پیشے سے بھی بہت محبت تھی۔۔۔

اسامہ پڑھائی میں بہت زہین تھا عارف صاحب کی یہی خواہش تھی کہ وہ ڈاکٹر بنے پر اس کی اپنی خواہش آرمی میں جانے کی تھی۔۔اسے عشق تھا اس پیشے سے اپنے ملک سے۔۔

پھر اسامہ کی خواہش جاننے کے بعد میرب تھوڑی پریشان ہوئیں کیونکہ انکا اکلوتا فرمانبردار بیٹا تھا اسامہ ڈرتی تھیں اسے کھونے سے پر عارف صاب کے سمجھانے سے کہ آرمی میں جائے یا نہ جائے موت کا وقت طے ہے جب آنا ہو گی تب ہی آئے گی۔

انکی بات سمجھتے عارف صاحب کے ساتھ میرب نے بھی اسکی خواہش کا احترام کیا۔۔۔

"اور میرے جوان شیر اس بار کتنے دن کی چھٹیوں پر آئے ہو۔۔۔؟"

اسامہ کو کسی سوچ میں گم دیکھ عارف صاحب نے سوال کیا۔۔۔

"اس بار لمبی چھٹیوں پر آیا ہوں ابو۔۔۔۔فاطمہ کی شادی کے بعد جاؤنگا

" سچی بھائی۔۔۔شکر ورنہ میں تو سمجھی تھی کہ آپ نہیں آئینگے۔۔۔"

اسامہ کی بات سے جہاں سب ہی خوش ہوئے تھے وہیں فاطمہ تو خوشی سے اچھل پڑی۔۔ کتنی دعائیں کی تھی اس نے کے اسکی شادی میں اسکا بھائی لازمی ہو۔۔۔

"شادی کی تیاری کرلی آپ لوگوں نے"

سرسری سا پوچھا۔۔

"نہیں ابھی آن لائن جتنی ہو سکتی تھی وہ کرلی۔۔۔

باقی اب تم آگئے ہو تو جلدی جلدی فارغ کرلو۔۔ تمہاری شادی میں بھی آخری وقت تک بھاگم دوڑی لگی رہی تھی۔۔۔

پھر اب تو لڑکی کی شادی ہے دس زمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔۔۔"

میرب نے فورا اپنی پریشانی بتائی ایک مہینہ رہتا تھا پر انکی تیاری مکمل نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"آپ فکر مت کریں امی سب ہو جائے گا۔۔۔

ایک کام کرو فاطمہ کل سے تم مریم کے ساتھ اپنی شاپنگ شروع کرو۔۔ باقی میں دیکھ لونگا۔۔۔"

اسامہ نے گویا سب کی پریشانی دور کر دی۔۔

"عارف آپ بھی چھٹی لے لیں ہاسپٹل سے ہزار کام ہیں مہینہ دیکھتے دیکھتے گزر جائے گا۔۔۔"

"ارے بلبل میں کیوں پریشان ہوں اب۔۔ یہ ہٹا کٹا بیٹا ہے تو سب سنبھالنے کے لیے۔۔ میں تو سکون سے شادی انجوئے کرونگا۔۔۔"

میرب کی بات سن کے انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیے کہ ان سے کسی کام کی امید نہ کی جائے۔۔۔

"آپ سے تو کچھ بولنا ہی فضول ہے۔۔ اور جانوروں کے ناموں سے نہیں پکارا کریں مجھے میرب نام ہے میرا وہی بولا کریں۔۔۔"

غصے بھری گھوری سے عارف صاحب کو دیکھتے وہ اپنی بھڑاس نکالنے لگیں۔۔۔

اسامہ خاموشی سے اپنے باپ کی نوک جھوک کے مزے لے رہا تھا۔۔اس نوک جھوک کو بھی تو کتنا مس کیا تھا اسنے بچپن سے ہی یہ نوک جھوک دیکھتے آرہا تھا وہ۔۔۔

غصے سے کہتیں میرب ٹیبل سے اٹھیں اور کچن کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔

"بلبل جانور نہیں پرندہ ہوتا ہے میری مینا۔۔۔۔"

پیار بھرا ایک اور لقمہ لگایا۔۔۔

"ایک ہی بات ہے۔۔۔اور کہا ہے نہ مجھے انسانوں والے ناموں سے پکارا کریں۔۔۔ باپ کو بھی برداشت کرو اور پھر بیٹی کو بھی۔۔۔"

کچن میں جاتے انہوں نے ایک بار پھر عارف صاحب کو سنائی۔۔اور آخر میں فاطمہ کو بھی گھسیٹ لیا۔۔۔

یہی تو ہوتا ہے جب آپ کو کسی پر غصہ آتا ہے تو اسکے چمچے پر اس سے بھی زیادہ آتا ہے۔۔۔

اپنانام سن کے فاطمہ شرارت سے فخریہ مسکرائی اور اپنے باپ کو دیکھا جنہوں نے اسکے دیکھنے پر آنکھ ماری۔۔۔

اپنے باپ اور بہن کو دیکھ کر اسامہ نفی میں سر ہلاتا مسکرا دیا۔۔کتنا تنگ کرتے تھے اسکے ابو اور بہن اسکی امی کو۔۔۔

****

"ہیلو گائز۔۔۔"!

سحر کاؤنٹر کے پاس آئی جہاں حماد اور ارحم کھڑے تھے۔۔۔

ایک ادا سے ہیلو کہتی وہ وہیں کھڑی ہو گئی۔۔۔

ارحم نے سگریٹ کا کش لیتے ایک نظر اسے دیکھا آج وہ پہلے کی نسبت زیادہ ہی تیار لگ رہی تھی۔۔۔اسکا میک اپ سے لبریز چہرا دیکھ اسے کوفت ہوئی اس سے نظریں ہٹا کر ارحم نے حماد کو دیکھا جس کی نظریں سحر کے چہرے کا طواف کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔۔

" خیرت مسٹر ایٹیٹیوڈ پہلے کال کاٹتے ہو پھر بلاک کرتے ہو۔۔۔اور پھر اچانک خود ہی ملنے بلاتے ہو امپریسیو۔۔۔۔"

ارحم تو اسے دیکھ کر نظریں پھیر چکا تھا اس لیے وہ خد ہی مخاطب ہوئی۔۔

جب اس کے پاس حماد کی کال آئی تھی کے ارحم ملنا چاہتا ہے تو پہلے تو وہ حیران ہوئی پھر خوشی کا ٹھکانہ رہا۔۔۔یہ گھنٹے بھی اس نے کتنی مشکل سے گزارے تھے۔۔۔

"میرے بلانے کو غلط وے میں مت لینا سحر میں صرف تم سے چند باتیں کلیئر کرنا چاہتا ہوں۔۔

وہ دو سیکنڈ کے لیے رکا سحر کی نظریں اسی پر تھیں اور وہ ارحم کو بہت غور سے سن رہی تھی۔۔۔۔

سحر میں تم میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔۔۔اور آگے بھی نہیں ہونگا۔۔۔

مجھے پتا ہے۔۔۔

اگر تمہارے دل میں میرے لیے ایسے جذبات ہیں تو انہیں ختم کر دو۔۔انکے بڑھنے سے نقصان صرف تمہارا ہو گا۔۔

اور تمہارا دل رکھنے کے لیے تمہیں وقتی گرلفرینڈ بنا کے چھوڑ دوں میں اسکے قائل نہیں ہوں۔۔۔اور یقینن تم میری وجہ سے دکھی نہیں ہو گی کیونکہ ہماری اب تک کی ایک دو جتنی بھی ملاقاتیں ہوئیں ہیں اس میں۔میں نے تم سے نہ تو ایسی کوئی بات کی ہے نہ تمہیں کوئی ایسا اشارہ دیا ہے۔۔۔

امید ہے کہ تم میری بات سمجھ گئی ہو گی۔۔۔"

نرم مگر بے تاثر لہجے میں بول کر وہ حماد اور سحر کو وہیں چھوڑ کر نکلتا چلا گیا۔۔

سحر جو اب تک آسمانوں میں اڑ رہی تھی اسے لگا کے کسی نے ایک جھٹکے سے اسے منہ کے بل زمین پر پھینکا ہے۔۔۔

ایک کے بعد ایک آنسو اسکی آنکھوں سے نکلتے چلے گئے ہاتھ کی پشت سے اپنے گال پر بہتے آنسو بے دردی سے رگڑتے وہ جلدی جلدی وہاں سے باہر چلی گئی۔۔۔۔

حماد نے اسے افسوس بھری نظروں سے جاتے دیکھا۔۔اور یہ افسوس مصنوعی نہیں تھا بلکہ اسے سحر کے آنسو جبھے تھے۔۔۔

****

اسامہ کے آنے کے بعد عارف صاحب نے مسز عفان اور انکی فیملی کو دوبارہ دعوت پر مدعو کیا تھا۔۔تاکہ حارث اور انکی فیملی کو اسامہ سے اور اسامہ کو ان سے ملوا سکے۔۔۔

اسامہ کو بھی حارث اور انکی فیملی پسند آئی تھی سلجھی ہوئی مختصر فیملی۔۔۔۔

****

"ابھی سے کیوں اتار رہی ہو جھمکے ؟؟ابھی تو میں نے دیکھا بھی نہیں سہی سے۔۔۔"

اسامہ کمرے میں آیا تو اسکی نظر ڈریسنگ ٹیبل کے پاس جھمکے اتارتی مریم پر پڑی۔۔آرام سے چلتا وہ مریم کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔۔

مریم نے آئینے میں دیکھا اسامہ اسکے پیچھے کھڑا تھا دونوں کا عکس ساتھ میں بہت حسین لگ رہا تھا۔۔۔

"کیوں کے یہ بھاری ہیں اور اگر اور تھوڑی دیر پہنے نا تو میرے کان لٹک جائینگے۔۔۔"

آئینے میں ہی دیکھتے جواب دیا اور دوسرا جھمکا اتارنے لگی۔۔۔

"ویسے لٹکے ہوئے کانوں میں بھی بری نہیں لگو گی۔۔۔"

مسکراہٹ دبا کے وہ مریم کو چھیڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"اسامہ میں امی نہیں ہوں۔۔

اور ناہی آپ ابو جتنا چھیڑ سکتے ہیں۔۔اسلیے مجھے تنگ کرنے کی کوشش آپ مت کیا کریں۔۔کیونکہ آپ کبھی کامیاب نہیں ہونگے۔۔۔۔"

ہنس کر اپنا رخ اسامہ کے سامنے کر کے اسنے اپنے دونوں جھمکے اسامہ کے ہاتھ میں رکھے اور مسکرا کر اسکے برابر سے نکل کر بیڈ پر بیٹھ گئی جہاں کچھ دیر پہلے اس نے سفیان کو سلایا تھا۔۔۔

"بہت تیز ہو گئی ہو میری غیر موجودگی میں۔۔لگتا ہے فاطمہ کی صحبت کا اثر ہو رہا ہے۔۔۔"

مریم کے جھمکے ہاتھ میں ہی لیے وہ مریم کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

"اچھا جب فاطمہ کو لے کر جاؤ نا شاپنگ پر تو اپنی شاپنگ مت کرنا۔۔۔"

جھمکے سائڈ ٹیبل پر رکھ کر اسنے مریم کو نظروں کے حصار میں لیا۔۔۔

"کیوں"

وہ چوکنے پر مجبور ہوئی۔۔۔

"کیونکہ تمہارے ڈریسز میں خود لاؤنگا اپنی پسند سے۔۔۔"

"مریم یہ کبھی مجھے پہچانے گا بھی یا نہیں؟؟"

رونی صورت بنا کے اسنے سفیان کے گال کو چھوا اسکی چہرا دیکھ مریم پھر ہنس دی۔۔

آج سارا دن یہی ہوا تھا وہ جب سفیان کو گود میں لیتا سفیان رونا شروع کر دیتا۔۔۔

"ابھی تو آپکو آئے دو دن ہوئے اسامہ۔۔ایک دو دن اور آپ کی شکل دیکھے گا تو مانوس ہو جائے گا آپ سے پھر نہیں روئے گا۔۔۔"

"چلو پھر ان دو دنوں تک میں سوتے ہوئے ہی اپنے بیٹے کو پیار کر لونگا ویسے بھی میرا بیٹا نیند کے معاملے میں اپنی پھپھو پر گیا ہے۔۔۔"

سفیان کے سوتے ہوئے ہی اسنے سفیان کو گود میں اٹھایا اور باری باری اسکے دونوں گال چوم لیے۔۔۔

****

" خیریت ہے زایان تم آج کل کھوئے کھوئے رہتے ہو؟"

"نہیں کچھ نہیں۔۔۔"

زبیر کے پوچھنے پر وہ جو اپنی ہی سوچوں میں گم تھا سر جھٹک کر خود کو نارمل کیا۔۔۔

لیکن در حقیقت تو اسکی نظریں اب بھی ان دو آنکھوں کو ہی اپنے تصور میں لیے بیٹھی تھیں۔۔۔

افف کتنا مشکل تھا ان سے پیچھا چھڑانا۔۔۔

وہ نماز کا پابند تھا۔۔۔پر دعا اسکی ہمیشہ مختصر رہی تھی

لیکن جب سے اس نے ان دو آنکھوں کو دیکھا تھا اسکی دعائیں طویل ہو گئیں تھیں۔۔۔وہ دن بہ دن اپنی اس اضطرابی کیفیت کو دیکھتے پریشان ہونے لگا تھا۔۔۔

اسے علم نہیں تھا کہ وہ لڑکی اس طرح اس کے حواسوں پر سوار ہو گی۔۔

وہ نماز میں صرف اللہ سے اسے مانگ رہا تھا یہ جانے بغیر کے وہ جسے مانگ رہا ہے وہ پہلے سے ہی کسی اور کی ہے اور جس کے لیے اسکی محبت دن بہ دن بڑھتی جا رہی تھی وہ خود کسی سے عشق کرتی ہے۔۔۔

ہاں وہ اپنے شوہر سے محبت کرتی تھی وہ اسامہ عارف سے عشق کرتی تھی۔۔۔۔

****

"کیا ہوا منہ اترا ہوا ہے تمہارا؟"

ارحم نے اپنے سامنے بیٹھے حماد کو دیکھا جو زمین پر کچھ بہت اہم تلاش کر رہا تھا۔۔۔

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی ارحم کے گھر آیا تھا اور ابھی دونوں لان میں بیٹھے تھے۔۔۔

ارحم اس کے بولنے کا منتظر تھا پر وہ بلکل خاموش تھا۔۔۔

اسکی خاموشی ارحم کو عجیب لگی کیونکہ وہ ایک لمحہ چپ نہیں رہتا تھا۔۔۔

"تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ارحم"

اسکے لہجے میں افسوس تھا۔۔۔

"کیسا؟"

مختصر جواب جبکے حماد کا اشارہ کس طرف ہے وہ بخوبی سمجھا تھا۔۔۔

"تم جانتے ہو میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔۔۔

محبت کرتی ہے وہ تم سے۔۔۔بہت ہرٹ کیا ہے تم نے اسے۔۔۔"

"میں نے اسے ہرٹ نہیں کیا حماد۔۔میں نے اسے ہرٹ ہونے سے بچایا ہے۔۔۔میں چاہتا تو اس کے جذبات کو پروان چڑھا سکتا تھا پر اس سے بعد میں اسے ہی تکلیف ہوتی۔۔۔

میں نے اسے سچ کہا میرے دل میں اسکے لیے کوئی فیلینگز نہیں ہیں جس کی بنا پر میں اسے پر امید رہنے دوں۔۔۔

اور نہ ہی آگے کوئی فیلینگز آئینگی۔۔۔۔"

ارحم نے سیدھے سے صاف بات کی اسے تو حیرت حماد پر تھی۔۔ سحر کوئی پہلی لڑکی تو نہیں تھی جو اس کے پیچھے پڑی تھی۔۔۔

لیکن حماد نے کبھی کسی لڑکی کے ہرٹ ہونے پر ایسا بی ہیو نہیں کیا تھا جیسے اب کر رہا تھا۔۔۔

"جب رشتے اور نظر بدلتی ہے نہ تو فیلینگز بھی بدل جاتی ہیں۔۔۔"

حماد نے ایک امید کے تحت بولا اسے سحر کے آنسو یاد آئے جو اسے تکلیف دے رہے تھے۔۔۔

"پھر اسے محبت نہیں سمجھوتہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔

اور میں اپنی زندگی سمجھوتے پر نہیں محبت کے بنے رشتے پر گزارنا چاہتا ہوں۔۔ جس سے میں بھی خوش رہ سکوں اور اسے بھی خوش رکھ سکوں جو مجھ سے منسلک ہو گی۔۔۔"

"اور اگر کبھی تمہیں ایسی کوئی ملی ہی نہیں جس سے تمہیں محبت ہوئی۔۔۔ یا اگر ملی بھی اور تمہیں پتا ہی نہیں چلا کے وہ ارحم الیاس کی گرلفرینڈ بننے کے قابل ہے پھر؟"

"دنیا بہت بڑی ہے حماد اللہ نے میرے لیے بھی کوئی نا کوئی رکھی ہو گی۔۔۔اور ارحم الیاس کوئی اٹھارہ انیس سال کا کالج کا لڑکا نہیں جو اپنے دلی جذبات نہ سمجھے۔۔۔ جس دن مجھے کوئی ایسی ملی میں دیر نہیں کرونگا۔۔۔

اور ایک اور بعد ارحم الیاس کو اپنے گرلفرینڈ کی لیول کی کوئی ملے گی ہی نہیں کیونکہ ارحم الیاس گرلفرینڈ جیسے بے معنی رشتے پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتا۔۔۔ جس دن مجھے کوئی اپنے لیول کی لگی تو میں اسے اپنی بیوی کا رتبہ دونگا۔۔۔"

کچھ لمحوں کے لیے تو حماد لاجواب ہو گیا۔

"اور ارحم الیاس کو اپنے لیول کی ملینگی کب ؟"

بات کو ختم کرنے کی غرض سے وہ شوخ لہجے میں پوچھا۔۔۔

"بہت جلد میرا دل کہتا ہے۔۔۔"

آنکھ مارتے اسنے اپنے سامنے رکھی بلیک کافی کا مگ اٹھایا۔۔۔

"اگر محبت کرتے ہو تو بتا کیوں نہیں دیتے اسے"

حماد نے چونک کر اسے دیکھا بات کچھ خاص سمجھ نہیں آئی۔۔۔

"مطلب"

یک گونا جواب میں سوال پوچھا

"مطلب صاف ہے اگر سحر خان سے محبت کرتے ہو تو بتا کیوں نہیں دیتے اسے۔۔۔"

ارحم نے کندھے اچکا کر کہا جس پر حماد نظریں چرا گیا۔۔۔

"ویسے کب ہوا یہ کرشمہ کے حماد صاحب کو بھی محبت ہو گئی۔۔۔۔"

وہ حماد کی ظروں میں سحر کے لیے الگ ہی چمک دیکھ چکا تھا۔۔۔

"بہت پہلے ہی ہو گئی تھی یار"

پھیکی سی ہنسی ہنستے وہ کرسی سے پشت لگا گیا۔۔۔

"مطلب"

اسکی بات پر ارحم الجھ گیا کیونکہ سحر انہیں کچھ دن پہلے ہی تو ملی تھی۔۔ تو بہت پہلے کیسے محبت ہو گئی۔۔

"میرے کالج میں پڑھتی تھی سحر جب سے اسے پسند کرتا تھا پھر کالج ختم ہو گیا۔۔۔

بعد میں پتا چلا کے وہ لوگ دوسرے شہر موو کر گئے۔۔۔

پھر برتھڈے سے ایک ہفتہ پہلے اسے مال میں دیکھا تھا اتفاق سے ہم دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا گئے اور دونوں ہی ایک دوسرے کو پہچان گئے۔۔۔ میں نے اسے اپنی برتھڈے پر انوائٹ کیا۔۔

کالج میں کبھی بتانے کی ہمت نہیں ہوئی اور پھر موقع ہی نہیں ملا۔۔۔

پھر میں نے سوچا برتھڈے کے دن اسے پرپوز کرونگا پر اس دن میں نے اسکی آنکھوں میں تمہارے لیے چمک دیکھی تو رک گیا۔۔ اور پھر میرا اندازہ ٹھیک لگا وہ تم سے محبت کرتی تھی۔

تو پھر میں نے اپنی محبت کو اپنے دل میں ہی قید کر دیا۔۔۔"

حماد بول کر مسکرا دیا۔۔۔ارحم کو آج پہلی بار وہ شوخ اور چھچھورا حماد بہت سمجھدار اور گہرا لگا۔۔۔

"تو تم اسے اپنے جذبات بتاتے اسے تو ہو سکتا تھا اسکا دل تمہاری طرف راغب ہو جاتی۔۔۔"

ارحم کو اسکے لیے برا لگا۔۔یہ جان کر اور دکھ ہوا کے اسکی محبت کے بیچ میں آنے والا وہی تھا۔۔۔

"تم نے خود ہی کہا پھر وہ محبت نہیں سمجھو سمجھوتہ ہو گا۔۔"

ہنستے ہوئے حماد نے کندھے اچکائے اسنے ارحم کی بات ہی ارحم کو لوٹائی تھی۔۔۔
صحیح تو کہہ رہا تھا وہ۔۔۔

ارحم نے آگے سے اسے کوئی جواب نہیں دیا اور دیتا بھی کیا کوئی جواب تھا ہی نہیں پر ارحم اتنا تو سمجھ ہی چکا تھا حماد کے جذبات وقتی نہیں ہیں وہ سچ میں سحر خان سے محبت کرتا ہے اسکا واضح ثبوت یہی تھا کہ خود سحر سے محبت کرنے کے باوجود وہ اسکے ارحم کے لیے جذبات کی قدر کرتا تھا۔۔۔

****

" بھابی فرسٹ فلور پر اچھی دکانیں ہوتی ہیں وہاں سے شاپنگ اسٹارٹ کرتے ہیں۔۔۔ "

شام چار بجے کا وقت تھا مریم اور فاطمہ شادی کی شاپنگ پر آئے تھے ابھی مال میں داخل ہی ہوئے تھے جب فاطمہ نے مشورہ دیا۔۔۔

"فرسٹ فلور پر پہلے جائیں یا سیکنڈ پر کیا فرق پڑھتا ہے فاطمہ تم نے ویسے بھی پورا مال گھومنا ہے۔۔۔"

خاصہ جتا کر بولا تھا لیکن فاطمہ بھی ڈھیٹ تھی مسکرا کر اوپر فلور پر جاتی سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھا دیے۔۔۔

****

"حد ہے فاطمہ اگر لینا نہیں تھا اس دکان سے تو اتنی دیر کیوں لگائی؟؟ اتنے کپڑے کھلوا کر دیکھے پر لیا کچھ نہیں ۔۔۔اس کا بھی وقت برباد کیا اور اپنا بھی۔۔۔

"بھابی اسکی دکان میں کچھ لینے لائق تھا۔۔۔میں تو یہ سوچ کر دیکھ رہی تھی کہ شاید کچھ پسند آجائے پر ایک بھی ڈھنکا نہیں تھا۔۔۔۔"

سر جھٹکتی وہ اب دوسری دوکان کی طرف بڑھ رہی تھی جب فاطمہ نے ہاتھ پکڑ کر اپنا رخ دوسری سمت کر کے اسے بھی اپنے ساتھ کھینچا۔۔۔

"اب تم میرے ساتھ چلو۔۔"

بنا فاطمہ کو کوئی موقع دیے اس نے فاطمہ کو اپنے ساتھ لیا اور سیدھے ہاتھ کی چوتھی دکان میں گئی۔۔۔

"بھابی ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"

دکان پر ایک نظر ڈال کر اسکا جائزہ لیتے فاطمہ نے سنجیدگی سے مریم سے پوچھا۔۔۔

"ظاہر سی بات ہے تمہاری شادی کی شاپنگ کے لیے۔۔۔"

مریم سرسری انداز میں جواب دے کر آگے بڑھ کر سٹیل کے اسٹول پر بیٹھ گئی اور اپنے ساتھ فاطمہ کو بھی بٹھا لیا۔۔۔

"لیکن مجھے نہیں لگتا یہاں کوئی بھی سوٹ شادی کے لحاظ کا ہے۔۔ پھیکے پھیکے سادے سے ہیں سارے۔۔۔۔"

منہ بنا کر وہ دکان پر لگی ڈمیز دیکھنے لگی۔۔۔

ہر ڈمی پر بہترین خوبصورت اور نفیس ڈریس لگا تھا لیکن سادا تھا پر اتنا بھی سادا نہیں کہ اسے پھیکا کہا جائے۔۔۔

"فاطمہ یہ تمہیں پھیکے لگ رہے ہیں؟"

مریم نے اسے حیرت سے دیکھا اسے تو فاطمہ کے حساب سے یہ بھی ہیوی لگ رہے تھے کیونکہ وہ تو بھاری کپڑے پہنتی ہی نہیں تھی۔۔۔

"ہاں"

منہ بناتے اس نے مریم کو دیکھا۔۔۔

"تو ٹھیک ہے پھیکے تو پھیکے صحیح میں پسند کرتی ہوں تمہارے لیے اور خبردار اگر تم نے ہر سوٹ میں نقص نکالنے شروع کیے۔۔۔"

فاطمہ کے بنے منہ کو وہ یکسر نظر انداز کیے اب وہ سیلز بوئے کی طرف متوجہ ہوئی جو پہلے سے ہی انکی طرف متوجہ اور شاید ان کے چپ ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

****

ارحم آج آفس سے جلدی نکلا تھا اور وجہ الیاس صاحب کو سر درد بتائی تھی۔۔۔

اور اس وقت وہ اسی مال میں موجود تھا جہاں فاطمہ تھی۔۔۔

تین دن بعد زینت اور الیاس صاحب کی شادی کی تیسویں سالگرہ تھی۔۔۔ پارٹی وغیرہ زینت کو پسند نہیں تھی اسلیے ہوتی نہیں تھیں لیکن پھر بھی ارحم سیلیبریٹ ضرور کرتا تھا۔۔

کبھی پورا گھر ڈیکوریٹ تو کبھی انکے لیے ایک خوبصورت کپل ڈنر کا ارینجمینٹ تو کبھی کچھ۔۔۔ ابھی وہ زینت کے لیے گفٹ لینے آیا تھا۔۔۔

ڈائمینڈ رنگ تو وہ زینت کے لیے لے چکا تھا لیکن ہر بار کی طرح اس بار بھی اسکا بہت سارے گفٹس دینے کا ارادہ تھا وہ ہر بار یہی کرتا تھا کے زینت اور الیاس کا کمرہ تحفوں اور گلاب کے پھولوں سے بھر دیتا تھا۔۔۔

نیچے گھومنے کے بعد اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تو اسنے اوپر جاتی سیڑھیوں کی جانب قدم بڑھا دیے۔۔۔

دو تین دکانوں میں دیکھنے کے بعد وہ بھی اسی دکان میں گیا جہاں فاطمہ اور مریم تھیں۔۔۔

****

"بھابی اب بس کر دیں۔۔میں یہ کپڑے نہیں پہنوں گی۔۔۔"

وہ فاطمہ کے مشورے کے بناہی اسکے لیے تین سوٹ لے چکی تھی اور بھی پسند کر رہی تھی مگر اب فاطمہ ایسا بلکل نہیں ہونے دے سکتی تھی اسلیے جھنجھلا کے بول پڑی۔۔۔

"کیا ہو گیا ہے فاطمہ کیوں نہیں پہنو گی اتنے پیارے سوٹ تو لیے ہیں"

اسکو ڈپٹ کر مریم واپس کپڑے دیکھنے لگی۔۔۔

انسے کچھ فاصلے پر کھڑا ارحم جو زینت کے لیے کپڑے پسند کر رہا تھا اسے مریم اور فاطمہ کی آواز واضح آ رہی تھی۔۔۔

پھر وہ سر جھٹک کر ڈیسز دیکھنے لگا کہ پھر فاطمہ کی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔

"میں نہیں پہنو نگی بھابی یہ بڈھوں والے کپڑے۔۔۔"

مریم منہ کھولے اسے دیکھنے لگی جو اتنے خوبصورت کپڑوں کو بڈھوں کے کپڑے کہہ رہی تھی۔۔۔

"ایسے مت دیکھیں مجھے ہیوی ڈریسز لینے ہیں یہ سادے کپڑے نہیں۔۔۔ سادے تو گھر میں بھی بھرے پڑے ہیں۔۔"

"اوہ ہ شہزادی فاطمہ کو ہیوی ڈریسز چاہیے۔؟؟ زرا بتانا میرے ولیمے میں۔۔ میں جو فراک پہنا تھا وہ کتنی بار پہنا ہے؟ وہ سادے سے ہلکے کام کے فراک کو تم نے دوبارہ کبھی نہیں پہنا کہ وہ ہیوی ہے اور تم ہیوی کپڑوں کی ڈیمانڈ کر رہی ہو۔۔۔؟ اس فراک کی طرح اور شوپیس لینے ہیں جنہیں الماری میں سجا سکو۔۔۔"

بھنویں بھینچ کر وہ تھوڑی سختی سے پوچھنے لگی۔۔۔

"بھابی پہلے کی بات دوسری تھی نہ۔۔۔اچھا وہ دیکھیں وہ ڈریس کتنا حسین ہے وہ دلا دیں باقی سارے آپکی پسند کے۔۔۔"

مسکین شکل بنا کے اسنے سامنے دکان کی فرنٹ پر لگی ڈمی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

چونکہ جس دکان میں وہ تھیں وہاں کا فرنٹ کا ڈور گلاس کا تھا اسلیے باہر کا ایریا واضح دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

مریم نے جب سامنے دکان پر ڈمی پر لگا وہ ڈریس دیکھا تو اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اس نے فاطمہ کو بے یقینی سے دیکھا۔۔۔

وہ ڈریس بلیک کلر کا انتہائی ہیوی فراک تھا جو گھٹنوں کے بلکل تھوڑا اوپر تک کا تھا۔۔۔

پورے فراک پر ریڈ اور سلور نگینوں کا نفیس مگر بھرا ہوا کام ہوا تھا۔۔۔

فراک کے نیچے بلڈ ریڈ کلر کا بنارسی پرنٹ کا گھیر دار شرارا تھا جسکے بارڈر پر وہی بھاری نگوں سے کام تھا جیسا کہ فراک پر تھا بس اب کے نگوں میں کالا رنگ بھی شامل تھا۔۔۔

اور اسکے اوپر بلڈ ریڈ کلر کا ہی ڈپٹہ تھا جس پر سلور نگوں سے چھن ڈلی تھی اور بارڈر پر وہی کام ہوا تھا جو شرارے پر تھا۔۔۔

وہ شاید نہیں یقینن برائڈل ڈریس تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کے وہ بے انتہا حسین تھا۔۔۔ مریم نے تو کالے رنگ کا برائڈل ڈریس پہلی بار دیکھا تھا پر جو بھی تھا اسکی آنکھوں میں بھی ستائش ابھری تھی۔۔۔

فاطمہ کے بولنے پر وہ ڈریس مریم کے علاوہ بھی کسی نے دیکھا تھا اور یقینن اس نے بھی فاطمہ کی پسد کو دل سے سراہا تھا۔۔۔

مریم نے فاطمہ کو کن انکھیوں سے دیکھا کے وہ نظریں چرانے پر مجبور ہو گئی۔۔ مریم کا برائڈل ڈریس لڑکے والوں کی طرف سے آنا تھا اور برائڈل ڈریس کوئی عام دعوتوں میں نہیں پہنا جا سکتا اور اگر پہنا جا سکتا تو بھی مریم کو یقین تھا کہ فاطمہ کبھی نہیں پہنتی۔۔۔

یقینن وہ اسکو صرف شوپیس کے طور پر خرید رہی تھی۔۔۔

"مہرانی فاطمہ عارف کو وہ ڈریس چاہیے۔۔۔"

انداز میں طنز واضح تھا۔۔۔

فاطمہ نے اسے خفگی سے دیکھا

"ہاں"

مختصر جواب

"فاطمہ عارف ہی ہے نہ آپ؟"

دونوں آئبرو اٹھا کر اس بار بھی قدرے طنزیہ انداز میں پوچھا۔۔۔

" فاطمہ عارف صدیق حسین ولد مہران بختیار حسین بخاری ہوں میں"

آنکھیں پٹپٹا کر وہ معصومیت سے بولی۔۔۔

"اوہ تو فاطمہ بخاری ولد عارف بختیار حسین بخاری آپ کہاں کی مہرانی ہیں۔۔۔؟"

بیٹھے بیٹھے ہی سینے پر ہاتھ باندھے وہ پوچھنے لگی۔۔۔

"پورا نام بگاڑ دیا بھابی آپ نے"

"اتنا بڑا نام جسکو بھی بتاو گی نہ تو نام بگڑے گا ہی۔۔اور ویسے اتنا بڑا نام کب ہوا؟"

"اوہو بھابی آپ کو نہیں پتا اس سے امپریشن اچھا پڑتا ہے۔۔لوگ سوچتے ہیں پتا نہیں کتنے اونچی پہنچ والے لوگ ہیں۔۔۔"

اسکی بات پر مریم نے ہونٹوں کو گول کر کے O بنایا جیسے سمجھ گئی ہو۔۔۔بہت ہی بے تکی لوجک تھی

"اچھا تو اس سے آپ اونچی ہو جائینگی۔۔۔؟"

"اونچی تو میں ویسے بھی ہوں بھابی۔۔دی گریٹ ہارٹ اسپیشلسٹ ڈاکٹر عارف بخاری کی بیٹی ہوں۔۔۔"

" اچھاتو فاطمہ عارف بخاری آپ میری بات کان کھول کر سنیں"

"بھابی پھر فاطمہ عارف بخاری؟ بولا تو ہے پورا نام لیں۔۔

فاطمہ عارف صدیق حسین ولد مہران بختیار حسین بخاری"

اب کی بار ارحم خود کو دیکھنے سے روک نہیں پایا وہ کافی دیر سے وہاں کھڑا انکی باتیں سن رہا تھا وہ سننا نہیں چاہتا تھا پر فاطمہ کی آواز اسے بار بار اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی بلآخر اس نے اپنا رخ موڑا اور اسے پہچاننے کی ضرورت ہی نہیں پڑی کیونکہ اسکی نظر فاطمہ کے چہرے سے ہٹ کر مریم پر گئی ہی نہیں اور جاتی بھی تو فرق نہیں پڑھتا تھا کیونکہ ہر بار کی طرح اس بار بھی اسکا چہرا نقاب میں چھپا تھا۔

جبکہ فاطمہ سر پر گرے اسکارف باندھے کندھوں سے اپنے گرد چادر اوڑھے کھڑی تھی۔۔۔

اسکے جسم کا کوئی بھی حصہ نمایا نہیں تھا اسکارف کے ہالے میں نظر آتا اسکا پرکشش چہرا ارحم الیاس کو مبہوت کر گیا تھا۔۔وہ یک ٹک فاطمہ کو دیکھ رہا تھا فاطمہ کے چہرے کا طواف کرتی اسکی نظر تھوڑی کے تل پر پڑی اور پھر وہیں ارحم الیاس اپنا دل فاطمہ پر ہار گیا۔۔۔

"جو بھی ہو پر وہ ڈریس میں تمہیں بلکل نہیں لینے دونگی فاطمہ۔۔تم تو ہو گئی ہو پاگل پر مجھ میں ابھی عقل باقی ہے۔۔۔

اور اب وہ کیا میں تمہیں کوئی بھی ڈریس نہیں دلاؤنگی۔۔اب تم امی کے ساتھ آنا شاپنگ پر پھر وہ تمہیں تمہاری پسند کا سب دلائینگی۔۔۔

مریم کاؤنٹر پر پیمیٹ کرتی بول رہی تھی۔۔جب سے شاپنگ پر آئے تھے فاطمہ نے ایک سیکنڈ کو سکون نہیں لینے دیا تھا پر اب وہ جو ضد کر رہی تھی وہ مریم چاہ کر بھی پوری نہیں کر سکتی تھی وجہ صاف تھی اگر پوری کرتی تو فاطمہ کے ساتھ اسکی بھی بہت ڈانٹ پڑتی۔۔۔

"آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتیں"

وہ شکوہ کناں نظروں سے مریم کو دیکھنے لگی۔۔

ارحم کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی وہ ضد کرتے ہوئے کوئی چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔۔۔

دل میں فوراً آیا کے اگر وہ اس سے ایسی ضد کرتی تو وہ ضرور پوری کرتا۔۔ایسی کیا وہ جیسی بھی ضد کرتی ارحم الیاس ضرور پوری کرتا پر سوال یہ تھا کہ وہ ضد اس سے کرتی کیوں؟ انکے درمیان کوئی ایسا رشتہ نہیں تھا۔۔۔

یہ سوچتے ہی ارحم کی مسکراہٹ سمٹی جب جیسے ہی وہ اپنی سوچوں سے نکل کر ہوش میں آیا مریم اور فاطمہ وہاں نہیں تھیں۔۔یقینن وہ اتنا کھو گیا تھا اپنی سوچوں میں کے اسے انکے جانے کا بھی علم نہیں ہوا۔۔

اسے اپنی غائب دماغی پر حیرت ہوئی۔۔وہ دکان سے باہر نکلا ادھر ادھر دیکھا تو نظر سامنے لگے ڈریس پر پڑی ہونٹوں پر اسرار مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔۔

اور پھر ارحم الیاس کے قدم اس دکان کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

وہ ایک برائڈل شاپ تھی اور بہت بڑی تھی وہاں ایک سے ایک برائڈل ڈریسز تھے پر ارحم الیاس کی نظروں کو ایک ہی اچھا لگا تھا جو فاطمہ کو اچھا لگا تھا۔۔۔

اسنے وہ ڈریس پیک کروایا اور اسکی پیمنٹ کی۔۔

وہ ڈریس ایک لاکھ ستر ہزار کا ڈیزائنر ڈریس تھا۔۔۔

وہ ڈریس خریدنے کے بعد وہ اور کچھ بھی خریدے بغیر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

****

گھر آکر مریم نے میرب اور اسامہ کو ساری بات بتائی کہ فاطمہ کیوں ناراض ہے اور کیوں کسی سے بھی بات کیے بنا کمرے میں چلی گئی۔۔

جس پر میرب نے تو اپنی بہو کی سمجھداری پر شکر ادا کیا پر اسامہ کو اچھا نہیں لگا۔۔۔

اسلیے اس نے مریم کو خفگی سے دیکھا جس پر اسنے میرب کی طرف اشارہ کیا اور نظریں جھکا گئی۔۔وہ سمجھ گیا تھا کہ مریم نے یہ میرب کی وجہ سے کیا۔۔مریم کی جھکیں نظریں دیکھ وہ مسکرایا اسکی بیوی کی ہر ادا نرالی تھی جو اسکے دل کو چھو جاتی تھی۔۔۔

"بہت اچھا کیا مریم تم نے۔مجھے تم سے ایسی ہی سمجھداری کی امید تھی اور فاطمہ سے بھی اسی طرح کی امید تھی یہ لڑکی کبھی ڈھنگا کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔۔"

"امی ایک مہینے بعد اسکی شادی ہے۔۔اگر اسکو وہ ڈریس چاہیے تو میں ضرور دلاؤنگا۔۔۔"

اسامہ نے فیصلہ سنایا میرب نے تاسف سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔

پہلے باپ نے بگاڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اور اب بھائی بھی۔۔۔

"گڑیا؟؟؟"

مریم جو منہ پھلائے آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹی تھی سوتی بن گئی۔۔۔

"میں جانتا ہوں فاطمہ تم جاگ رہی ہو۔۔۔اب میں تین تک گنتی گنونگا اگر کھڑی ہو گئیں تو وہ ڈریس جو میری گڑیا پسند کر کے آئی تھی وہ مل جائے گا ورنہ میں سمجھونگا کہ وہ میری گڑیا کو نہیں چاہیے۔۔۔"

اس سے پہلے وہ گنتی شروع کرتا فاطمہ اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

اسکی پھرتی دیکھ اسامہ ہنس دیا اسکے گرد بازو پھیلائے وہ کمرے سے باہر نکلا۔۔۔اور پھر کسی کو مخاطب کیے بنا وہ لوگ باہر نکلنے لگے چونکہ مریم اسکارف کے ساتھ ہی لیٹ گئی تھی غصے میں اسلیے اسے بس چادر اوڑھنی پڑی جو اسنے دو سیکنڈ میں اوڑھ لی۔۔۔

وہ لوگ خاموشی سے باہر نکل گئے لیکن نکلنے سے پہلے فاطمہ میرب اور مریم کو دیکھ کر جان کر کے نظریں پھیر نا نہیں بھولی یہ واضح ناراضگی کا اعلان تھا۔۔۔

****

وہ لوگ وہی برائڈل ڈریس کی دکان پر گئے تھے پر سدا افسوس اس بار فاطمہ عارف کی ضد پوری ہونا قسمت میں ہی نہیں لکھی تھی۔۔۔

سیلز بوئے نے بتایا تھا وہ ڈریس گھنٹے بھر پہلے کوئی خرید چکا ہے۔۔

اسی جیسا دوسرا لینا چاہا تو پتا چلا وہ ڈیزائنر ڈریس تھا اور ڈیزائنر ڈریسز کے ایک ایک پیس ہی آئے تھے۔۔۔

اسامہ نے آرڈر دینے کا پوچھا تو جواب ملا کے مہینے دو مہینے سے پہلے آرڈر نہیں مل پائے گا۔۔۔

اسامہ نے وہاں اور بھی ڈریسز دیکھے جو اسے پسند بھی آئے پر فاطمہ نے منع کر دیا اسکی نظروں کے سامنے تو وہی ڈریس گھوم رہا تھا جو اسنے دیکھا تھا۔۔۔

دل نے شدید خواہش کی کہ وہ یہیں بیٹھ کر زور و شور سے رونا شروع کر دے۔۔۔

پر اب وہ اتنی بھی ضدی بچی نہیں تھی۔۔۔

****

"بھابی پھر فاطمہ عارف بخاری؟ بولا تو ہے پورا نام لیں۔۔۔

فاطمہ عارف صدیق حسین ولد مہران بختیار حسین بخاری"

کمرے میں اندھیرا کیے وہ راکنگ چیئر پر بیٹھا اس پر کشش لڑکی کو سوچ رہا تھا جس نے آج ایک نظر میں ہی اسے خود کو سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

وہ چادر سے اپنا وجود مکمل ڈھکے ارحم الیاس کے دل کو اپنے سحر میں جکڑ چکی تھی۔۔۔

"فاطمہ عارف صدیق حسین ولد مہران بختیار حسین بخاری۔۔۔

میرا نام اتنا بڑا تو نہیں جتنا آپکو چاہیے پر یہ چھوٹا بھی اتنا اونچا ہے کہ آپکی شان میں کمی نہیں ہو گی۔۔۔

بہت جلد آپ فاطمہ ارحم الیاس بنے گیں۔۔۔۔ مس فاطمہ عارف صدیق حسین ولد مہران بختیار حسین بخاری۔۔آئی پرامس"

آنکھیں بند کیے وہ تصور میں اس سے مخاطب تھا ہونٹوں پر ہمیشہ رہنے والی دلکش مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

آنکھیں کھول کے اسنے اپنی گود میں پڑا موبائل اٹھایا۔۔۔

"ہیلو جیاء۔۔۔ہارٹ اسپیشلسٹ ڈاکٹر عارف بخاری۔۔

صبح جب میں آفس آؤں تو مجھے اپنی ٹیبل پر انکی فیملی کی تمام ڈیٹیلز چاہیے۔۔۔۔"

آگے سے نجانے کیا جواب دیا گیا مسکراتے ہوئے اسنے فون کاٹ کر موبائل واپس گود میں رکھ دیا اور آنکھیں موند گیا۔۔۔

اب بس اسے صبح کا انتظار تھا ساری ڈیٹیلز ملنے کے بعد وہ بنا دیر کیے الیاس صاحب اور زینت کو فاطمہ کے رشتے کے لیے بھیجے گا اور جلد ہی اسے فاطمہ عارف سے فاطمہ ارحم بنا کر اس گھر میں لائے گا۔۔۔

بہت جلد وہ اسے اس برائڈل ڈریس میں دیکھے گا۔۔۔

وہ واقعی بچہ نہیں تھا اپنے جذبات کو بخوبی سمجھتا تھا۔۔۔

اور فاطمہ ہی اسکی زندگی کے لیے پرفیکٹ ہے وہ سوچ چکا تھا۔۔۔

****

صبح فریش ہو کر وہ سیدھا کچن میں گئی ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے میرب اور مریم نے اسے دیکھا روزانہ کی طرح اسکا ناشتہ بھی تیار اسکی جگہ پر رکھا تھا لیکن ایک نظر اس ناشتے پر ڈال کر وہ نظر انداز کیے کچن میں چلی گئی۔۔۔

عارف صاحب تو ہاسپٹل چلے گئے تھے پر اسکی یہ حرکت اسامہ سے مخفی نہیں رہی تھی۔۔۔

وہاں موجود سب ہی اسکی ناراضگی کی وجہ جانتے تھے۔۔

مریم کو افسوس ہوا تھا اسکی ناراضگی پر۔۔

تقریبا پانچ منٹ بعد وہ کچن سے نکلی ہاتھ میں دو پلیٹیں تھیں۔۔۔

جس جگہ اسکا ناشتہ رکھا تھا وہ جگہ چوڑ کر وہ دوسری کرسی پر بیٹھ گئ۔۔۔

ایک پلیٹ میں ہاف فرائی انڈا تھا اور دوسری میں دو ڈبل روٹی۔ وہ کسی کی طرف دیکھے بنا ناشتے میں مصروف ہو گئی

۔

"فاطمہ جوس نکال دوں تمہارے لیے؟"

اسکی خاموشی مریم کو اچھی نہیں لگی۔۔

جواب نادار۔۔

مریم نے اسامہ کو دیکھا اسامہ نے کندھے اچکا دیے اشارہ صاف تھا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتا

مریم نے خفگی سے اسے دیکھا اور اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔۔

اکثر مریم بھی فاطمہ سے ناراض ہوتی تھی پر فاطمہ اپنی بے تکی حرکتوں سے اسے منا لیتی تھی پر اسکو تو فاطمہ جیسی حرکتیں بھی نہیں آتی تھیں۔۔۔

"فاطمہ مریم کچھ پوچھ رہی ہے۔جوس پیو گی؟"

"نہیں بھائی میرا موڈ نہیں ہے"

اب کی بار اسامہ کے بولنے پر اسنے مسکرا کر جواب دیا اور اپنی خالی پلیٹیں اٹھا کر اٹھ گئی۔۔

اور اپنی ناراضگی کا اعلان اپنی ناشتے کی پلیٹیں خود دھو کر بھی کیا تھا۔

****

وہ آفس میں داخل ہی ہوا تھا جب اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔اسکی سوچ کے مطابق ہارٹ اسپیشلسٹ ڈاکٹر عارف بخاری کی فائل رکھی تھی۔

وہ ریوالونگ چیئر پر بیٹھا اور فائیل اٹھا کے چیئر سے پشت ٹکا کر ہلکے ہلکے جھولنا شروع کیا۔

فائیل کھولی تو اندر ایک سفید کمپیوٹر پیپر تھا۔

اس پیپر میں ڈاکٹر عارف بخاری کی مکمل ڈیٹیلز تھیں۔

ساری ڈیٹیلز پر سرسری نظر ڈال کر اس نے فاطمہ عارف بخاری کو دھیرے سے زیر لب پڑھا۔۔

لبوں پر خود بخود ہی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

فاطمہ عارف ڈاٹر آف عارف بخاری۔

ایچ:20

کوالیفیکیشن :این ای ڈی یونیورسٹی سیکنڈ ایئر (آئی ٹی ڈپارٹمینٹ)

سنگل

سنگل لفظ پر پڑھ کر دل مطمئن ہوا تھا ایک انجانا خوف تھا اس کے دل میں جواب نکل گیا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے منوں بوجھ اتر گیا ہو۔۔

اسکو پہلے بھی پتا تھا کہ وہ سنگل ہے کیونکہ وہ بار بار اپنے نام کے ساتھ عارف بخاری ہی استعمال کر رہی تھی اگر وہ شادی شدہ ہوتی تو یقینن اپنے شوہر کا نام استعمال کرتی۔ لیکن پھر بھی ایک ڈر تھا دل میں جواب ختم ہو گیا تھا۔

فائل واپس ٹیبل پر رکھ دی۔

وہ فیصلہ تو پہلے ہی کر چکا تھا بس اب اس کی تکمیل باقی تھی جو وہ آج رات کو ہی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

اس نے سوچ لیا تھا وہ زینت اور الیاس سے آج ہی فاطمہ کے لیے بات کریگا اور کل ہی رشتہ بھیجے گا۔

****

"روٹھی ہو تم۔۔ تم کو کیسے مناؤ فاطمہ بولو نہ بولو نہ ؟"

سب کھانے پر بیٹھے تھے اب عارف صاحب کو بھی فاطمہ کی ناراضگی اور اس کی ناراضگی کی وجہ کا علم ہو چکا تھا۔

سب نے میرب کو چونک کر دیکھا آج میرب وہ گانا گا رہی تھی جو عارف اور فاطمہ اکثر انہیں منانے کے لیے گاتے تھے۔۔

پر فرق یہ تھا کہ میرب کی آواز فاطمہ اور عارف کی طرح سر درد کرنے والی نہیں تھی۔۔

انکا منانا دیکھ فاطمہ نے اپنا منہ اور پھلا لیا اسکی یہ حرکت پر سب ہی مسکرا دیے۔

کل رات سے وہ خاموش تھی اور فاطمہ کی خاموشی سے گھر خالی خالی ویران سا لگ رہا تھا۔

صبح سے میرب کی آنکھیں بار بار یہی سوچ کر بھیگ جاتیں کے ابھی اتنا ویران لگ رہا ہے جبکے ابھی تو وہ صرف خاموش ہے کچھ وقت میں تو گھر سے ہی رخصت ہو جائے گی۔۔

"ہو میرے شونارے شونارے شونارے۔۔۔دے دونگی جان جدامت ہونارے"

ایک اور گانا گایا جس پر فاطمہ فوراسیدھی ہوئی اسے مزاق میں بھی اپنی ماں کے منہ سے یہ مرنے کاالفاظ برداشت نہیں تھا۔۔

اور آج وہ اسے منا رہی تھیں۔

انکی آنکھوں میں آنسواس نے دوپہر میں بھی دیکھے تھے مگر جب وہ پیاز کاٹ رہیں تھیں تووہ یہ سمجھی کہ یہ آنسو اسی کی بدولت ہے پر ان آنسوؤں نے مریم کو بے چین کیا تھا۔

اور ابھی بھی انکی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔

فاطمہ اپنی کرسی سے اٹھ کر انکی برابر والی کرسی پر بیٹھ گئی اور انکے گلے لگ گئی اسکا گلے لگنا تھا کہ انکی آنکھوں میں چمکتی نمی نے آنسوؤں کی صورت اختیار کرلی۔

وہ اسکو کتنا بھی ڈانٹیں پر اس سے محبت بھی بے پناہ کرتی تھی۔اور اپنی بیٹی کو رخصت کرنے کے لیے ماں باپ کو اپنادل بہت بڑا کرنا پڑھتا ہے۔اس وقت آنسو نکلنا فطری عمل ہے

اپنے جان کے ٹکڑے کو خود سے دور کسی اور کے سپرد کرنا آسان نہیں ہوتا رخصت کرتے وقت یہ خوشی بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنا فرض پورا کردیا بیٹی کو اسکے گھر کا کردیا اور انکے نصیبوں کا ڈر بھی۔۔انکا بس چلے تو وہ اپنی بیٹیوں کے نصیب خود لکھیں اور دنیا جہاں کی خوشیاں انکے دامن میں ڈال دیں۔

"پر نصیب اللہ لکھتا ہے اور بے شک وہ سب سے بہترین لکھنے والا ہے بس انسان ہی سمجھ نہیں پاتے۔۔"

****

"مام اینڈ ڈیڈ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔آئی ہیو آ سرپرائز فار یو"

چمچہ پلیٹ میں رکھ کر وہ زینت اور الیاس کو دیکھ کر کہنے لگا دونوں نے اسے مسکرا کر دیکھا انکا اس طرح خوشی سے دیکھنا ارحم کو کچھ عجیب لگا کیونکہ ابھی تو اسنے سرپرائز بتایا ہی نہیں تھا۔۔

"بہت شارپ نکلے ارحم تم۔میں نے شفیق (مینیجر) سے کہا تھا کہ ارحم کو خبر نا ہو پر لگتا ہے لازمین مجھ سے زیادہ وہ تمہارے وفادار ہیں"

"کونسی بات کی بات کر رہے ہیں ڈیڈ آپ؟ میں تو کچھ اور سرپرائز دینا چاہتا تھا۔اس میں شفیق اور آفس کہاں سے آیا؟"

ارحم نے ناسمجھی سے الیاس صاحب کو دیکھا۔

"اوہ مطلب تمہیں کچھ اور سرپرائز دینا ہے ؟اچھا پہلے تم بتاؤ کیا سرپرائز ہے پھر میں تمہیں ایک سرپرائز دونگا"

بولتے ہوئے انہوں نے اپنی پلیٹ میں بریانی نکالی

"نہیں اب پہلے آپ بتائیں پھر میں بتاؤنگا"

ارحم کی بات پر الیاس صاحب نے کندھے اچکا دیے۔

"ٹھیک ہے ویسے بھی مجھ سے تو کنٹرول نہیں ہو رہا۔۔

تو بات یہ ہے مسٹر ارحم الیاس کے آپ واقعی بہت مارسٹر مائنڈ ہیں۔آپ کی جس ڈیل کینسل کرنے پر میں ناراض ہوا تھا وہ آپ کا بلکل سہی فیصلہ تھا۔

اور جس کمپنی سے آپ ڈیل چاہتے تھے اس کمپنی سے خود ڈیل آفر ہوئی ہے۔۔

شیخ بصیر کی ای میل آئی تھی میرے اکاؤنٹ پر کل انہوں نے ڈبئ میں میٹنگ رکھی ہے۔۔
میں نے تمہارے ٹکٹ بھی بک کروادی ہے کل صبح گیارہ بجے کی فلائٹ ہے"

انہوں نے پر جوش انداز میں پوری بات بتادی اور وہ واقعی ارحم الیاس کے لیے سرپرائز ہی تھا۔

"اب تم بتاؤ کیا سرپرائز ہے۔؟"

زینت نے اس کے خوشی سے دمکتے چہرے کو دیکھ پوچھا۔۔

"امم ابھی نہیں دبئ سے واپس آنے کہ بعد بتاؤنگا"
اس نے پل میں اپنا فیصلہ بدلا اب وہ ایک اور کامیابی کے بعد بتانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"کیوں ابھی بتاؤ"

زینت نے دوبارہ پوچھا اب سرپرائز جب تک پتہ نا چلے کہاں سکون ملتا ہے

"نو مام ابھی نہیں واپس آ کر۔ آپ بتائیں ڈیڈ کتنے دن کا اسٹے ہے؟"

"پندرہ سے بیس دن کا اسٹے ہے

کچھ میٹنگز کے بعد وہ تمہیں سائٹ کا وزٹ کروائینگے باقی کام تمہیں پتا ہے اور شفیق تمہارے ساتھ جائے گا۔۔۔"

الیاس صاحب نے اسے ڈیٹیلز بتائی اس نے غور سے انکی بات سنی اور اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔

"اب اپنا سرپرائز بتاؤ ارحم"

اس بار زینت خفگی سے بولیں۔

ارحم کا چہرا فاطمہ کو سوچ کر ایک بار پھر کھل گیا آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ در آئی۔

"ابھی نہیں مام واپس آ کر"

اس سے پہلے کے زینت پھر کچھ بولتیں ارحم کا فون بجنے لگا۔۔

وہ دونوں سے ایکسکیوز کرتا وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گیا

"کیا ہوا زینت اسکا چہرا دیکھنے کے بعد بھی تمہیں اسکا سرپرائز نہیں پتا چلا۔؟"

زینت کا بجھا چہرا دیکھ کر وہ نرمی سے پوچھنے لگے

زینت: "مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اسکی آنکھوں میں وہی چمک ہے جو میری آنکھوں میں تھی جب میں نے تمہیں پسند کیا تھا"

پہلے تو وہ کچھ سمجھیں نہیں پر کچھ لمحوں میں ہی بات سمجھ کر وہ خوشی سے الیاس صاحب کو دیکھنے لگیں۔

"مطلب کے"

خوشی سے انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی

"جی وہی مطلب جو آپ سمجھ رہی ہیں۔۔وہ میرا بیٹا ہے اس کے انداز سے معلوم ہو جاتا ہے کہ صاحبزادے کیا کر رہے ہیں۔"

مسکرا کر بولتے وہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔

"کیسی ہو گی وہ مجھے تو اس سے ملنے کا دل کر رہا ہے۔"

"مل لیجی مئے گا وقت آنے پر اور ویسے جو بھی ہے بیچاری رحم کے قابل ہو گی تمہارے فتنے بیٹے سے جو جڑے گی میں تو یہ سوچتا ہوں بیچاری کیسے برداشت کریگی"

کان کو ہاتھ لگاتے وہ اپنی نہ ہونے والی بہو کے حق میں دعا کر رہے تھے۔

"ویسے ہی جیسے میں کرتی ہوں۔"

خفگی سے بولتیں وہ بھی کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

الیاس صاحب نے انہیں کن انکھیوں سے دیکھا۔

ایک یہ ماں بیٹے ہی ایک دوسرے کے سگے تھے وہ تو پتا نہیں کیا لگتے تھے انکے۔۔

****

صبح گیارہ بجے کی فلائٹ سے وہ اور شفیق دبئی روانہ ہوئے تھے۔۔۔

دبئی میں لینڈ نگ کے بعد ائیر پورٹ کے باہر ہی ایک شخص آفس سوٹ میں ارحم الیاس کے نام کی تختی ہاتھ سے تھوڑی بلند کیے کھڑا تھا یقیناوہ شیخ بصیر کے آفس کا ورکر تھا۔

شیخ بصیر کے آفس کے ورکر نے تاج دبئی ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں گاڑی روکی۔

وہ ہوٹل برج خلیفہ سے نزیک۔

برج خلیفہ اسٹریٹ میں تھا۔

وہ یہاں پہلے بھی آچکا تھا انکی جتنی بار بھی میٹنگز کے لیے دبئی آتے تھے یہیں اسٹے کرتے تھے جس وجہ سے اس ہوٹل کا مینیجر انہیں جانتا تھا۔

یہ اسٹے شیخ بصیر کی طرف سے تھا اور یقینن انہیں معلوم ہو گا اسی لیے اسٹے یہیں رکھا تھا۔

بنا کوئی اور بات کیے ارحم اپنا روم کارڈ لیے اپنے روم میں چلا گیا۔

وہ رات کو بھی بہت دیر سے سویا تھا اور فلائٹ میں بھی اسے سونے کی عادت نہیں تھی

اور ابھی میٹنگز میں تین گھنٹے باقی تھے اسلیے وہ کچھ دیر آرام چاہتا تھا

****

آج تہمینہ اور سندس فاطمہ کو شاپنگ پر لے جانے آئے تھے۔

اور میرب نے اسے خاص ہدایت کر کے بھیجا تھا اپنی پسند کے ساتھ ساتھ انکی پسند کا بھی خیال رکھنا زیادہ نخرے نہیں کرنا اور اگر کچھ بہت زیادہ پسند آئے تو وہ گھر آکر اسامہ کے ساتھ جا کر لے لینا۔

جس پر فاطمہ نے تعبداری سے بنا بحث کے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فاطمہ کے شاپنگ پر چلے جانے کے بعد اسامہ بھی میرب کو بتا کر مریم کو شاپنگ پر لے گیا۔۔

****

افسوس کے فاطمہ جس چیز پر اپنا ہاتھ رکھتی اور پسند کرتی وہ سندس کو تو پسند آتا پر تہمینہ کو اس میں کوئی نہ کوئی نقص نظر آتا

پھر فاطمہ سارے ڈریسز اپنی ساس اور نند کے پسند کے لینے لگی پر اسے اس بات کا بلکل ملال نہیں تھا کیونکہ اسے جو جو پسند آرہا تھا وہ سب وہ نظروں میں رکھ چکی تھی وہ یہ سب اسامہ کے ساتھ آکر لینے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

اور اس نے ایک اور بات نوٹ کی کہ جس چیز کو فاطمہ ناپسند کرتی تہمینہ کو وہی پسند آتی اور جو چیز فاطمہ کو پسند آتی وہ تہمینہ کو نہیں آتی۔

اب وہ ایک اور فیصلہ کر چکی تھی کہ اسے جو پسند آئیگا وہ اسکی برائی کر دے گی۔اور جو نہیں پسند آئے گا اسکی تعریف۔

اب آزمانے میں کیا جارہا تھا ویسے بھی تو اب تک سارے ہی بغیر پسند کے لیے جارہے تھے۔

اور خوش قسمتی سے اسکی ہوشیاری کام کر گئی اسکو جو پسند آتا وہ ریجیکٹ کر دیتی اور پھر تہمینہ کو وہی پسند آتا

اگر تہمینہ روایتی ساس بن رہی تھی تو وہ بھی فاطمہ عارف تھی۔اپنی ہوشیاری پر خوش ہوتی اب وہ اپنی شاپنگ انجوئے کرنے لگی۔

اب اسکو اپنی ماں پر رحم آیا اسلیے انکی جیب بخشی کر کے انکو لوٹنے کا ارادہ ترک کر دیا

اور سندس تو اپنی بھابی کی فرمانبرداری پر شکر ادا کر رہی تھی کیونکہ جہاں تک وہ جانتی تھی کوئی اور ہوتی تو اپنی پسند کا ہی لیتی اور فاطمہ کو جو بلکل نہیں پسند آرہا تھا وہ تہمینہ کی خوشی کے لیے وہ لے رہی تھی۔۔۔

)ہائے معصوم سی فاطمہ کی ہوشیاری اور اس سے معصوم سندس کی سوچ(

****

"محبت کی راہوں میں کچھ عنایت کی جیے۔۔

آج کی شب ہم پہ ایک نگاہ کیجیے"

فاطمہ جو اپنے ہی دھن میں لان میں ٹہل رہی تھی ارسلان کی آواز اپنے بلکل قریب سن کے اچھل کے آگے ہوئی۔

وہ اسکے بلکل پیچھے کھڑا تھا۔

نچلہ ہونٹ دانتوں میں دبائے اپنی نظریں فاطمہ کی آنکھوں میں گاڑے وہ اسے خباثت سے دیکھ رہا تھا۔ پھر آنکھوں سے نظریں ہٹا کر ایک نظر اوپر سے نیچے تک اسکے سراپے پر ڈالی۔

ہلکی ٹھنڈ کی وجہ سے وہ اپنا ڈپٹا اپنے گرد اچھی طرح لپیٹی ہوئی تھی پر اسکے باوجود بھی وہ اسکی غلیظ نظروں سے پریشان ہوتی درست ہونے کے باوجود اپنا ڈپٹا نامحسوس طریقے سے اچھی طرح لپیٹنے لگی۔ اسکی یہ حرکت ارسلان نے بخوبی نوٹ کی تھی ہنستے ہوئے وہ ایک قدم آگے بڑھا جبکہ اس کے ایک قدم سے فاطمہ دو قدم اور پیچھے ہٹ گئی۔

نظروں سے تو وہ ہمیشہ سے اسے پریشان کرتا تھا پر اب تو رو برو اسے اپنی چھچھوری حرکتوں سے بھی پریشان کر رہا تھا۔ فاطمہ کا شدت سے دل چاہا تھا کہ کاش اسامہ یا عارف صاحب آجائیں پر افسوس اسامہ مریم کے ساتھ سفیان کی شاپنگ پر گیا تھا اور عارف صاحب ہاسپٹل میں تھے۔

اور میرب وہ تو کم ہی شام کے وقت لان میں آتی تھیں۔

جب گھبراہٹ بڑھنے لگی تو اسے یاد آیا وہ فاطمہ عارف ہے۔ فاطمہ عارف بخاری اور یہ یاد آتے ہی آبرو آپس میں بھینچ گئیں۔ یہ اسکا گھر تھا اور اسی کہ گھر میں کوئی اس سے بدتمیزی کرے یہ ناممکن تھا۔

"خیریت یہاں کیسے آنا ہوا آپکا"

اچانک سے بلکل نارمل ہو کر سینے پر ہاتھ باندھے آبرو آپس میں بھینچے وہ اپنی ساری ناگواری اپنے چہرے پر سجائے اسے دیکھ رہی تھی۔

اسکے اچانک بدلتے انداز پر پہلے تو ارسلان دو سیکنڈ کے لیے ٹھٹکا پھر کمینگی سے مسکرا دیا۔ جو بھی تھا تھی تو وہ لڑکی خوفزدہ کرنا زیادہ مشکل نہیں تھا۔

"لگتا ہے لوگوں کو میرا یہاں آنا کچھ خاص پسند نہیں آیا۔"

مسکراتے ہوئے اسنے ایک بار پھر فاطمہ کو سر تا پیر دیکھا اسکے دوبارہ اس طرح دیکھنے سے فاطمہ کی ناگواری غصے میں تبدیل ہوئی۔

"ہاں کچھ لوگوں کو نہیں بلکہ سب لوگوں کو ہی اچھا نہیں لگتا۔پر کیا ہے نہ کچھ لوگ بے غیرت ہوتے ہیں تو اب کیا کر سکتے ہیں اب ڈائیریکٹ تو کوئی بھی منہ سے نہیں بول سکتا کہ وہ رہا دروازہ اپنی منحوس شکل گم کریں۔"

سارے لحاظ بلائے طاق رکھ کر اسنے کسی پر رکھ کر ارسلان کو کھری کھری سنادی اور دروازے کی طرف اشارہ کر کے اسے اپنی منحوس شکل گم کرنے کا بھی کہہ دیا۔

ساری بات تو اس نے فاطمہ کی مسکراتے ہوئے ڈھیٹ بن کر سنی پر فاطمہ کا منحوس شکل بولنا اسے تیش دلا گیا۔۔اسنے دبوچنے کے انداز فاطمہ کا بازو دبوچا

"بہت پر نکلے ہوئے ہیں تمہارے اور امی ٹھیک کہتی ہیں زبان تو ضرورت سے زیادہ ہی لمبی ہے شکر کرو کے میرے ہاتھ نہیں لگی ورنہ جو اتنی زبان چلتی ہے نہ ایک لفظ نکلنے کے قابل نہیں رہتی۔"

غصے سے بولتے اسنے اپنے دانت پیس کر فاطمہ کا اپنے ہاتھ میں دبوچہ ہاتھ مزید دبایا فاطمہ کو لمحے کے لیے لگا کے اسکی ہڈی ٹوٹ جائے گی تکلیف اسکے چہرے سے عیاں تھی۔

ہاتھ دبوچنے میں فاطمہ کا کندھے پر ڈلا ڈپٹے کا سرا سرک کر نیچے ہوا۔اور پھر لمحے میں کیا ہوا ارسلان کو پتا بھی نہیں چلا بس اسے اپنے پیٹ پر شدید جلن کا احساس ہوا ایسا لگا جیسے کسی نے کھال نوچ دی ہو اسنے جھٹکے سے فاطمہ کا بازو چھوڑا اور اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا جہاں ابھی بھی شدید جلن ہو رہی تھی۔۔

اسنے خونخوار نظریں اٹھا کر فاطمہ کو دیکھا وہ فاتحانہ مسکراہٹ ہونٹوں پر لیے کھڑی اسے دیکھ کر معصومیت سے جلدی جلدی پلکے جھپکنے لگی

"اسی لیے اللہ نے گنجے کو ناخن نہیں دیے ارسلان بھاااائی۔"

معصوم شکل بنا کہ کہا اور پھر جس ناخن سے اسنے ارسلان کے پیٹ پر چیونٹی کاٹی تھی وہ ارسلان کے سامنے کیا جہاں ہلکا سا خون لگا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ فاطمہ کا منہ توڑتا پورچ میں گاڑی آکر رکی۔دونوں نے پلٹ کر دیکھا تو عارف صاحب گاڑی سے اتر رہے تھے۔

گاڑی سے اتر کر انکی نظر سامنے لان پر پڑی جہاں فاطمہ اور ارسلان ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے مسکراتے ہوئے انہوں نے ان دونوں کی طرف قدم بڑھا دیے۔

"اسلام وعلیکم"

مجبورن زبردستی مسکرا کر اسنے عارف صاحب کو سلام کیا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا انکے سامنے انکی بیٹی کا حشر بگاڑ دے

"وعلیکم اسلام۔۔۔ کیا حال ہیں بھئی بڑے دن بعد اپنی شکل دکھائی ہے۔اور آپا کہاں غائب ہیں فاطمہ کی شادی کی تیاریاں چل رہی ہیں اور وہ تو ایسے انجان بنی ہیں جیسے کسی غیر کی شادی ہو۔"

"نہیں ماموجان ایسی بات نہیں ہے دراصل امی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔ گھٹنوں میں تکلیف ہے انکے آج ہی کہہ رہی تھی جلد آئینگی۔۔۔آخر انکی لاڈلی بھتیجی کی شادی ہے"

بظاہر مسکراتے آخر میں اسنے فاطمہ کو دیکھا جو دل جلانے والے مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی اور اسکے دیکھنے پر ہونٹ مکمل پھیلا لیے بس دانتوں کی نمائش باقی تھی۔

"اور تم بھی تو غائب ہو برخوردار تمہاری بھی تو بہن کی شادی ہے۔"

عارف صاحب کی اس بات پر وہ چاہ کر بھی نہیں مسکرا پایا۔۔

"جی"

بس اس سے زیادہ وہ کچھ نہ بول سکا۔

"اور فاطمہ ایسے ہی کھڑا کیا ہوا ہے بھائی کو اتنے دنوں بعد تو شکل دیکھائی ہے اسنے۔ جاؤ آج کچھ اچھا سا کھانے میں بناؤ ارسلان آج رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائے گا۔۔"

پیار سے بولتے انہوں نے ارسلان کا کندھا تھپکا۔۔

"میں نے بھی یہی بولا تھا ابو پر ارسلان بھائی کہہ رہے تھے کہ آج انکے بہت عزیز دوست کی برتھڈے ہے اور ابھی انکو وہیں جانا ہے۔۔ابھی لیٹ ہو رہے ہیں پھر کبھی آئینگے۔"

لہجے میں چاشنی گھول کر مسکراتے ہوئے ارسلان کو دیکھ کر پھر عارف صاحب کو دیکھنے لگی۔

فاطمہ کی بات پر عارف صاحب نے آئبرو اچکا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو مجبورن اسے ناچاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلانا پڑا ورنہ اسکا ابھی جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"چلو ٹھیک۔ویسے بھی دوستوں کے ساتھ گھومنے کی یہی عمر ہوتی ہے ورنہ اگر ایک بار شادی ہو جائے تو پھر سمجھو بندا کسی کام کا نہیں رہا۔"

انکے ہنسنے پر ارسلان کو بھی زبردستی ہنسنا پڑا۔۔

پھر انکو اللہ حافظ کر کے ایک قہر برساتی نظر فاطمہ پر ڈال کر نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

****

وہ ابھی میٹنگ سے آیا تھا روم میں آکر چند لمحے ایسے ہی کاؤچ پر بیٹھا آنکھیں موند گیا۔

نیند تو اسکی پوری ہو چکی تھی اور اب وہ بور ہو رہا تھا۔

یقینن اسکا دل نہیں لگ رہا تھا۔

یہ بات نہیں تھی کہ اسے دبئ پسند نہیں تھا وہ پہلے بھی یہاں اکیلے آچکا تھا پر اسے کبھی بھی یہاں اکیلا رہنا بوجھ نہیں لگا تھا جو اب لگ رہا تھا۔

اور دل لگتا بھی کیسے دل تو ارحم الیاس اس دن مال میں ہی فاطمہ کے پاس چھوڑ آئے تھے۔

جس سے فاطمہ خود بھی بے خبر تھی۔

تھوڑی دیر ایسے ہی کمرے کو تکنے کے بعد اسنے الیاس صاحب کو کال ملائی۔ دو تین رنگ کے بعد ہی کال اٹھالی گئی۔

ارحم نے انہیں آج کی میٹنگ کا بتایا اور پھر بات پر بات نکلتیں کتنی باتیں ہوتی چلی گئیں پتا ہی نہیں چلا۔

****

دن پر دن گزرتے جارہے تھے اور شادی سر پر آ کھڑی ہوئی تھی۔ جہاں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں وہیں فاطمہ کے ہر چیز میں نخرے بھی۔۔ اور شادی ہو رہی ہے کچھ دن میں رخصت ہو جائیگی یہ سوچ کر میرب بھی کچھ نہیں بول رہی تھیں اس سے فاطمہ کو اور شہ مل رہی تھی۔

فاطمہ کی پھپھو بھی چکر لگا کر گئیں تھیں۔ بولا انہوں نے ایک لفظ نہیں تھا جس سے بدمزگی ہوتی (اپنی طبیعت کے برعکس)

لیکن شادی کی تیاریوں میں بھی حصہ لینے سے منع کر دیا تھا اور وجہ وہی گھٹنوں کی تکلیف بتائی تھی۔

میرب تو اسی بات پر شکر ادا کر رہیں تھی کہ انہوں نے کوئی بحث نہیں کری یا ہمیشہ کی طرح ہر چیز میں نقص نہیں نکالے وہ جو خاموش رہ کر اپنی ناراضگی ظاہر کر رہی تھی سب خوش تھے اور سب کی یہی دعا تھی کے کم از کم شادی تک تو وہ ناراض ہی رہیں۔

دولہے والوں کی طرف سے بھی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں تہمینہ بھی سارے ارمان پورے کر رہی تھیں انکے گھر کی پہلی شادی تھی۔ تھوڑا بیر جو فاطمہ کے لیے دل میں پیدا ہوا تھا اب وہ ختم ہو چکا تھا۔

وجہ اس دن فاطمہ کی شاپنگ سے گھر واپس آکر سندس کی تعریفیں تھیں جو وہ دو دن تک تہمینہ کے سامنے کرتی رہی تھی۔

کہ بھابی آپکی اتنی مانتی ہیں انہوں نے ہر چیز آپکی پسند سے لی بہت معصوم ہیں (یقین کرنا مشکل ہے) اور پھر اپنی دوستوں کی بھابیوں کی چالاکیاں سنائیں کے انکی بھابیوں نے شادی کی شاپنگ میں کتنا پریشان کیا تھا اور کتنے نخرے کیے تھے۔

یہ سب سننے کے بعد انہیں ایک بار پھر خود پر فخر ہوا کہ فاطمہ کو انہوں نے پسند کیا تھا۔

****

ارحم کو دبئی آئے دو ہفتے ہو گئے تھے۔اور یہاں کے کام میں وہ اتنا مصروف ہو گیا تھا کہ اسے بور ہونے کا موقع نہیں ملا پر اتنے کام میں بھی وہ ہر بار کی طرح زینت, الیاس صاحب کو یاد کرنا نہیں بھولا بس ان یاد آنے والوں کی فہرست میں ایک نام کا اضافہ ہوا تھا اور وہ تھی فاطمہ عارف۔

ارحم کے دبئی آنے کے دو دن بعد ہی الیاس اور زینت کی شادی کی سالگرہ تھی جسے اس نے دور ہونے کے باوجود اچھے سے منایا تھا۔

ہر بار کی طرح اس بار بھی ان کے لیے ایک خوبصورت جگہ پر خوبصورت سا ڈنر ارینج کیا تھا۔

اور جب وہ لوگ واپس گھر آئے تو پورا گھر لال گلاب کے پھولوں سے سجا ہوا تھا۔

لونگ ایراء میں سامنے ٹیبل پر ہی بہت خوبصورت ہارٹ شیپ کا ڈارک چاکلیٹ کیک رکھا تھا۔

اس کیک پر 3 ڈی ڈیکوریشن ہوئی تھی وہ دیکھنے میں کیک نہیں کوئی لال کرسٹل کا تراشہ ہوا دل لگتا تھا جو دیکھنے والے کو کوئی شو پیس لگے۔

اس پر بہت خوبصورتی سے انکے لیے شادی کی سالگرہ کی مبارک بات اور فرام فتنہ لکھا تھا جسے پڑھ دونوں بے ساختہ ہنس دیے تھے۔

پھر جب دونوں کمرے میں آئے تو پورا کمرا گلاب کی پھولوں سے اور پیک گفٹ سے ڈھکا ہوا تھا۔

دعائیں تو ہر ماں باپ ہی بچوں کو دیتے ہیں پر اولاد سے خوش ہو کر جو خود بخود دل سے دعائیں نکلتی ہیں وہ زندگی سنوار دیتی ہیں اور ابھی ارحم الیاس کے لیے بھی دونوں کے دل سے دعائیں نکل رہی تھیں۔

دور رہ کر بھی انکی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا خیال رکھنے والا بیٹا اپنی خوشیاں ہار رہا تھا۔ارحم الیاس کی خوشیوں کی ڈور اب فاطمہ عارف سے جڑ چکی تھی جو اب کچھ ہی دنوں میں کٹ جانی تھی جس سے بے خبر وہ اپنی آنے والی زندگی کو خوبصورت بنانے کے لیے پلینگ کر رہا تھا۔

اس دن مال میں فاطمہ اور مریم کی باتیں سن نے کہ بعد وہ فاطمہ کی پسند کا اندازہ لگا چکا تھا۔

اوراب اسکو جب وقت مل رہا تھا وہ ہر وہ چیز لے رہا تھا جو اسے پسند آرہی تھی یا فاطمہ کو پسند آسکتی تھی۔

اور اگر اس وقت وہ چیزیں فاطمہ دیکھ لیتی جو ارحم الیاس اسکے لیے خریدتے جارہا تھا تو خوشی سے پاگل ہو جاتی کیونکہ وہ سب چیزیں وہی تھیں جنکو آج تک فاطمہ عارف خواب دیکھتی آئی تھی۔

ارحم کو مریم کی باتیں سن کر یہ اندازہ بھی ہوا تھا کہ فاطمہ ہیوی کپڑے نہیں پہنتی پر اسکی خوشی کے لیے وہ کپڑوں کو شوپیس سمجھ کے بھی خرید سکتا تھا۔اسنے تو ان شوپیس کو سجانے کے لیے اپنے محل نما گھر میں ایک روم بھی تیار کروایا تھا جس کی چاروں دیواروں پر اسنے گلاس کے وال یونٹ بنوائے تھے وہ روم کو ارحم فاطمہ کا ڈریم ہاوس بنانے کا ارادہ رکھتا تھا۔جو اسکی طرف سے فاطمہ کے لیے شادی کا ایک چھوٹا سا تحفہ تھا۔

اسکے روم بنوانے پر زینت اور الیاس دونوں ہی حیران ہوئے تھے پر اسنے پھر وہی بول کر ٹال دیا تھا کہ وہ واپس آکر بتائے گا۔۔

****

وقت پر لگا کر اڑ گیا اور آج فاطمہ کے نکاح کا دن تھا۔

ارحم کا ٹرپ ایک مہینہ اور لیٹ ہو گیا تھا۔ جس پر پہلے تو وہ اپ سیٹ تھا پھر یہ سوچ کر خوش ہو گیا کہ وہ اس ایک مہینے میں اور تیاری کر لے گا۔ لیکن ایک بات جو اسے اب پتا چلی تھی وہ یہ تھی کہ انتظار کرنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔

" زایان آج تم گھر پر ہی ہو نہ ؟"

زایان اکبر صاحب کے برابر ہی صوفے پر آ کر بیٹھا تھا آج سنڈے تھا تو وہ لیٹ اٹھا تھا۔

زایان: "یس ڈیڈ فری ہوں آج کیوں ؟"

"آج میرے دوست کی بیٹی کا نکاح ہے۔ اور اس نے خاص بولا ہے کہ تمہیں بھی اپنے ساتھ لاؤں۔"

اخبار کا پیپر پلٹاتے انہوں نے سرسری سا کہا۔

"میں وہاں کیا کرونگا ڈیڈ آپ اور ماما چلے جائیں"

"زایان اب تم اسٹوڈینٹ لائف نہیں گزار رہے۔ بزنس میں قدم رکھ چکے ہو اسلیے لوگوں سے ملا جلا کرو تا کہ پہچان ہو۔

اور نکاح سادگی سے ہو رہا ہے اسلیے زیادہ لوگ بھی نہیں ہونگے اور بزنس سے ریلیٹڈ لوگ ہی ہونگے وہاں۔۔"

انہوں نے اخبار برابر میں رکھ کر اسے سمجھانے کی غرض سے بولا اور جانتے تھے ہر بار کی طرح کوشش کامیاب ہی ہو گی۔

"اوکے ڈیڈ"

مسکرا کر بولتا وہ اپنی مام کو کافی کا اشارہ کرنے لگا جسے سمجھتے جو ابھی کچن سے نکلنے لگی تھیں واپس کچن میں چلی گئیں۔

****

" کیا ہو گیا ہے مجھے"

ادھر سے ادھر چکر کاٹتے ارحم صبح سے ہی بے چین تھا وجہ سمجھنے سے بھی قاصر تھا

دل عجیب ہی انداز میں دھڑکتا کچھ برا ہونے کا اندیشہ ظاہر کر رہا تھا۔

اپنے دل کی حالت سے بے قرار ہو کر اسنے الیاس صاحب کو فون کیا۔ مستقل پانچ بار کال کرنے کے بعد بھی کوئی جواب نہیں ملا۔ اسکو اپنے دل کے اندیشے صحیح ہونے کا ڈر ہوا اسنے ایک بھی لمحہ لگائے بغیر زینت کو فون کیا دو تین بیل کے بعد ہی فون اٹھا لیا گیا۔۔

فون پر معلوم ہوا کے الیاس صاحب ٹھیک ہیں آفس سے جلدی آ گئے تھے سر درد کی وجہ سے اور ابھی فریش ہونے گئے۔

اسکے دل کو یک گونا سکون ملا پھر کچھ دیر باتیں کر کے اسنے فون رکھ دیا۔

لیکن ایک بار پھر دل عجیب ہونے لگا۔ اپنے دل کی نفی کرتے وہ باہر نکل گیا۔

یہ جانے بغیر کہ آج اسکا دل اپنی دنیا اجڑ جانے کے غم میں مچلے جا رہا تھا جس سے وہ بے خبر تھا۔

****

شام کا وقت تھا چونکہ نکاح مغرب میں رکھا گیا تھا اسلیے مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔

نکاح میں انکے خاندان والے جو بہت مختصر تھے, پڑوسی, زینت کی دو تین دوستیں, مریم کی ایک دوست, عارف صاحب کے ہاسپٹل کے ایک دو قریبی دوست اور باقی پرانے عزیز دوست جو تقریبا بزنس میں ہی تھے جن میں سے ایک زایان کے ڈیڈ تھے, اسامہ کے دو تین قریبی دوست, اور دلہے والے جو مختصر لوگ ہی آنے تھے اور رر فاطمہ کی بیس سے پچیس عزیز دوستیں پانچ چھ اسکول کی پانچ چھ کوچنگ کی پانچ چھ کالج کی اور پانچ چھ یونی کی پر معاملہ یہاں ختم نہیں تھا اسنے تو اپنی پچاس سے ساٹھ پیسٹ فرینڈ کی لسٹ دی تھی جسے پڑھ کر میرب کا دماغ ہی چکرا گیا تھا۔

اور پھر کم کرتے کرتے بڑی مشکل سے پچیس پر بات فکس ہوئی تھی وہ بھی اس شرط پر کے بارات کے فنکشن میں وہ جتنی چاہیں دوستیں بلا سکتی ہے جس پر میرب مان گئیں تھیں اور وعدہ بھی کر دیا تھا۔

لیکن جب اگلے دن ہی فاطمہ نے ان سے دو سو کارڈ مانگیں تو انکے ساتھ ساتھ سب کا منہ کھلا رہ گیا۔

اس بار تو اسامہ اور عارف صاحب بھی سکتے میں تھے لیکن پھر اسکی آنکھوں میں آنسو آتے دیکھ کارڈ دے دیے اب ایک ہفتے کے بعد رخصتی تھی رلا کر رخصت نہیں کر سکتے تھے

اور میرب تو اس وقت پر پچھتا رہی تھیں جب فاطمہ سے یہ وعدہ کیا تھا۔ بھلا اتنی ساری دوستیں کیسے ہو سکتی ہیں۔ خیر ہو سکتیں ہیں جبھی تو فاطمہ کی ہیں۔

مریم تیار ہو چکی تھی پالر والی نے بڑی مہارت سے اسکے خوبصورت نقوش کو خوبصورتی سے میک اپ کیے مزید حسین کیا تھا۔۔ڈل گولڈن گھیر دار غرارے کے ساتھ لال رنگ کی گھٹنوں سے اوپر آتی قمیز جو بلکل سادی تھی اور لمبی چوڑی دار آستین کیونکہ اسامہ کو چھوٹی آستین پسند نہیں تھیں۔ بڑا سا جالی کا ڈپٹا

لال اور گولڈن کے امتزاج کی چوڑیاں اور ساتھ دونوں ہاتھوں میں خوشبو سے مہکتے گلاب کے کنگن۔

بالوں کی آڑھی مانگ نکالے سلکی بالوں کو آدھے گولڈن نگینوں کے کیچر میں مقید کیے سادگی سے کھلے چھوڑے تھے۔

کانوں میں گولڈن رنگ کے درمیانی سے تھوڑے بڑے جھمکے جن سے نکلتی خوبصورت لڑیاں بالوں کے ساتھ پن کی مدد سے لگائی گئیں تھے۔

بڑی سیاں آنکھوں کو کاجل سے لبریز کیے لمبی پلکوں کو مسکرائے کی مدد سے مزید لمبا کیے گلابی گال بنا کچھ لگائے ہی اسامہ کے دیکھنے پر خود بہ خود لال ہو رہے تھے۔

ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک لگائے وہ نظر لگ کانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

میرب تو کتنی بر ہی ماشاءاللہ بول چکی تھیں اور اسامہ کی نظریں تو ہٹنے سے انکاری تھیں۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ایک لمحے مریم کو اپنے سامنے سے نہ اٹھنے دے۔

مہمان بھی تقریبا آ چکے تھے۔

ملازموں کو دوسرے کاموں میں لگا کر اسنے ایک ملازمہ سے خود پھولوں کے کنگن کی ٹرے لی۔

چونکہ ابھی دلہے والے نہیں آئے تھے اسلیے سب ایسے ہی ادھر ادھر گھوم رہے تھے اور میرب تو فاطمہ کی تمام دوستوں کو سمجھا چکی تھی کے دلہے والوں کا ویلکم بہت اچھا کریں سب پہلے سے ہی اپنی اپنی پھولوں کی چھوٹی چھوٹی سجی ٹوکریاں جن میں پھولوں کی پتیاں بھری تھیں وہ ہاتھ میں لیے گھوم رہی تھیں۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پہلے زمانے کی شہزادیاں باغ میں پھول توڑنے آئی ہوں۔

"اسلام و علیکم آنٹی"

مسز اکبر جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی زایان کے ساتھ یہاں تھوڑی خالی جگہ پر کھڑی ہوئی تھیں

اپنے عقب سے آتی آواز پر پیچھے مڑیں جہاں مریم کھڑی انہیں سے مخاطب تھی

مسز اکبر کے ساتھ ساتھ انکے ساتھ کھڑا زایان بھی حیرت سے مڑا تھا۔ وہ یہ آواز کیسے بھول سکتا تھا دو مہینوں سے یہی آواز تو اسے ہر جگہ سنائی دیتی تھی۔ پیچھے مڑا اور نظر مریم پر پڑی تو اسے اپنی دل کی دھڑکن بلکل ساکت محسوس ہوئی اسے یوں لگا جیسے دل رک گیا ہوں آنکھیں ان سیاہ نین کٹوروں میں الجھ گئی تھیں جسے اس نے کاجل میں دیکھنے کی خواہش کی تھی اور آج وہ کاجل سے لبریز زایان شاہ کو مبہوت کر گئی تھی۔

اسنے مریم کو مکمل نہ دیکھا کیونکہ نظریں تو ان آنکھوں میں ہی اٹک گئی تھیں جنہیں وہ دو مہینوں سے سوچتا آرہا تھا۔

یہ وہیں آنکھیں تھیں وہ دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا وہ لاکھوں میں بھی ان آنکھوں کو پہچان سکتا تھا۔ وہی سیاہ دریا جس میں زایان شاہ کا دل ڈوبا تھا وہی لمبی پلکیں جواب مزید لمبی لگ رہی تھیں وہی میٹھی آواز جس سے وہ پہلی دفعہ کسی لڑکی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"آنٹی یہ کنگن"

مریم کی آواز پر وہ ہوش میں آیا نا جانے وہ کب سے یونہی کھویا ہوا تھا

مریم کے کنگن آگے بڑھانے پر انہوں نے مسکرا کے دو کنگن اٹھائے اسے اپنی مام کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ اپنا تعارف کروا چکی ہے وہی اتنے لمحے گم تھا کہ اسے ہوش ہی نہ رہا نظریں آنکھوں سے ہٹیں تو آج اسنے ان آنکھوں کے ساتھ اسکا مکمل حسن دیکھا اور دل نے دیکھتے ہی گواہی دی تھی کہ وہ اسکے تصور سے کہیں زیادہ حسین ہے۔

"اسلام و علیکم بھابی"

میرب مسکراتی ہوئی آئی انکے ہاتھ میں سفیان تھا۔

"و علیکم اسلام۔ بہت بہت مبارک ہو آپکو"

مسز اکبر نے انہیں فاطمہ کے نکاح کی مبارک بات دی مریم کے اچانک دیکھنے پر زایان نے فورا نظریں ہٹا کر میرب کی طرف کر لیں۔

"خیر مبارک اور بہت شکریہ آپ آئیں۔۔یہ کون ہے؟"

میرب نے زایان کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"یہ زایان ہے میرا بیٹا"

مسز اکبر نے زایان کے بازو پر ہاتھ رکھ کر بتایا کتنا اچھا لگتا ہے جب آپکی اولاد آپ سے بھی قد میں اونچی ہو جائے اور فرمانبردار ہو کتنا فخر محسوس ہوتا ہے دوسروں کو بتانے میں کہ یہ میرا بیٹا ہے یا یہ میری بیٹی ہے۔اور یہی فخر ابھی مسز اکبر کو محسوس ہو رہا تھا۔

"ماشاءاللہ کتنا بڑا ہو گیا ہے میں نے بچپن میں دیکھا تھا اسے جب یہ بہت چھوٹا تھا"

میرب نے فاطمہ کی برتھڈے پارٹی کا ذکر کیا جب زایان پہلی اور آخری بار ان کے گھر آیا تھا۔

"ہاہاہا جی اب تو ماشاءاللہ سے پڑھائی مکمل ہو گئی ہے بزنس سنبھال رہا ہے۔"

"ماشاءاللہ۔۔میری بہو سے تو آپ مل لی ہو نگی اب ان سے ملیے یہ سو تو بیبی میرا پوتا ہے"

پیار سے کہتی وہ مسز اکبر کو مسکرانے پر مجبور کر گئی جبکہ انکے ساتھ کھڑے زایان کے پیروں تلے زمین کھینچ گئیں۔

وہ شاک نظروں سے مریم کا مسکراتا چہرا دیکھنے لگا۔

اسکو ایسا لگا جیسے اسکو کسی نے دہکتی بھٹی میں ڈھکیل دیا ہوں اچانک سانس لینے کے لیے ھواء کم محسوس ہوئی۔

ابھی وہ مزید کچھ بات کرتے جب لڑکے والے آنے کا شور مچا اور سب وہاں متوجہ ہو گئے سوائے ایک ہستی کہ جس کی دل کی دنیا ابھی ابھی برباد ہوئی تھی۔

مسز اکبر بھی میرب اور مریم کے ساتھ آگے بڑھ گئیں تاکہ دلہے والوں سے مل سکیں جب کے زایان ابھی بھی وہیں کھڑا کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔۔

ایک کے بعد ایک خاموش آنسو اسکی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرتا چلا گیا۔

کافی دیر تک وہ ایسے ہی کھڑا رہا جب سامنے نظر پڑی جہاں کچھ دور مریم کھڑی اسامہ سے بات کر رہی تھی۔اسامہ کچھ بول رہا تھا جس پر وہ بلش کرتے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ وہی مریم کا شوہر ہے۔کتنے مکمل تھے وہ دونوں کتنے خوش تھے ایک ساتھ۔۔

بنا جانے محبت کرنے کی غلطی تو اسنے خود کی تھی اس میں بھلا ان دونوں کا کہاں قصور تھا۔

وہ کس کو قصوروار ٹھہراتا ان سب کا؟آنسو گالوں سے پھسلتا دونوں لبوں کے بیچ میں آٹھہرا تھا جو آپس میں سختی سے پیوست تھے۔

ایک نظر مریم پر ڈال کر بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

****

دلہے والے آچکے تھے۔فاطمہ کی ساری دوستیں دو قطاروں کی صورت میں کھڑی ہاتھوں میں پکڑی ٹوکریوں میں سے دلہے والوں پر پھول پھینک رہیں تھا۔

اور دونوں قطاروں کے آخر میں ایک طرف مریم اور دوسری کے آخر میں مریم کی دوست چاندی کی ٹرے میں پھولوں کے کنگن لیے کھڑی تھیں۔

اندر آنے والی ہر عورت اور لڑکی کو پھولوں کے کنگن دیے جا رہے تھے۔

سب سے آگے حارث تھا سفید رنگ کے شلوار قمیض پر ڈارک براؤں واسکوٹ پہنے, پاؤں میں پیشاوری چپل پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ تہمینہ اور سندس کے درمیان میں چل رہا تھا۔

سرخ و سپید چمکتی رنگت روشنیوں میں مزید چمک رہی تھی۔

فاطمہ کی دوستیں اسکی قسمت پر رشک کر رہی تھیں تو کچھ آہ بھر رہی تھیں۔ کسی کا کہنا تھا کہ دونوں کی جوڑی حسین لگے گی تو کسی کا کہنا تھا لڑکا زیادہ حسین ہے۔ تو کسی کا کہنا تھا فاطمہ زیادہ اچھی ہے پر کشش۔

تہمینہ اور سندس میرب اور مریم سے ملیں اسکے بعد باقی سب سے بھی جن جن سے میرب انہیں ملوا رہی تھیں۔

اتفاق تھا کہ سندس اور مریم کا ڈریس ایک جیسا تھا۔

بس کچھ فرق تھے۔

مریم کا غرارہ لال اور گولڈن کے امتزاج کا تھا تو سندس کا گولڈن اور ہلکہ جامنی رنگ کا۔

اور سندس کے آستیں کہنیوں سے اوپر تھے۔

باقی جیولری اور میک اپ دونوں کا الگ تھا سندس بھی بہت پیاری لگ رہی تھی مگر آج اس محفل میں سب سے حسین چہرا مریم کا ہی تھا۔

مسز اکبر کی نظریں کب سے سندس پر تھیں وہ اس لڑکی کا مکمل جائزہ لے رہی تھیں اسکے بولنے کا چلنے کا ہنسنے کا انداز وہ انہیں ہر لحاظ سے پیاری لگ رہی تھی۔ نازک خوبصورت اسکو دیکھتے ہی انہیں زایان کا خیال آیا تھا کہ اگر سندس زایان کی دلہن بن جائے تو انکی بھی زایان کی دلہن ڈھونڈنے کی پریشانی ختم ہو جائے گی اب وہ بھی شادی کے قابل ہو چکا تھا۔

سندس انہیں زایان کے لحاظ سے پرفیکٹ لگی۔

یہی سوچتے انکو زایان کا خیال آیا کافی دیر سے وہ انہیں دکھا نہیں تھا۔

نظریں ادھر ادھر دوڑائیں پر وہ کہیں نظر نہیں آیا اکبر صاحب کو دیکھا تو وہ دوسری طرف ہی ایک ٹیبل پر اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔

انہوں نے زایان کو فون کرنے کی غرض سے موبائل نکالا تو اس پر میسج نوٹیفکیشن تھی۔ میسج زایان کا تھا۔

"میرے دوست کے ڈیڈ کی طبیعت خراب ہے میں وہاں آگیا ہوں اسلیے پریشان مت ہوئیے گا۔"

میسج پڑھ کر انہوں نے کال کیے بنا موبائل واپس رکھ دیا۔

اب وہ واپس سندس کی طرف متوجہ تھیں جو اسٹیج پر حارث کے برابر بیٹھے غالبا اسے چھیڑ رہی تھی۔

****

نکاح کی رسم ادا ہو چکی تھی۔

اور نکاح کے وقت بہت رونے کی وجہ سے فاطمہ کا میک اپ تھوڑا خراب ہو گیا تھا کیونکہ روتے ہوئے غلطی سے اسنے اپنی آنکھ مسل لی تھی۔

بیوٹیشن تو جا چکی تھی اسلیے فاطمہ کی دوستیں مل کر اسکا میک اپ درست کر رہی تھیں۔

میک اپ ٹھیک کرنے کے بعد اسے باہر لایا گیا۔ ایک طرف مریم اور دوسری طرف فاطمہ کی کزن اور باقی پیچھے اسکی ساری دوستیں۔ بہت ساری کلیوں کے درمیان میں وہ کھلا ہوا گلاب لگ رہی تھی۔

کھلتے لال رنگ کا باریک سے کام والا لہنگا اس پر گھٹنوں تک آتی کامدار لمبی قمیض ڈل گالوڈن رنگ کا ڈپٹا جسکے بورڈر پر لال رنگ کا ہی لہنگے جیسا کام ہوا تھا۔

بالوں کا جوڑا بنائے آگے سے آڑھی مانگ کا اسٹائل بنائے گولڈن رنگ کا ڈپٹا جوڑے پر سیٹ کیا تھا۔

بالوں میں ایک طرف نازک سا جھومر اور بیچ میں چھوٹی چہرے کی مناسبت کی بندیا لگائے کانوں میں بڑے بڑے آویزے پہنے تھے۔

ایک طرف سے ڈپٹا سیدھا آگے ڈالا تھا اور دوسری طرف سے پیچھے سے ایک ہاتھ کے کڑے سے جوڑا تھا۔ نازک کلائیاں چوڑیوں سے بھری تھیں گلاب اور موتیا کے پھولوں کے کنگن اسکے ہاتھوں کو مہکا رہے تھے۔

حنائی ہاتھوں کی مہندی اور پھولوں کی ملی جلدی خوشبو اسکے آس پاس مہک رہی تھی۔

دلہن ہونے کے باوجود میرب نے اسکا میک اپ ہلکہ کروایا تھا تاکہ بارات میں الگ لک آئے۔

اسکو اسٹیج پر لا کر حارث کے پہلو میں بٹھایا گیا۔

اتنی گھبراہٹ تو اسے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی جتنا ابھی حارث کے برابر میں بیٹھ کر ہو رہی تھی۔ لیکن ایک انجانی خوشی بھی تھی جس سے اسکا چہرا کھلا کھلا ہوا تھا۔

اسنے دیکھا تھا اپنے ابو کو اپنی امی کا محبت اور احساس کرتے اور یہی سب اس نے مریم اور اسامہ کے رشتے میں بھی دیکھا تھا۔ اور یہی سب خواب اسنے بھی دیکھے تھے کے اسکا اور حارث کا رشتہ بھی اتنا ہی خوبصورت ہو گا جتنا وہ سب کا دیکھتی آئی ہے۔ پر وہ یہ بھول گئی تھی کہ سب کے نصیب اللہ نے الگ الگ لکھے ہیں۔

انکے پاس بیٹھے حارث کے کزن فاطمہ کو چھیڑ رہے تھے اور فاطمہ کی دوستیں حارث کو۔

کچھ دیر ایسے ہی یہ چھیڑ چھاڑ چلتی رہی جسے سب بڑے دیکھ لطف اندوز ہوتے رہے سوائے ایک کے جو خاموش تو ہو گئیں تھیں پر انہیں یہ شادی اپنے لاڈلے بیٹے کی بے عزتی لگی تھی۔

ارسلان کے ساتھ درمیانی ٹیبل پر بیٹھیں وہ مسلسل ناگوار نظروں سے اسٹیج پر بیٹھے فاطمہ اور حارث کے جوڑے کو دیکھ رہی تھیں۔

زبردستی مسکرانا بھی انہوں نے ضروری نہیں سمجھا تھا وہ کچھ بول نہیں رہی تھیں یہ ہی غنیمت تھا

وہیں انکے ساتھ بیٹھے ارسلان کی آنکھیں بھی شعلے برسانے کو تیار تھیں۔ وہ ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں سے فاطمہ کے شرم سے جھکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

ایسا بلکل نہیں تھا کہ اسے فاطمہ سے کوئی دلی لگاؤ تھا یا محبت تھی جسکی وجہ سے وہ فاطمہ کو کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔

یہ تو صرف اپنے ریجیکٹ ہونے کی جلن تھی۔ جب اسکی ماں نے فاطمہ کا رشتہ مانگنے کی بات کی تھی جب اسنے سرسری ساہاں کہا تھا اسے کوئی دلی لگاؤ نہیں تھا اسکی غلیظ سوچ تو یہی تھی کہ ایک بیوی آجائیگی جس پر اسکی زمہ داری پڑے گی وہ اسکی ضرورتوں کا خیال رکھے گی اور اسکی ماں کو تھوڑا آرام مل جائے گا باقی وہ جیسے اپنی زندگی گزارتا ہے ویسے ہی گزارے گا۔ لیکن جب اسے پتا چلا کہ فاطمہ کا رشتہ اس کے ماموں نے کہیں اور کر دیا اور اب شادی بھی جلدی کر رہے ہیں تو یہ بات اسکو اپنی انا پر چوٹ لگی تھی۔ اور پھر فاطمہ کی اس دن والی بدتمیزی کے بعد تو وہ چاہتا تھا کہ فاطمہ اسکے ہاتھ لگے اور وہ فاطمہ کی زبان کاٹ دے پر افسوس سب کا ہر برا ارادہ پورا نہیں ہوتا۔

"اللہ برباد کرے اسے۔ بہت گھمنڈ سے میرے بیٹے کو چھوڑ کر غیروں پر بھروسہ کیا ہے جب ہوگا نہ کچھ بہت برا تب پتا چلے گا۔"

ناگواری سے کہتے وہ رخ پھیر گئیں چونکہ انہوں نے بڑبڑاہٹ میں کہا تھا اسلیے انکے علاوہ کوئی اور سن نہیں سکا

حارث بھی وقفے وقفے سے فاطمہ کے سجے سنورے روپ پر نظر ڈال رہا تھا۔

وہ نازک گڑیا بلکل ویسی ہی تھی جیسا وہ چاہتا تھا۔

کچھ دیر بعد کھانے کا دور چلا پھر مہمانوں کا الوداعی دور چلا۔

فاطمہ کو واپس اندر لے جایا جا چکا تھا اور مہمان بھی تقریبا رخصت ہو چکے تھے۔

****

وہ سنسان جگہ گاڑی کھڑی کیے تھا اسے خود نہیں پتا تھا یہ کونسی جگہ ہے اور وہ کہاں ہے پتا تھا تو بس یہ کہ وہ بہت تکلیف میں ہے اور تکلیف بھی وہ جو وہ کسی پر عیاں نہیں کر سکتا۔

رو نہیں سکتا کسی کو اپنی تکلیف بتا نہیں سکتا۔

دل نے دعا کی تھی کہ وقت پلٹ جائے اور وہ اس لمحے کو ہی مٹا دے جس لمحے اس نے مریم کو دیکھا تھا۔

پر گزرا وقت کہاں لوٹ کر آتا ہے

آنکھیں موندے وہ سیٹ سے سر ٹکائے بیٹھا تھا اتنی سنسان جگہ میں اگر وہ عام وقت میں ہوتا تو کبھی نہیں رکتا پر اسے اس وقت یہ جگہ اپنے دل سے کہیں زیادہ پر رونق لگ رہی تھی۔

موبائل وہ اپنا بند کر چکا تھا وہ کسی کی بھی ڈسٹربینس برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

ابھی زخم تازہ تھا کچھ وقت چاہیے تھا اسے اپنے ساتھ گزارنے کے لیے اپنا ہمراز وہ خود تھا۔

****

صبح سے جو دل بے چین تھا اب وہ بے چینی ختم ہو چکی تھی لیکن وہ بے چینی اب کی کیفیت سے بہتر تھی اب نجانے اسکا دل بلکل بوجھل ہو گیا تھا کسی چیز میں اسکا دل نہیں لگ رہا تھا۔

پھر اپنے دل کو سکون دینے کے لیے اسکے پاس ایک ہی دوا تھی نماز۔ منہ پر ہاتھ پھیر کر وہ وضو کرنے اٹھ گیا ۔(بے شک سکون قلب نماز سے زیادہ کسی چیز میں نہیں)

دوسری طرف دل فاطمہ کے لیے بھی پریشان تھا کہیں وہ مسئلے میں نہ ہو۔۔

فاطمہ کا نمبر نکلوا کر اسے کال کرنا ارحم کے لیے مشکل نہ تھا لیکن وہ نکاح سے پہلے کوئی بھی رابطہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

****

فاطمہ چینج کر کے سونے لیٹ گئی تھی سارا دن کی تھکی کب وہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا اور یہی حال مریم کا بھی تھا۔

اسامہ باقی کام ختم کر رہا تھا رات بھی زیادہ ہو گئی تھی۔ میرب اور عارف صاحب بھی اپنے کمرے میں جا چکے تھے

۔

مریم بھی کمرے میں چینج کر کے بیٹھی کافی دیر اسامہ کا انتظار کرتی رہی پھر نیند کا غلبہ ایسا تھا کہ سو گئی سفیان بھی اسکے برابر میں ہی سویا تھا۔

اسامہ جب کمرے میں آیا تو نظر بیڈ پر مریم اور سفیان پر پڑی دنیا جہاں سے بے خبر سوئی وہ اس وقت فاطمہ کی بہن لگ رہی تھی جسکی سفیان کے آوازیں نکالنے پر بھی نیند میں رتی برابر فرق نہیں پڑھ رہا تھا۔

اسامہ نے سفیان کو گود میں لیا کیونکہ کچھ دیر میں ہی اسکا رونے کا ارادہ تھا اور وہ جانتا تھا مریم بہت تھکی ہوئی ہے اسکی نیند کا خیال کرتے وہ سفیان کو کمرے سے باہر نکل گیا۔

اتنے عرصے میں سفیان اس سے کافی گھل مل گیا تھا بلکہ اب تو وہ سب کی گود میں اسامہ کو ڈھونڈنے کی کوشش کرتا تھا۔

کچھ دیر سفیان کو باہر لے کر ٹہلنے کے بعد سفیان اسکے بازوؤں میں ہی سو گیا اسنے سفیان کو واپس بیڈ پر لٹایا اور خود فریش ہونے چلا گیا۔

فریش ہو کر وہ سفیان کی دوسری طرف لیٹ گیا۔

نظریں مریم کے چہرے پر گئیں یقیننا اسے کسی نیکی کے بدکے ہی مریم جیسی بیوی ملی تھی اسنے اپنا ہاتھ مریم کے سر میں ڈال دیا اور محبت سے آہستہ آہستہ اسکا سر سہلانے لگا۔

مریم کو دیکھتے دیکھتے کب اسکی آنکھیں بند ہوئی اسے پتا ہی نہیں چلا تھکا ہوا تو وہ بھی بہت تھا۔

****

رات کو تقریباوہ چار بجے گھر آیا۔۔

اسکی حالت اجڑی ہوئی تھی جیسے لٹ گیا ہو۔گھر میں سناٹا تھا بھاری قدم اٹھاتے وہ اپنے کمرے میں گیا اور دروازہ اندر سے لاک کر لیا جوتے سمیت بیڈ پر لیٹا وہ آدھی بند ہوتی آنکھوں سے چھت کو گھورنے لگا۔آنکھو سے آنسو نکل کر بالوں میں گم ہوئے اپنی آنکھیں بند کیے وہ ہاتھ پھیلا گیا۔

دل کی تکلیف کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

****

رات کو نماز پڑھ کر سکون ملا تھا پر نیند پھر بھی آنے سے انکاری تھی اور صبح سائٹ پر جانا تھا اسلیے اپنی عادت کے خلاف اسنے نیند کی گولی کھائی اور کچھ ہی دیر میں میں دنیا سے بے خبر وہ نیند میں چلا گیا۔

****

صبح اسکی آنکھ دیر سے کھلی تھوڑی دیر تو وہ ایسے ہی بیٹھے نیند میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

جب دماغ بیدار ہوا تو سائڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھایا۔

اسکرین پر ان نون نمبر سے میسج شو ہو رہا تھا۔

اسنے چونک کر دیکھا۔

میسج کھولا تو بے ساختہ ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا

"نکاح مبارک ڈیئر وائف"

میسج کے نیچے اپنا نام بھی لکھا تھا۔

پہلے تو اسے سمجھ نہیں آیا کیا جواب دے کیوں کہ نکاح ضرور ہوا تھا پر ابھی درمیان میں تکلف کی دیوار قائم تھی اسنے کبھی حارث سے ڈائیریکٹ بات نہیں کی تھی۔

"آپکو بھی"

اس سے زیادہ اور کچھ اسے سمجھ نہیں آیا تو اتنا ہی لکھ دیا۔ پھر موبائل واپس رکھ کر فریش ہونے چلی گئی۔

ابھی کچھ دیر میں مریم نے آجانا تھا لینے۔

آج بلیچنگ کر کے اسکے ہاتھوں کی مہندی اتارنی تھی تاکہ شادی سے پہلے تک ہلکا سے بھی رنگ نہ رہے کیونکہ نکاح اور شادی میں ایک ہفتے کا گیپ رکھا تھا۔

اور آج سے دوسری ٹریٹمینٹس بھی شروع تھیں۔

****

نکاح کو ایک دن گزر چکا تھا اور فاطمہ اور حارث میں فون پر ہلکی پھلکی بات چیت بھی شروع ہو چکی تھی۔البتہ دونوں کے درمیان جھجھک کی دیوار اب بھی قائم تھی۔

اس ایک دن میں فاطمہ کا چہرا گلاب کی مانند کھل گیا تھا۔

شام کو مریم کے ساتھ پالر گئی تھی وہاں اسکا برائیڈل ٹریٹمینٹ ہو رہا تھا۔

مہندی بھی بلیچنگ کر کے اتار دی تھی۔پر رنگ تیز آنے کی وجہ سے ابھی بھی ہلکی ہلکی تھی جو بارات تک مٹ جاتی۔

جب سے اسامہ آیا تھا مریم بھی تب سے بے فکر ہر جگہ گھوم رہی تھی۔وہ سفیان کو میرب کے سپرد چھوڑ کر کہیں زیادہ دیر نہیں جا سکتی تھی لیکن جب سے اسامہ آیا تھا سفیان اسی کے پاس رہنے لگا تھا۔

وہ آنکھوں پر کھیرا رکھے پر سکون سی آنکھیں بند کیے کرسی سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔

ابھی پالر والی اسکے چہرے پر ماسک لگا کے گئی تھی۔

ماسک لگا کر ہنسنا یا بولنا منع تھا تاکہ چہرے پر جھریاں نہ آیں پر آنکھیں بند کرتے ہی اسکے سامنے کچھ دن پہلے کا منظر آیا تو خود بخود اس کے لب پھیل گئے۔

"آہہ۔ہ۔ہ۔ہ نن۔۔ نہیں میں نہیں کرواؤ نگی یہ۔مجھے پتا تھا۔۔یہ بال کھینچ رہی ہیں یا کھال؟"

ابھی لمحے بھر پہلے پالر والی نے اسکے ہاتھ پر ہاٹ ویکس لگا کر کھینچا تھا۔اسنے بہت منع کیا تھا پر انہوں نے صاف کہہ دیا کے جس طرح کی باریک مہندی وہ لگوانا چاہتی ہے وہ ویکسنگ کے بنانا ممکن ہے۔

پر آج زندگی میں پہلی بار ویکس کروانے پر اسکو درد کا اندازہ ہوا جس طرح اس پالر والی نے وہ سوکھا ویکس کھینچا تھا اسے لگا اسکی کھال بھی ساتھ اتر آئے گی خون برساتی نظریں پالر والی پر ڈال کر وہ مریم کو دیکھتے ہوئے بولی۔

کتنی معصوم تھی وہ خالی منہ پھٹ زبان کی بڑبڑی۔اسکی سب سے بڑی معصومیت یہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو بہت سمجھدار اور ہوشیار سمجھتی تھی۔

کتنی مشکلوں سے اسنے ویکس کروائی تھی۔مریم کا دل اسکی اتنی جلدی شادی کے لیے کچھ خاص خوش نہیں تھا۔

وہ زمہ دار موقع اور باتوں کو سمجھنے والی ہر گز نہیں تھی۔

مریم مانتی تھی اسکی شادی بھی اسی عمر میں ہوئی تھی لیکن اس میں اور مریم میں فرق تھا۔مریم نے اپنے پاپا کے مرنے کے بعد دنیا کو فیس کیا تھا اسکا کوئی بھائی نہیں تھا۔

اور فاطمہ اسنے تو آج تک گھر کے کسی معاملے کو بھی فیس نہیں کیا تھا۔

وہ تھوڑی فکر مند ضرور تھی کیونکہ جانتی تھی ہر کسی کو اس جیسا سسرال نہیں ملتا۔

وہ قدر کرتی اپنے سسرال کی۔

اور فاطمہ کے لیے بھی وہ یہی دعا کر رہی تھی کہ اسکی زندگی بھی اتنی ہی آسان اور خوبصورت ہو جتنی مریم کی ہے۔

****

"کیا ہوا ارسلان آج کل کچھ زیادہ ڈرنک کرنے لگے ہو۔"

سفیر ارسلان کے برابر میں بیٹھتا بولا وہ خود بھی نشے میں تھا پر اتنا نہیں کے اسکے ہوش گم ہو جائیں۔

سفیر کی آواز پر اسنے اپنی تقریبا بند آنکھیں نیم وا کر کے اسے دیکھا۔

"اا۔۔ایک۔۔ب۔ا۔ت۔۔بت۔بتا یار"

نشے میں دھت بمشکل اپنی آنکھیں کھولتا وہ سفیر کی جانب مڑا اسکی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔۔

"ج۔ب۔۔کس۔۔کسی۔۔۔سے۔۔بد۔۔لہ۔۔لینا ہو تو۔۔۔ک۔یا۔۔کرنا۔۔چا۔۔ہیے؟"

"کس سے بدلا لینا ہے میرے یار کو۔۔کس کی ہمت ہوئی جو ارسلان سے پنگا لے لیا؟"

ہنستے ہوئے گویا وہ ارسلان کو شہہ دے رہا تھا۔

"ہے ا۔یک۔چھنٹا۔ک۔بھ۔بھر۔۔۔کی۔۔۔لڑکی۔"

"و۔وہ۔جان۔تی۔۔نہیں۔۔ہے۔کہ۔۔۔ارسلان نیازی۔۔کیا۔ہے۔"

"اوہ لڑکی۔کون ہے وہ؟ کہیں محبت کا معاملہ تو نہیں ہے باس۔۔ریجیکشن کا دکھ وغیرہ۔"

اسنے پر تجسس طریقے سے معاملے کی نوعیت جاننی چاہی۔

اتنا تو وہ ارسلان کی کمینی فطرت کو جانتا تھا کہ اسے لڑکیوں سے وقتی ایٹریکشن تو ہوتی ہے پر محبت نہیں

"نہ۔نہیں۔۔محب۔ت۔۔کا۔معا۔ملہ۔۔نہیں۔۔اس۔سے بھی۔۔۔بڑ۔بڑا۔۔معا۔ملہ۔۔ہے۔۔"

بولتے ساتھ اسنے کاؤنٹر پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوا اور کرسی پیچھے کو ڈھکیلی وہ ہاتھ کاؤنٹر سے ہٹا کر مڑنے لگا جب لڑکھڑایا وہ منہ کے بل زمین پر گرتا اگر سفیر اسے بروقت نہ سنبھالتا۔۔

"سنبھل کے بھائی۔۔ تو یعنی معاملہ محبت سے بہت آگے بڑھ چکا ہے۔۔ عشق تک تو نہیں پہنچ گیا۔"

سہارا دیتے ارسلان کو باہر لے جاتے اسنے ایک بار پھر پوچھا وہ جانتا تھا کہ ارسلان ہوش میں کبھی اپنی زبان یا اپنی باتیں کسی کے آگے نہیں کھولتا اور یہی بہتریں وقت تھا ارسلان کے راز جاننے کا۔

اسکی بات پر ارسلان ہنسا اور اپنی ادکھلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"آہاں۔۔ محبت۔۔۔سے۔۔بھ۔۔ بھی۔۔ بڑا۔۔ معا۔ ملہ۔۔۔ہے۔۔پر۔۔"

اسنے بات ادھوری چھوڑ دی

سفیر چلتے چلتے رکا۔

"پر؟"

اسنے بے چینی سے پوچھا ایک تو پہلے ہی نشے میں نا سمجھ آنے والے انداز اوپر سے آدھی آدھی باتیں۔۔

"پر۔۔ عشق۔۔کا۔۔ نہیں۔۔انا۔۔کا۔"

بول کر وہ ایک بار پھر ہنس دیا۔

اسکی بات سفیر کی سمجھ سے پرے تھی اسنے خود کو کوسا کے ایک نشے میں دھت انسان کی بات پر وہ اتنا غور کیوں کر رہا تھا۔

ارسلان کو گاڑی کی بیک سیٹ پر ڈال کر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔اب روز کی طرح پہلے ارسلان کو نیہا کے گھر چھوڑنا تھا پھر اپنے گھر جانا تھا۔

نیہا ارسلان کی گرلفرینڈ تھی۔

اسکی فیملی لندن میں رہتی تھی اور وہ یہاں اکیلی۔۔اب اس میں بھی کتنی حقیقت تھی اللہ جانے۔

یہ فلیٹ ارسلان کا تھا پر اس میں رہائش پذیر وہ تھی۔

اسکو ارسلان سے کوئی رغبت نہیں تھی بس ارسلان کا اس پر پیسے اڑانے نے اسے ارسلان سے باندھ کر رکھا تھا۔

اور ارسلان کو خود کو بھی اس سے کوئی لگاؤ نہیں تھا وہ صرف اسکی ضرورت تھی وہ جب بھی نشے میں ہوتا تھا سفیر اسے یہیں چھوڑ کر جاتا تھا کیونکہ اسکی ماں کو اسکے ڈرنک کرنے کا علم نہیں تھا۔

اسے فرق بھی نہیں پڑھتا تھا۔ پتا چلتا ہے تو چل جائے پر جب تک نہیں پتا چل رہا وہی بہتر ہے۔

نیہا نے ایک بیزارگی بھری نظر اس پر ڈالی اب تو یہ تقریباً روز کا ہی ہو گیا تھا۔ وہ نشے میں دھت اسکے گھر آ کر پڑھ جاتا اور پھر زیادہ ڈرنک کی وجہ سے الٹیاں کرتا۔۔

اسکے بے سدھ وجود کو ایسے ہی لونگ روم میں چھوڑ کر وہ اپنے کمرے میں چلے گئی اور اندر سے دروازہ لاک کر لیا۔

"ہیلو بیبی۔۔۔ آج پھر چھوڑ کر چلے گئے اس شرابی کو

۔۔ ہم کل کلب چلیں گے ؟۔۔۔ نن۔۔ میں خود پریشان ہوں۔۔۔

ہاں تم فکر نہ کرو میں جلد بندوبست کرتی ہوں۔۔۔

نہیں کوئی اس جیسا بے وقوف مل ہی کہاں رہا ہے۔

وہ محبت نہیں کرتا مجھ سے جو گھر میرے نام کریگا۔۔۔

جتنا اینٹ سکتی ہوں اینٹ رہی ہوں۔ میں۔۔۔۔"!

وہ کان فون سے لگائے مزید کچھ بولتی جب کمرے کا دروازہ بجا۔

وہ رکی اسنے فون کاٹا اور حیرت سے دروازے کو دیکھنے لگی۔۔گھر میں اسکے اور ارسلان کے سوا کوئی نہیں تھا۔

تو پھر یہ دروازہ کون بجا رہا تھا ارسلان تو بے سدھ پڑا تھا۔

دل میں انجانے خوف نے گھیرا کیا۔۔اسنے کچھ سوچتے لب دانتوں میں دبا کر دروازہ کھولا اور دو لمحوں کے لیے ہوش اڑ گئے۔

سامنے اپنی پینٹ کی دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ مسکراتے ہوئے سامنے کھڑی نیہا کو گھور رہا تھا۔

اسکی آنکھیں مکمل کھلی تھیں۔

وہ بلکل سیدھا کھڑا تھا اسے دیکھ کر کہیں سے بھی نہیں لگتا تھا اسنے ڈرنک کی ہوئی ہے۔

نیہا کے ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے ظاہر ہوئے۔۔ارسلان کی مسکراہٹ گہری ہوئی

اسنے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور سفیر کا نمبر ملایا۔۔

دوسری تیسری بیل پر ہی فون اٹھا لیا گیا۔اس نے اسپیکر آن کر کے اپنے اور نیہا کے بیچ میں رکھا۔

"ہیلو"

ارسلان کے اشارے پر اس نے بمشکل بولا

"ہیلو بے بی کال کیوں کاٹ دی اور یہ ارسلان کے نمبر سے فون کیوں کیا ہے تمہا۔۔۔

دو لمحوں کے لیے وہ خاموش ہوا۔۔۔

تت۔۔ تمہارا موبائل کہاں ہے ؟اور ارسلان کے فون کا پاسورڈ تمہیں کیسے پتا چلا؟"

اسکو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا وہیں سامنے کھڑی نیہا کو اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی تھی۔

کمرے میں اے سی اون ہونے کے باوجود اسکی گردن تک پسینے میں بھیگ چکی تھی۔۔

"بے بی کے بابو۔۔ آپکی بے بی گھر سے باہر آپ کا انتظار کر رہی ہیں جلدی سے لے جاؤ۔۔

ورنہ باہر جنگلی کتے رات کو ہی شکار کے لیے نکلتے ہے۔۔"

مسکرا کر بولتے اسنے فون کاٹا اور آئبرو اچکا کر نیہا کو دیکھا۔

اشارہ صاف تھا کہ خود نکلو گی یا دھکے دے کر نکالوں۔

نیہا اس سے بچتی اسکے سائیڈ سے نکلنے لگی۔۔ کوئی بھروسہ نہیں تھا اس سائیکو کا کہ ابھی جان سے مار دے اسکی مسکراہٹ کے پیچھے چھپی وارننگ وہ سمجھ سکتی تھی۔۔

10 "منٹ ہے تمہارے پاس اپنا کباڑا یہاں سے لے کر جاؤ اتنا فالتو ٹائم نہیں ہے کہ گندگی صاف کرتا رہوں۔"

وہ اس کے سامان کو گندگی کہہ رہا تھا نا چاہتے ہوئے بھی نیہا نے غصے سے اسے دیکھا۔ اسنے بھی تو اسکی الٹیاں صاف کی تھیں۔

بلکہ ارسلان نے زبردستی کروائی تھی وہ کسی نوکر کے سامنے اپنی امیج خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ آہ وہ بھی کتنی بے وقوف تھی وہ انسان جسے کسی کی فکر نہیں تھی وہ بھلا نوکروں کی فکر کیوں کرتا۔

"اوہ بے بی ایسے مت سوچو تم نے جو میری گندگی صاف کی وہ تو میں نے تم سے اپنے فلیٹ میں رہنے کی معمولی سی پے لی ہے۔

اور ہاں تم آج تک جو کرتی آئی ہو مجھے سب علم ہے۔۔۔کیسے اسکا علم تو تمہیں اب ہو گیا ہو گا۔۔"

اسکی بات صاف تھی۔نیہا اسے نشے میں سمجھ کر پورے گھر میں ایسے ہی باتیں کرتی گھوما کرتی تھی۔بر در حقیقت وہ نشے میں ہوتا ہی نہیں تھا۔

لیکن پھر؟ پھر وہ الٹیاں؟

اسکا دماغ الجھا۔

"اتنا مت سوچو بے بی۔۔وہ الٹیاں روغنی کھانا کھانے کی وجہ سے تھیں وہ کیا ہے نہ مجھے آئلی کھانا نہیں بنتا۔۔۔ پھر بھی دیکھو میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں کے تمہاری وجہ سے ہر بار وہی کھا کر آتا ہوں۔۔"

نیہا اسے حیرت اور غصے سے دیکھ رہی تھی۔

"پانچ منٹ گزر گئے بے بی اب پانچ منٹ بچے ہیں آپکے پاس؟"

ویسے ہی اپنے لہجے میں مٹھاس گھول کر وہ اسے کڑوا کریلا کھلا رہا تھا۔۔

نہیا غصے سے آگے بڑھی اور الماری کے اوپر سے سوٹ کیس نکال کر نیچے پٹخا اور جلدی جلدی اس میں اپنے کپڑے پھینکنے کے انداز میں ڈالنے لگی۔

اور پھر اپنی ساری چیزیں جلدی جلدی ڈال کر اسنے بیگ بند کیا۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھے ایسے ہی کھڑا تھا اور بار بار ہاتھ میں پہنی رسٹ واچ دیکھ رہا تھا اشارہ تھا کہ پانچ منٹ ہوتے ہی دھکے مار کر باہر نکالے گا۔

"روکو اپنی ایک چیز بھول گئی بے بی تم۔۔"

اسکو دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ بولا اور دوسری الماری کھول کر اسکے دراز سے ایک وائٹ بڑا لفافہ نکالا

۔۔

اسکے ہاتھ میں وہ لفافہ دیکھ کر اب صحیح معنوں میں نیہا کے چھکے چھوٹ گئے۔

دل کیا وہ یہاں سے فورا غائب ہو جائے پر ڈر کے مارے پاؤں نے ہلنے سے بھی انکار کر دیا۔

"یہ رپوٹ والا سین کسی اور پر استعمال کرنا بے بی۔

وہ کیا ہے نہ میں اتنے کمزور اعصاب کا مالک نہیں ہوں۔۔

اور اگر نشے میں بھی ہوتا نہ تب بھی میرا ٹیسٹ اتنا گندا نہیں ہے۔"

اسکی طرف اشارہ کرتا وہ خاصہ جتا کر بولا۔۔تو کیا وہ اسکے ہر عمل پر نظر رکھے ہوئے تھا۔۔

نہیں اسکے نہیں سفیر پر کیونکہ وہ تو ہاسپٹل گئی ہی نہیں تھی۔

ہاسپٹل تو سفیر گیا تھا یہ رپورٹ بنوانے۔

"بے بی آپ پر اب تک جتنے بھی پیسے خرچ کیے ہیں نہ وہ میری کمپنی کے صدقہ خیرات کے پیسے تھے۔پر یہ گھر صدقہ خیرات میں دینے کے لیے ہر گز نہیں ہے۔۔"

نیہا اسے خاموشی سے دیکھنے لگی اب تک اسنے نیہا کا منہ سلامت رکھا تھا یہی بڑی بات تھی۔

"اب یہاں سے پہلی فرست میں نکل ورنہ اپنے پاوں سے نکلنے کے قابل نہیں رہے گی۔دو ٹکے کی لڑکی۔"

لمحے میں اسکی ٹون چینج ہوئی تھی مسکراہٹ چہرے سے غائب تھی اور تاثرات بلا کے سخت تھے کہ نیہا اگلے لمحے ہی پاؤں سر پر رکھ کر باہر بھاگی۔

اسکے اس طرح بھاگنے پر ارسلان ہنسا اور ہاتھ میں پکڑے موبائل سے نمبر ملانے لگا۔۔

"ہاں ہو گیا کام مکمل۔۔وہ دونوں ابھی میرے فلیٹ کی طرف سے نکلیں گے۔۔۔اوکے اللہ حافظ"

چلو سفیر تمہارا قصہ ختم۔۔

اب فاطمہ بی بی کے ہوش ٹھکانے لگانے ہیں۔

فاطمہ کا نام لیتے ایک بار پھر آنکھوں میں نفرت چمکی تھی۔۔

****

ارحم کا دن آج کافی خوشگوار گزرا تھا ہر بار کی طرح ایک اور کامیابی اسکا مقدر بنی تھی۔

اس وقت وہ دبئی مال میں اسکائے ڈائمنڈ جیولری شاپ پر بیٹھا تھا۔ یہ مال بھی برج خلیفہ سے نزدیک ہی تھا۔ دکان کا مالک خود اسکو آنکھوں کو چندھیا جانے والی چمک جیسی ریئل ڈائمنڈ کی رنگ دکھا رہا تھا۔ پر اسکی نظر کسی اور چیز پر تھیں۔

اسنے اس پر سے نظر ہٹا کر ڈائمنڈ رنگ کو دیکھا جیسی چمک اس رنگ میں تھی ویسی ہی چمک اس وقت ارحم کی آنکھوں میں بھی تھی۔

اس نے وہ رنگ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

زینت کو ڈائمنڈ پسند تھے اور جیولری میں بھی انکے باپ زیادہ تر انگھوٹیاں ہی تھیں۔۔

وہ رنگ اس نے زینت کے لیے خریدی اور پھر واپس نظر اسی پر پڑی جسے وہ کافی دیر سے نظروں میں فوکس کیے تھا۔

"وہ بریسلیٹ دکھائیں۔"

اس نے جیولرز کے پیچھے رکھے روئل بلو کلر کے مخمل کے بوکس میں رکھا ڈائمنڈ بریسلیٹ تھا۔ اسکی چمک کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ کر سکتی وہ بریسلیٹ کا بوکس شاید جیولرز نے غلطی سے کھلا رکھ دیا تھا۔

"سوری سر وہ کسی کے آرڈر پر بنا ہے۔"

دکاندار نے بہت رسانیت سے اسے منع کیا لیکن وہ ارحم الیاس پسند کر چکا تھا اور ایک بار جو چیز ارحم الیاس پسند کر لے پھر وہ ارحم الیاس کی ہی ہوتی ہے۔

"پر مجھے یہ بریسلیٹ چاہیے"

اسنے دوٹوک انداز میں بولا اسکی بات پر کاندار دار کچھ لمحے خاموش رہا پھر ٹھہر کر بولا۔

"سر آج وہ لیڈی یہ آرڈر لینے آئینگی میں آپکے لیے ایسا ہی ڈائمنڈ بریسلیٹ ریڈی کروا دونگا سر ون ویک میں"

دکاندار نے جیسے مسئلے کا حل نکالا۔

"مجھے یہی بریسلیٹ چاہیے اور اسکے بعد یہ ڈیزائن دوبارہ آپ نہیں بنائیں گے اس بات کی گیرینٹی بھی مجھے چاہیے
۔

یہ ڈیزائن یونیک رہنا چاہیے۔"

ارحم کی بات پر دکاندار اسے خاموشی سے دیکھے گیا۔

"آئی ول پے یو ڈبل"

)میں اسکے دگنے پیسے دونگا۔(

کچھ سوچنے کے بعد دکاندار کی آنکھیں چمکی اور اس سے زیادہ ارحم کی۔وہ جانتا تھا۔۔وہ لوگوں کو پہچانتا تھا اور اسے یقین تھا ڈبل پے پر وہ اس کی آفر رد نہیں کرے گا۔

"آپکو اس بریسلیٹ کی قیمت پتا ہے ؟"

دوکاندار نے اسے جانچتے ہوئے پوچھا اتنا تو دوکاندار بھی سمجھ چکا تھا کہ وہ کوئی رئیس زادہ ہے۔

"اگر میں نے قیمت لگائی تو یقیناوہ اس پر یسلیٹ کی اصل قیمت سے دس گناہ زیادہ ہو گی۔

کیونکہ میں جس کے لیے یہ لینا چاہتا ہوں اسکے لیے میں سستی چیز لینا پسند نہیں کرونگا اگر میں نے قیمت لگائی تو میری ساری دولت بھی اسکو خریدنے کے لیے کم ہو گی۔

یہ اس بریسلیٹ کی قیمت نہیں ہے۔ لیکن جس کے ہاتھ کی یہ زینت بنے گا اس کے بعد اس سے زیادہ قیمتی کچھ نہیں۔"

وہ ٹرانس کی کیفیت میں بول رہا تھا اسے خود نہیں معلوم تھا کے وہ دکاندار کے سامنے اپنے جذبات کیوں کھول رہا تھا۔

جب کے یہ بے وقوفی تھی۔

پر بولتے ہوئے ایک بار پھر اسکے سامنے فاطمہ کا عکس تھا

لیکن اسے قیمت کی پرواہ کہاں تھی اس نے یہ پہلی نظر میں فاطمہ عارف کے لیے پسند کیا تھا۔ پھر اسکی قیمت کچھ بھی ہوتی اسے پرواہ نہیں تھی۔

دکاندار خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی اور اسنے جو قیمت اور بڑھا کے بتانے کا سوچا تھا وہ ارادہ رد کر دیا۔

"ایک کروڑ بارہ لاکھ"

ارحم جو گم صم بیٹھا تھا ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔

"یعنی دو کروڑ چوبیس لاکھ"

اسنے بہت آرام سے قیمت ڈبل کر کے پوچھا تھا۔اسکے چہرے پر قیمت سن کے کوئی حیرت نہیں تھی جیسے اسکی نظر میں دو کروڑ چوبیس لاکھ دو سو چالیس کے برابر ہوں۔

"نہیں صرف ایک کروڑ بارہ لاکھ"

ارحم ہلکہ سا مسکرایا اثبات میں سر ہلاتے اسنے کریڈٹ کارڈ نکالا اور کاؤنٹر پر رکھا۔

****

مسز اکبر زایان کی روٹین میں واضح بدلاؤ محسوس کر رہی تھیں۔

وہ اتنا خاموش کبھی نہیں تھا۔۔انکے ساتھ تو بلکل نہیں تھا جتنا وہ اندو مہینوں میں ہو گیا تھا۔

وجہ سمجھے سے وہ قاصر تھیں۔کیونکہ ایسا تو کچھ ہوا ہی نہیں تھا بظاہر اس سے پوچھنے پر بھی وہ یہ کہہ کر ٹال گیا تھا کہ آفس کا لوڈ زیادہ ہے اس لیے تھک گیا ہوں۔جبکہ اکبر صاحب نے انہیں بتایا تھا کہ آج کل آفس میں کوئی خاص کام نہیں ہے۔

اب انہیں اس پریشانی کا ایک ہی حل نظر آرہا تھا۔اور وہ تھی سندس۔

وہ یہی سوچ رہیں تھیں کہ شادی ہو جائے گی تو وہ سندس کی طرف متوجہ رہے گا اور فضول سوچوں کو خود پر حاوی نہیں کریگا اور انکو بھی اب اپنے گھر میں رونق چاہیے تھی۔

وہ اپنے ارادے پر جلد تکمیل کا سوچ چکی تھیں اور اکبر صاحب سے بھی بات کر چکی تھیں اب بس زایان کا بھی اچھا موڈ دیکھ کر بات کرنا تھا ورنہ دو دن میں پتا نہیں ایسا کیا ہوا ہے وہ بلکل ہی بدل گیا تفتیش کی بات تھی۔

****

دن پر دن گزرتے جارہے تھے اس کے اور حارث کے درمیان جھجھک کی دیوار اب گرنا شروع ہو چکی تھی۔

اور اسکی وجہ حارث ہی تھا۔

کل انکی مہندی تھی۔ نکاح کے بعد گزرتے یہ چند دن اسے چند منٹ لگے تھے جو پلک جھپکتے گزر گئے۔

کیا ماں باپ کے گھر اتنے ہی عرصے کی مہمان ہوتی ہے بیٹی۔؟

سارا بچپن اسکی آنکھوں میں کسی فلم کی طرح گزرنے لگا میرب کی ڈانٹ کی شکل میں پیار, اسامہ کا اسکی چھوٹی چھوٹی باتیں ماننا اسکے نخرے اٹھانا, عارف صاحب کا میرب کے سامنے اسکی حمایت کرنا پھر انہیں ناراض کر کے چھیڑنا منانا مریم کا بہن کی طرح اسکا خیال رکھنا۔ سفیان کا اسکو دیکھ کر کھلکلانا سب کسی چھوٹی سی فلم کی طرح آنکھوں کے پردوں پر چل رہا تھا۔

آنکھیں بہنا شروع ہوئی اسے علم نہ ہوا۔ نہ یہ درد اور تکلیف کے آنسو تھے نہ یہ خوشی کے آنسو تھے اسے خود نہیں معلوم تھا کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔

بس وہ ایک ہی بات سوچ رہی تھی کہ یہ سب اس کے لیے لازم ہے وہ انکے بغیر نہیں رہ سکتی تو وہ کیسے سب کو چھوڑ کر جائے گی۔ یہ اتنا مشکل کیوں لگ رہا تھا اسے۔۔ شادی تو ہر لڑکی کی ہوتی ہے۔ مریم بھابی کہ بھی تو ہوئی ہے اور وہ خوش بھی تو ہیں۔

پر ہر کسی کا نصیب بھابی جیسا تو نہیں ہو سکتا۔"

اب تک پہلی بار اسکے دل نے نیگیٹو سوچا تھا۔ یہ سوچ ہی اسے کتنی چبھی تھی۔

وہ اپنا سب کچھ اپنے عزیز ترین رشتے چھوڑ کر ان کے گھر جائے گی تو وہ لوگ کیوں کرینگے اس کے ساتھ برا۔۔ انشاءاللہ اسکے نصیب بھی مریم بھابی کی طرح ہونگے۔"

فورا اسے دل کو مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی۔

کیسے عجیب وسوسوں نے اسے خوامخواہ گھیرنا شروع کیا تھا۔

اسنے فورا توبہ کی اور وضو کرنے چلی گئی۔

کل اسکی مہندی تھی۔ میرب نے اسے جلدی سونے کو کہا تھا کیونکہ کل بہت تھکا دینے والا دن تھا اسے آرام کا موقع نہیں ملتا اور وہ جتنی آرام پسند تھی اس سے بھی پورا خاندان واقف تھا۔

****

وہ لیپ ٹاپ کھولے وڈیو کال پر بات کر رہا تھا۔

زینت اور الیاس اسے ایک اور کامیابی کی مبارک بات دے رہے تھے۔

یہ اسکا لک تھا محنت لیکن جب سے اسنے بزنس میں قدم رکھا تھا الیاس صاحب کا بزنس تیزی سے ترقی کے راستے ہموار کر رہا تھا۔

انسے کال ختم کی تو تھوڑی دیر بعد ہی موبائل بج اٹھا۔

اسکرین پر حماد کالنگ لکھا آرہا تھا۔اسنے بینا کسی تاخیر کے فون اٹھالیا وہ جب سے دبئ آیا تھا یہ اسکی دوسری کال تھی وہ خود حیران تھا کہ اسے ہر لمحے کال کرنے والا انسان اتنے دن کہاں غائب تھا۔

"ہیلو"

جب فون سے کوئی آواز نہ ابھری تو اس نے خود ہی ہیلو کہا۔

"ہیلو۔۔کیسے ہو؟"

اسکے اس طرح پوچھنے پر اسنے فون کان سے ہٹا کر دیکھا گویا یقین کرنا چاہ رہا ہو کہ وہ حماد ہی ہے اور وہ بھی اتنا سنجیدہ۔

"میں تو ٹھیک ہوں پر تم ٹھیک نہیں لگ رہے"

ارحم نے تفتیش سے پوچھا اسکا لہجہ اسکی پریشانی بیان کر رہا تھا۔

"ہاں بس۔ آج کل ڈیڈ کے ساتھ آفس جا رہا ہوں تو بس تھک جاتا ہوں"

اسکے انداز میں کچھ تو ایسا تھا کہ ارحم کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔

"آفس؟ خیریت؟"

"ہاں خیریت ہی ہے بس ڈیڈ کا کہنا تھا کہ اب مجھے سیٹیلڈ ہو جانا چاہیے۔۔"

وہ نارمل بات کر رہا تھا پھر بھی نجانے کیوں ارحم کو اسکی آواز میں مایوسی محسوس ہوئی۔

"میں جانتا ہوں بات کچھ اور ہے حماد۔۔ تمہیں میرے ساتھ تمہید باندھنے کی قطعا ضرورت نہیں ہے۔۔ جو بھی ہے صاف صاف بتاؤ"

جواب میں کال پر خاموشی چھائی رہی۔اب کے ارحم مزید الجھ گیا جب اسے ایسا لگا کے حماد رو رہا ہے۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔

کیونکہ اسے چپ کروانا نہیں آتا تھا کیونکہ اسکا ایک ہی دوست تھا حماد جو کبھی رویا ہی نہیں تھا۔

"حماد تم رو رہے ہو؟"

جواب نادار۔

"حماد میں تم سے پوچھ رہا ہوں"

"ڈیڈ نے میری انگیجمینٹ فکس کر دی ہے اپنے دوست کی بیٹی سے۔۔

ارحم میں سارہ سے محبت کرتا ہوں بہت پہلے سے۔۔

اگر وہ دوبارہ میرے سامنے نا آتی تو میں شاید اسے بھول جاتا پر اب یہ ناممکن ہے میرے لیے۔"

ارحم نے زور سے آنکھیں میچ کے ایک بار پھر موبائل اسکرین کو گھورا پر اس بار پریشانی نہیں غصہ تھا۔

وہ تپ گیا تھا مطلب اب تو واقعی حد کی بھی حد ہو گئی تھی۔

"تو زبیدہ اتنا پریشان کیوں ہو"

وہ جو اپنے غم میں ڈوبا تھا چونکا۔

"کون زبیدہ؟ میں زبیدہ نہیں ہوں۔۔۔میں حماد بات کر رہا ہوں ارحم"

اسنے الجھ کر کہا ابھی تک تو وہ خود بھی حماد سے بات کر رہا تھا۔

"ہاں پتا ہے لیکن تمہارا نام حماد نہیں زبیدہ ہی ہونا چاہیے تھا۔۔

لڑکی ہو یار تم جو ابا نے رشتہ طے کر دیا تو رو رہے ہو۔۔

مطلب لعنت ہے تم پر۔۔۔

ابا کو بتایا تھا کہ تم کسی اور سے محبت کرتے ہو؟"

اسنے جھنجھلا کے پوچھا۔

"نہیں تم ڈیڈ کو جانتے ہو وہ کتنے سخت ہیں او۔۔۔"!

"ابے جا۔۔اگر اتنا ہی ڈر لگتا ہے تو ڈرنک کیوں کرتا ہے اسکا پتا چلا تو وہ تو تیری جان ہی لے لینگے۔ جہاں ڈرنا چاہیے وہاں نواب زادے نڈر بن جاتے ہیں اور پسند بتانے میں جان نکل رہی ہے۔۔۔"

ارحم کے دل میں تو آیا کے کاش وہ اس وقت اسکے سامنے ہوتا تو یقیناد و دانت تو ضرور توڑتا۔

"ارحم۔وہ۔۔۔"!

"بکواس بند کر سارا موڈ خراب کر دیا۔۔سو جا اور سونے دے۔۔۔

ابھی منگنی ہی ہو رہی ہے نہ کر لے باقی بعد میں دیکھ لینگے۔"

کہتے ساتھ ہی کھٹاک سے فون بند کر دیا۔۔ جانتا تھا دیکھ لینگے سے مراد ارحم اسکا مسئلہ حل کر دے گا تھا اور وہ بے فکر ہو جاتا اور پھر پوری رات اسکی حرام کر دیتا۔ اسلیے فلحال وہ آرام چاہتا تھا۔

آج اسکا دن بہت مصروف گزرا تھا۔

****

آج مہندی کا دن تھا گھر بھی صبح سے ہی مہمانوں سے بھرا تھا ہر طرف افرا تفری مچی تھی۔

نکاح ہو چکا تھا پر پھر بھی دونوں کی مہندی الگ الگ تھی۔

مہندی اسپیشلسٹ فاطمہ کو مہندی لگا کر جا چکی تھیں۔

سامنے اسکی دوستیں اور کزنیں ڈھولک بجا کر مہندی کے گانے گا رہی تھیں۔

مریم کی مہندی دوپہر میں ہی لگ چکی تھی۔

مہندی کا دن بھی دیکھتے دیکھتے ختم ہو گیا۔

آج کا دن واقعی ٹف تھا بیٹھے بیٹھے فاطمہ کی کمر دکھ چکی تھی اسلیے اسے کمرے میں بھیج دیا تھا آرام کی غرض سے کیونکہ کل بارات تھی اور کل کا دن آج سے زیادہ مشکل ہونا تھا۔

فاطمہ کو کمرے میں لے جا کر مریم واپس مہمانو کی طرف متوجہ ہو گئی۔

کمرے میں آ کر اسنے اپنا موبائل نکالا تو دو تیں مسڈ کال تھیں اور سلام کا میسج تھا۔ میسج پڑھ کر وہ مسکرا دی میسج حارث کا تھا لیکن ساتھ ہی موبائل آف کر دیا۔

جتنی آرام طلب وہ تھی اس حساب سے آج اسنے پتھر توڑے تھے اب اس میں جاگنے یا بیٹھنے کی بلکل ہمت نہیں تھی۔۔

اگر حارث کو برا لگا تو وہ بہانہ بھی سوچ چکی تھی۔

کہ بول دیگی کہ امی نے موبائل لے لیا تھا۔

مہندی سوکھ چکی تھی اسنے گلے سے ڈوپٹا اتار کر سائیڈ میں رکھا اور تکیہ درست کر کے لیٹ گئی۔ میک اپ تو پہلے ہی نہیں کیا تھا۔

****

"یااللہ فاطمہ یہ کیا ہے؟"

میرب جو صبح دس بجے اسے اٹھانے آئی تھیں اس کے سیدھے گال پر چھپے مہندی کے چھاپے کو دیکھ صدمے سے تقریبا چیخی تھیں۔

وہ جو مزے سے خواب و خرغوش کے مزے لے رہی تھی اپنے سر کے اوپر میرب کو چلاتا سن کے خواب سمجھی اور ڈھٹائی سے سوتی رہی۔۔

کیونکہ باقی لڑکیوں کی طرح اسکے خواب میں جہان یا سالار سکندر نہیں بلکہ میرب عارف بخاری ہی آتی تھیں۔

"یااللہ اس کو سدھارتے سدھارتے میں آدھی ہو گئیں ہوں"

غصے سے کہتے انہوں نے فاطمہ کے اوپر سے کمفرٹر کھینچا۔۔

سردیاں اتنی نہیں تھیں پر اسکی عادت تھی وہ گرمیوں میں بھی اپنے اوپر چادر لے کر سوتی تھی

چادر کھینچنے پر فاطمہ ہربڑا کر اٹھی۔

"کیا ہوا امی؟"

بدلے میں انہوں نے غصے سے گھورا اور بازو سے کھینچ کر کھڑا کیا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کر دیا۔

اور جس گال پر مہندی کا چھاپا تھا وہ آئینے کے سامنے کیا۔

"اووووو یہ کیا ہوا"

اب کہ یہ صدمے بھری آواز فاطمہ کی تھی۔

"یہی میں پوچھ رہی ہوں یہ کیا ہے۔رات کو بنا مہندی دھوئے کیوں سوئی تھیں"

اب وہ دونوں ہاتھ باندھے فاطمہ کو گھور رہی تھیں۔

"پالر والی نے کہا تھا کہ رات کو مہندی لگے رہنے دینا رنگ گہرا آئے گا"

پہلے ہی گال پر مہندی چھپنے کا صدمہ تھا اوپر سے میرب کی غصے بھری گھوری۔

"ہاں تو فاطمہ بی بی آپ پالر والی کو بتاتی نا کہ میں ایک پھوڑ لڑکی ہوں۔پھر یقیناوہ تمہیں کبھی مہندی لگا کر سونے کا نہیں بولتی۔"

"اب امی اس میں میری کیا غلطی ہے۔ نیند میں کہاں پتا چلتا ہے۔"

وہ بے بسی سے بولی۔ گال تو اسکا خراب ہوا تھا اور ڈانٹ بھی اسے ہی پڑ رہی تھی۔

"ہاں نیند میں کسی کو ہوش نہیں ہوتا پر تمہاری طرح کوئی سوتا بھی نہیں۔۔۔ اچھی بات ہے یہی گال لیکر بیٹھنا سٹیج پر۔۔

اللہ رحم کرے حارث پہ۔"

غصے سے بولتی وہ کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ فاطمہ نے دروازے کو دیکھا جہاں سے وہ گئیں تھی پھر منہ بنا کے واپس اپنے گال کا جائزہ لینے لگی جہاں مہندی کا ڈیزائن صاف نظر آ رہا تھا البتہ رنگ اتنا گہرا نہیں تھا۔

****

چونکہ بارات بڑے پیمانے پر ہوئی تھی۔ کیونکہ فاطمہ کی دوستیں ہی دو سو سے اوپر تھیں۔

بارات آنے میں دس سے پندرہ منٹ تھے اور فاطمہ اور مریم اب تک ہال نہیں پہنچے تھے۔

کتنی بری بات تھی کے بارات آجائے اور دلہن ہی نہ ہو۔

میرب اضطرابی کیفیت میں ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی۔ادھر سے ادھر چکر کاٹتے کوئی نہ کوئی انکے پاس آکر انہیں مبارک بات دیتا جسے وہ خوش دلی سے قبول کر لیتیں۔

فاطمہ کی آج رخصتی تھی پر آج بھی وہ فاطمہ پر غصہ ہوئی بیٹھی تھیں دل کر رہا تھا کہ ایک تھپڑ لگائیں اسے۔۔مجال تھا جو وہ لڑکی کبھی انکو سکون لینے دیتی۔۔پالر جانے کے آخری وقت میں وہ اپنے لہنگے کا شرٹ رکھ کر بھول گئی تھی اور مہمانوں سے بھرے گھر میں ڈھونڈنا اور مشکل تھا۔

پورا گھنٹہ بھر ڈھونڈنے کے بعد اسے یاد آیا کے وہ واشروم کی کوٹی پر ٹنگا ہے۔۔

یہ سن کے میرب کا دماغ گھوم گیا۔شادی کے جوڑے کے شرٹ کا بھلا باتھروم میں کیا کام اور پھر جو جواب فاطمہ کی طرف سے ملا اسے سن کر وہ چکرا کر رہ گئیں۔

"میں فٹنگ چیک کر رہی تھی ایک بار تفصیل سے۔وہ مجھے کمر کی فٹنگ میں جھول لگا تھا"

انکا دل کیا اسی باتھروم میں اسے مہینے بھر کے لیے بند کر دیں اور شاید وہ عمل بھی کر دیتیں اگر آج اسکی شادی نہ ہوتی اور پالر کے لیے لیٹ نہیں ہو رہے ہوتے تو۔

"تو واپس اسے جگہ پر نہیں رکھ سکتی تھیں۔۔خدا کا خوف کرو فاطمہ کیوں اپنے سسرال والوں سے مجھے گالیاں سنواؤ گی کے کس پھوڑ کو انکے سینے پر مونگ ڈلنے چھوڑ دیا۔"

غصے سے کہتی وہ کمرے سے نکلی۔مریم نے جلدی سے اسکے ہاتھ سے قمیض لے کر لہنگے کے ساتھ رکھی اور اسے لیکر نکل گئیں۔۔

اور اب لیٹ پالر جانے کی وجہ سے وہ لیٹ ہو گئے تھے۔۔وہ مستقل دعا کر رہی تھی کے بارات سے پہلے وہ آجائے ۔۔اسامہ لینے گیا تھا انہیں۔

پانچ منٹ ہی گزرے تھے جب انکی نظر انٹرینس پر پڑی اور پھر ٹھہر گئی۔

سر اور وجود پر چادر لیے وہ اپنی ہیل سنبھالتی آہستہ آہستہ چل رہی تھی ایک طرف سے مریم نے لہنگا پکڑ رکھا تھا اور دوسری طرف سے اسکی دوست نے میرب نے جلدی سے اسکی نظر اتاری کئی آیتیں پڑھ کر اس پر پھونکی وہ بے تحاشا حسین لگ رہی تھی۔بلڈ ریڈ اور سلور گولڈن مکس امتراج کا بھاری لہنگا پہنے وہ سر جھکائے چل رہی تھی۔

برائیڈل روم میں بٹھا کر آرام سے اسکی چادر اتاری اتنے میں برائیڈل روم تقریبا بھر چکا تھا

سب اسکو دیکھنے جمع ہو چکے تھے۔

روم میں اے سی آن تھا اسلیے فلحال گرمی نہیں لگ رہی پر اتنا ہیوی ہو کر اتنے ساروں کو اپنے سر پر کھڑا دیکھ اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر میں ہی تقریبا برائیڈل روم خالی ہو گیا بس پانچ سے چھ دوستیں تھیں جو اسکے ساتھ بیٹھیں اس کا دل بہلا رہی تھیں کیونکہ بار بار اسکی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔

وہ عام دلہنوں سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔ وجہ بیوٹشن کا مہارت سے کیا گیا میک اپ بھی تھا اور اسکے چہرے کی کشش اور معصومیت بھی۔۔ اور اسکے چہرے پر اداسی نے اور چار چاند لگا دیے تھے۔

اسکی دوستیں ایک ایک کر کے اسکے ساتھ تصویریں لے رہی تھیں اور اسکے اکیلے کی بھی الگ الگ پوز سے۔ جب بارات آنے کا شور مچا اور باقی دوستیں جو فاطمہ کے ساتھ تھیں وہ بھی بارات کے شور سے برائیڈل روم سے باہر نکل گئیں

بارات کا ویلکم نکاح کی طرح ہی شاندار ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد فاطمہ کو حارث کے پہلو میں بٹھایا گیا وہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

وہاں ہر کوئی ہی ان دونوں کی تصویریں کھینچ رہا تھا حارث کے چہرے سے خوشی واضح تھی کہ ہونٹوں سے مسکراہٹ ایک لمحے کو بھی جدا ہونے ہو تیار نہیں تھی۔

****

کام میں مگن مریم کو اپنے اوپر نظروں کا گمان ہو رہا تھا۔

اسنے آج نیوی بلیو کلر کی فرشی میکسی پہنی تھی۔

پوری میکسی سادی ریشم کی تھی بس گلے اور آستین پر بلیک ایمبرائڈری تھی ڈوپٹا شانوں پر اچھے سے پھیلایا ہوا تھا کیونکہ مکس گیدر رنگ تھی۔

بال ہمیشہ کی طرح کمر پر کھلے چھوڑے تھے البتہ آگے سے بال کٹوائے تھے جس کی وجہ سے وہ بار بار منہ پر آرہے تھے۔

سوفٹ سے میک اپ میں وہ ڈول لگ رہی تھی۔

ادھر ادھر نظریں گھما کر اس نے اسامہ کو تلاشا پر وہ اسے کہیں نظر نہیں آیا مایوسی سے وہ پیچھے گھومی تو بوکھلا گئی۔

اسکے بلکل پیچھے ہی اسامہ کھڑا تھا اسکے اچانک مڑنے پر وہ ٹکراتے ٹکراتے رہ گئی۔

اسامہ اسے ہی مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ ہمیشہ اسکی نظروں میں مریم اپنے لیے محبت کے ساتھ احترام بھی دیکھتی تھی جو اسے اور معتبر کر دیتا تھا۔۔

"کیا اسامہ میں گر جاتی آپکی وجہ سے۔"

خفت سے کہتی وہ نظریں جھکا گئی۔

"میں کس لیے ہوں؟ سنبھال لیتا اپنی ڈول کو"

محبت سے کہتے اسنے مریم کو نظروں کے حصار میں لیا۔

"شرم نہیں آتی؟ لوگ کیا کہتے"

وہ بھی اب اسامہ کو دیکھتے پوچھنے لگی۔

آج اسامہ نے بھی مریم کی میچنگ کا نیوی بلیو کرتا پہنا تھا جس کے گلے پر باریک بلیک کڑائی تھی۔

"کچھ تو لوگ کہیں گے۔ لوگوں کا کام ہے کہنا"

ایک آنکھ دبا کر کہتا وہ ہنس دیا اور مریم بھی اسکے ساتھ ہنس دی

"لیکن میں صرف اتنا کہونگا اسامہ کبھی اپنی مریم کو گرنے نہیں دے گا۔ کبھی نہیں"

مریم نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا وہ اسکی کتنی باتوں کا جواب دیتی؟ اسکی تو ہر بات ہی لاجواب کر دینے والی تھی وہ اسامہ سے اتنی محبت شاید نہیں کرتی تھی جتنی اسامہ اس سے کرتا تھا۔

"اچھا سنو ایک ضروری بات بتانی تھی"

مریم اسامہ کو دیکھ کر میرب کی طرف قدم بڑھانے لگی تو اسنے فورا سے مریم کو روکا اس بار لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"جی"

مریم اب واپس اسی کی طرف متوجہ تھی۔

"بے فکر ہو کر گھومنا نظر نہیں لگے گی تمہیں اور نہ ہی گرو گی۔

صدقہ دے دیا ہے میں نے تمہارا۔"

واپس سے پرانے لہجے میں بولتے وہ ایک محبت بھری نظر مریم پر ڈال کر اسکے برابر سے گزر گیا۔

مریم نے اسکی پشت کو دیکھا اور اسٹیج کی جانب بڑھ گئی۔

اسکی تیاری کامیاب ہوئی تھی اسامہ نے اسکی تعریف کی تھی بس اور اسے کسی کی تعریف اور کسی کی نظر کی ضرورت نہیں تھی۔اسکا حسین چہرا اسامہ کی تعریف سے مزید دمک اٹھا تھا۔

****

وہ مسلسل ایک کونے پر کھڑا فاطمہ کے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا۔ناجانے کیوں اسے فاطمہ سے ازلی نفرت تھی۔

فاطمہ اسے بچپن سے ہی پسند نہیں تھی اسکی وجہ اسے خود بھی نہیں پتا تھی۔

وہ بچپن میں بھی چھپ چھپ کر فاطمہ کو مار کے بھاگ جاتا تھا یا پھر اسکے کھلونے توڑ دیتا تھا اور اسکی چاکلیٹ کھا لیتا تھا۔ہر وہ کام کرتا تھا جس سے فاطمہ روئے۔اسکا ہنستا چہرا نجانے کیوں اسے برا لگتا تھا جیسے اب لگ رہا تھا۔

لیکن اسے صرف چڑھ تھی نفرت کا احساس تو اسے اب ہوا تھا۔

فاطمہ عارف سے وہ چڑھتا تھا اسنے اسے ریجیکٹ کیا تھا وہ ریجیکٹ کرتا تو اور بات تھی پر فاطمہ نے کیسے کیا یہ اسکی انا پر چوٹ تھی۔

وہ فاطمہ سے شادی کے بعد وہ فاطمہ کو خوش رکھنے کا بلکل ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

اور اب بھی وہ فاطمہ خوش دیکھنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ فاطمہ کی بد تمیزی نے اس کے غصے اور نفرت کو ھواء دی تھی۔۔

****

وہ اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا کھڑکی سے نظر آتے چاند کو دیکھ رہا تھا۔

بظاہر وہ چاند کو دیکھ رہا تھا پر چاند میں وہ کسی اور کو دیکھ رہا تھا۔

آج عارف انکل کی بیٹی کی بارات تھی۔ اکبر صاحب اور مسز اکبر نے اسے بہت بولا تھا چلنے کو تاکہ ز ہن ریلیکس ہو پر اس نے منع کر دیا تھا۔ کیا بتاتا وہ جہاں وہ دوا کی غرض سے لیکر جا رہے تھے وہی سے تو زخم ملا ہے۔

ماں باپ کے ساتھ دل نے بھی بہت سفارش کی تھی کہ چلے جاؤ نصیب میں تو اب وہ نہیں پر کم از کم دیکھ تو لو گے اس کے بعد تو شاید کبھی دیکھنا نصیب ہو۔ پر اسنے اپنے دل کو ایک بھاری پتھر تلے کچل دیا۔

وہ کسی کی بیوی پر غلط نگاہ نہیں ڈال سکتا تھا۔ وہ کسی کی بیوی تھی اور وہ اسکو چاہ کر بھی کسی اور نظر سے نہیں دیکھ پاتا۔ وہ خوش تھی دعا تھی کہ وہ اپنے ہمسفر کے ساتھ ہمیشہ رہے۔ لازم نہیں ہوتا کہ آپ خوش نہ ہو تو دوسرا بھی نہ رہے۔ وہ خوش تھی اور زایان اسکی خوشی سے مطمئن۔ بس تکلیف تھی دل میں تھوڑی جو وقت کے ساتھ ختم ہو جاتی یا شاید زندگی بھر رہتی اسے نہیں معلوم تھا پر اب اس خیال کو سوچنا بے وقوفی تھی۔۔ پر خیالات پر بھی کب کسی کا زور چلتا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ خیالات بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور یقیناً زایان شاہ کے بھی ہو جاتے۔

****

کھانے کے بعد رخصتی کا شور مچا۔ حارث کھڑا ہوا اور پھر اسنے فاطمہ کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلائی جسے جھکے سر سے اسنے تھام لی۔ پھر آرام سے حارث کے ہمراہ وہ اسٹیج سے اترنے لگی۔۔ مریم نے اسکا لہنگا پکڑا اسٹیج سے نیچے اتر کر وہ ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ مہمان اور فاطمہ کی دوستیں بھی انہیں کے ساتھ چلنے لگے۔ اور پھر دکھی وقت شروع ہوا۔

میرب آگے بڑھ کر فاطمہ کے گلے لگیں اور پھر دونوں کے ہی ضبط ٹوٹ گئے۔ فاطمہ جو کب سے برداشت کیے بیٹھی تھی ہچکیوں سے رو دی۔

اسکے رونے کی آواز پر حارث بھی اداس ہوا ایک ہفتے ہی سہی پر اسے فاطمہ کی فکر ہونے لگی تھی شاید اس خوبصورت رشتے میں بندھنے کے بعد یہ فکر فطری ہوتی ہے۔

میرب کے بعد وہ عارف صاحب سے بھی ملی اور ہر وقت شرارتی اور اسکی طرفداری کرنے والے اسکے ابو بے آواز رو دیے وہ رونق تھی انکے گھر کی۔اس وقت تقریباسب کی آنکھیں ہی نم تھیں۔

میرب بھی ابھی تک خاموشی سے رو رہی تھیں تہمینہ نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"فکر مت کریں بھابی فاطمہ ایک ماں سے دوسری ماں کے آنچل میں آرہی ہے اسے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔"

)ماں بننے کا دعوا آسان ہوتا پر اس دعوے پر پورا اترنا ظرف والوں کی بات ہوتی ہے جو شاید تہمینہ نہیں تھی۔(

انکی بات پر وہ روتے ہوئے مسکرادیں اور اثبات میں سر ہلادیا۔

عارف صاحب کے بعد مریم اس سے ملی فاطمہ کے ساتھ ساتھ مریم بھی ہچکیوں سے رو دی۔

وہاں کھڑے کچھ لوگ حیرت سے مریم اور فاطمہ کو ایسے ایک دوسرے سے لپٹ کر روتے دیکھ رہے تھے۔ کچھ لوگوں کو یہ اچھا لگا تھا اور کچھ کو یہ ڈرامہ کیونکہ سب کے گھروں میں بھابیوں اور نندوں کی نہیں بنتی۔

مریم کے بعد وہ اسامہ سے ملی اسکا سر اسامہ کے سینے پر ٹکا تھا وہ پیار سے اسکا سر تھپک کر اسے دعائیں دے رہا تھا آنکھیں اسکی بھی نم تھیں مگر وہ رویا نہیں تھا۔ اسامہ کے بعد اسکی کچھ دوستیں اور رشتہ دار ملے لیکن اسکی پھپھو نہیں ملی وہی گھٹنوں کی تکلیف بتا کر ایک جگہ بیٹھ کر اپنی ناراضگی کا بھرپور اظہار کیا پر کسی کے لیے وقت رکتا نہیں ہے اور نہ ہی انکی ناراضگی کی وجہ سے فاطمہ کی رخصتی رکنی تھی نہ رکی۔۔

اسامہ اور حارث کا ہاتھ تھام کر وہ گاڑی تک آئی اور بیک سیٹ پر بیٹھی۔ بیٹھنے سے پہلے وہ ایک بار پھر اسامہ کے گلے لگ کر روئی۔ اسکے بیٹھنے کے بعد حارث بھی اسامہ اور عارف صاحب سے ملا۔۔ اسنے میرب کے سامنے اپنا سر جھکایا۔ اسکے سر جھکانے پر میرب نے اسے دعا دے کر اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔

وہ گاڑی میں فاطمہ کے برابر بیٹھ گیا اور فاطمہ کی دوسری طرف سندس۔ گاڑی حارث کی خالہ کا بیٹا ڈرائیو کر رہا تھا اسلیے فرنٹ سیٹ پر تہمینہ بیٹھ گئی۔ سب کی نظریں اس سجی ہوئی گاڑی کی طرف تھیں جو اب وہاں سے جا رہی تھی جس کے اندر فاطمہ بیٹھی اپنے شوہر کے ہمراہ اسکے گھر جا رہی تھی۔۔

****

"نہ نہ بھائی ایسے بلکل بھی نہیں ابھی صرف دس ہزار دیے ہیں۔۔ ہم ٹوٹل پانچ ہیں تو اس حساب سے پچاس ہزار بنتے ہیں"

سندس سب سے آگے کھڑی تھی

دو لڑکیاں اسکے ساتھ تھیں اور دو کمرے کے اندر دروازہ بند کیے کھڑی تھیں۔ یہ بحث پچھلے دس منٹ سے چل رہی تھی۔

نہ حارث دینے کو تیار تھا نہ وہ لوگ ماننے کو۔

"اچھا ٹھیک ہے پہلے جاؤ پورے گھر کی صفائی کر کے آؤ پھر لے لینا"

"ہاااا کیا مطلب آپکا۔"

سندس کے ساتھ کھڑی لڑکی منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

"مطلب صاف ہے بھئی کس خوشی میں پیسے دوں تم لوگوں کو۔ کوئی کام کاج کرو شادی کا گھر ہے ہزار کام ہیں پھر مانگنا پیسے"

مزے سے بولتے اسنے کندھے اچکائے۔

"ہم ماسیاں ہیں؟"

اس بار سندس بھی میدان میں اتری۔

"شک تھا پر اب تم نے بتا دیا تو یقین بھی ہو گیا۔۔اب جلدی ہٹو میں تھک گیا ہوں۔ جا کے کام کرو پھر لینا"

سندس اور اسکے ساتھ کھڑی دونوں لڑکیوں نے اسے گھورا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"مشال اور کرن بھابی کو بولو فریش ہو کر سو جائیں بھائی کا انتظار نہ کریں اور تم دونوں بھی آج بھابی کے ساتھ اندر سو جاؤ اور دروازہ نہیں کھولنا۔۔

چلو آج بہت تھکن ہو گئی ہے اب سونا چاہیے"

سندس کے بولنے پر حارث آئبرو چڑھائے اسے دیکھنے لگا لیکن وہ تینوں اسے نظر انداز کیے وہاں سے جانے لگیں جب وہ فورا سامنے آیا۔

"یہ کیا بات ہے میں کہاں سوؤنگا پھر؟"

"وہ رہا صوفا اور وہ دیکھیں دوسرے صوفے پر کوشن بھی رکھا ہے۔۔جا کر سو جائیں"

ہاتھ جھاڑتی وہ پھر سے جانے لگیں۔

"لیکن مجھے کمرے میں سونا ہے"

"اسکے لیے پہلے پیسے دینے پڑینگے پھر سو جایئے گا کمرے میں"

"پر تم لوگوں کی ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے یار۔۔لڑکیاں ہو کیا کرو گی دس دس ہزار کا"

مسکین سی شکل باتے وہ کسٹمر کی طرح کم کرا رہا تھا اور وہ لوگ ضدی دکانداروں کی طرح ایک ہی قیمت پر اٹکی تھیں

"یہ لو اب ٹھیک ہے"

تہمینہ جو کب سے یہ نوک جھوک دیکھ کر ہنس رہی تھیں پیچھے سے آکر حارث کی جیب سے پرس نکال کر سندس کے ہاتھ میں رکھا پرس ہاتھ میں آتے ہی ان لوگوں نے مشال اور کرن کو کمرے سے باہر آنے کا بولا اور سندس کے کمرے میں بھاگ گئیں۔

"یہ کیا کیا ماما؟"

وہ صدمے سے تہمینہ کو دیکھنے لگا۔

"فاطمہ کمرے میں انتظار کر رہی ہے"

اسکا کندھا تھپک کر وہ بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔۔

حارث نفی میں سر ہلاتا مسکراتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

****

وہ کمرے آیااور آرام سے کمرے کادروازہ بند کیا۔

اے سی کی ٹھنڈک میں گلاب اور موتیا کی خوشبو ماحول کو خواب ناک بنارہی تھی۔

سامنے ہی بیڈ پر اپنا لہنگا پھیلائے وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔

حارث نے شیر وانی اتار کر ایک طرف رکھی اور قدم قدم چلتا فاطمہ کے سامنے بیٹھا اسکو اپنے پاس بیٹھتے دیکھ فاطمہ سمٹ گئی۔

"اگر میں کہوں کے آج تم مجھے دنیا کی سب سے حسین لڑکی لگ رہی ہو تو میری بات پر اعتبار کرو گی"

حارث کی بات پر فاطمہ جھکے سر سے مسکرادی۔

"آپکی ہر بات پر اعتبار ہے۔"

اسکے اتنے پیارے انداز پر وہ جی بھر کے مسکرادیا۔

"تو پھر کر لو اعتبار کہ تم آج دنیا کی سب سے حسین لڑکی لگ رہی ہو"

بولتے ہوئے وہ جھکا اور سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ایک مخمل کا لمبا ڈبہ نکالا۔

حارث نے فاطمہ کا ہاتھ پکڑ کر سیدھا کیا اور اسکی ہتھیلی پر وہ مخملی ڈبہ رکھا۔

"مسز حارث کو مسٹر حارث کی طرف سے پہلا تحفہ۔"

فاطمہ نے وہ مخملی ڈبہ کھولا تو اس میں ایک نازک سی گولڈ کی نیک چین تھی

"بہت پیاری ہے"

فاطمہ کو وہ واقعی پسند آئی تھی۔

"ابھی تو پیاری نہیں ہے جب پہنو گی تو ضرور ہو جائے گی۔

اجازت ہو تو میں پہناؤں؟"

سینے پر ہاتھ رکھے زرا سا جھک کر کہا۔

فاطمہ نے چین کا ڈبہ حارث کی طرف بڑھا دیا گویا اجازت تھی پہنانے کی۔

****

"میں ڈرنک نہیں کرتا"

ارسلان جو سیگریٹ پی رہا تھا ذیشان کے ڈرنک آگے بڑھانے پر سرسری سا کہا۔

"تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں کہ تم ڈرنک نہیں کرتے"

ذیشان نے کندھے اچکا کر اسکے سامنے کیا ڈرنک اپنے منہ سے لگا لیا۔

"پہلے کرتا تھا اب نہیں کرتا"

"کیوں؟"

"دل بھر گیا اسلیے۔"

سیگریٹ نیچے پھینک پاؤں تلے مسل کے اسنے دوسری سیگریٹ منہ سے لگائی اور لائٹر سے جلا کر لائٹر کاؤنٹر پر رکھ کر گھمانے لگا۔

"آہاں چلو پھر آج ایک ایسا نشا کراتا ہوں جس سے تمہارا دل کبھی نہیں بھرے گا۔"

خباثت سے کہتے اسنے ڈرنک ایک ہی ساتھ پی کر گلاس کاونٹر پر رکھا۔

"جس نشے کی تم بات کر رہے ہو وہ نشہ مجھے ایٹریکٹ نہیں کرتا "

سر جھٹک کر وہ اپنا رخ سیدھا کر گیا اب سامنے لڑکیاں اور لڑکے ایک ساتھ ناچتے نظر آرہے تھے۔

اس کلب کا اندر کا نظارہ دیکھ کر کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ یہ پاکستان ہے ایک اسلامی ملک۔

" حیرت ہے یار۔۔وہ نشہ تو اچھے اچھوں کو اپنی عادت ڈال دیتا ہے"

حیرت کرتے اسنے ارسلان کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"اچھے اچھوں کو ایٹریکٹ کرتا ہو گا پر میں اچھا نہیں ہوں بہت برا ہوں۔۔بہت زیادہ"

جتا کر کہتے اسنے ذیشان کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹایا۔

"نیہا اور سفیر کا کیا ہوا۔؟"

ایک اور سیگریٹ جلاتے اسنے ایک سرسری نظر ذیشان پر ڈالی اور واپس اپنی نظریں ناچتے لڑکے لڑکیوں پر مرکوز کر لیں

"کیا ہو گا انکا جیل میں ہیں۔

تین چار تھپڑ پر ہی سالوں نے طوطے کی طرح سب اگل دیا۔

دونوں ہی بہت پہنچی ہوئی چیز تھے۔سفیر کے پاس تو بہت سی لڑکیوں کی نازیبا تصوریں نکلی ہیں۔۔سالا لڑکیوں کو گرلفرینڈ بنا کے پھر انکی تصویریں نکال کر بلیک میل کر کے پیسے اینٹتا تھا اور وہ نہیا وہ تو اس سے بھی آگے لڑکوں

کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کو بھی لوٹتی تھی۔پتا ہے لڑکیوں سے دوستی کر کے انکی تصویریں سفیر کو دیتی تھی اور پھر وہی بلیک میلنگ اور لڑکوں کو بھی ایسے ہی لوٹتی تھی نکلی رپوڑٹس بنوا کر انکو بلیک میل کر کے بڑی ڈیمانڈ کرتی تھی۔"

ذیشان اسکو تفصیل بتانے لگا۔

ذیشان پولیس میں تھا۔

ذیشان اور ارسلان کی دوستی اسکول لائف سے تھی وجہ یہ تھی کہ دونوں ہی بہت کمینے تھے۔

لیکن پھر ارسلان باہر چلا گیا تھا اور ذیشان یہیں تھا لیکن ایک سال پہلے وہ پولیس اسٹیشن میں ہی واپس ملے تھے اور ایک بار پھر اچھے دوست بن گئے تھے۔

"یہ سب مجھے معلوم ہے۔۔

اور ان لڑکیوں کے ساتھ جو کچھ ہوا مجھے اسکا دکھ نہیں ہے۔جو خود اپنے آپ کو تھال میں رکھ کر پیش کریں تو پھر کھانے والے سے کیسی شکایت۔لیکن جو بیچاری زبردستی زد میں آئی ہیں مجھے انکا بہت افسوس ہے۔

حیرت ہے عورت ہی عورت کو بیچ رہی ہے۔۔

خیر میں چاہتا ہوں انکے خلاف مضبوط کیس تیار کرو کے کم سے کم 87 سال سے پہلے رہائی نہ ملے۔"

ناگواری سے کہتے اسنے اپنی تیسری سیگریٹ جوتے تلے مسلی۔

"ڈونٹ وری ڈیئر بہت مضبوط رپوٹ تیار کی ہے"

"ہمم اسکے لیے میں کل پولیس اسٹیشن آؤنگا کچھ بات کرنے۔

تم بتاؤ خود ڈرائیو کرلوگے یا میں ڈراپ کردوں"

اسکے نشے کو مد نظر رکھتے آفر کی۔

"نہیں یار تو جا مجھے تو اور بھی مزے مزے کے نشے کرنے ہیں ابھی۔"

خباثت سے بولتا وہ ایک آنکھ دبا کر ہنسا۔ارسلان ایک ناگوار نظر اس پر ڈال کر کلب سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

****

" ہے راحم"

ارحم جو شفیق کے ساتھ وقت گزاری کے لیے کلب آیا تھا اپنے پیچھے نسوانی آواز سن کے چونک کے مڑا۔ شفیق بھی مڑ کر پکارنے والے کو دیکھنے لگا۔

گویا نام ارحم نہیں لیا تھا پر پکارا اسی کے لیے تھی

پیچھے مڑ کر دیکھا تو نا سمجھی سے آنکھوں میں اجنبیت سموئے اسے دیکھنے لگا۔

"ہے راحم کیا تم مجھے بھول گئے"

ارحم کے قریب آکر دو قدم کا فاصلہ رکھے وہ خاصا اپنائیت سے اپنی مخصوص انداز میں انگریزی میں پوچھنے لگی جیسے ارحم بچپن سے اسکے سامنے پلا بڑا ہو۔

ارحم نے ایک نظر اس بڈھی گھوڑی لال لگام کو دیکھا جو ادھیڑ عمر کی تھی۔

گولڈن بالوں کا عجیب سا پھٹا پھٹا جوڑا بنائے۔ بلیک سلیولیس ٹاپ پر گولڈن منی اسکرٹ پہنے۔ آنکھوں پر گولڈن آئیشیڈ۔ گورے گال گلابی کیے اور ہونٹوں کو لال سرخی سے رنگے وہ تھوڑی نہیں اچھی خاصی عجیب لگ رہی تھی۔

شفیق نے پہلے حیرت سے اس ادھیڑ عمر رنگین عورت کو دیکھا پھر ارحم کو اور ارحم کو پہلی بار کسی کے سامنے شرمندگی ہوئی تھی۔

" سوری میں آپکو نہیں پہچانتا۔"

لہجے میں بے زارگی سموئے اسنے بھی انگریزی میں جواب دیا۔ وہ سمجھا تھا کہ اسکے روکھے انداز پر شاید وہ یہاں سے چلے جائے گی پر شاید وہ ڈھیٹ تھی۔

"اچھا لیکن پانچ سال پہلے تم اتنے بھی چھوٹے نہیں تھے کہ یاد نا ہوں میں تمہیں پر خیر۔۔

الیاس مبین کیسے ہیں؟ میں انہیں بہت یاد کرتی ہوں۔۔

کافی اچھا ٹائم گزرا ہے میرا انکے ساتھ۔"

ارحم جو جی بھر کر بے زار ہو رہا تھا الیاس مبین سن کر سیدھا ہوا۔اب کے شرمندگی اور بڑھ گئی تھی۔اسنے ایک نظر اپنے ساتھ کھڑے شفیق کو دیکھا تو وہ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا فورا نظریں چرا گیا۔

وہ ارحم کی شرمندگی بخوبی سمجھ رہا تھا اسلیے فون کال کا بول کر وہاں سے دور ہو گیا۔

"الیاس مبین کو کیسے جانتی ہیں آپ"

تشویش سے پوچھتے وہ سوچ چکا تھا اب آگے اسے کیا کرنا ہے۔

"اوہ ڈیئر الیاس مبین کو کون نہیں جانتا انکو تو سب ہی جانتے ہیں وہ ہیں ہی اتنے مشہور اور ہینڈسم۔لیکن وہ سب کو نہیں جانتے ہونگے پر مجھے ضرور جانتے ہونگے۔"

ارحم پوری آنکھیں کھولے اس نمونی کو دیکھنے لگا جو اسی کے سامنے اسکے باپ کے لیے رائے قائم کر رہی تھی۔یقینا اگر اس وقت اسکی نرم طبیعت ماں یہاں ہوتی تو اس عورت کے پھٹے ہوئے بالوں کی طرح اسکا سر بھی پھاڑ دیتیں۔

"وہ آپکو کیسے جانتے ہیں؟"

اب کے اسنے سوال چینج کر کے پوچھا۔

"حسین یادوں کو کون بھولتا ہے بھلا۔کافی حسین وقت گزرا ہے ہمارا ایک ساتھ۔"

اب کے آنکھوں کے ساتھ ساتھ ارحم کا منہ بھی کھل گیا۔

"کیا آپ سیدھی اور صاف صاف بات کر سکتی ہیں"

اب کی بار اسنے سختی سے پوچھا اس عورت کا اپنے باپ کا نام لے لے کر بات کرنا ارحم کو بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"پانچ سال پہلے جب وہ ایک بزنس میٹنگ کے لیے دبئی آئے تھے۔۔جب تم بھی انکے ساتھ آئے تھے۔۔لیکن شاید جلدی چلے گئے تھے۔۔جب میں شیخ بصیر کی سیکیٹری تھی اور میں نے الیاس مبین کو پورا دبئی گھمایا تھا۔

اور وہ میری زندگی کے حسین لمحات میں سے ایک تھے۔"

افففف اتنی سی بات کو اسنے کتنا ڈبل میننگ کر کے بتایا تھا۔

"آپکا نام ؟"

وہ جو اسکے جواب کے انتظار میں منتظر نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکے نام پوچھنے پر ایک ادا سے مسکرائی۔

اسکی اداؤں کو دیکھ کر ارحم نے کوفت سے نظریں پھیریں

"لیلہ "

ارحم نے ایک آخری نظر اس میک اپ سے لبریز اپنی عمر چھپانے کی ناکام کوشش کرتی عورت پر ڈالی اور نفی میں سر ہلاتا وہاں سے نکل گیا۔

لیکن جو فیصلہ اسنے کیا تھا وہ اس پر عمل کرنے کا سو فیصد ارادہ کر چکا تھا۔

اور ارادہ یہ تھا کہ اس عورت نے جیسے ڈبل میننگ کر کے ارحم کو بتایا تھا وہ بھی بلکل ویسے ہی زینت کو بتائے گا آخر فتنہ جو تھا۔۔

****

"اسلام و علیکم مام "

ارحم نے گھر آتے ہی زینت کو وڈیو کال کی۔۔

جو دوسری سے تیسری بیل پر ہی ریسیو کر لی چونکہ رات زیادہ ہو گئی تھی اسلیے زینت اور الیاس کھانے سے فارغ ہو چکے تھے اور اس وقت چائے پیتے کمرے میں بیٹھے تھے جب ارحم کی کال آئی۔

"وعلیکم اسلام۔ کیسے ہو؟ کافی خوش خوش لگ رہے ہو؟"

مسکرا کر جواب دیتیں وہ اسکے تاثرات بغور دیکھتے بولیں۔

"بس بات ہی کچھ خوشی کی ہے۔ ویسے الیاس صاحب کہاں ہیں۔۔انہیں کسی کا میٹھا سا پیغام دینا ہے"

اپنے لہجے میں میٹھاس گھولتا وہ خالصا پھپھوؤں والے انداز میں بولا۔ زینت کے برابر میں بیٹھے چائے پیتے الیاس صاحب کو ٹھسکا لگتے لگتے بچا۔

اسکے انداز سے انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ فسادی بوا کوئی نہ کوئی فسادی تدابیر بنا رہی ہے۔

"میں ابھی کچھ مصروف ہوں تم جو بھی پیغام ہے میرے واٹس ایپ پر بھیج دو۔"

بروقت اپنی عقل کا استعمال کیا لیکن مقابل بھی انہیں کا بیٹا تھا کہاں ہارنے والا تھا۔

"نہیں ڈیڈ میں مام کو بتا دیتا ہوں جب آپ فری ہو جائیں گے تو وہ آپکو آگاہ کر دینگی۔۔"

وہ جو واپس پر سکون ہو کر بیڈ سے ٹیک لگا چکے تھے فورا سیدھے ہوئے۔ لیکن انکے کچھ بھی بولنے سے پہلے وہ شروع ہو چکا تھا۔

"مام ڈیڈ کو بتا دیجیئے گا لیلہ آنٹی آج مجھے کلب میں ملی تھیں اور وہ ڈیڈ کو بہتتتت مس کرتی ہیں۔"

زینت جو لیلہ کا نام سن کر فورا سنجیدہ ہوئی تھیں اپنا رخ الیاس صاحب کی جانب موڑا اور الجھ کر انہیں دیکھنے لگی۔

وہ جو ارحم کی دوری پر الیاس صاحب کے دل میں بے انتہائی محبت امڈ رہی تھی اس پر ٹھنڈا ٹھنڈا پانی گر گیا۔ وہ فورا سیدھے ہوئے اور زینت کے ہاتھ سے موبائل لیا۔۔

"کون لیلہ ؟ "

انہیں واقعی یاد نہیں تھا کہ کون لیلہ۔

"ارے وہی شیخ بصیر کی سیکیٹری۔۔ جن کے ساتھ آپنے پورا دبئ گھوما تھا۔۔

اور ہاں وہ کہہ رہی تھیں کے آپ کے ساتھ گزارے وہ حسین لمحات وہ کبھی نہیں بھولینگی۔

اور ہاں وہ یہ بھی کہہ رہی تھیں کہ وہ بھولنے والی چیز نہیں ہیں اور آپ بھی انہیں نہیں بھولے ہونگے۔۔۔

الیاس صاحب دانت پیس کر رہ گئے۔ پر زینت کے سامنے کچھ بول نہ سکیں کیونکہ انہیں یاد آگیا تھا جب وہ شیخ بصیر کے ساتھ دبئ گھومے تھے تو ساتھ انکی سیکیٹری لیلہ بھی تھی۔

پر ایسا کچھ نہیں تھا جیسا وہ بتا رہا تھا وہ تو شیخ بصیر کے ساتھ تھا اور لیلہ سے انکی صرف سرسری سی بات ہوئی تھی۔

"اور ہاں ڈیڈ ویسے جو بات ہے ابھی تک جوان اور حسین ہیں وہ۔ خود کو مینٹین رکھا ہوا ہے۔۔۔۔

اچھا چلے مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔۔آئی تھنک مام روم میں نہیں ہیں۔میں انکو کال کر لونگا پھر آپ بھی آرام کریں اللہ حافظ "

اپنا کام پورا کرنے کے بعد بہت پیارے انداز میں اس نے کال کاٹ دی۔

اور پھر سکون کی سانس لیتا لیٹ گیا۔کمینی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے سوچ رہا تھا کہ اب پتا نہیں کیسے منا رہے ہونگے وہ زینت کو اتنا تو وہ جانتا تھا کہ ہمیشہ نہ سہی پر اس بار الیاس صاحب زینت کو آسانی سے نہیں منا پائیں گے۔۔

کال کاٹ کر انہوں نے ایک لمبی سانس لی خود کو کمپوز کرتے انہوں نے زینت کو دیکھا وہ سخت تاثرات لیے انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔

انکے کچھ بھی بولنے سے پہلے وہ بیڈ سے اٹھیں اور کمرے سے نکلتی چلی گئیں۔

الیاس صاحب نے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گرا لیا آخر انکے کس گناہ کے بدلے انکا بیٹا اتنا فسادی اور فتنہ نکلا تھا کہ ماں اور باپ کے بیچ میں ہی آگ لگاتا رہتا تھا۔۔

اب وہ کیسے منائینگے زینت کو۔۔

اچھا خاصا موڈ تھا دونوں کا بیٹھے بیٹھے رات کا سکون حرام ہو گیا۔۔اور سکون حرام کرنے والا کوئی اور نہیں انکا اپنا بیٹا تھا۔۔

"تمہیں تمہاری جیسی ہی اولاد ملے گی ارحم الیاس بلکہ تم سے بھی چار گناہ آگے ہو گی۔"

موبائل بیڈ پر اچھال کر وہ بھی کمرے سے نکل گئے اب منانا بھی تو تھا زینت کو۔۔۔

****

کہتے ہیں عادتیں اتنی جلدی نہیں بدلتی اور ایسا ہی کچھ پہلے دن ہی فاطمہ کے ساتھ ہوا۔

حارث فریش ہو کر تیار بھی ہو گیا تھا وہ بار بار فاطمہ کو دیکھ رہا تھا۔

اسے حیرت ہو رہی تھی کہ نئی جگہ تھی فاطمہ کہ لیے اور وہ کتنے آرام سے سو رہی تھی۔

ویسے نئی نویلی دلہن دلہے کے اٹھنے سے پہلے اٹھ کہ تیار بھی ہو جاتی ہے یا ہلکی سے آہٹ پر بھی اٹھ جاتی ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی دوسرا تھا حارث تیار بھی ہو چکا تھا اور وہ اب تک سو رہی تھی۔

حارث نے جان کر باتھروم جاتے وقت تھوڑا زور سے دروازہ بند کیا تھا تاکہ وہ اٹھ جائے اور وہ یہی سمجھا تھا جب تک وہ واپس باہر آئے گا فاطمہ اٹھ چکی ہو گی لیکن جب وہ باہر نکلا اسے حیرت ہوئی اسنے نکلتے وقت بھی دروازہ زور سے بند کیا لیکن کچھ خاص اثر نہیں ہوا اسنے جان بوجھ کر برش اور پرفیوم آواز سے ٹیبل پر رکھا پر اس پر بھی وہ نہیں اٹھی۔ حارث کو شدید حیرت ہوئی کیا اسکی بیوی نیند کی اتنی شیدائی تھی؟ وہ فاطمہ کو دیکھتے سوچ رہا تھا جب اسے بے ساختہ ہنسی آئی۔

وہ بلکل بچوں کی طرح لگ رہی تھی سوتے میں۔

وہ اسکے سرہانے بیٹھا اور اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور اسکے کان میں سرغوشی کی۔

"صبح بخیر فاطمہ"

اپنے کان کے بلکل قریب آواز سن کے فورا کروٹ بدل کے لیٹ گئی۔

لیکن پھر کسی احساس کے تحت وہ جھٹکے سے اٹھی۔

یہ اسکا کمرا نہیں تھا۔۔

وہ اپنے ماں باپ کے گھر نہیں سسرال میں تھی۔

اسنے حارث کو دیکھا جو اسکے برابر میں بیٹھا اسے ہی مسکراتے دیکھ رہا تھا اسنے شرم اور خفت سے نظریں پھیر لیں۔

اسنے سنا تھا"فرسٹ امپریشن از دی لاسٹ امپریشن"

اور اسکا پہلا امپریشن ہی اتنا خراب پڑا تھا۔

"پانچ دس منٹ میں دروازہ بجنے ہی والا ہے۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ تم دیر سے اٹھی ہو یہ بات تمہارے اور میرے بیچ میں راز رہے گی۔"

محبت سے کہتے اسنے فاطمہ کی پیشانی چومی وہ ویسے ہی بنا نظریں ملائے دوسری طرف سے اٹھ کر الماری میں سے جو ڈریس ہاتھ میں آیا وہ لیے باتھروم میں گھس گئی۔

حارث اس کے انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔اب جب تک وہ نہیں آتی وہ روم سے نہیں نکل سکتا تھا ورنہ راز کھل جاتا کے فاطمہ دیر سے اٹھی تھی۔

وہ وہیں بیٹھے موبائل میں مصروف ہو گیا تھا جب دس منٹ بعد فاطمہ باہر آئی۔

پنک کلر کا گھٹنوں سے نیچے تک آتا شرٹ جس پر سفید رنگ کی نفیس کڑائی ہوئی تھی نیچے سفید رنگ کا چوڑی دار پجامہ۔اور شانوں پر شیفون کا ڈپٹا لیے وہ گیلے بالوں کے ساتھ کھڑی تھی۔دیکھنے میں ڈریس سادا تھا پر اس پر پیارا لگ رہا تھا۔ مریم کا اندازہ بلکل درست تھا وہ ہیوی کپڑے صرف شوپیس بنانے کی غرض سے لیے تھے۔ جبھی شادی کے دوسرے دن عام دنوں جیسا سوٹ پہنا تھا۔

جلدی جلدی اسنے بالوں پر برش کیا۔ پنک لپ اسٹک ہونٹوں پر لگائی اور وہ ہی لپ اسٹک انگلی پر لے کر ہلکے ہلکے گالوں پر لگائی۔۔ آنکھوں میں کاجل لگائے اور پلکوں پر مسکارہ لگائے وہ پانچ منٹ میں تیار کھڑی تھی۔

حارث اسکی پھرتی دیکھ رہا تھا۔ اسنے میک اپ کے لیے چہرے پر کریم بھی نہیں لگائی تھی پہلے حارث نے سوچا اسے کہے کے اتنی جلدی بھی نہیں ہے پر پھر آئینے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھا۔ اسے کریم کی ضرورت بھی نہیں تھی اسکا گلابی گلابی پر کشش رنگ ایسے ہی اس پر خوب جچتا تھا۔

اسکو تیار دیکھ وہ بھی کھڑا ہو گیا۔ وہ تیار تھی پر اسنے حارث سے نظریں نہیں ملائی تھیں اب اسے سمجھ آ رہا تھا مریم کیوں تیار ہو کر اسامہ کے سامنے جھجھکتی تھی۔ یقیناوہ اسامہ کی نظروں سے کنفیوز ہوتی ہو گی جیسے ابھی فاطمہ ہو رہی تھی۔

" چلو چلتے ہیں اس سے پہلے کوئی دروازہ بجائے۔۔ تمہاری بھابی اور کزن بھی آتی ہو نگی"

اسکی جھجھک محسوس کر کے وہ نارمل انداز میں بولا تاکہ وہ ریلیکس ہو کر اس سے بات کر سکے۔

"بس پانچ منٹ دیں"

بولنے کے ساتھ اسنے حارث کو تھوڑا سائیڈ پر کیا اور جلدی جلدی کمرا سمیٹنے لگی۔

حارث حیرت سے اسے دیکھنے لگا وہ نئی نویلی دلہن صبح سے اسے چونکا رہی تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہو فاطمہ؟"

وہ اسے ادھر سے ادھر بستر سیٹ کرتے دیکھ رہا تھا۔

"بس کچھ نہیں کمرا سمیٹ رہی ہوں۔ پانچ منٹ میں ہو جائے گا"

اجلت میں بولتی اب وہ بیڈ کی چادر درست کر رہی تھی۔

"لیکن تم کیوں کر رہی ہو۔؟ سندس یا کوئی اور کر لے گا"

"نہیں امی نے کہا تھا اپنا پھوڑ پنا وہاں مت د۔۔۔۔"!

بولتے بولتے وہ زبان دانتوں تلے دبا گئی۔۔اپنی جلد بازی میں وہ کیا کیا حقیقتوں پر سے پردا ہٹا رہی تھی۔

حارث جو بڑے غور سے اسے سن رہا تھا اسکی جلدی جلدی میں بولتے جملے سنتے اور پھر اسکو ایک دم رکتے دیکھ وہ اپنی ہنسی دبا گیا لیکن اسکے لیے یہ بہت مشکل ثابت ہوا تھا۔

اسکی بیوی اپنے گھر میں پھوڑ تھی اور اب اسی پھوڑ پنے کو چھپانے وہ اتنی محنت کر رہی تھی۔۔بے ساختہ اسے فاطمہ پر بہت پیار آیا۔وہ آگے بڑھا اور اسکا رخ اپنی جانب کیا۔

"تمہیں اپنا امپریشن اچھا جمانے کے لیے میرے سامنے محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔تم جیسی بھی ہو۔ پھوڑ, سوتو, سست سب مجھے دل سے قبول ہے۔اب چلو باہر سے آوازیں آنا شروع ہو گئی ہیں۔

یہ سب سندس کر لے گی"

محبت سے کہتا وہ مان دلاتا اسکا ہاتھ پکڑے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

فاطمہ اسکے بخشے مان پر مسکرا دی۔

یہ جانے بغیر کے اکثر ایسے بخشے گئے مان مکڑی کے جالے سے نازک ہوتے ہیں اور ایک ھواء کے جھونکے سے ٹوٹ جاتے ہیں

****

مریم اور فاطمہ کی خالہ کی بیٹیاں ناشتہ لے کر آئی تھیں۔

سب نے مل کر ناشتہ کیا خوشگوار ماحول میں باتیں ہوئی پھر مریم اکیلے فاطمہ کے ساتھ روم میں آگئی۔

مریم اسکی خیریت دریافت کرنے لگی۔

مریم کے پوچھنے پر وہ مسکرا کر نظریں جھکا گئی۔

اسکا کھلا کھلا چہرا دیکھ مریم مطمئن ہوئی حارث اسے پسند آیا تھا پہلے بھی مگر اسے ڈر تھا فاطمہ کے زہن نے ابھی اتنی پرورش نہیں پائی تھی کے وہ یہ رشتے زمہ داری سے سنبھال سکے۔

اور جب فاطمہ نے اسے اپنی نیند اور اپنی باقی حرکتیں سنائی تو مریم کا منہ کھل گیا۔

کتنا صحیح سوچتی تھی وہ فاطمہ کے بارے میں اور پھر جب فاطمہ نے حارث کے دیے گئے مان کا بتایا تو اسے خوشی ہوئی کہ فاطمہ کو اسے سمجھنے والا شوہر ملا ہے۔

مریم نے ایک طنزیہ نظر اسکے کپڑوں پر ڈالی اور اٹھ کر اسکی الماری کھولی پھر متلاشی سے نظروں سے کپڑے ادھر سے ادھر کرنے لگی۔ پھر ان کپڑوں میں سے ایک سبز رنگ کا گولڈن کے امتزاج کا ہلکے کام کا کلیوں کا فراک

جس کے ساتھ بھی چوڑی دار پجامہ تھاوہ اسکی طرف بڑھایافاطمہ نے بنا کوئی سوال کیے وہ ڈریس لے لیااور باتھروم میں گھس گئی۔

کمرے سے باہر نکلنے کے بعد اسے خود بھی احساس ہوا تھا کہ اسکا ڈریس آج کے حساب سے نامناسب ہے۔اس سے زیادہ ہیوی تو مریم, سندس اور دوسری لڑکیاں پہنی ہوئی تھیں۔

وہ چینج کر کے نکلی تو مریم نے ہلکہ میک اپ کر کے اسے تیار کیا۔

****

یہ دن بھی کیسے گزر گیا پتا ہی نہیں چلا۔

دیکھتے دیکھتے ولیمہ بھی ہو گیا۔

تین دن بعد اسامہ کی واپسی تھی اور مریم ابھی سے اداس ہو گئی تھی۔ کتنی ویران ہو جاتی تھی اسکی زندگی جب اسامہ اسکے ساتھ نہیں ہوتا تھا۔اور اب تو فاطمہ بھی نہیں تھی جس سے دل لگا رہتا۔

وہیں دوسری طرف میرب بھی دکھی تھی فاطمہ کے جانے سے ویسے ہی گھر ویران ہو گیا تھا اور اب اسامہ کو بھی چلے جانا تھا۔

وہیں دوسری طرف فاطمہ ھواؤں کی سیر میں تھی۔

محبت اور خلوص سے رہنے والی نند جو عمر میں اس سے ایک سال بڑی تھی پر عزت اسے بڑی بھابیوں والی دے رہی تھی۔ تہمینہ جو اسکی ہر بات پر واری صدقے جا رہی تھیں اور سب سے زیادہ اسامہ جو اسے اپنے ہر انداز اور اپنی ہر بات پر یہ ظاہر کرواتا کے اسکی اور فاطمہ کی جیسے لو میرج ہوئی ہو۔ فاطمہ کو خوشی تھی کہ اسے بھی سسرال میں ویسا ہی پیار مل رہا ہے جیسا مریم بھابی کو ملتا تھا جیسے اسنے دعا کی تھی اور اسکی خواہش تھی۔

آج انکی دعوت حارث کے پھوپھو کے گھر پر تھی اور وہ لوگ وہیں جانے کی تیاری کر رہے تھے۔

****

وہ دوسری بار زینت کو فون کر رہا تھا اور پچھلی بار کی طرح اس بار بھی دوسری بیل پر ہی اسکا فون کاٹ دیا گیا۔

اسے حیرت ہوئی زینت اس طرح تو کبھی نہیں کرتی تھی۔

جب واٹس ایپ پر میسج آیا اسنے واٹس اپ کھولا تو زینت کی چیٹ پر دو میسج تھے۔

"بڑی مشکل سے منایا ہے اپنی بیوی کو فتنے کی اولاد خبر دار جواب اسکے کان بھرنے کی کوشش کی"

پہلا ٹیکسٹ

ارحم پڑھ کر ہنس دیا اور ساتھ ہی جوابی میسج بھی لکھ دیا۔

"نو ڈیڈ ویری بیڈ اس طرح خود کو فتنہ نہیں کہتے (انکے فتنے کی اولاد کہنے پر کہا)"

"ڈونٹ ڈسٹرب ہم باہر لنچ پر جا رہے ہیں"

دوسرا ٹیکسٹ

اسنے آئبرو اچکائی

"کیا مام اتنی جلدی مان گئیں آپ ویری بیڈ ایسی امید نہیں تھی مام آپ سے اتنی جلدی مان گئیں کچھ دیر تو ناراض رہتیں"

تاسف سے سر ہلاتے اسنے موبائل کو دیکھا وہ میسج سین کر چکے تھے پر کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ بنا جواب جانے ہی سمجھ گیا تھا کے جواب میں اسے یہی کہا گیا ہو گا کہ۔

"ارحم الیاس اللہ تمہیں تمہاری جیسی ہی اولاد دے"

ہنستے ہوئے اسنے موبائل واپس رکھ دیا وہ آف لائن ہو چکے تھے۔

"چلو کوئی بات نہیں ارحم پھر کبھی سہی۔۔ موقع تو روز کوئی نہ کوئی مل ہی جاتا ہے۔۔"

خباثت سے سوچتا وہ آنکھیں موند کے لیٹ گیا وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی سائٹ سے آیا تھا۔

آنکھیں بند کرتے ہی وہی پر کشش چہرا نظر آیا لیکن اسنے اب کے چونک کر آنکھیں نہیں کھولیں اب اسکا یہی روٹین تھا وہ آنکھیں بند کر کے جب تک نیند نہیں آجاتی فاطمہ عارف کا چہرا دیکھتا رہتا۔

****

اکبر اور مسز اکبر نے بارات سے اگلے دن ہی زایان سے سندس کے متعلق بات کرنے کا سوچا تھا اور پھر شام میں موقع دیکھ کر بات بھی کر دی۔

پر آج زندگی میں پہلی بار اسنے بنا وقت مانگے یا سوچ کر بتانے یا انکو کوئی بھی امید دلائے بغیر واضح انکار کر دیا۔

وہ شادی نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی وہ ابھی کریگا اسلیے اسے منانے کی بلکل کوشش نہ کریں

وہ صاف انکار کرتے انکی کوئی بات سنے بغیر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

اکبر صاحب اور مسز اکبر دونو حیران رہ گئے اسکے ایک دم فرنٹ ہونے پر اسنے آج تک کسی بات پر ایسا ردعمل نہیں دیا تھا۔

زایان نے جان کر کے صاف انکار کیا تھا وہ جانتا تھا کہ اگر اسنے تھوڑا وقت لیکر انکار کیا تو اسکی ماما اسے کچھ بھی کر کے منا لینگی اور وہ انکی خوشی کے لیے مان بھی جاتا پر نہ وہ کبھی خود خوش رہتا نا اسکو رکھ پاتا جو اسکے ساتھ جڑتی۔

ایسا نہیں تھا کہ اسے مریم کی آنے کی امید تھی یا وہ اسکا انتظار کر رہا تھا۔

بس زخم بھرنے میں تھوڑا وقت لگتا ہے اور اسے بھی کچھ وقت درکار تھا۔

****

ارسلان کاارادہ کچھ بھی کر کے فاطمہ کو برباد کرنے کا تھاپرافسوس اسے کسی ضروری کام سے لندن جاناپڑا۔

اوراسنے اپنے بدلے کو آئندہ کے لیے باقی رکھ کر چھوڑ دیا۔

لیکن اسے اتناتو پتا تھا کہ بدلہ تو وہ لازم لے گااور بہت برا لیگا۔

پر ارسلان یہ بھول گیا تھا کہ انسان بہت کچھ پلین کرتا ہے پر ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔

اور بے شک اب بھی وہی ہونا تھا۔

کل صبح اسکی لندن کی فلائٹ تھی اور وہ اپنی ماما کو بھی بتا چکا تھا۔

****

ان دو مہینوں کی طرح یہ تین دن بھی کیسے گزر گئے پتا ہی نہیں چلا۔اسامہ کی پیکنگ ہو چکی تھی اسکی چھٹی مکمل ہو چکی تھی اب نجانے کب اسے چھٹی ملتی اور کتنے دنوں تک ملتی۔ فاطمہ اور حارث بھی ان سے ملنے آئے ہوئے تھے اور وہ سب سے مل رہا تھا۔

سب سے ملنے کے بعد وہ اپنے کی طرف بڑھا۔

مریم نیچے نہیں آئی تھی اور وہ جانتا تھا اس وقت وہ کمرے میں بیٹھے اپنا پسندیدہ کام کر رہی ہو گی۔

اور اسکی توقع کے مطابق وہی ہوا۔ مریم بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی وہ تاسف سے سر ہلاتے اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"مریم؟"

محبت سے پکارا پر کوئی جواب نہیں جبکہ اسکی موجودگی میں اور موٹے موٹے آنسو نکلنے لگے تھے۔

"مریم اگر اس طرح کرو گی تو کیسے جاؤنگا میں بتاؤ۔۔

تمہیں پتا ہے نہ میں تمہارے آنسوؤں سے پریشان ہوتا ہوں"

محبت سے کہتے اسنے مریم کو اپنے حصار میں لیا۔اسامہ کے سینے پر سر ٹکائے اور ایک ہاتھ رکھے وہ رو رہی تھی۔

"مریم میری پوری دنیا میں صرف ایک ہی کمزوری ہے جانتی ہو کیا؟"

مریم کو خود سے الگ کر کے اسکا چہرا اپنے ہاتھوں میں تھام کر وہ اس سے پوچھنے لگا۔اسکے سوال پر وہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگی۔آنسو ہنوز آنکھوں میں جمع تھے۔

"تم ہو۔۔۔ تمہارے یہ آنسو ہیں۔میری سب سے بڑی کمزوری۔ تمہیں پتا ہے نہ میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔۔ تمہارے یہ آنسو میرے پاؤں میں سنجیر کی طرح لپٹ جاتے ہیں۔تم مجھے کمزور کر دیتی ہو مریم"

کہتے ساتھ اسنے باری باری مریم کی آنکھیں چومی۔

"میں چاہتا ہوں تمہارے آنسو میری پیر کی بیڑیاں نہ بنیں بلکہ تمہاری یہ مسکراہٹ میری طاقت بنے۔۔مجھے بس اپنی نیک بیوی کی دعائیں چاہیئے بس"

محبت سے سمجھاتا وہ اسے دیکھنے لگا کہ وہ اب آنسو پونچھ کر مسکرا دے گی۔

"میں نیک نہیں ہوں اسامہ"

اسامہ کے سینے سے سر ٹکائے وہ پھر خاموشی سے رونے لگی۔

"کیوں۔۔؟ کس نے بولا نیک نہیں ہو؟ جس بیوی کا شوہر اس سے راضی ہو خوش ہو وہ عورت نیک ہی ہوتی ہے۔"

محبت سے کہتے اسنے اپنے بازو مریم کے گرد باندھے۔

"نہیں اسامہ۔۔ نیک لوگ اپنی عزیز اور قیمتی چیزیں اللہ کی راہ میں قربان کرتے ہیں اور میرے پاس سب سے عزیز اور قیمتی آپ کے علاوہ کچھ نہیں۔

مجھے ڈر لگتا ہے اسامہ۔ میرا دل بہت نازک ہے۔ میں تو اسی پر حیران ہوتی ہوں کے میں آپکے بنا کیسے رہ لیتی ہوں
۔"

اسامہ نے زور سے اپنی آنکھیں میچیں وہ لڑکی ہر بار کی طرح اسے کمزور کر رہی تھی۔

مریم کے آنسو اسکے دل پر گرتے تھے اسے وہ دن یاد آیا جب اسنے مریم کو اچانک آکر سرپرائز دیا تھا اور اب وہ واپس جا رہا تھا۔ ایسا لگا جیسے وہ لمحہ ابھی گزرا تھا اور وہ ابھی چند لمحوں پہلے آیا تھا اور اب واپس جا رہا ہے۔

"اللہ کی امانت ہوتا ہے مریم انسان اسکا جب حکم ہوتا ہے وہ لے لیتا ہے۔ فوج میں جو نہیں ہوتے موت انہیں بھی لے جاتی ہے۔ جس کا جتنا وقت ہوتا ہے وہ اتنا ہی رہتا ہے بس بہانے الگ الگ ہوتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ جب انسان کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو حضرت ازرائیل علیہ اسلام لے جاتے ہیں۔ بس بہانے الگ الگ ہوتے ہیں اور سب سے خوبصورت بہانہ شہادت ہوتی ہے۔۔"

مریم اسے ساکت نظروں سے دیکھنے لگی اسکی باتوں کا ہر گز مرنے مرانے کا مطب نہیں تھا وہ تو اسامہ کی دوری پر رو رہی تھی تو پھر اسامہ کیوں ایسی باتیں کر رہا تھا۔

"نہیں آپ شہید نہیں ہونگے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے خوبصورت بہانہ لینے کی آپ سادہ سا بہانہ لے لینا لیکن ابھی بلکل نہیں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔اس امید پر زندہ رہتی ہوں کہ آپ کی آواز سننے کو ملتی ہے۔۔ جس دن یہ امید چھن گئی میں مر جاؤنگی۔

اور خبردار اسامہ آپنے خوبصورت بہانے کی دعا کی تو۔"

وہ روتے ہوئے بچوں کی طرح بولنے لگی جیسے واقعی اسامہ شہادت مانگ رہا ہو اور اسے مل جائے گی۔ شاید وہ واقعی اپنے کیے شہادت مانگتا تھا

اسامہ ہنستے ہوئے اسے خود میں بھینچ گیا۔

"نہیں مانگ رہا میری ڈول شہادت میں۔ لیکن جانا تو ہے نہ؟ ڈیوٹی چھوڑ تو نہیں سکتا۔ اگر ہم ڈیوٹی چھوڑ دینگے تو کئی ہزاروں میرے جیسے اسامہ شہید ہو جائینگے جن کی زندگی کے لیے کئی ہزار مریم روتی ہیں۔ اس لیے اب جلدی جلدی سے ہنستے مسکراتے مجھے اللہ حافظ کرو ورنہ میں جب تمہیں یاد کرونگا روتی ہوئی یاد آؤ گی پھر جب کوئی پوچھے گا تو کہونگا میری بیوی روتڑی ہے"

مریم ہنستے ہوئے اس سے الگ ہوئی۔

"ہاں بلکل ایسے اب لگ رہی ہو نہ میری پرنسس۔ ویسے تم نے بتایا نہیں تم کس کی ڈول ہو؟"

اسامہ نے تھوڑا جھک کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

"آپکی"

وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرادی۔

وہ مریم کے گرد بازو پھیلائے اسے اپنے ساتھ نیچے لایا جہاں اسکا سامان رکھا تھا۔ وہ لیٹ ہو رہا تھا پر وہ مریم کو روتا ہوا چھوڑ کر ہر گز نہیں جا سکتا تھا۔ ایک بار پھر مڑ کر اسنے فاطمہ اور میرب کا ماتھا چوما۔

عارف اور حارث کے گلے لگا اور آخر میں مریم کے سامنے کھڑے ہو کر اسے دیکھنے لگا وہ پھر سے رو رہی تھی لیکن اسکے سامنے آنے پر آنکھیں صاف کرتی فورا مسکرادی۔ اور یہی لمحہ اسامہ کے لیے مشکل ترین لمحہ تھا وہ ہمیشہ سے مریم کے آنسوؤں کے آگے بے بس ہوتا تھا۔ انکی لو میرج نہیں تھی مریم کو شادی سے پہلے اس نے صرف سرسری سا دیکھا تھا اسے مگر جب سے وہ اسکی زندگی میں آئی تھی وہ اسکو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو گئی تھی بے انتہا عزیز۔ سارے پورچ میں جا چکے تھے شاید وہ ان دونوں کو پرائیویسی دینا چاہتے تھے۔

"سفیان کا خیال رکھنا۔ اور میری جان کا بھی (مریم) کیا میں یقین رکھوں کہ تم میری جان کا خیال ضرور رکھو گی۔ مجھے یقین ہے کہ تم سب کا بہت خیال رکھو گی پر میری جان کے معاملے میں لاپرواہ ہو جاؤ گی اور پھر میں تم سے بہت خفا ہونگا مریم۔۔ میں اپنی جان کی دیکھ بھال میں کوتاہی برداشت نہیں کرونگا۔"

محبت سے ایک بار دوبارہ اسکو خود میں سمیٹ کے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا اور اسکے دونوں گال چوم کر اسکی طرف دیکھے بنا نکلتا چلا گیا۔

وہ اب اور نہیں رک سکتا تھا۔

اسکا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ مریم کو اپنے دل میں بٹھا کر اپنے ساتھ ہی لے جائے پر یہ ممکن نہیں تھا۔

اسامہ کے گاڑی میں بیٹھنے تک وہ اسے یک ٹک دیکھتی رہی اسامہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا سارے اسکو چھوڑنے جا رہے تھے سوائے میرب اور مریم کے کیونکہ دونوں ہی اسے دور جاتے دیکھنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ میرب تو پھر بھی دیکھ لیتی تھیں پر مضبوط مریم کا دل اسامہ کے معاملے میں بہت کمزور تھا۔ اور اسامہ کا اپنا دل بھی۔

اسامہ کی گاڑی گیٹ سے نکلنے والی تھی جب اسنے مسکرا کر اسامہ کو دیکھا۔ اسکا مسکرانا تھا کہ اسامہ کو اپنا راستہ آسان لگا وہ بھی جواباً مسکرایا اور پھر وہ گاڑی مریم کے آنکھوں سے اوجھل ہو گئی اور ساتھ ہی اسکی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں سے بے آواز ایک کے بعد ایک آنسو اسکی تھوڑی سے ٹپکنے لگا۔ کتنا مشکل ہوتا ہے اپنے پیاروں کو خود سے دور بھیجنا۔۔۔ جیسا ابھی مریم کے لیے تھا

****

وہ کمرے میں اکیلے بیٹھے خاموش آنسو بہا رہی تھی۔

یہ پہلی بار نہیں تھا جب بھی اسامہ واپس جاتا تھا کئی دنوں تک وہ ایسے ہی اداس آنسو بہاتی رہتی تھی۔اور اب بھی اسکا دل بوجھل ہو گیا تھا۔

میرب بھی اداس تھیں۔

فاطمہ بھی اسامہ کو چھوڑنے کے بعد اپنے گھر چلی گئی تھی۔۔

"کتنا عجیب ہوتا ہے نہ کل جو جو لڑکی اس گھر کو اپنا گھر کہہ رہی تھی آج وہ بولتی ہے کہ میں اپنے گھر جا رہی ہوں"

میرب جو اداس بیٹھی تھیں عارف صاحب کے بیڈ پر بیٹھنے پر آنکھوں کے کنارے سے آنسو صاف کرتے بولیں۔

"تو میرب یہی تو ہوتی ہے بیٹیوں کی زندگی۔پہلے اس گھر پھر اس گھر۔۔"

عارف صاحب نے اپنے گلاسس اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے۔

"عارف ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ہماری بیٹیاں ہمارے پاس ہی رہیں اور داماد رخصت ہو کر آجائیں"

میرب کی بات پر عارف بے ساختہ ہنس دیے پھر نفی میں سر ہلانے لگے۔

"ہاہاہامیرب فاطمہ کی یاد آپکو اتنی آنے لگی ہے کہ آپ اس جیسی باتیں کر رہی ہیں۔اس طرح تو میرب آپ کے پاس مریم جیسی بیٹی نہیں ہوتی بلکہ بلکہ اسامہ بھی نہیں ہوتا۔وہ بھی رخصت ہو چکا ہوتا۔

پھر آپ یہ کہتی کہ کاش بیٹے کی جگہ بیٹی رخصت ہوتی۔

جو جیسا ہوتا ہے ویسے ہی ٹھیک ہے۔اللہ کا بنایا نظام سب سے بہترین ہے..اب آپ مریم سے اور سفیان سے دل لگائیں۔

اور مریم بھی مجھے بہت اپ سیٹ لگ رہی ہے۔"

"ہاں وہ اسامہ کی وجہ سے اپ سیٹ ہے اور اسے ٹائم لگے گا نارمل ہونے میں اور ویسے بھی فاطمہ کے جانے کہ بعد گھر اور بھی خالی خالی ہو گیا ہے۔"

"کبھی نہ کبھی تو رخصت ہونا تھا نہ میرب"

"میرب۔۔۔!آپ رو رہی ہو۔۔؟اوہ ایسے نہیں کرتے میرو آج نہیں تو کل اسنے رخصت ہونا تھا نہ؟

اور حارث نے کہا تو ہے وہ فاطمہ کو ملوانے لاتا رہے گا۔۔"

انہوں نے پیار سے ایک ہاتھ میرب کے گرد پھیلایا۔

کہاں قبول تھا انہیں کے انکی بیوی روئے۔

شاید انکی محبت ہی تھی میرب کے لیے جس کے زیر اثر اسامہ کا رویہ بھی مریم کے ساتھ ویسا ہی تھا۔

اولاد ہمیشہ اپنے ماں باپ سے ہی سیکھتی ہے۔اور اسی لیے فاطمہ نے بھی حارث سے ویسی ہی امیدیں رکھی تھی جیسے وہ اپنے باپ بھائی کو دیکھتی آئی تھی۔

"عارف میرا دل پتا نہیں کیوں بہت گھبرا رہا ہے۔۔

مجھے ان خوشیوں سے ڈر لگ رہا ہے۔ کہیں انکو نظر نہ لگ جائے۔۔زندگی میں غم اور خوشیاں دونوں آتی ہیں اور اللہ نے ہماری زندگی میں کبھی کوئی غم نہیں دیا۔۔مجھے خوف ہوتا ہے یہ سوچ کر کہ کہیں اولاد کا غم نہ ملے۔"

وہ بولتے ہوئے رو دیں۔۔عارف صاحب انہیں خاموش نظروں سے دیکھنے لگے۔۔اور پھر ایک لمبی سانس لے کر میرب کا رخ اپنی جانب کیا۔

"آپ ایسا کیوں سوچ رہی ہیں میرب کے اللہ ہمیں ہماری اولاد کا غم دکھائے گا۔؟انسان بھی کتنی عجیب چیز ہے جب اللہ غم دیتا ہے تو انسان اس سے مدد مانگنے اور صبر کرنے کے بجائے شکوے کرتا ہے۔اور جب وہ خوشیاں دیتا ہے تو اس کا شکر ادا کرنے کے بجائے اپنے مستقبل کے بارے میں پریشان ہوتا ہے جیسے آپ۔۔

اللہ کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ ہماری طرح ہماری اولاد کو بھی خوشیاں دے گا اور بے حساب دے گا۔۔"

میرب روتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئیں۔

"اب سب کی طرح میں بھی آپ کے رونے کی وجہ سے اداس ہو چکا ہوں جلدی سے مسکرا کر دکھا دیں۔میرب نم آنکھوں سے مسکرا دیں۔ مسکراتے ہوئے میرب نے انہیں دیکھا۔

میرب کو ایسا لگا جیسے وہ اپنے آنسو اپنے اندر اتار رہے ہو۔

بظاہر وہ خود کو نارمل ثابت کرتے مسکرا رہے تھے مگر میرب کو انکی آنکھیں نم لگیں۔

کیا ہوتا ہے مرد۔ باپ کی صورت میں بچوں کو پال کے بڑا کرتا ہے انکی تکلیفوں کو دور کرنے کے لیے لاکھ جتن کرتا ہے۔

بیٹے کی صورت میں اپنے ماں باپ کو سنبھالتا ہے۔جوان ہونے کے بعد بھی انکی ڈانٹ پر بے عزتی محسوس نہیں کرتا اپنے ماں باپ کی تکلیف میں خود بھی تکلیف میں ہوتا ہے۔

بہن کا محافظ ہوتا ہے۔

اور بیوی کے لیے اسکا سب کچھ۔

کتنا مضبوط بنایا ہے اللہ نے مرد کو ہر شکل میں۔۔تکلیف ملنے کے بعد بھی اپنے گھر والوں کے سامنے مسکراتا ہے تاکہ وہ مطمئن رہیں۔ایسا نہیں کے اسے رونا نہیں آتا پر اللہ نے اسے عورت کی بانسبت مضبوط اعصاب کا مالک بنایا ہے۔۔۔

****

"ہیلو"

روکھا احسان جتانے والا انداز۔۔

"کیا بات ہے ڈیڈ لگتا ہے آپکا موبائل خراب ہو گیا ہے جو مام کا موبائل لیے گھوم رہے ہیں"

میٹھا سا طنز جسکا الیاس صاحب پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

"کوئی کام کی بات ہے تو کرو میں مصروف ہوں۔دوسروں کی طرح فارغ عوام ہر گز نہیں ہوں"

ایک بار پھر مصروف انداز میں کہااور ساتھ ہی طنز بھی کیا۔

ارحم اپنی ہنسی دبا گیا۔

"ہاں کام تو ہے پر آپ سے نہیں مام سے۔۔کیا آپ میری بات کروا سکتے ہیں"

"سوری ارحم الیاس۔دراصل میں اپنی بیوی کا محافظ ہوں۔

اور اسے فتنوں کے شر سے بچانا میری زمہ داری ہے۔۔جو کام ہے مجھے بول دو مناسب لگا تو اپنی بیوی کو بتاؤ نگا"

ارحم نے فون کان سے ہٹا کر اسکرین کو دیکھا اور ہنستا چلا گیا۔

"کیا ڈیڈ اتنے ڈرپوک ہیں آپ سیریسلی خیر کام تو مجھے آپ سے ہی تھا۔دراصل آج میری مام سے لینڈ لائن پر بات ہوئی تھی۔

اور میں نے انکو آپکی اور انکی کزن شنو کی دیا بھابی (زینت کے بھائی کی بہو) کی مہندی کی تصویر بھیج دی۔ وہ دراصل میں نے بہت پہلے کھینچی تھی پر بھیجی آج۔"

بول کے ارحم رکا۔ انہوں نے جلدی سے بنا کال کاٹے ہی زینت کا واٹس ایپ آن کیا اور ارحم کی چیٹ کھولی۔ وہاں کوئی تصویر نہیں تھی۔

"اوہ ڈیڈ کم آن مجھے پتا ہے فون آپکے پاس ہے پھر یہاں کیوں بھیجوں کا۔۔؟ فیس بک پر بھیجی ہے اور انہیں بتا بھی دیا۔ وہ لیپ ٹاپ میں چیک کر لینگی یا شاید چیک کر بھی چی ہو نگی۔۔ آپکو اسلیے انفارم کر دیا کے آپ پہلے سے تیاری کر کے جائیں اور ہاں مجھے آپکی بہت فکر ہے کھانا کھا کر جایئے گا کیونکہ آج شاید گھر پر نہ ملے۔"

"ارحم الیاس مت بھولو تمہیں واپس پاکستان بھی آنا ہے۔۔ زندہ نہیں بچو گے مجھ سے۔"

ضبط سے وہ خود کو چیخنے سے روک رہے تھے وہ ہمیشہ انکا ضبط آزماتا تھا۔

"اوہ ڈیڈ ارحم کی جان دل گردہ پھیپھڑا سب آپ پر قربان۔"

وہی میٹھا دل جلانے والا لہجہ۔

"بھاڑ میں جاؤ تم"

غصے سے کہتے وہ کال کٹ کر گئے۔

اب ہمیشہ کی طرح وہ پریشانی سے ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔

دو دن بھی نہیں ہوئے تھے انہیں زینت کو منائے کے اب ارحم نے پھر آگ لگا دی انکی سمجھ سے باہر تھا کہ انکا بیٹا ایسا کیوں کرتا ہے۔۔فسادی عورتیں بھی دوسروں کے گھروں میں آگ لگاتی تھیں اور انکا بیٹا اپنے ہی ماں باپ کے بیچ میں۔

شہنیلہ ارف شنو زینت کی پھپھو زاد کزن تھیں جو کسی زمانے میں الیاس صاحب پر لٹو تھیں۔زینت کی الیاس سے شادی کے کچھ عرصے بات اتفاق سے زینت نے شنو کے خیالات سن لیے کے وہ انکے شوہر کے بارے میں کیا جذبات رکھتی تھیں۔ لیکن عورت کتنی بھی نرم طبیعت کیوں نہ ہو وہ اپنے شوہر کے آس پاس بھی کسی کو غلط ارادے سے برداشت نہیں کر سکتیں اور زینت کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔اسی وجہ سے انہوں نے الیاس صاحب کو شنو سے دور رہنے کا کہا تھا اور سختی سے منع کیا تھا کہ شنو سے بات بھی نہ کریں۔

اوراب وہ مسلسل یہی سوچتے ہوئے پریشان تھے کہ کیا کریں گے کیسے منائیں گے اور پتا نہیں وہ تصویر کس وقت لی ہونگی کیونکہ دیا کی مہندی میں تو چار سے پانچ بار انکی شنو سے بات ہوئی تھی۔۔

****

وہ گھر آنے سے پہلے مال گئے وہاں سے زینت کے لیے تحفہ لیا اور ساتھ ہی گلاب کے پھولوں کا گلدستہ۔اب وہ خود کو زہنی تیار کر رہے تھے۔۔

گاڑی گھر کے پورچ میں رکی ایک لمبی سانس لے کر وہ گاڑی سے نکلے ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ اور پیک ہوا گفٹ لیے دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔

اندر داخل ہوتے ہی الگ الگ کھانوں کی دل للچا دینے والی خوشبو آئی۔

ابھی وہ کچھ سمجھ پاتے جب زینت سامنے آئیں۔

"یہ گلاب اور یہ گفٹ کس لیے؟"

زینت حیرت اور خوشی سے ملے جلے تاثرات لیے پوچھیں۔

"آ۔۔ہاں یہ تمہارے لیے لایا ہوں"

مسکرا کر پھول اور تحفہ زینت کی جانب بڑھایا۔

"تھینک یو۔پر ان سب کی کوئی خاص وجہ ؟"

وہ ناسمجھی سے زینت کو دیکھنے لگے۔اگر ارحم نے زینت کو بتادیا تھا تو زینت کو یہی چیزیں انکے سر پر دے مارنی چاہیے تھیں۔

"تمہیں ارحم نے کچھ بتایا ہے ؟"

وہ جانچتی نظروں سے زینت کے تاثرات دیکھنے لگے۔

"جی بتادیا ہے۔اور میں تو خوش بھی بہت ہوں"

الیاس مبین حیرت سے زینت کو دیکھنے لگے۔اس میں خوشی کی کونسی بات تھی۔کیا وہ طنز کر رہی تھیں۔

"اس میں خوشی کی کونسی بات ہے؟"

"مانا کے ارحم آپکو بہت تنگ کرتا ہے الیاس پر اسکے واپس آنے پر خوشی تو آپکو بھی ہونی چاہیے۔۔"

الیاس صاحب ایک دم الجھ گئے۔

"ارحم واپس آرہا ہے؟"

انہوں نے بھنویں اچکا کر پوچھا

"ہاں کل شام کی فلائٹ سے۔۔"

خوشی سے کہتے انہوں نے گلاب کے پھولوں کی خوشبو سونگی۔

"ریئلی؟۔۔اور کچھ نہیں بتایا اسنے تمہیں؟"

"نہیں۔۔کیوں کوئی اور بات بھی ہے کیا۔"

زینت انہیں دیکھنے لگی تو انہوں نے خود کو فورن نارمل کیا ورنہ سکون عذاب کرنے پر تو انکا دل چاہ رہا تھا کہ ارحم کے دس بارہ تھپڑ منہ پر لگائیں۔

"نہیں یونہی پوچھا کیونکہ آپ کے بیٹے کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب تیلی لگادے۔"

زینت نے خفا خفا نظروں سے انہیں دیکھا۔

"میں فریش ہو کر آتا ہوں"

ارحم کے کال آنے سے لیکر اب تک وہ پریشان تھے۔اب سکون کی سانس لیتے وہ شکر ادا کرنے لگے۔

****

دن کیسے گزر گئے پتا ہی نہیں چلا آج فاطمہ اور حارث کی شادی کو پچیس دن ہو چکے تھے۔

اسامہ کو گئے ہوئے بھی کافی دن گزر گئے تھے۔ مریم بھی اب نارمل ہو گئی تھی۔ فاطمہ کے نا ہونے سے گھر خاموش ہو گیا تھا پر اب عادت ہو گئی تھی اس خاموشی کی۔۔ فاطمہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن میکے ملنے آتی تھی حارث کے ساتھ۔

اور کبھی کبھی حارث اسے صبح چھوڑ کر جاتا اور واپسی میں اپنے ساتھ لے آتا۔

ان گزرتے دنوں کے ساتھ سب ٹھیک رہا۔ فاطمہ اور سندس کی بھی بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی لیکن گزرتے دنوں کے ساتھ تہمینہ کے رویے میں بہت فرق آ گیا تھا۔ وہ بات بات پر فاطمہ پر طنز کرنے لگی تھیں جو پہلے تو نہیں پر فاطمہ اب محسوس کرنے لگی تھی۔ البتہ حارث کا رویہ آج بھی اسکے ساتھ پہلے دن جیسا ہی تھا۔

کبھی کبھی ماؤں کو لگتا ہے کے بیوی آنے کے بعد شوہر انکے ہو جاتے ہیں۔ پر وہ یہ بھول جاتی ہیں کہ وہ بھی کسی کی بہو اور کسی کی بیوی رہ چکی ہیں۔ شوہر کی محبت اور توجہ پر بیوی کا حق ہوتا ہے۔ ایک اسی رشتے سے جڑ کر تو وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر انکے ساتھ رہ رہی ہوتی ہیں۔

****

ارحم آج واپس آ رہا تھا اسلیے الیاس صاحب گھر میں ہی تھے۔

پر منہ بنا کر بیٹھے تھے انکا مکمل ارادہ تھا ارحم کو اپنی ناراضگی دکھانے کا۔

آج کھانا بھی ارحم کی پسند کا ہی بنا تھا۔

وہ لونگ روم میں منہ بنائے بیٹھے تھے اور زینت بھی خوشی سے بیٹھی ارحم کا انتظار کر رہی تھیں۔

ارحم نے کسی کو بھی لینے آنے سے منع کیا تھا۔

وہ ابھی انتظار ہی کر رہے تھے جب پورچ میں گاڑی آ کر رکی۔

زینت اٹھیں اور اپنے ساتھ الیاس صاحب کو بھی اٹھایا اور پورچ میں آ گئیں۔

ارحم گاڑی سے اتر کر مسکراتے ہوئے زینت اور الیاس صاحب کی جانب آیا پہلے زینت سے ملا پھر الیاس صاحب کے پھولے گال پر کس کر کے ان سے ملا۔

الیاس صاحب اسکی اس حرکت پر مسکرائے تو پر وہ فورا مسکراہٹ چھپا گئے۔۔انہیں اچھا لگتا تھا ارحم کا منانا وہ الگ بات تھی وہ منانے سے زیادہ بلیک میل کرتا تھا۔

پھر وہ واپس گاڑی کی جانب بڑھا اور بشیر (ڈرائیور) کو آواز لگائی۔اور اس سے گاڑی سے بیگ نکالنے کا کہا۔

اور پھر ایک کے بعد ایک بشیر نے چار بیگ نکال کر رکھے۔

زینت اور الیاس صاحب نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ مسکرا کے نظریں چرا گیا۔

الیاس صاحب سمجھ نہ سکے وہ دبئ بزنس پروجیکٹ پر گیا تھا یہ پھر شاپنگ پر۔

وہ الیاس صاحب اور زینت کی نظروں میں سوال پڑھ چکا تھا۔

پر کیا بتاتا کہ اس کے اندر فاطمہ کی شاپنگ ہے۔ اور اپنے فارغ وقت میں وہ یہی کرتا رہا ہے۔ ابھی نہیں پہلے وہ فاطمہ کے بارے میں بتاتا پھر۔

ارحم نے بشیر کو ان میں سے تین بیگ اس روم میں رکھنے کو کہا جو اسنے تیار کروایا تھا باقی ایک اپنے روم میں اور پھر زینت اور الیاس صاحب کے ساتھ اندر بڑھ گیا۔

اب وہ بلکل بھی دیر کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا یہ دو مہینے بھی اسنے کیسے انتظار کیا یہ وہی جانتا تھا۔

وہ فریش ہونے کا کہہ کر اپنے روم میں چلا گیا۔

زینت نے بھی اس سے کچھ نہیں پوچھا وہ بس سوالیہ نظروں سے الیاس مبین کو دیکھ رہی تھیں انکا سوال الیاس صاحب بخوبی سمجھ رہے تھے اسلیے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

زینت بھی مسکراتے ہوئے ٹیبل سیٹ کروانے چلی گئیں۔

انہیں معلوم تھاارحم نے فلائٹ میں کچھ نہیں کھایاہوگا۔

****

" اسلام وعلیکم "

وہ میٹنگ سے ابھی فارغ ہوا تھامیٹنگ میں اسکا موبائل سائلینٹ پر تھااور ابھی اسنے موبائل دیکھاتوامی کے نام سے تین چار مسڈ کال تھیں۔اسنے کال بیک کی جودوسری بیل پر ہی اٹھالی گئی۔

"وعلیکم اسلام۔تم فری ہومجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے"

"جی کہیں؟"

"میں نے تمہارے لیے لڑکی دیکھی ہے مجھے بہت پسند آئی ہےاور میں نے ہاں کردی ہے۔تمہارے واپس آنے کے بعد منگنی یانکاح کی رسم کرلینگے تم بتاؤ کب تک واپسی ہے تمہاری۔؟"

وہ جو کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا۔

"واٹ۔۔۔؟ کیوں؟ آپ نے مجھ سے پوچھے بنا کیسے فیصلہ کر لیا امی۔؟ میں شادی نہیں کرنا چاہتا نہ ہی ابھی کرونگا آپ نے جس سے بھی بات کی ہے منع کر دیں"

بمشکل اپنے آپ پر قابو پایا تھا۔ ویسے ہی اس کے اپنے اتنے مسئلے تھے اور اب امی کی شادی کا نیا چونچلہ۔

"کیوں منع کر دوں۔۔؟ جب تم سے میں نے فاطمہ کے بارے میں پوچھا تھا تو تم نے خود کہا تھا کہ جو آپکی مرضی ۔۔تو اب بھی میری ہی مرضی ہے۔۔"

وہ خاصہ جتا کر غصے میں بولیں۔

"ہاں پر میں اا۔۔۔"!

"کہیں تم فاطمہ کا روگ لگا کر تو نہیں بیٹھ گئے ارسلان کے اس نے تم پر کسی اور فوقیت دے دی اور اب تم ساری زندگی اس غم میں گزارنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں تمہارا رشتہ کر چکی ہوں بس۔۔"

وہ غصے سے کہتی اپنا فیصلہ سنانے لگیں۔

"میں نے کسی کا روگ نہیں لیا۔۔

آپکی بھتیجی مائے فٹ۔۔اور ایک بات آپ منع کر دیں آپنے جہاں بھی رشتہ کیا ہے۔میں شادی نہیں کرونگا۔

جب مجھے کرنا ہوگا اور جس سے کرنی ہوگی بتادونگا۔۔"

کہتے ساتھ وہ غصے سے فون کاٹ گیا وہ غصے میں کوئی سخت الفاظ نہیں کہنا چاہتا تھا۔

اسکا غصہ اتنا نہ بڑھتا اگر وہ فاطمہ کا نام نہ لیتی تو۔

اسکی نفرت فاطمہ کے لیے بے وجہ تھی۔اسنے کبھی خود بھی اس نفرت اور چڑ کی وجہ تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی تھی ورنہ یقیناً اسے اپنی نفرت بے معنی لگتی۔

"تمہارا تو میں بہت جلد حساب کرونگا فاطمہ عارف۔ گزار لو تم اپنے گولڈن دن۔بہت جلد تمہاری زندگی میں سیاہی نہ گھول دی تو میرا نام بھی ارسلان نیازی نہیں"

غصے سے سوچتے وہ سگریٹ کے لمبے لمبے کش لینے لگا۔

****

"مام ڈیڈ مجھے آپ لوگوں کو کچھ بتانا ہے۔۔میرا مطلب کچھ بہت ضروری بتانا ہے۔۔مجھے یقین ہے کہ آپ لوگ میری بات سمجھینگے"

وہ کھانے کے درمیان چمچ اپنی پلیٹ میں رکھتا بولا۔

زینت اور الیاس جو اسی کے بولنے کے منتظر تھے۔اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

اور سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

"میں۔۔میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

اسنے بولنے کے ساتھ زینت اور الیاس صاحب کے تاثرات دیکھے جہاں مسکراہٹ تھی پر حیرت کا شبہ تک نہ تھا جیسے وہ پہلے سے جانتے ہوں۔

"کوئی لڑکی پسند کی ہے۔"

اب کے الیاس صاحب اسکا حیران چہرا دیکھتے مسکرا کر پوچھنے لگے۔

"ہمم۔۔جی پسند ہے ایک لڑکی میں اسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

اسنے بولنے کے ساتھ ایک بار پھر زینت اور الیاس صاحب کے تاثرات جانچنے چاہے پر وہ اب بھی ویسے ہی تھے۔

"ٹھیک کون ہے۔۔فیملی اور بیک گراؤنڈ کا پتا کیا"

"جی فاطمہ عارف نام ہے۔۔این ای ڈی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔

والد ہارٹ اسپیشلسٹ ہیں۔۔

مدر ہاؤس وائف۔

ایک بھائی ہے وہ آرمی میں ہے اور بھابھی ہیں اور ایک بھتیجا۔

اسٹیٹس میں ہمارے جتنے نہیں ہیں بٹ پڑھی لکھی فیملی ہے۔"

ارحم نے پوری ڈیٹیل بتائی جو اسنے جیا سے نکلوائی تھی۔

"ہمم ٹھیک۔۔پر اگر تمہاری ماں یا مجھے کوئی اعتراض ہو اور ہم اس رشتے پر راضی نہ ہوں تو۔؟"

الیاس صاحب کی بات پر زینت بھی خاموش تھیں جیسے وہ بھی اتفاق رکھتی ہوں اس بات سے۔

ارحم کو ایسا محسوس ہوا جیسا الفاظ ختم ہو گئے ہوں۔

وہ خاموشی سے زینت اور الیاس مبین کو دیکھنے لگا۔

کہ بے ساختہ اسکی صورت دیکھ کر الیاس صاحب ہنس دیے۔۔

"کیا ہوا اتنی سی بات پر رونے لگے۔۔یہ تو کل مجھے پریشان کرنے کا چھوٹا سا جواب تھا۔۔

ویسے ہمیں کوئی اعتراض نہیں بلکہ خوشی ہے کہ ہمارے گھر میں بھی اب رونق آئے گی

اور میں اپنے پوتے پوتیاں دیکھنا چاہونگا اور پھر وہ وقت انجوئے کرونگا جب وہ تم سے بڑا فتنہ ثابت ہونگے تمہارے لیے۔"

انکی بات پر زینت اور ارحم دونوں ہی ہنس دیے۔۔

"کب جانا ہے بات کرنے ارحم"

اب کے زینت نے بات میں حصہ لیا۔

"کل۔۔۔میں ایڈریس بتادونگا۔۔۔"

بات سمجھتے زینت اور الیاس مبین دونوں نے اثبات میں سر ہلادیا۔

****

"اور ہاں آپ ان سے بولیے گا کہ ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے نا ہی انکو کچھ بھی کرنے کی ضرورت ہے۔۔بس سادگی سے وہ رخصتی کردیں۔۔باقی جو بھی ارمان ہے انکے وہ ولیمے میں پورے کرلیں۔"

ارحم یہ کوئی چوتھی ہدایت دے رہا تھا۔الیاس صاحب بہت سنجیدگی سے اسے گھور رہے تھے جب کے زینت اسکی جلد بازی پر مسکرا رہی تھیں۔

"اب جائیں؟"

وہ جو پچھلے پندرہ منٹ سے پورچ میں کھڑے اسکی باتیں سن رہے اب جھنجھلا کر بولے۔

انکے اس طرح پوچھنے پر ارحم مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

لیکن وہی مرغی کے ایک ٹانگ۔

وہ گاڑی میں بیٹھنے ہی لگے تھے جب وہ پھر بولا۔

"ایک اور بات"

الیاس صاحب نے اسے گھور کے دیکھا۔۔

"بس لاسٹ بات ڈیڈ۔۔

آپ ان سے بولیے گا ہمیں فاطمہ کے آگے پڑھنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔وہ جتنا چاہے پڑھ سکتی ہے۔کوئی روک ٹوک نہیں ہو گی۔۔"

"ایک کام کرو۔۔یہ لو گاڑی کی چابی۔۔

الیاس صاحب نے چابی ارحم کو تھمائی۔

تم خود چلے جاؤ رشتہ مانگنے۔

ہم تو بے وقوف ہیں۔ایسے ہی اتنی عمر گزر گئی ہماری گھاس کھاتے ہیں نا ہم۔۔۔

ہم جائینگے تو رشتہ خراب نہ ہو جائے۔تم خود چلے جاؤ۔۔"

جل کر بولتے وہ اندر جانے لگے۔۔

"ڈیڈ بات تو ٹھیک ہے پر لڑکا خود رشتہ مانگتا ہوا اچھا نہیں لگے گا نہ"

جتنی معصومیت سے اسنے کہا تھا اتنا ہی الیاس صاحب کو انگارے لگے تھے۔

"تم بھاڑ میں جاؤ۔۔ چلو زینت اندر کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں جانے کی۔"

اب وہ زینت کو بھی ساتھ لیے اندر جانے لگے۔۔ زینت کو فت سے دونوں باپ بیٹے کو دیکھنے لگیں ہر بار دونوں کے جھگڑے میں وہ لیٹ ہو جاتی تھیں۔

"اوہو کیا الیاس صاحب آپ تو سیریس ہو گئے۔ میں تو مزاق کر رہا تھا۔۔ بھلا آپ سے زیادہ کوئی عقلمند ہو سکتا۔۔ ہے۔۔"

معصوم شکل بنا کے بولا گیا۔

واضح معلوم ہو رہا تھا کہ مکھن لگایا جا رہا ہے۔۔

"پلیز نہ ڈیڈ۔۔۔ لیٹ ہو جائینگے۔۔"

اب کے عاجزانہ انداز تھا۔

الیاس صاحب نے ایک احسان جتاتی نظر اس پر ڈالی اور گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔۔

زینت کے بیٹھنے کے بعد گاڑی پورچ سے نکلی چوکیدار نے دروازہ بند کر دیاارحم مطمئن سا مسکراتا لان میں بیٹھ گیا۔۔

کچھ وقت میں فاطمہ بھی اسکے ساتھ یونہی لان میں بیٹھی ہو گی اور وہ دونوں چائے کے ساتھ گپ شپ لگا رہے ہونگے جیسے الیاس اور زینت لگاتے تھے۔یہ سوچ ہی اسے سرشار کر رہی تھی۔

اسنے کل رات کو ہی وہ روم جو اسکی طرف سے فاطمہ کے لیے تحفہ تھا اسے خود ریڈی کیا تھا اپنی تھکان کی پرواکیے بغیر اور اب اسے شدت سے انتظار تھا کہ فاطمہ اس روم میں جائے۔اس کے ایکسپریشن دیکھنا اس وقت ارحم کے لیے بھی ایک تحفہ ہوتا۔

وہ یہی سب سوچتا مسکراتے ہوئے نیچے گھاس کو دیکھ رہا تھا جب اسکا موبائل بجا۔

اسنے ٹراؤزر سے موبائل نکالا۔

حماد کی کال تھی۔۔یعنی موصوف کو خبر مل چکی ہے کہ وہ پاکستان میں ہے۔۔

ارحم:"ہیلو۔"

حماد: "میرے پاس ایک گڈ نیوز ہے باس"

حماد کی آواز میں خوشی محسوس کی جاسکتی تھی۔

ارحم: "اوہ گریٹ سناؤ کیا خوشخبری ہے۔ پھر میں بھی سناؤنگا ایک خوشخبری۔"

ارحم پر جوش ہوا۔

حماد: "ارے واہ۔۔ پہلے تم سناؤ پھر۔۔ کیونکہ میری خوشخبری بڑی ہے"

ارحم: "میرے لیے اس سے بڑی کوئی خوشخبری نہیں جو میرے پاس ہے۔"

ارحم بولتے ساتھ کرسی سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔۔

آج سکون ہی سکون تھا۔

حماد: "اچھا پھر پہلے میں سنا دیتا ہوں"

ارحم: "ہمم"

حماد: "میری شادی نہیں ہو رہی۔۔۔لڑکی نے منع کر دیا وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے"

جتنی خوشی سے وہ بتا رہا تھا ارحم مسکرانے پر مجبور ہو گیا۔

اسنے آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہوا۔

سامنے ہی بشیر کچھ دور کھڑا تھا اسے پانی کا اشارہ کیا جسے سمجھتے وہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔

ارحم: "اور میری شادی ہو رہی ہے۔۔کتنی عجیب بات ہے۔ایک دوست شادی نا ہونے کا جشن منا رہا ہے دوسرا شادی ہونے کا۔"

حماد: "کیاااا؟تمہاری شادی۔۔۔پر کس سے۔؟آئی مین اچانک۔ارینج میرج کر رہے ہو پر تم نے تو کہا تھا کہ سمجھوتے والی زندگی نہیں گزارو گے۔"

حماد چونکا تھا۔۔اسکے الجھنے پر ارحم نے مسکراتے ہوئے اسے سب بتادیا۔۔

"کتنے خود غرض ہو ارحم تم۔۔

میں نے آج تک تم سے کچھ نہیں چھپایا اور تم اتنا سب ہونے کے بعد بتا رہے ہو۔۔؟ابھی بھی کیوں بتا رہے ہو؟ شادی کے بعد ہی بتادیتے۔۔بلکہ جب دو تین بچے ہو جاتے پھر خود ہی پتا چل جاتا۔۔"

حماد غصے سے بولا اسے سچ میں غصہ آیا تھا۔

"ارے نہیں یار میں مام ڈیڈ سے پہلے کسی کو نہیں بتانا چاہ رہا تھا۔پہلا حق انکا تھا۔۔انکو بھی رات کو ہی بتایا ہے اسکے بعد کچھ کام (فاطمہ کا ڈریم روم تیار کرنا) تھا اس وجہ سے صبح ہونے تک سویا اور کافی دیر سے اٹھا۔ابھی مام ڈیڈ کو بھیج کر فارغ ہوا ہوں۔"

اسکے بعد کافی دیر تک دونوں کی باتیں چلتی رہیں پھر وہ اندر چلا گیا۔۔۔اسے تیاری کرنی تھی کیونکہ اسنے آج حماد کی کلب چل کر سیلیبریٹ کرنے کی آفر قبول کرلی تھی۔۔آج وہ جتنا خوش تھا شاید ہی کبھی ہوا تھا۔۔

****

" حارث سنیں"

حارث جو باہر جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا فاطمہ اسکے پیچھے پیچھے گھوم رہی تھی۔ حارث نے اپنا رخ اور توجہ فاطمہ پر کی۔

"بولیے جان حارث۔۔ مگر جلدی میں لیٹ ہو جاؤنگا۔۔"

مسکراتے ہوئے اس نے فاطمہ کو گھڑی دکھائی۔۔

"ہماری شادی کو ایک مہینہ ہو چکا ہے"

منہ پھلا کر بولا گیا۔

"اوہ تو کیا تمہیں شادی کے ایک ماہ مکمل ہونے کی سالگرہ منانی ہے؟"

آئبرو اچکا کر پوچھا۔ فاطمہ نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"نہیں"

بول کے منہ موڑ لیا۔۔

اسکی حرکت پر حارث ہنس دیا۔

"اچھا یعنی ہم اب تک ہنی مون پر نہیں گئے وہ یاد دلا رہی ہو۔"

اب کے فاطمہ نے منہ کھولے اسے دیکھا پھر جلد ہی نظریں پھیر لیں۔

"نہیں ں ں ں ں ں"

خاصہ کھینچ کر بولا۔۔

"اچھا پھر خود ہی بتادو یار؟"

حارث نے اسکا رخ اپنی جانب کیا۔

"حارث میری ایجوکیشن کا بہت لاس ہو رہا ہے۔۔شادی کا ایک مہینہ اور پھر امی نے پہلے سے بھی چھٹیاں کروائی تھیں۔

آپ نے کہا تھا آپ آنٹی سے بات کرینگے۔"

فاطمہ کی بات سنتے اسکی مسکراہٹ سمٹی اسنے فاطمہ کے کندھے پکڑے۔

"فاطمہ کیا کرو گی آگے پڑھ کر۔۔شادی تو ہو گئی ہے نہ تمہیں جاب کرنی ہے جو ڈگری لازم چاہیے؟"

حارث کا کہنا تھا جب فاطمہ نے نامحسوس انداز میں اسکے ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹائے اور اسکا ہاتھ تھاما۔

"حارث میں نے بہت محنت کی ہے۔ان دو سالوں میں۔۔میں نے جتنی محنت کی ہے۔وہ سب زائع ہو جائے گی۔۔آپکو کیوں اعتراض ہے حارث۔۔پر امس میری وجہ سے آپ ڈسٹرب نہیں ہونگے"

التجائی انداز میں بولتے وہ پرامید نظروں سے حارث کو دیکھنے لگی۔۔اسکے دیکھنے پر حارث لب بھینچ گیا۔

"فاطمہ مجھے کیوں اعتراض ہو گا۔۔اور نا ہی مجھے کوئی اعتراض ہے۔۔پر امی نہیں چاہتی۔

میں نے ان سے بات بھی کی اور انکو منانے کی کوشش بھی کی ہے پر وہ نہیں مان رہیں۔۔

انکا کہنا بھی ٹھیک ہی ہے کہ آگے پڑھ کر کرنا کیا ہے"

حارث بول ہی رہا تھا جب فاطمہ نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"تو پھر سندس کیوں پڑھ رہی ہے حارث۔۔اسنے کونسی جاب کرنی ہے۔اسکو بھی پھر گھر میں بٹھا دیں"

حارث کے چہرے پر پل میں ناگواری اتری تھی۔

اسکو فاطمہ کا سندس کے مقابلے میں اترنا بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔

"فاطمہ سندس کی بات اور ہے وہ کنواری ہے۔اگر اسکا سسرال منع کرتا تو وہ ضد نہیں کرتی۔"

جتا کر بولتا وہ فاطمہ کو مزید ضد کرنے سے باز رکھ رہا تھا۔

انداز صاف تھا کہ تم بھی بحث نا کرو۔

"پر حارث آنٹی نے شادی سے پہلے یہی بولا تھا کہ میں شادی کے بعد اپنی تعلیم مکمل کر سکتی ہوں"

"وہ بھی امی نے کہا تھا اور یہ بھی امی ہی کہہ رہی ہیں۔ جب وہ مان گئی تھی تو یہ ماننے میں کیا عار ہے؟"

فاطمہ افسوس سے اسے دیکھنے لگی۔

"لیکن یہ چیٹنگ ہے۔ آنٹی نے یہی بولا تھا ورنہ امی ابو ابھی شادی نہ کرتے میری۔"

حارث جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکے تاثرات لمحے میں سخت ہوئے۔

فاطمہ کو بولنے کے بعد احساس ہوا کے شاید وہ غلط بول گئی ہے۔

"مطلب جان سکتا ہوں اس بات کا؟"

فاطمہ کے روبرو سینے پر ہاتھ باندھتے وہ اسے گھورتے پوچھنے لگا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھ حارث جو آپ سمجھے۔۔میں بس اتنا کہہ رہی ہوں میری ساری محنت زائع ہو جائے گی ۔۔پلیززز۔۔۔"!

"میں لیٹ ہو رہا ہوں فاطمہ۔اور اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔امی نہیں مانینگی اور میں خود بھی انکی بات سے اتفاق رکھتا ہوں۔۔تم اپنے آپ کو سمجھاؤ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے"

قطعیت سے بولتا وہ کمرے سے نکل گیا یہ دیکھے بغیر کے فاطمہ کی آنکھیں لمحے بھر میں کتنی بھر گئیں ہیں۔

وہ آنکھیں صاف کرتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔اسے حارث سے یہ امید نہیں تھی۔۔

کتنی محنت کی تھی اسنے اپنی تعلیم پر۔۔ہر سیمسٹر میں اسکے نمبر سب سے ٹاپ پر رہتے تھے۔۔۔

وہ آنسو صاف کرتی پھر آنسو نکل آتے۔

****

گاڑی میں مکمل خاموش تھی۔

دونوں میں سے کسی کے پاس دینے کے لیے تسلی بخش الفاظ نہیں تھے۔۔

جب انکو پتا چلا کے فاطمہ کی شادی ایک مہینے پہلے ہی ہو چکی ہے تو بمشکل اپنے تاثرات چھپاتے انہوں نے فاطمہ کو اچھے نصیبوں کی دعا دی تھی پر اب وہ ارحم کا سوچ رہے تھے۔

اسکی نصیحتیں سن کر اور اسکے چہرے پر رونق دیکھ کر ہی وہ سمجھ گئے تھے کہ فاطمہ اسکے دل میں کیا مقام بنا چکی ہے۔ انہوں نے کبھی ارحم کو لڑکیوں میں انٹرسٹڈ نہیں دیکھا تھا۔

زینت کی آنکھوں میں آنسو بھرے تھے۔انکے آنسو دیکھتے الیاس صاحب نے انکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور انہیں آنکھوں کے اشارے سے مطمئن رہنے کا کہا۔

وہ انہیں تو مطمئن رہنے کا کہہ رہے تھے پر وہ خود بلکل مطمئن نہیں تھے۔۔

گاڑی پورچ میں رکی۔

زینت نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔

وہ الیاس صاحب کے ہمراہ اندر آئیں۔۔

ارحم وہیں صوفے پر ہی بیٹھا تھا شاید انکے آنے کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

انکو دیکھ کر وہ فورا اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور مسکراتے ہوئے انکے سامنے آیا۔۔

"کیا بات ہے۔۔ ہو گئی بات۔۔

فاطمہ کو دیکھا آپ لوگوں نے؟

پسند آئی۔۔؟ افف میں بھی کیا پوچھ رہا ہوں یقیناً پسند آئی ہو گی۔

ویسے۔۔۔"!

زینت کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اسکی چلتی زبان کو بریک لگا۔

"کیا ہوا امام سب۔۔ سب ٹھیک ہے؟"

اسنے ڈوبتے دل سے پوچھا۔ چھٹی حس نے فوراً کچھ غلط ہونے کا سگنل دیا تھا۔

" فاطمہ کی ایک مہینے پہلے شادی ہو چکی ہے۔"

الیاس صاحب دل پر پتھر رکھے کہہ رہے تھے وہ اپنے بیٹے کی کیفیت بخوبی سمجھ سکتے تھے

"پھر سے کہیے گا شاید میں نے کچھ غلط سنا ہے"

الیاس صاحب لب بھینچ گئے۔

"تم نے صحیح سنا ہے ارحم۔اسکی شادی ہو چکی ہے"

الیاس صاحب کو پہلی بار اس پر ترس آیا تھا۔۔

انکے شرارتی اور فتنے بیٹے کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔

اسکی آنکھوں میں نمی دیکھتے وہ تڑپ گئے تھے۔پر انکے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا سارا کھیل نصیبوں کا تھا

وہ خاموشی سے کھڑا اپنے ماں باپ کو دیکھ رہا تھا۔۔

اسے اب بھی اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

زینت اور الیاس مبین بے بسی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

وہ انکا ضدی اور لاڈلہ بیٹا تھا۔

انہوں نے آج تک اسکی کسی چیز سے انکار نہیں کیا تھا اور کرتے بھی کیوں جب اسنے آج تک کوئی ناجائز ضد کی ہی نہیں تھی۔اور اب بھی اسکی خواہش جائز تھی پر نصیب میں نہیں تھا۔

وہ تیز تیز چلتا اپنے کمرے میں چلا گیا اور دروازہ زور سے بند کر دیا۔

زینت تڑپ کے اسکے پیچھے جانے لگیں جب الیاس صاحب نے انکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"اسکو ضرورت ہے ہماری۔"

وہ بھیگی آنکھوں سے بولیں۔تکلیف میں وہ دونوں بھی تھے۔

"اسکو اکیلا رہنے دو زینت تنہائی بہتر سہارا ہے اسکے لیے ابھی۔اسے خود کو خود ہی سنبھالنے دو وہ سنبھال لے گا خود کو۔۔"

دل انکا بھی کسی نے مٹھی میں کر کر رکھا تھا لیکن وہ کمزور نہیں پڑ سکتے تھے۔

وہ زینت کو اپنے ساتھ باہر لے آئے

****

وہ کمرے میں آکر دروازہ لاک کیے دروازے سے ہی ٹیک لگائے کھڑا تھا۔دل تھا کے زخمی تھا لگتا تھا ہزار جگہ سے ایک ساتھ ضرف لگائی گئی ہے۔

وہ اپنی پسند حاصل کرتا تھا۔۔وہ جو چاہتا تھا اسے ملتا تھا۔

پھر فاطمہ تو اسکی محبت تھی۔

اسکی سانسیں اسنے کب فاطمہ نام سے جوڑ دیں اسے نہیں معلوم تھا اور اب وہ اپنی سانسیں کسی اور کو کیسے دے سکتا تھا۔

دروازے کے برابر میں دیوار سے لگا لمبا گلدان تھا جس میں روز تازہ خوشبودار پھول رکھے جاتے تھے۔

اسکی نظر ان پر پڑی تو آج وہ پھول مرجھائے ہوئے تھے بلکل ارحم الیاس کی طرح شاید انہیں آج بدلا نہیں گیا تھا۔

ایک جھٹکے سے اسنے وہ گلدان چھناکے کی آواز سے زمین بوز کر دیا۔

اور پھر آگے بڑھ کر جو چیز اسکی نظروں میں آتی وہ زمین پر بکھرتی جاتی۔

وہ بھی تو بکھرا تھا تو پھر یہ چیزیں کیوں سمٹی اور خوش معلوم ہو رہی تھیں۔

وہ بال مٹھی میں جکڑ کر وہی زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔

کوئی امید کچھ بھی اس کے پاس نہیں تھا۔

کہاں غلطی ہوئی تھی اس سے۔؟ کیوں چلا گیا تھا وہ دبئی ایک نئی کامیابی حاصل کرنے کامیابی تو حاصل کر لی پر شاید اپنا سب کچھ گنوا دیا۔

اگر اسے آخری لمحات میں بھی معلوم ہوتا کے اسکی محبت کسی اور کے نام لکھی جا رہی ہے تو وہ کبھی یہ نہ ہونے دیتا۔

وہ وہیں بیٹھے با آواز رو دیا۔

ہاں وہ مضبوط تھا پر پتھر نہیں۔۔

****

" کیا ہوا بھابی اپسیٹ اپسیٹ لگ رہی ہیں ؟"

سندس اسکے کمرے میں خود ہی آ گئی۔۔ فاطمہ اپنے کمرے میں کم ہی رہتی تھی کیونکہ تہمینہ اکثر کسی نہ کسی کے سامنے اسے نشانہ بنا کے یہ تانہ دیتی تھیں کہ آج کل کی بہوئیں صرف اپنے کام اور اپنے کمرے تک محدود رہتی ہیں

۔

کہ انکو کہیں کوئی کام نہ بول دے۔

سسرال والوں کو تو منہ ہی نہیں لگاتیں۔

اسکو تہمینہ کی یہ باتیں ہرٹ کرتی تھیں۔

مریم کو تو آج تک میرب نے کبھی کوئی تانہ نہیں دیا تھا نہ چھوٹا نہ بڑا۔۔

اسکو تو میرب سمجھاتی بھی اتنے پیار سے تھیں۔

کل رات کھانے کی میز پر بھی تہمینہ نے اسکے صبح خود سے نہ اٹھنے پر تانہ دیا تھا۔

کہ تعلیم کے علاوہ بھی ماں باپ کچھ سکھاتے تو سسرال میں رہنے کی تمیز ہوتی۔

پہلے تو صرف تانے ہوتے تھے اب تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تانو میں تلخی بھی اترتی جارہی تھی جبکہ شادی کو زیادہ عرصہ بھی نہیں ہوا تھا۔

اپنے گھر والوں کی تربیت پر کوئی انگلی اٹھنا برداشت نہیں کرتا پر فاطمہ پھر بھی ضبط کر گئی کے کہیں مہر نہ لگ جائے کہ ماں باپ نے تمیز بھی نہیں سکھائی۔

اسکو امید تھی کہ حارث کچھ بولے گا پر حارث خاموش رہا۔

وہ اس ایک مہینے میں یہ سمجھ چکی تھی کہ حارث اس سے محبت کرتا ہے اسکا خیال رکھتا ہے۔ مگر وہ تہمینہ کے سامنے کبھی اسکی ڈھال نہیں بن سکتا۔۔

ماں سے بدتمیزی کرنا الگ بات ہے لیکن حق سے منہ موڑنا ناانصافی ہے۔ جہاں آپ تمیز کے دائرے میں اپنی بیوی کے جائز حقوق کے لیے بول سکیں وہاں بولنا چاہیے۔۔

پر افسوس حارث ان مردوں میں سے نہیں تھا جو برابری سے چل سکیں۔۔

اور اسی وجہ سے وہ آج فاطمہ کو بہت ہرٹ کر چکا تھا۔

"کچھ نہیں بس سر میں درد تھا اسلیے"

بمشکل نرمی سے وہ بس اتنا ہی بول سکی ورنہ دل میں تو آیا کے کھری کھری اسے بھائی اور ماں کی ناانصافی سنائے۔

"دوائی لی۔۔؟"

سندس کے پوچھنے پر اسنے نفی میں سر ہلا دیا

"اوکے میں لیکر آتی ہوں۔۔اکثر پڑھائی کے دوران میرے بھی سر درد ہو جاتا ہے"

پڑھائی کا سن کر ایک بار پھر فاطمہ کی آنکھی بھر آئیں اسے کسی صورت اپنی محنت زائع جانے کا ملال ختم نہیں ہو رہا تھا۔۔

"نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے بس کچھ دیر سو نگی تو ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

اس نے سندس کو کمرے سے جانے کا اشارہ دیا تھا کہ وہ اکیلے رہنا چاہتی ہے۔۔

سندس بھی بنا برا مانے اسکی بات سمجھتے کمرے سے نکل گئی۔۔۔کیونکہ وجہ وہ جانتی تھی۔۔۔

اسکے جاتے ہی فاطمہ رو دی۔۔۔

وہ تو اسلیے میرب جیسی ساس نہیں مانگتی تھی کہ میرب جیسے اسکے ساتھ رہتی تھیں ویسی ساس نہ ملے۔۔پر ویسی تو مانگتی تھی جیسے میرب مریم کے ساتھ رہتی تھیں۔

پر اب تو وہ سوچ رہی تھی کہ جیسے میرب اسکے ساتھ رہتی تھیں تہمینہ اسکے ساتھ ویسی ہی ہو جائیں۔۔

پر ہر جگہ جس طرح بہوئیں بیٹی کا کردار ادا نہیں کرتیں وہیں ساسیں بھی ماں کا کردار ادا نہیں کرتیں۔

اور یہاں فاطمہ ضرور بیٹی بننے کی کوشش کر رہی تھی پر تہمینہ اسے بیٹی قبول کرنے کو تیار نہیں تھی۔۔۔۔

ایسا ہی تو ہوتا ہے اکثر ہمارے معاشرے میں۔۔

اس طرح سوائے سکون خراب ہونے کے کچھ نہیں ہوتا۔۔

فاطمہ کو میرب عارف صاحب مریم اور اسامہ سب کی یاد آ رہی تھی۔۔

اور وہ سوچ چکی تھی کل وہ گھر جا کر سب بتائے گی۔۔

اور پوچھے گی کہ کیوں جلدی شادی کی۔

کدھر گئی وہ امیدیں جو دلائی تھیں۔وہ یہ بھی سوچ چکی تھی کہ حارث سے بات نہیں کریگی۔

آنکھوں پر بازو رکھے وہ لیٹ گئی۔لیکن وہی ایک مسئلہ آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے دل کر رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔

وہ اپنی کسی بات سے انکار پر کبھی نہیں روئی تھی کیونکہ شاید اسے یقین ہوتا تھا اسکی ضد پوری کر دی جائے گی۔
اور اب یقین تو کیا اسے امید بھی نہیں تھی کہ اسکی جائز بات مانی جائے گی۔۔

****

"میں بہت پریشان ہوں۔۔مجھے زایان کا رویہ دن بدن پریشان کر رہا ہے۔۔۔سن رہے ہیں آپ؟"

مسز اکبر۔۔اکبر صاحب کی طرف متوجہ تھیں۔

"ہاں سن رہا ہوں۔۔پر مجھے تو اسکے رویے میں کوئی خرابی نظر نہیں آرہی کلثوم(مسز اکبر)"

"کیسے نظر نہیں آرہی؟آپ دیکھ نہیں رہے اسکو۔۔؟
وہ پہلے بھی سنجیدہ تھا پر اتنا خاموش نہیں جتنا اب ہو گیا ہے۔۔

صرف جب میں کوئی سوال پوچھتی ہوں تو جواب دیتا ہے ورنہ تو ایسا لگتا ہے جیسے گویائی سے محروم ہے۔"

مسز اکبر زایان کے رویے سے پریشان تھیں۔اور اب انکی پریشانی بھڑھتی جارہی تھی۔

"وہ جوان ہے کلثوم۔۔اسکے اپنے کچھ مسائل ہونگے۔۔آپ اسکو اسکے حال پر چھوڑ دیں۔

میں نے اس سے دو تین بار پوچھا تو وہ مجھے مطمئن کرنے میں مزید پریشان ہو گیا۔۔ سمجھدار ہے وہ۔۔ٹھیک ہو جائے گا پریشان نہ ہوں۔۔۔"

مسز اکبر بنا کوئی جواب دیے نظریں پھیر گئیں۔اب انہیں کیا کہتیں کہ انکے یہ دلائل انہیں بلکل فضول لگ رہے ہیں اور انکی پریشانی ان دلائل سے رتی برابر کم نہیں ہو گی۔۔۔

****

"فاطمہ؟ کھانا کیوں نہیں کھایا تم نے؟سندس بتا رہی تھی تمہارے سر میں درد ہے۔"

وہ فاطمہ کے سرہانے بیٹھے اس سے پوچھ رہا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ جاگ رہی ہے۔

لیکن فاطمہ پھر بھی آنکھوں پر ہاتھ رکھے سوتی بنی رہی۔

اسنے فاطمہ کا ہاتھ آنکھوں پر سے ہٹایا اور اسے خاموشی سے دیکھنے لگا۔

اسکی آنکھیں گیلی تھیں یعنی وہ بے وقوف لڑکی اب تک آنسو بہا رہی تھی۔

"فاطمہ سیریسلی تم اتنی چھوٹی سی بات پر اب تک رو رہی ہو۔۔"

حارث نے تاسف سے اسے دیکھا وہ جو سوتے بنی لیٹی تھی فورا اٹھ کے بیٹھی اور غصے سے حارث کو دیکھنے لگی۔۔

"ہماری شادی کو صرف ایک مہینہ ہوا ہے حارث۔۔ صرف ایک مہینہ۔۔ آپکی امی شادی کے چند دن بعد سے ہی تانے دیتی ہیں آپ کے سامنے بھی اور آپ کے پیچھے بھی جس سے آپ واقف ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے سندس آپکو سب بتاتی ہے پر آپ خاموش رہتے ہیں۔

اور میں بھی آپ سے کوئی شکایت نہیں کرتی۔

نہ ہی میں نے آپ کو کبھی یہ کہا ہے کہ میری وجہ سے اپنی امی سے لڑیں یا بحث کریں۔۔۔

کبھی بھی آپ سے شکایت نہیں کرتی جب کے آپ جانتے ہیں یہ ناانصافی ہے۔۔

لیکن اب جو میں بول رہی ہوں وہ ناانصافی نہیں ظلم ہے۔۔

یہ چھوٹی بات نہیں ہے میں نے بہت محنت کی ہے۔

میرے گھر والوں سے پوچھیں آپ رات کو جاگ جاگ کر میں نے اپنے گریڈز بنائے ہیں۔

اور اب میری ساری محنت زائع ہو جائے گی۔

اگر میں کوئی ناجائز ضد کر رہی ہوں تو آپ کہیں۔"

اس بار اسکا لہجہ نرم اور التجائی نہیں تھا۔

وہی پرانا ضدی لہجہ تھا جو گھر میں ہوا کرتا تھا۔اب عادتیں اتنی جلدی تو نہیں چھوٹتی۔

وہ روتے ہوئے ایک بار پھر اس امید سے بول رہی تھی کہ اب حارث منع نہیں کریگا اور اسکے آنسوؤں کے آگے پگھل جائے گا۔

ایکی یہی تو ہتھیار ہوتا ہے عورتوں کے پاس ورنہ انکے بس میں اور کیا ہوتا ہے سوائے سمجھوتے کے۔

کوئی ان آنسوؤں کا مان رکھ لیتا ہے تو کوئی انکو بے مول کر دیتا ہے۔

"فاطمہ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے جس پر اتنا ری ایکٹ کر رہی ہو۔"

حارث کو اسکی ساری باتیں صحیح لگی تھیں پر اسکا یہ ضدی لہجہ بہت برا۔ لیکن اگر وہ پیار سے التجا بھی کرتی اسے تب بھی راضی نہیں ہونا تھا۔

کیونکہ اسکی خود کی نظر میں یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی اور نہ ہی فاطمہ کا ڈگری مکمل کرنا اتنا ضروری۔ ایک بار وہ تہمینہ سے بات کر کے دیکھ چکا تھا اب وہ ان سے دوبارہ بات کرنے کا ارادہ بلکل نہیں رکھتا تھا۔

ویسے بھی تہمینہ ابھی سے بیوی کے اشاروں پر چلنے کے تانے دینے لگی تھی اور وہ فاطمہ کے حق میں بول کر انکے تانو کو صحیح ثابت نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔

"واقعی حارث یہ آپ ہی ہیں۔

ویسے تو اتنی محبت کی باتیں کرتے ہیں اور میری ایک بات۔ خواہش ضد جو بھی نام دیں وہ پوری نہیں کر سکتے آپ ؟"

ایک آخری کوشش ایموشنل بلیک میلنگ۔ فاطمہ کو یقین تھا وہ اس بات پر تو ضرور مانے گا۔

"واقعی۔۔مجھے یقین نہیں آرہا فاطمہ تم اتنی ضدی ہو۔

تمہارے سر میں درد ہے نا آرام کرو۔۔"

کہتے ساتھ جیسے وہ کمرے میں آیا تھا ویسے ہی نکل گیا۔

فاطمہ اسے ششدہ دیکھتی رہ گئی۔اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

"اسامہ آپ نے میری بات نہیں مانی؟"

مریم منہ بنائے کمر پر ہاتھ رکھے پوچھ رہی تھی اور اسامہ صوفے پر بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔دوسرے صوفے پر فاطمہ دلچسپی سے اپنے بھائی بھابی کو دیکھ رہی تھی۔

میرب اور عارف صاحب گھر پر نہیں تھے۔

اور ابھی مریم اور اسامہ کی شادی کو صرف دو مہینے ہوئے تھے۔

"مریم مائے ڈول۔۔خود سوچو یہ بلکل نامناسب ہے۔

بلکہ اس میں شادی کا کوئی عمل دخل نہیں اگر تم شادی سے پہلے جاتی تب بھی نامناسب تھا۔ تم خد بتاؤ اکیلے لڑکیوں کا مری جانا کہاں سے مناسب ہے ؟"

"اسامہ میں اکیلی نہیں ہوں میرا پورا یونی گروپ جارہا ہے ساتھ میں سر بھی ہونگے۔

آپ بس یہ بتائیں جانے دینگے یا نہیں"

دوٹوک انداز میں وہ فل اینڈ فائنل کے موڈ میں تھی۔۔

"نہیں"

اسامہ نے مختصر جواب دیا۔

"اوہ او کے گریٹ میں نہیں جارہی ویسے بھی میری خوشی کہاں معنی رکھتی ہے۔"

وہ بولتے ساتھ آنکھوں میں آنسو لانے لگی تھی (مصنوعی آنسو)

"ارے یار اب پلیز اپنے یہ قیمتی آنسوؤں کا سیلاب مت لانا۔۔

چلے جانا بس۔ لیکن آخری فیصلہ امی کا ہو گا اگر انہوں نے اجازت دی تو۔"

اسامہ نے ہار مانتے ہوئے کہا۔

"اسکی فکر آپ نہ کریں امی کو پٹانہ میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔اور یہ آپ بھی جانتے ہیں"

مریم کے اتنے بھرم سے بولنے پر اسامہ منہ بنا کے رخ موڑ گیا۔

جیسے اجازت تو دے دی پر خوش نہیں ہے۔

اسکے ایسے انداز دیکھ کر مریم ہنس دی۔

"مزاق کر رہی تھی اسامہ میں۔۔

میں کہیں نہیں جا رہی اور آپ نے اتنا بے وقوف سمجھا ہے کہ میں اکیلے گھومنے چلی جاؤں اتنی نادان نہیں ہوں میں۔

یہ تو بس فاطمہ نے شرط لگائی تھی کہ آپکو منا کے دکھاؤں۔"

بولتے ہوئے وہ اسامہ کے برابر میں بیٹھ گئی اور زور سے اسکا گال کھینچا۔۔

"تو کیا میں آپکو اتنا نادان لگتا ہوں کے بیوی کو اکیلے بھیج دیتا۔"

اسامہ نے آئبرو اچکا کر پوچھا۔

"یعنی نہیں جانے دیتے۔؟ خالی دل رکھنے بول رہے تھے؟"

مریم ماتھے پر بل ڈالے پوچھنے لگی۔

"نہیں بھئی ضرور جانے دیتا پر ساتھ میں۔ میں خود بھی جاتا۔"

اسامہ کی بات پر مریم کے ساتھ فاطمہ بھی ہنس دی۔

فاطمہ نے اپنے آنسو صاف کیے وہ خاموشی سے لب بھینچے زمین کو گھور رہی تھی۔

وہ مریم اور اسامہ کو یاد کر رہی تھی۔

مریم کی ضد غلط تھی پھر بھی اسامہ نے اجازت دے دی تھی۔

اسکی تو ساس بھی میرب کی طرح نہیں تھی کے مریم کی طرح وہ بھی منا لے۔

وہ مریم سے جلتی نہیں تھی لیکن اب اسے احساس کمتری ہونے لگا تھا۔

آنسو ایک بار پھر سے نکلنے لگے اسنے بے دردی سے انہیں رگڑ دیا۔

لازم تو نہیں کے ہر کوئی ان قیمتی موتیوں کی قدر کرے۔۔

پر جو محبت کرتا ہے وہ قدر بھی کرتا ہے۔۔

تو کیا حارث محبت نہیں کرتے۔؟"

یہ سوچ آتے ہی وہ پھر رو دی۔۔

****

" ارحم"

حماد مستقل ارحم کو فون کر رہا تھا۔ کلب میں پارٹی تھی مگر مسلسل فون کرنے کے بعد بھی جب ارحم نے فون نہیں اٹھایا تو حماد نے الیاس صاحب کو فون کیا اور پھر الیاس صاحب نے افسوس سے اسے ساری بات بتادی۔

وہ ابھی ارحم کے گھر آیا تھا اور اسکی توقع کے مطابق روم لاک تھا۔

وہ زینت سے چابی لیکر روم انلاک کر کے اندر آیا اور کمرے کی حالت دیکھ کر چکرا گیا۔

ارحم اور ایسی حرکت یقین کرنا مشکل تھا۔

کمرے سے گھومتی اسکی نظر صوفے پر پڑی اور وہ مزید حیران ہو گیا۔

وہ سمجھا تھا ارحم رو رہا ہو گا پر وہ تو مزے سے صوفے سے ٹیک لگائے سگریٹ پھونک رہا تھی۔

گہرے گہرے کش لیتا وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔

کمرے میں دھواں تھا اور گھٹن بھی حماد کی نظر فرش پر پڑی تو وہ افسوس سے ارحم کو دیکھنے لگا۔

نیچے فرش پر کچھ کچھ فاصلے پر دس سے گیارہ بجھی ہوئی سگریٹ کے ٹوٹے پڑے تھے۔

"اتنی سگریٹ پینے کے بعد تم اب تک زندہ کیسے ہو؟ اب تک تو تمہاری ناک سے ایک خون کی لکیر نکل جانی چاہیے تھی اور تمہیں آئی سی یو میں ہونا چاہیے تھا۔"

ارحم کے برابر بیٹھتا وہ طنزیہ بولا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔۔

میں زندہ کیسے ہوں؟ بھلا سانسیں چھننے کے بعد کوئی زندہ رہ سکتا ہے؟"

ارحم ہنسا تھا گویا اپنا مزاق اڑا رہا ہو۔

حماد خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔اب کیا کہتا اسے الفاظ تلاش کر رہا تھا۔ تسلی بھی کیا بول کر دیتا۔

"تم یہاں کیسے آئے؟"

سگریٹ فرش پر پھینکتے اسنے بظاہر نارملی پوچھا پر حماد اسکی اندرونی کیفیت سمجھ رہا تھا۔

"وہ۔۔"

"اوہاں کلب جانا تھا نہ۔۔ سوری میں بھول گیا تھا۔۔

چلو چلتے ہیں"

حماد نے بولنا شروع ہی کیا تھا جب ارحم اسکی بات کاٹتے بولا۔

اور ساتھ ہی تیار ہونے کی غرض سے کھڑا ہونے لگا۔

"ہم پھر کبھی چلے جائینگے کلب۔۔ تم ابھی آرام کرو؟"

حماد نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے روکا۔اور سنجیدگی سے بولا

"مجھے واقعی آرام کی ضرورت ہے حماد۔۔ اگر میں کچھ دیر یہاں رہا تو میرا دماغ پھٹ جائیگا"

وہ حماد سے زیادہ سنجیدگی سے بولا تھا کہ حماد نا چاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

"میں ریڈی ہو کر آتا ہوں"

ارحم فریش ہونے گیا تو وہ کمرے کی اجڑی ہوئی حالت کو دیکھنے لگا۔

پھر اسنے کمرے سے نکل کر بشیر کو آواز لگائی اور زینت اور الیاس کو بنا بتائے روم کو صاف کرنے کا بولا۔۔

کچھ ہی دیر میں ارحم تیار ہو کر نکلا تو وہ لوگ چلے گئے۔

حماد پہلے ہی الیاس صاحب کو آگاہ کر چکا تھا۔

****

کلب کے باہر گاڑی روکے وہ خود کو نارمل کرنے لگا۔

جبکہ حماد گاڑی سے پہلے ہی اتر چکا تھا۔

اسنے کلب سے نکلتی رنگین روشنیوں کو دیکھا۔اسے یہ سب کبھی بھی ایٹریکٹ نہیں کرتا تھا پر آج وہ ضرورت کے تحت یہاں آیا تھا۔

گاڑی پارک کر کے دونوں کلب کے اندر گئے اور پھر وہی شور روشنی عجیب سی بدبوؤں اور پرفیوم میں رچا بسا ماحول جس سے ہمیشہ ارحم الیاس کو گھٹن ہوئی تھی لیکن اس وقت اسے وہ اپنے کمرے سے کئی گنا سکون اور بہتر جگہ لگی تھی۔

وہ ہمیشہ کی طرح ایک کونے میں بیٹھ گیا۔

حماد سوفٹ ڈرنک لانے چلا گیا۔

"ہائے ارحم"

اپنے برابر سے اسے نسوانی آواز آئی جسے وہ بخوبی پہچان چکا تھا لیکن اس وقت وہ کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا اسلیے ان سنا کر دیا۔

"میں جانتی ہوں تم اپ سیٹ ہو۔۔ حماد نے مجھے بتایا ہے۔۔

مجھے دکھ ہے ارحم لیک۔۔۔"

سارہ جونان اسٹاپ بولنے لگی تھی جب ارحم کی سخت گھوری پر خاموش ہوئی۔

ارحم کو حماد پر شدید غصہ آیا تھا اگر حماد اس وقت ساتھ ہوتا تو یقیناوہ بہت زور کا تھپڑ مارتا

"مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے سمجھیں۔

اپنے کام سے کام رکھو جاؤ یہاں سے"

ناگواری سے سخت لہجے میں بولتاوہ واپس رخ موڑ گیا۔

"اپنا کام ہی کر رہی ہوں۔

تم پہلے اس لڑکی سے محبت کرتے تھے اسلیے تمہیں میری محبت نظر نہیں آئی۔

لیکن اب اس لڑکی کی شادی ہو چکی ہے۔

اب تو تم میری محبت دیکھو ارحم میں۔۔۔"!

"اس وقت میرا دماغ پہلے سے ہی بہت خراب۔میرا کسی بھی قسم کی بکواس سننے کا موڈ نہیں ہے۔میں نہیں چاہتا میں تمہارے ساتھ بد تمیزی کروں اسلیے جاؤ یہاں سے"

سارہ کی بات بیچ میں کاٹتے اسنے سارہ کو وارننگ دی تھی۔

"ارحم میں تم سے۔۔۔"!

سارہ نے ایک بار پھر بولنے کی کوشش کی جب وہ بیچ میں ہی چلا اٹھا۔

حماد بھی سوفٹ ڈرنک لے آیا تھا اور اب حیرت سے سارہ کو ارحم کے پاس اور ارحم کو سارہ پر چلاتا دیکھ رہا تھا۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔آئی سے جسٹ شٹ یور ماؤتھ۔۔گیٹ لاسٹ۔۔

سارہ ویسے ہی کھڑی ششدہ اسے دیکھ رہی تھی۔آس پاس کے لوگ بھی اتنے میوزک کے باوجود متوجہ ہو چکے تھے۔

اتنی بے عزتی اسنے کبھی محسوس نہیں کی تھی جتنی ذلت اب ہو رہی تھی۔

"آئی سے گیٹ لاسٹ"

وہ ایک بار پھر چلایا اور اس بار سارہ کا صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو گیا۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو ہاں۔

بہت اونچی چیز ہو تم۔۔۔ تمہارے جیسے ہزاروں میرے آگے پیچھے گھومتے ہیں۔ جن کو میں منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتی

ارحم کو تو نہیں پر حماد کو اسکا یہ جملہ چبھا تھا کیا وہ بھی ان ہزاروں میں سے تھا؟

اور تم۔۔ تم مجھے گیٹ لاسٹ بول رہے ہو

وہ بھی بلند آواز میں بولی۔۔

محبت کرتی ہوں میں تم سے اور تم اپن۔۔۔۔" !

" صحیح کہا ہزاروں لڑکے تمہارے پیچھے تمہاری محبت کا دم بھرتے ہونگے لیکن ارحم الیاس کی پسند اتنی سستی نہیں ہے۔"

طنزیہ ہنستے ہوئے کہا تھا لیکن سامنے کھڑی سارہ کو ذلت کے گڑھے میں ڈھکیل گیا تھا۔

"تمہاری مثال پتا ہے کیسی ہے؟

مٹھائی کی کھلی دکان دیکھی ہے۔ تم اس دکان میں رکھی ہوئی مٹھائی کی حیثیت رکھتی ہو جس پر ہزاروں مکھیاں بیٹھتی ہیں۔ اور ارحم الیاس غلیظ چیزیں پسند نہیں کرتا۔"

کتنی بڑی بات بول گیا تھا وہ۔

سارہ کو اپنا آپ ایک گری ہوئی عورت کے برابر لگا۔

اتنی تلخ بات بے اختیار سارہ کی آنکھیں پانی سے بھری تھیں۔

وہیں حماد بھی ارحم کی بات پر ششدہ رہ گیا تھا۔

اسے ارحم کے ادا کیے جملے چابک کی طرح لگے تھے وہ محبت کرتا تھا سارہ سے اور اپنی محبت کی تذلیل کسی کو برداشت نہیں ہوتی۔

سارہ نے ایک نظر ارد گرد دیکھا۔ میوزک رک چکا تھا اور سب انکی طرف ہی متوجہ تھے۔

اسکو لگا وہ دوبارہ سر اٹھا کے نہیں چل سکے گی۔

وہ بھاگتے ہوئے وہاں سے نکلی تھی اسکے جانے کے بعد ارحم بھی وہاں سے غصے سے نکلا تھا۔

ارحم کے پیچھے حماد بھی سوفٹ ڈرنکس کے گلاس ویٹر کو پکڑاتا باہر نکل گیا۔

****

"تم نے اسکی انسلٹ کی ہے ارحم۔ یہ جانتے ہوئے بھی کے وہ میرے لیے کتنی اہم ہے۔"

حماد بھی اسکے پیچھے کلب سے باہر نکلا تھا آج پہلی بار اسے ارحم پر اتنا غصہ آیا تھا۔

"میں نے کسی کی انسلٹ نہیں کی جو عورت خود اپنی عزت نہیں کرتی میں بھی اسکی عزت کرنے کا روادار نہیں ہوں"

غصے سے کہتا وہ گاڑی کی طرف بڑھا۔

"مسٹر ارحم الیاس خود کو اتنا اونچا مت سمجھو۔۔ فاطمہ کی شادی کسی اور سے ہو گئی اس میں کسی کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

حماد نے بمشکل اپنے غصے کو قابو پا کہ مٹھی بھینچی۔ وہ ارحم سے کمزور ہر گز نہیں تھا لیکن آج تک اسے ارحم کی کوئی بات اتنی گراہ نہیں گزری تھی جتنا سارہ کی بے عزتی کرنا۔

"اپنی زبان سے آئندہ فاطمہ کا نام بھی مت لینا۔ میں اپنی ہونے والی بیوی کا نام کسی اور مرد کے منہ سے نہیں سننا چاہتا۔"

وہ جو گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا سرعت سے مڑا جارحانہ طریقے سے حماد کا گریبان پکڑ کر اسے وارننگ دی وہ جو غصے سے مٹھی بھینچے کھڑا تھا اسکی مٹھی ڈھیلی ہوئی وہ الجھی نظروں سے ارحم کو دیکھنے لگا۔

"اسکی شادی ہو چکی ہے ارحم۔"

حماد نے اس بار نرم لہجے میں بولا وہ ڈر گیا تھا پتہ نہیں ارحم کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔

"تو؟"

لٹھ مار جواب

"تو یہ کہ وہ شادی شدہ ہے"

حماد جھنجھلا کر بولا

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"

انداز میں سکون ہی سکون تھا۔

"تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے پر جس سے تم شادی کرنے کی بات کر رہے ہو اسے تو ہو گا نہ؟

ایک مہینہ ہوا ہے اسکی شادی کو ارحم وہ خوش ہو گی اپنے شوہر کے ساتھ کیوں اسے برباد کرنا چاہ رہے ہو؟"

اب کی بار وہ قدرے غصے میں بولا سامنے کھڑا شخص اسے ایک خود غرض جہالت کا نمونہ لگ رہا تھا۔

"وہ ارحم الیاس کے ساتھ زیادہ خوش رہے گی۔۔ جتنی محبت اسے ارحم دے گا اتنی کوئی نہیں دے سکتا۔"

"یہ تم سوچتے ہو۔۔ اسکا شوہر بھی اس سے بہت محبت کرتا ہو گا۔ اور میٹر تمہاری یا اسکے شوہر کی محبت کا ہے ہی نہیں میٹر کرتا ہے کہ فاطمہ کس سے محبت کرتی ہے اور میں یقین سے کہتا ہوں وہ صرف اپنے شوہر سے محبت کرتی ہے وہ تو تمہیں جانتی بھی نہیں ہے"

حماد نے حتمی کہا وہ کسی صورت ارحم کے دماغ سے یہ نکالنا چاہتا تھا۔

"نہیں جانتی تو جان جائے گی۔۔ وہ اپنے شوہر سے محبت کرتی ہے کیونکہ اسنے ارحم الیاس کی محبت نہیں دیکھی۔ جب وہ میری محبت میرا جنون دیکھے گی تو مجھ سے محبت کریگی"

"تم غلط ہو ارحم۔۔

حماد آگے بڑھا اور بلکل ایک قدم دور کھڑے ہو کر اسکا کالر درست کیا۔

تم نے جو لڑکی پسند کی ہے نہ وہ اس طرح کی بلکل نہیں یہ تم بھی جانتے ہو۔ شاید اسی لیے آج وہ تمہارے دل میں ہے۔

وہ لڑکی وہ نہیں ہے جو کسی اور کی محبت دیکھ کر اپنے شوہر سے بے وفائی کر دے۔

تم دنیا بھر کی محبت بھی اسکے قدموں میں ڈال دو نا وہ پھر بھی محبت اپنے شوہر سے ہی کریگی"

حماد نے اسے بہت کچھ باور کروایا تھا لیکن فائدہ کچھ نہیں ہوا کیونکہ سامنے والا سمجھنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا تھا۔

"تم بزدل ہو حماد۔۔اسکا منہ بولتا ثبوت وہ لڑکی ہے جس سے تم محبت کرتے ہو اور وہ میری محبت کے دم بھرتی ہے۔"

حماد ہاتھ اپنے کالر سے جھٹک کر گاڑی کی طرف بڑھا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔

اگلے لمحے نہ وہاں ارحم تھا نہ ارحم کی گاڑی۔

"میں محبت کے ساتھ ساتھ اسکا احترام بھی کرتا ہوں ارحم میں اس پر خود کو مسلط نہیں کرنا چاہتا۔ محبت میں زبردستی نہیں ہوتی کاش تم بھئ سمجھ جاؤ"

افسوس سے کہتے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

****

حارث رات کو دیر سے کمرے میں آیا ایک نظر سوئی ہوئی فاطمہ پر ڈالی اور اپنی جگہ پر لیٹ کر آنکھیں موند گیا۔

اسے اپنے فیصلے پر دکھ نہیں تھا اسکی یہی سوچ تھی کہ فاطمہ بیجہ ضد کر رہی ہے۔

لیکن اسکو فاطمہ کی ناراضگی کی فکر تھی۔ وہ فاطمہ کو ناراض نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

اور اسکی ناراضگی دور کرنے کا طریقہ بھی وہ سوچ چکا تھا۔

****

" کیا بات ہے؟ بیوی کے رنگ چڑھنے لگے ہیں تم پر "

چائے کا کپ لبوں سے لگاتے تہمینہ نے حارث کے صبح دیر سے اٹھنے پر گہرا طنز کیا تھا۔

۔

"آج لیٹ جانا تھا آفس بس اسلیے"

وہ لب بھینچتے بس اتنا بول سکا اسنے ایک نظر فاطمہ کو دیکھا تو وہ سب سے لاپرواہ بنی ناشتہ کر رہی تھی۔

اسے دیکھ کر لگ رہا تھا اسنے سنا ہی نہیں یا وہ یہاں ہے ہی نہیں۔

"رہنے دو تمہارے پاس بہت بہانے موجود ہونگے۔جب سے بیوی آئی ہے۔آفس سے آتے ہی کمرے میں اور پھر صبح پھر آفس۔۔

گھر میں ایک ماں اور بہن بھی رہتے ہیں"

ایک اور طنز کرتیں وہ رخ موڑ گئیں۔حارث نے پھر سے فاطمہ کو دیکھا جو اب بھی سب کو نظر انداز کیے کھانے میں مصروف تھی جیسے اس سے زیادہ ضروری کوئی کام ہی نہ ہو۔

"کیا ہو گیا امی؟ بھائی روزانہ آفس سے آنے کے بعد بیٹھتے تو ہیں اور پھر بھابی جب سے آئی ہیں کتنی رونق ہو گئ ہے۔"

ماحول میں بڑھتی سنجیدگی کم کرنے کے لیے سندس تہمینہ کی گھوری کو نظر انداز کیے بولتی رہی۔

حارث نے مسکرا کر محبت سے اپنی بہن کو دیکھا اور پھر دوبارہ فاطمہ کو دیکھا وہ اب بھی سپاٹ تاثرات میں سب سے کٹی چائے پی رہی تھی۔

حارث سر جھٹک کر اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہوا۔

تہمینہ ایک کٹیلی نظر فاطمہ پر ڈال کر اٹھ گئیں جبکہ فاطمہ رتی برابر فرق لیے بیٹھی رہی۔

اب عادتیں اتنی جلدی تو نہیں جاتیں۔ وہ سدا کی ضدی اور خود سر اپنی منوانے والی۔۔

تہمینہ کے اٹھنے کے بعد سندس نے اسے دیکھا مخاطب کرنے کا سوچا پر پھر خاموش ہو گئی تھی۔ تازی تازی ناانصافی کی تھی اسکے گھر والوں نے فاطمہ کے ساتھ جس کی وجہ سے وہ قصوروار نہ ہوتے ہوئے بھی شرمندہ تھی۔

فاطمہ اپنے برتن سمیٹتی اٹھی اور پھر پانچ منٹ بعد کچن سے نکلی۔

"مجھے امی سے ملنے جانا ہے"

واپس اپنی جگہ پر کھڑی وہ حارث سے مخاطب تھی پر نظریں سامنے دروازے پر مرکوز تھیں۔

"ٹھیک ہے تیار ہو جاؤ"

وہ فاطمہ کو دیکھ رہا تھا ایک دن میں ہی وہ اجنبی اجنبی بیہیو کر رہی تھی۔

وہ حارث کو اور کچھ بھی بولنے کا موقع دیے بغیر کمرے میں چلی گئی۔

"بھائی آپ غلط کر رہے ہیں"

سندس نے افسوس سے بولا اور اپنے اور حارث کے سامنے سے برتن اٹھا کر کچن میں چلی گئی۔

****

" کیا بات ہے آج بہت خوش خوش ہیں؟"

مسز اکبر لان میں ٹہلتی موبائل میں دیکھتی مسکرا رہی تھی جب پیچھے سے اکبر صاحب انکے ہمقدم ہو کر چلتے کہنے لگے۔

"بات ہی خوشی کی ہے"

مسز اکبر رک کر اکبر صاحب کو دیکھتی خوشی سے کہنے لگیں۔

"زایان شادی کے لیے مان گیا ہے"

خوشی انکے چہرے سے عیاں تھی اکبر صاحب نے چونک کے انکو دیکھا پھر حیرت سے اثبات میں سر ہلانے لگے۔

"کیسے ہو گیا یہ؟"

انہیں واقعی حیرت ہوئی تھی کیونکہ وہ خود بھی کوشش کر چکے تھے پر زایان بات کرنے کو بھی راضی نہیں تھا۔

"بس دو تین آنسو اور اپنی تکلیف بتائی تو ماننا ہی پڑا"

فخر سے بتاتی وہ اکبر صاحب کو دیکھ مسکرانے لگیں۔

انکی بات سمجھتے وہ بھی مسکرا کہ اثبات میں سر ہلانے لگے۔

"پھر کوئی لڑکی دیکھی آپ نے؟"

"ہاں فائقہ کی بیٹی مدیحہ مجھے بہت پسند تھی زایان کے لیے۔۔

مجھے تو اس دن فاطمہ کی نند بھی پسند آئی تھی پر اس نے صاف منع کر دیا کے وہاں نہیں کریگا۔"

انکو زایان کا سندس کے لیے منع کرنے پر دکھ نہیں تھا کیونکہ مدیحہ بھی انکو شروع سے پسند تھی۔

فائقہ انکی چھوٹی بہن تھی جو اپنے تایا زاد سے شادی کے بعد انگلینڈ چلی گئی تھیں۔

انکی دو بیٹیاں تھیں۔ بڑی لائبہ اور چھوٹی مدیحہ۔

لائبہ نے تو وہیں اپنے ڈیڈ کے دوست کے بیٹے سے پسند کی شادی کر لی تھی اور مدیحہ ابھی گریجویشن کر رہی تھی۔

"زایان سے بات کرنے سے پہلے آپ فائقہ سے بات کر لیتیں کے انکی کیا رائے ہے اور مدیحہ ایسا چاہتی ہے کہ نہیں؟"

"اسکی ضرورت نہیں تھی۔ایک دو بار وہ مجھے مدیحہ کی زایان کے لیے پسندیدگی کا اشارہ دے چکی ہے۔

اور وہ جتنی خوبصورت ہے زایان تو کیا باقی سا اب بھی اسکی قسمت پر رشک کرینگے۔۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے کلثوم۔ پھر تو میں چاہتا ہوں مجھے اپنے بیٹے کی قسمت پر رشک کرنے کا موقع جلد ملے۔"

اکبر صاحب بھی مطمئن تھے کلثوم کی بات انہیں درست لگی تھی۔

"بس زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑیگا۔ میں آج ہی بات کرونگی۔

اور ڈائیریکٹ شادی کی بات کرونگی۔ اب مجھے بھی اپنے پوتے پوتی دیکھنے ہیں"

انکی بے صبری دیکھ اکبر صاحب ہنس دیے۔۔

پوتے پوتیاں دیکھنے کی جلدی انہیں خود بھی بہت تھی۔

****

گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔

حارث وقفے وقفے سے اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا لیکن وہ اتنا مختصر جواب دیتی کہ دوسری بات نکالنا مشکل ہو جاتی۔

فاطمہ کے گھر کے آگے گاڑی روکی تو فاطمہ اسے بنا کچھ کہے یا اندر آنے کی دعوت دے بغیر دروازہ بجا کر کھلنے پر اندر چلی گئی اور ساتھ ہی دروازہ بند بھی کر دیا

حارث کو اسکا یوں بنا پوچھے اندر جانا برا لگا تھا۔

اور وہ پوچھتی بھی کیوں؟ وہ چاہتی ہی نہیں تھی حارث اندر آئے۔

حارث نے ایک نظر دروازے کو دیکھا اور پھر سر جھٹکتے واپس گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

وہ اندر جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ پر فاطمہ کے اس رویے کے بعد وہ اتنا بے عزت ہو کر اندر نہیں جانا چاہتا تھا۔

سر جھٹکنے کے بعد بھی اسے برا لگا تھا بہت برا۔

گاڑی اسنے واپس گھر کے راستے پر ڈالی۔

آفس جانے کا اب موڈ نہیں تھا اور نہ ہی کوئی خاص کام تھا۔

بلکہ فاطمہ کے لیے ایک سرپرائز تھا جو اس نے سننے کی زحمت ہی نہیں کی تھی۔

اور اب وہ اسکو لانے کے بعد بتانے کا ارادہ کر چکا تھا۔۔

****

"ہیلو فرقان۔ میں نے تمہیں نام اور تصویر بھیجی ہے۔
مجھے ایک گھنٹے میں اسکی مکمل ڈیٹیلز چاہیے۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن ایک گھنٹے کا مطلب ایک گھنٹہ۔"

کہتے ساتھ اس نے کال کاٹ دی۔

موبائل ٹیبل پر رکھ کر وہ کھڑکی پر آیا اور دونوں ہتھیلیاں کھڑکی پر جما کر سامنے لان میں مالی کو گھاس کاٹتے دیکھنے لگا۔

نظر اسکی مالی پر تھی پر زہن کہیں اور۔

دل اور دماغ کے درمیان جنگ چل رہی تھی۔

دماغ کہہ رہا تھا یہ غلط اور دل کہہ رہا تھا پیار میں سب جائز ہے۔

لیکن اس دل و دماغ کی جنگ میں دل دماغ پر غالب تھا۔

اور ارحم الیاس کو مکمل قابو کر چکا تھا۔

"حارث تم میرے جتنی کیا میرے سے آدھی محبت بھی نہیں دے سکتے فاطمہ۔

کوئی بھی تمہیں مجھ سے زیادہ نہیں چاہ سکتا کوئی بھی نہیں

ایک تم میرے پاس آجاؤ پھر تم خود اپنے نصیب پر رشک کرو گی

خیر رشک تو میں بھی اپنے نصیب پر کرونگا۔"

ہونٹوں پر پراسرا مسکراہٹ آئی تھی۔ لیکن یہ مسکراہٹ اسکی پہلے جیسی مسکراہٹ نہیں تھی۔

“ Very soon you will be Fatima Arham very soon”

)بہت جلد تم فاطمہ ارحم ہو گی بہت جلد(

کھڑکی سے ہٹ کر وہ صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا۔۔اور آنکھیں موند گیا۔۔

****

" فاطمہ یہ کیا بد تمیزی ہے؟ میکے آکر ایسے رو رہی ہو کہ سسرال والے ظلم کرتے ہیں تم پر"

گھر آتے ہی فاطمہ رونا شروع کر چکی تھی۔ مریم تو تھوڑا گھبرائی تھی پر میرب یک ٹک اسے دیکھ رہی تھیں۔ جب تھوڑی دیر بعد بھی رونا بند نہیں ہوا تو کوفت سے بولیں لیکن فاطمہ کی اگلی بات پر وہ خاموش ہوئیں اسکی آواز بھی رونے کے باعث بھاری ہو رہی تھی۔

"ظلم ہی تو ہے امی۔ میری ساس تو ویسی بھی نہیں جیسے آپ میرے ساتھ رہتی ہیں۔

اتنے تلخ تانے میں نے پوری زندگی میں آپ سے نہیں سنے ہونگے جتنے میری ساس مجھے سناتی ہیں"

مریم نے حیرت سے میرب کو دیکھا۔ تہمینہ دیکھنے میں تو بلکل نرم طبیعت معلوم ہوتیں تھیں پر یہ طنز تانے؟۔

"سارا دن انکے اور سندس کے ساتھ رہتی ہوں پھر بھی تانہ دیتی ہیں دوسروں کے سامنے کہ آج کل کی بہوئیں ساس اور نندوں کو منہ لگانا پسند نہیں کرتی۔"

فاطمہ تو گویا آئی ہی دل کی بھڑاس نکالنے تھی لیکن میرب اور مریم کو ضرور پریشان کر دیا تھا

"اگر غلطی سے صبح اٹھنے میں تھوڑی سی دیر ہو جائے اسکا تانہ۔

یا اگر کچن میں سندس خود سے کچھ کام کرنے لگ جائے اور میں اسکی مدد کروانے نہ جاؤں اس پر تانہ۔ اگر میں کھانے میں کچھ نہ کھاؤں تو اگلے چار دنوں تک نخرے دکھانے کا تانہ۔

اگر میں پورا وقت انکے ساتھ رہوں تو ٹوٹو لینے کا تانہ۔

اگر میں زیادہ دیر اپنی کسی دوست سے فون پر بات کر لوں اسکا تانہ۔

اگر حارث کے کپڑے میں پریس نہ کروں تو اسکا تانہ۔

میرے کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے۔ میری تربیت ہر چیز پر تو وہ تانہ دیتی ہیں۔"

بولتے ساتھ فاطمہ پھر رو دی مریم اسکے پاس آئی۔

میرب تو ششدہ سی اسے دیکھ رہی تھیں۔ کیا تہمینہ ایسی ساس تھی؟ کیا اپنی جلدی میں انہوں نے غلط فیصلہ کر دیا۔

دل نے فوراً دعا کی تھی یہ نا ہو۔

انہوں نے تو فیملی دیکھ کر شادی کی تھی۔ پر لازم نہیں جو بظاہر اچھا دکھے وہ اچھا ثابت بھی ہو۔

"لیکن میں نے یہ سب برداشت کر لیا لیکن اب جو وہ کر رہی ہیں وہ مجھ سے نہیں برداشت ہو گا۔"

فاطمہ میرب کو دیکھ اپنے ازلی ضدی انداز میں بولی۔

میرب کو بے ساختہ اپنے بولے گئے جملے یاد آئے جو انہوں نے عارف صاحب سے بولے تھے کہ انہیں ڈر ہے کہ فاطمہ کی یہ ضدی عادت بڑھ نہ جائے۔

کیونکہ ہر کوئی نخرے نہیں اٹھاتا۔

"کونسی بات؟"

میرب نے تحمل سے پوچھا۔

"آپ نے کہا تھا میں شادی کے بعد بھی اپنی تعلیم مکمل کر سکتی ہوں مجھے کوئی نہیں روکے گا۔آپ نے کہا تھا آنٹی نے خود کہا ہے کہ انہیں میری یونی سے کوئی مسئلہ نہیں ہے"

آنسو پوچھتے اسنے اپنا مکمل رخ میرب کی طرف کیا۔

"ہاں کہا تھا"

میرب نے فوراہی جواب دیا۔

"اور وہ مکر گئی ہیں۔

بن گئی ہیں وہ انڈین ڈراموں والی ٹپیکل ساس۔"

جتنے غصے سے اسنے بولا تھا مریم ہنسی تھی اور میرب نے اسے گھورا تھا۔

یقینا سسرال میں بھی ایسی ہی زبان چلاتی ہو گی جس کی بنا پر تانے ملتے ہیں۔

تاسف سے سوچتی میرب نے لمبی سانس لی۔

"اور حارث انکی تو بات ہی نہ کریں۔انکے اندر ایک بھی بھائی والی خوبی نہیں ہے۔او۔۔"!

"بس کرو فاطمہ یہ کونسا طریقہ ہے بات کرنے کا؟

ہر جگہ موازنہ کرنا شروع مت ہو جایا کرو۔

یقینا سسرال میں بھی ایسے ہی زبان چلتی ہو گی"

فاطمہ جو روانی میں بولے ہی جا رہی تھی میرب نے بیچ میں ہی بات کاٹ دی۔

"نہیں امی میں سسرال میں کچھ بھی نہیں بولتی"

فاطمہ خفت سے میرب کو دیکھتی ہوئی بولی تو کیا ابھی بھی اسکی امی کو اسکے سسرال والے ٹھیک لگ رہے تھے۔

"ہاں وہ تمہاری باتیں سن کے پتا چل رہا ہے۔

اور سب کا مختلف مزاج ہوتا ہے اور مختلف نصیب۔اور شوہر کے مزاج سے بیوی کو ڈھلنا پڑھتا ہے۔"

میرب رسانیت سے اسے سمجھا رہی تھیں۔

"ڈھل تو رہی ہوں امی۔ صبح اٹھ کے ناشتہ خود بنانے لگی ہوں جیسا حارث کہتے ہیں ویسا کرتی ہوں بس اپنی تعلیم مکمل کرنے کا ہی تو کہہ رہی ہوں۔"

"اسے ڈھلنا نہیں بوتے فاطمہ۔

جو کام تمہارے لیے مشکل ہو تمہارے مزاج اور طبیعت کے خلاف ہو اسے خاموشی سے کر لینا ڈھلنا ہوتا ہے۔
اور جب تک لڑکی ڈھل نہیں سکتی جب تک بس نہیں سکتی۔

کسی کو شادی شدہ زندگی بنی بنائی اچھی ملتی ہے تو کسی کو بنانی پڑتی ہے۔

اور اکثر بنانے میں عورت ہی اہم کردار ادا کرتی ہے۔"

میرب اسے پیار سے سمجھا رہی تھیں مریم خاموشی سے اثبات میں سر ہلا رہی تھی اور ساتھ ساتھ شکر بھی ادا کر رہی تھی کے اسے بنی بنائی خوبصورت شادی شدہ زندگی ملی ہے۔

فاطمہ میرب کی باتیں نہیں سمجھنا چاہتی تھی پر انکے الفاظوں میں کچھ تھا جو وہ فاطمہ کی سوچ پر اثر انداز ہو رہے تھے۔

"امی لیکن میں بس پڑھنا چاہتی ہوں۔ میں نے بہت محنت کی ہے سب زائع ہو جائے گی"

اب کے کمزور آواز میں آنکھوں میں آنسو لیے بولی۔

میرب نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا فاطمہ میرب کے پاس بیٹھی تو میرب نے پیار سے اسکا ماتھا چوما۔

"اس محنت کے زائع ہونے کے غم میں اپنی خوشیاں زائع مت کرو فاطمہ۔ تمہاری پڑھائی اگر مکمل ہو بھی جاتی ہے تمہاری ضد پر تو تمہیں اس سے کیا خوشیوں کا سرٹیفیکیٹ مل جائے گا؟

نہیں ملے گا۔ بلکہ تم اپنی زندگی مشکل بنالو گی۔

حارث کہ دل میں بھی یہ بات رہ جائے گی کہ تمہاری نظر میں اسکے فیصلوں کی اہمیت نہیں۔

ابھی تمہاری شادی کو زیادہ وقت نہیں ہوا۔ آج مانو گی تو کل منوانے کا منہ رہے گا۔"

بات مکمل کرنے کے بعد میرب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ میرب نے اسے پھر پیار کیا اور اسکی پسند کا کھانا اپنے ہاتھ سے بنانے اٹھ گئیں۔

اسکے بعد مریم بھی اسے کچھ نہ کچھ سمجھاتی رہی۔

پھر اسے اپنے دوپہر کے رویے پر افسوس ہوا جو اسنے حارث کے ساتھ کیا تھا۔

اسکے منہ پر دروازہ بند کیا تھا۔

پر اسکی ایک خوبی اسکی کئی خامیوں پر پردہ ڈال دیتی تھی۔

کہ اسکے ساتھ انا والا مسئلہ نہیں تھا۔

اسنے سوچا تھا کہ وہ حارث سے معافی مانگ لیگی۔

اسے میرب کی ساری باتیں ٹھیک لگی تھیں۔ کل سے کسی کا کیا گیا بلکہ اسکا ہی رو رو کر برا حال تھا۔ دکھی تو بس وہ تھی اسکے دکھی ہونے سے کسی کو کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا۔

ضد انسان وہیں کرتا اچھا لگتا ہے جہاں پوری کی جائے۔ ورنہ وہ ضد سے تبدیل کر کے بد تمیزی کا نام دے دیا جاتا ہے۔

****

"میری سمجھ سے باہر ہیں کے یہ کونسی گھر بسانے والی لڑکیوں کے طور طریقے ہیں۔ جو آئے دن اٹھ کے میکے چلی جاتی ہیں۔

اور قربان جاؤں میں اپنے بیوی کے غلام بیٹے پر کہ بیوی کو منع کرنے کے بجائے اسکا حکم بجالاتا ہے"

جلتے کڑھتے وہ ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھیں۔

"کیا ہو گیا ہے امی آپکو۔۔ آپ اتنی روایتی ساس کیوں بن رہی ہیں۔ آپ کا رویہ دیکھ کر مجھے ڈر لگ رہا ہے کہیں میری ساس بھی ایسے ہی نہ کرے میرے ساتھ۔"

سندس افسوس سے بولی اسے واقعی حیرت تھی اپنی ماں کے رویے پر جو وجہ بے وجہ تانے دیتیں تھیں فاطمہ کو۔

سندس نے کہہ تو دیا پر سندس کی کہی تہمینہ کے پیر سے لگی تالو پر بجھی۔

"میں روایتی ساس نہیں بن رہی مگر افسوس اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کے نصیب پھوڑ دیے میں نے۔۔

اگر تمہارے بھی یہی اطوار رہے نہ سسرال میں تو تمہارے سسرال والے بھی تمہیں برداشت نہیں کرینگے۔ یہ تو میں برداشت کر رہی ہوں۔

اور نجانے کیسے ماں باپ ہیں بیٹی کو آئے دن بلا لیتے ہیں بجائے اسکے کہ اسے سمجھائیں کہ سسرال میں دل لگائے"

ناگواری سے کہتی وہ سندس کو باتیں سنا کے کمرے میں چلی گئیں جب کے سندس افسوس سے بس دیکھتی رہ گئی۔

پتا نہیں کیوں اسکی امی ایسا کرتی تھیں۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب حارث کی گاڑی کی آواز آئی۔

اور پھر پانچ منٹ بعد ہی حارث اندر آیا۔

حارث نے تہمینہ کا پوچھا تو سندس نے یہ بول کے ٹال دیا کہ وہ سو رہی ہیں۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکا بھائی اسکی ماں سے یا بھابی سے بدزن ہو۔

****

ارحم موبائل پر فرقان کی بھیجی ڈیٹیلز پڑھ رہا تھا۔

اور جیسے جیسے وہ پڑھ رہا تھا اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھل رہے تھے۔

وہ ڈیٹیلز پڑھ ہی رہا تھا جب اسکا فون بجا اسکرین پر حماد کالینگ لکھا آرہا تھا اسنے ایک لمحے موبائل کو دیکھا پھر دوسرے لمحے کال اٹھالی۔

"ہیلو"

"میں نیچے کھڑا ہوں"

کہتے ساتھ حماد نے کال کاٹ دی۔ارحم نے موبائل کو دیکھا اور پینٹ کی جیب میں ڈالتا کھڑا ہو گیا۔

کل ہوئی بدمزگی کے تاثرات اسکے چہرے پر نہیں تھے۔

وہ نیچے آیا پر حماد نہیں تھا۔

وہ پورچ میں آیا تو وہیں حماد کی گاڑی کھڑی تھی اور حماد گاڑی میں ہی بیٹھا تھا۔

"گاڑی سے باہر نہیں نکلو گے ؟"

دوسری طرف کے شیشے پر جھک کر اسنے اندر جھانکا۔

"نہیں اندر بیٹھو تم سے بات کرنی ہے"

ارحم کو دیکھے اسنے سنجیدگی سے کہا ارحم کوئی سوال کیے بنا گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

حماد نے گاڑی اسٹارٹ کی اور باہر لی۔

پانچ منٹ گزرے تھے جب حماد نے گاڑی روکی ارحم اسکے گاڑی روکنے پر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے"

"بات گھر پر بھی ہو سکتی تھی۔ باہر لانے کی کوئی خاص وجہ؟؟"

ارحم نے بھی سنجیدگی سے پوچھا یہ حرکت کچھ عجیب لگی اسے۔۔

"بس تھی ضرورت۔۔ تمہیں غصے میں خیال نہیں رہتا۔

اگر میں وہاں کوئی بات کرتا اور تمہاری آواز بلند ہو جاتی تو آنٹی انکل کو پتا چل جاتا۔"

ارحم نے اسکی بات سمجھتے اثبات میں سر ہلایا ضرور وہ کوئی غصہ دلانے والی بات ہی کرنے والا تھا۔

"ارحم سارہ بہت ہرٹ ہوئی ہے تمہارے رویے سے۔"

"تو؟"

بلکل عام لہجہ تھا۔نہ غصہ تھا نہ طنز۔

"تمہارے الفاظ کل غلط تھے۔سب ہنس رہے تھے اس پر"

"اسنے اپنا مزاق خود بنوایا ہے میں نے منع کیا تھا کہ میں کسی قسم کی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں"

"ہاں کہا تھا پر اب بات کچھ اور ہے"

حماد سامنے روڈ پر نظریں جمائے بولا۔ارحم نے الجھ کر اسے دیکھا پر وہ ارحم کو نہیں دیکھ رہا تھا۔

"میں نے کل رات کو ڈیڈ کو بتا دیا کہ میں سارہ سے محبت کرتا ہوں"

ارحم نے دونوں آئبرو اٹھا کر اسے دیکھا یقین کرنا تھوڑا مشکل تھا۔

"آہ گریٹ امید ہے جوتا نہیں پڑا ہو گا"

ارحم نے بات کو مزاق کا رنگ دیا پر وہ پھر بھی سنجیدہ رہا۔

"ڈیڈ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔اور وہ سارہ کے گھر رشتہ لے جانے بھی تیار ہیں لیکن۔۔۔"

حماد بولتے بولتے رکا۔اور ارحم کی جانب دیکھا۔

ارحم نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میرا صرف ایک ہی بیسٹ فرینڈ ہے ارحم اور وہ تم ہو۔

اور محبت بھی میں ایک ہی سے کرتا ہوں اور وہ سارہ ہے۔ تمہیں تو میں کبھی نہیں چھوڑ سکتا پر سارہ کے لیے پیچھے ہٹنا میرے لیے بہت زیادہ مشکل ہے"

"تو مت چھوڑو۔ میں نے تمہیں اسے چھوڑنے کا نہیں بولا۔"

ارحم نے کندھے اچکا دیے۔

"ہاں نہیں بولا لیکن"

"حماد تمہیں باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو بات بھی ہے صاف صاف کہہ دو۔"

حماد جسے بات کرنے کے لیے الفاظ ڈھونڈنا مشکل ہو رہے تھے ارحم کے بیچ میں ہی بات کاٹنے پر لب بھینچ گیا۔

"مجھے نہیں پتا وہ مجھ سے شادی کے لیے ہاں کریگی یا نہ۔

پر اگر ہاں ہو گئی تو میں نہیں چاہتا بعد میں مجھے مسئلہ ہو اسلیے تم اس سے اپنے کل کے الفاظوں کے لیے معافی مانگ لو۔"

ارحم بنا کسی تاثر اسے دیکھنے لگا وہ پہلے ہی سمجھ رہا تھا کہ حماد کیا بات کر سکتا ہے۔

"تمہاری غلطی نہیں تھی پھر بھی صرف میرے لیے"

ارحم کو خاموش دیکھ کر وہ التجائیہ انداز میں بولا۔

"ٹھیک ہے۔"

حماد نے حیرت سے ارحم کو دیکھا۔ارحم الیاس معافی وہ بھی اس صورت میں جب وہ خود کو غلطی پر بھی نہ سمجھیں۔ ناممکن۔

تو پھر اب۔۔؟ خیر جو بھی تھا وہ راضی ہو گیا یہی بہت تھا۔

"تھینک گوڈ تم مان گئے میں تو یہی سوچ کر پریشان تھا کہ پتا نہیں تم کیا ری ایکشن دو۔

چلو لونگ ڈرائیو پر چلتے ہیں"

حماد کے دل میں تو سکون اترا تھا وہ کل جذبات میں بہت بڑا فیصلہ کر گیا تھا۔

دل میں ڈر بھی تھا کہ وہ تو ارحم سے محبت کرتی وہ بھلا کیسے اس کے لیے ہاں کریگی اور اسنے کیا سوچ کر یہ حرکت کر دی۔ لیکن جیسے بھی کی پر اب تو ہو گئی تھی۔ ویسے تو یہ ناممکن تھا پر معجزے اب بھی ہوتے ہیں اور وہ یہی دعا کر رہا تھا کہ اس کے ساتھ بھی ایک معجزہ ہو اور سارہ ہاں کر دے۔

****

رات ہونے سے پہلے فاطمہ نے حارث کو خود ہی میسج کر دیا تھا۔ واپسی پر گاڑی میں خاموشی رہی نہ حارث نے کچھ کہا نہ فاطمہ نے۔

فاطمہ تو انتظار کر رہی تھی کہ حارث کچھ کہے کوئی گلا کرے تو وہ معافی مانگے۔

رات کے کھانے پر بھی خاموشی رہی فاطمہ کا موڈ بھی اب نارمل تھا۔

تہمینہ نے بھی کچھ نہیں کہا شاید وہ ناراضگی ظاہر کر رہی تھیں۔

)ویسے ایسے لوگ ناراض ہی اچھے لگتے ہیں نہ؟ بلکہ انکو سدا ناراض ہی رہنا چاہیے۔۔یہ میرا خیال ہے ہاہاہاہا(

فاطمہ کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتے حارث کا انتظار کر رہی تھی حارث کمرے میں آیا تو فاطمہ کو اضطرابی کیفیت میں ادھر سے ادھر ٹہلتے پایا۔دل میں آیا کے پوچھے پھر یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ کہیں واپس یونی کی ضد نہ کرے۔

وہ فریش ہونے گیا تو فاطمہ اسکے نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔

پانچ منٹ بعد وہ تولیے سے منہ صاف کرتا باہر نکلا۔

تولیہ صوفے پر رکھ کے وہ بیڈ پر بیٹھا اور گھڑی اتار کر سائیڈ ٹیبلپ پر رکھی۔

پھر والٹ نکال کر رکھا۔جب تک فاطمہ اسکے سر پر کھڑی ہو چکی تھی۔

جس طرح وہ کھڑی تھی حارث ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

اور پھر اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے برابر میں بٹھایا جو بھی تھا اگر وہ دوبارہ یونی کی ضد کرتی تو وہ اسے پیار سے سمجھا لیتا یا سختی سے۔پر اس طرح اگنور نہیں کر سکتا تھا۔

"کچھ کہنا ہے؟"

حارث نے اسے دیکھتے پوچھا تو اسنے اثبات میں سر ہلا دیا۔

حارث نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو وہ سوری کہتے نظریں جھکا گئی۔

حارث اسکے سوری کرنے کی وجہ بھی جانتا تھا۔

"اٹس اوکے۔۔"

مسکرا کر کہتے اسنے فاطمہ کے گرد بازو پھیلایا۔

"ایک منٹ رکو"

فاطمہ کے پاس سے کھڑے ہوتا وہ الماری کی طرف گیا اور ایک لفافہ لایا اور اسے فاطمہ کے ہاتھ میں تھما دیا اور اسکے برابر میں بیٹھ گیا۔

فاطمہ نے لفافے کو دیکھ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو اسنے آنکھوں سے ہی لفافہ کھولنے اشارہ کا۔

فاطمہ نے لفافہ کھولا اور اندر سے نکلے کاغذ دیکھ حیران ہو گئی۔

"ہم پاکستان ٹور پر جا رہے ہیں"

اسنے خوشی سے تقریبا چیختے ہوئے کہا تھا۔

فورا میرب کی بات یاد آئی تھی اس محنت کے زائع ہونے کے غم میں اپنی خوشیاں زائع مت کرو۔

ٹھیک ہی تو کہا تھا امی نے بھلا پڑھائی پوری نہ ہونے سے کہاں خوشی کا تعلق۔

اور آج فاطمہ عارف پہلی مرتبہ اپنی ضد اور اپنی خواہش قربان کر کے شوہر کے مزاج سے ڈھلی تھی۔

حارث اسی خوش دیکھ کر ہنس دیا۔

"آرام سے۔۔ہاں جا رہے ہیں ٹور پر تم نے کہا تھا نہ تمہیں میرے ساتھ پاکستان ٹور پر جانا ہے تو بس میں نے چھٹی اپلائے کی اور مل گئی۔۔"

"تھینک یو سووووو مچ حارث۔۔آپ بہت اچھے ہیں"

خوشی سے کہتے اسنے زور سے حارث کے گال کھینچ لیے کہ حارث کے منہ سے سسس کی آواز نکلی۔

****

"ہائے !

کل کلب میں جو بھی ہوا اس میں غلطی تمہاری تھی۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ میں اس وقت کوئی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن تم نہیں مانی

۔۔فاطمہ میری زندگی میں تمہارے بعد آئی ہے۔محبت ختم نہیں ہوتی بلکہ وقت کے ساتھ بڑھتی ہے۔بس فرق یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ آپکے سامنے آپکے ساتھ رہے تو آپ اسی کی باتیں کرتے ہو لیکن اگر وہ دور ہو تو بھی اسکی محبت دل سے ختم نہیں ہوتی بس کرنے کے لیے باتیں نہیں ہوتیں۔

اور فاطمہ کو میں دور نہیں ہونے دونگا اور نہ ہی اسکی محبت کسی صورت میرے دل سے ختم ہو گی۔

اگر فاطمہ نہ بھی ہوتی میری زندگی میں تب بھی تم نہیں ہوتی۔

تمہیں مجھ سے محبت نہیں وقتی ایٹریکشن ہے جسے تم محبت تصور کر رہی ہو۔

میرے لیے اپنا دل دکھانے سے بہتر ہے تم اپنے آس پاس نظر دوڑاؤ۔ کوئی تم سے بہت محبت کرتا ہے اور کافی عرصے سے کرتا ہے۔ پر وہ تمہیں کھونے سے اتنا ڈرتا ہے کہ کبھی بول نہیں سکا۔

لیکن تمہیں پتا چل جائے گا بہت جلد۔ اور اگر پتا چلے تو اسکی قدر کرنا وہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے گا میری طرح اپنی باتوں سے تمہیں بے مول نہیں کریگا۔

اور کل کے لیے میں شرمندہ ہوں۔ مجھے ایسے الفاظ نہیں استعمال کرنے چاہیے تھے۔

سوری۔۔۔"

سینڈ پر کلک کر کے اسنے موبائل بیڈ پر ہی رکھ دیا۔

اور خود بھی لیٹ کر آنکھیں موند گیا۔

جانتا تھا نیند تو نہیں آنی پر کیا پتا آ جائے دیر سے ہی صحیح۔

****

"آپ نے آنٹی سے پوچھ لیا؟"

فاطمہ ایک دم سے ٹکٹ سے نظریں ہٹا کر حارث کو دیکھنے لگی۔

"ہاں پوچھ لیا تھا۔انہوں نے کہا ٹھیک ہے"

حارث نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے گالوں پر رکھ کر کہا فاطمہ مسکرا دی۔

اب اسے سمجھ آ رہا تھا کھانے پر تہمینہ کا منہ کیوں بنا تھا۔

پر اسے خوشی تھی کہ تہمینہ نے اجازت دے دی۔

****

"سنیں"

اکبر گھر میں بنے اپنے آفس روم میں بیٹھے کسی فائل کا مطالعہ کر رہے تھے جب کلثوم کی چہکتی آواز آئی۔

انہوں نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ ہاتھ میں مٹھائی کی پلیٹ پکڑے کھڑی تھیں۔

اور پھر ایک گلاب جامن اٹھا کہ اکبر صاحب کے منہ کی طرف بڑھایا جسے آدھا کھا کر انہوں نے پیچھے کر دیا۔

"کیا بات ہے کلثوم ویسے تو میری شوگر کا اتنا خیال ہوتا ہے اور آج خود ہی مٹھائی کھلا رہی ہیں"

"جی بات ہی کچھ ایسی ہے"

خوشی سے کہتے انہوں نے مٹھائی کی پلیٹ ٹیبل پر رکھی اور ان سے تھوڑے فاصلے پر رکھی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"ایسی کیسی؟"

اکبر صاحب نے بھی فائل بند کر دی۔

"بات یہ ہے کہ میری فائقہ سے بات ہوئی ہے۔اور وہ اس رشتے کے لیے راضی ہے۔اور اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ مدیحہ کو اس رشتے پر کوئی اعتراض ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اسکی بھی یہی خواہش تھی کہ اسکی شادی زایان سے ہو۔"

خوشی سے کہتے انہوں نے وہ بچا ہوا گلاب جامن کھایا جو اکبر صاحب نے بچایا تھا۔

"ارے واہ یہ تو اور بھی خوشی کی بات ہے۔۔اور سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ آپ خوش ہیں اور اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ آپ اتنی خوش ہیں کہ اب میرے کھانے پینے پر کوئی روک ٹوک نہیں ہو گی۔"

بولتے ہوئے وہ ایک گلاب جامن اٹھانے لگے لیکن اس سے پہلے کہ انکا ہاتھ گلاب جامن پر لگتا کلثوم کا ہاتھ انکے ہاتھ پر پڑا۔

"فورا فری ہو جاتے ہیں"

مٹھائی کی پلیٹ اٹھا کہ وہ خود بھی کھڑی ہو گئیں۔

اکبر صاحب نے انہیں خفت سے دیکھا۔

"آپ کو جو کھانا ہے آپ کھا سکتے ہیں سوائے میٹھے کے"

مسکراتے ہوئے وہ مٹھائی کی پلیٹ لے کر کمرے سے نکل گئی۔

"پورا ایک ساتھ منہ میں ڈال لینا چاہیے تھا(گلاب جامن)"

افسوس سے سوچتے انہوں نے واپس فائل کھول لی۔

****

"دیکھ لیا تم نے۔۔میں نے کہا تھا نہ میرا فیصلہ غلط ہے یہ لڑکی کے لچھن ٹھیک نہیں ہیں۔"

حارث جو صبح جلدی اٹھ گیا تھا تہمینہ کی آواز پر اسکے کچن میں بڑھتے قدم رکے

"کیا ہو گیا ہے امی آپکو اب اس میں بھابی کا کیا قصور ہے۔؟

شادی کے فورا بعد جانے کے بجائے وہ اب جا رہے ہیں۔"

سندس نے جھنجھلا کر بولا۔

اسنے اپنی ماں کا یہ رویہ کبھی نہیں دیکھا تھا اسے اپنی ماں کا یہ انداز بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"تم ابھی یہ سب نہیں سمجھ سکتی۔دھوپ میں بال سفید نہیں کیے میں نے۔ایسی تیز لڑکیوں کو بہت اچھے سے آتا ہے کیسے اپنے شوہروں کو انگلیوں پر نچانا ہے"

حارث لب بھینچ گیا۔

اسکی ماں فاطمہ کے بارے میں کیسے خیالات رکھتیں تھیں۔

"امی کیا قابو میں کر لیا بھابی نے بھائی کو؟

"ہاں سہی کہتی ہو اسنے کہاں کیا۔ جب اپنا ہی سکہ کھوٹا ہو تو کسی اور سے کیا گلہ کریں۔"

افسوس سے بولتے انہوں نے چائے کا کپ منہ سے لگایا۔

"امی آپکو کیا گلہ ہے؟ اب ایسی کونسی بات ہو گئی؟"

سندس عاجز آ کر بولی۔

یونی میں لڑکیوں میں انکے گروپ میں ظالم ساس کا ٹاپک سب سے عروج پر رہتا تھا۔ کبھی کوئی کسی ڈرامے کی بری ساس کا تو کبھی کسی ناول کی ظالم ساس کا تبصرہ ہوتا تھا۔

اور وہ انکے درمیان بیٹھی شرمندگی کی گہرائیوں میں گر جاتی تھی اب کیا بتاتی کہ اسکی ماں کا رویہ بھی اسکی بھابی کے ساتھ ویسا ہی ہے۔

"گلہ؟ کس کس چیز کا گلہ کروں میں سندس۔ میری طبیعت اتنی خراب ہے۔

کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ آخری وقت چل رہا ہے۔

لیکن میں تم لوگوں کو بتاتی اسلیے نہیں کہ تم لوگ پریشان ہو جاؤ گے۔

لیکن تم لوگوں کو تو میری حالت نظر آنی چاہیے۔

بچپن میں تم لوگ نہیں بتاتے تھے کہ تم لوگ بیمار ہو۔۔کیسا محسوس کر رہے ہو۔جب بیمار ہوتے تھے نہ تو رات کو جاگ جاگ کر میں تم لوگوں کو بار بار چیک کرتی تھی۔

بولتے ہوئے وہ رو دیں۔

اور آج میرے بیٹے کو دیکھو ماں کا زرا خیال نہیں۔میں مر بھی جاؤں تو اسے فکر نہیں ہو گی۔

جا رہا ہے نہ جانے دو اسے اپنی بیوی کے ساتھ گھومنے۔

جب اسے ماں سے زیادہ بیوی کو گھمانے کا خیال ہے تو ایسے ہی صحیح۔"

آنسو پونچھتیں وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولیں۔

حارث کے لیے مزید وہاں کھڑے ہونا محال ہو گیا۔

وہ بنا کچن میں جائے واپس اپنے روم میں چلا گیا۔

****

"حارث میں کیا کہہ رہی تھی کہ شاپنگ پر چلیں۔۔ مطلب ویسے تو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے لیکن مری وغیرہ میں سردی ہو گی نہ۔۔ تو"

حارث کو کمرے میں آتا دیکھ وہ خوشی سے بولی۔

جب حارث کمرے سے نکلا تھا تب وہ سو رہی تھی۔ اور اب اسکے واپس کمرے میں آنے سے پہلے وہ فریش بھی ہو چکی تھی۔

کل رات سے اسکا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ حارث نے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور فاطمہ کے پاس آیا۔

"وہ۔۔ ہم نہیں جا رہے"

اسنے فاطمہ کو نارملی بولا پر وہ اتنے دن میں اسکے ری ایکشنز سے تو واقف ہو ہی چکا تھا۔

"لیکن کیوں؟آپ نے کل رات کو ہی۔۔۔ "!

"ہاں جانا تھا اسی لیے ٹکٹ بھی لے لیے تھے۔پر صبح آفس سے فون آیا تھا۔مجھے ابھی چھٹی نہیں مل سکتی۔۔یو ایس سے کچھ ڈیلرز آرہے ہیں اور میرا ہونا ضروری ہے"

فاطمہ کی بات بیچ میں ہی کاٹ کر اسنے فاطمہ کے ہاتھ تھامتے کہا۔

"لیکن آپ کے آفس سے تو کوئی کال نہیں آئی تھی"

فاطمہ نے یقین سے کہا۔اسے سو فیصد یقین تھا کہ تہمینہ نے منع کر دیا ہو گا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے آئی تھی۔تم سو رہی تھی اسلیے باہر جا کر بات کر رہا تھا"

وہ سمجھداری سے بولا وہ فاطمہ کو تہمینہ کی کہیں باتیں یا اپنا جانے کا ارادہ بدلنے کی اصل وجہ نہیں بتا سکتا تھا۔

"پر آپ کا موبائل تو وہ رکھا سائیڈ ٹیبل پر۔آپکا موبائل تو کمرے میں تھا حارث پھر کون سے فون سے کال آئی تھی۔اور جہاں تک مجھے پتا ہے آپ کے پاس ایک ہی موبائل ہے"

فاطمہ حارث سے اپنے ہاتھ چھڑاتے آنکھوں میں آنسو لیے بولی۔

"میں تم سے ڈرتا نہیں ہوں فاطمہ اور میرے ساتھ یہ شکی اور ڈبل میننگ باتیں مت کیا کرو۔ بولا ہے نہ چھٹی نہیں ملی۔ میں ہی لے کر جا رہا تھا نہ اب میں ہی منع کر رہا ہوں۔ جب چھٹی ملے گی لے جاؤ نگا۔"

غصے سے بولتا وہ موبائل اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ فاطمہ سے اپنی چوری نہیں پکڑوا سکتا تھا اور نہ ہی فاطمہ کے آنسوؤں کے آگے کمزور پڑ سکتا تھا اس لیے کمرے سے ہی نکل گیا۔

فاطمہ نے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کیے اور ڈریسنگ ٹیبل پر سے وہ لفافہ اٹھایا جس میں ٹکٹ تھے اور پھر اس میں سے ٹکٹ نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

****

" کیاہوافاطمہ خیریت ؟تم توآج حارث کے ساتھ شاپنگ پر جانے والی تھیں نہ ؟اور حارث کہاں ہے ؟اکیلی آئی ہو ؟"

مریم سفیان کو یخنی پلاتے اسے دروزاے پر کھڑا دیکھ سوال کرنے لگی۔میرب اپنے کمرے میں تھیں۔

فاطمہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئی اپنابیگ برابر میں رکھااور رونے کا شغل شروع کیا۔

مریم نے اسے روتا دیکھ سفیان کو صوفے پر لٹایااور فاطمہ کے پاس آئی۔جبھی میرب بھی کمرے سے نکلیں اور فاطمہ کو گھر پراور روتے ہوئے دیکھتیں اسکی طرف بڑھی۔

تھوڑاپوچھنے پر فاطمہ نے کل سے لے کراب تک کی ساری بات بتادی۔

"میں نے کہاتھانہ امی میری ساس کو میری خوشی برداشت نہیں ہے"

روتے ہوئے وہ میرب کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھنے لگی۔

"فضول مت بولا کرو فاطمہ۔ایسے بدگمان نہیں ہوتے۔"

میرب نے سمجھداری سے کہا۔

"رہنے دیں امی آپ نے ٹھیک نہیں کیا۔۔غلط جگہ شادی کر دی ہے آپ نے میری۔"

آنسو صاف کرتے وہ میرب سے منہ موڑ گئی۔

"ناشکری نہیں کرتے فاطمہ۔ایسی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ایسی چھوٹی موٹی باتیں سسرال میں ہوتی رہتی ہیں ۔پر اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ تم میکے آکر رونا رویا ماں باپ پر الزام لگاؤ۔حارث تمہارا خیال نہیں رکھتا کیا؟ یا تم سے محبت نہیں کرتا؟"

میرب نے پھر سے اسے سمجھانے کی کوشش کی پر اس بار فاطمہ سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"ہاں نہیں کرتے خیال وہ میرا اور نہیں کرتے مجھ سے پیار۔

محبت کرنے والے شوہر بیویوں کے ساتھ ایسا نہیں کرتے"

فاطمہ اپنے ازلی ضدی انداز میں بولی جو میرب کو سراسر بد تمیزی لگا۔

اور پھر وہی بات دماغ میں آئی کہ فاطمہ سسرال میں بھی ایسے ہی زبان چلاتی ہو گی۔

"تمیز کرو فاطمہ۔ کیا کرتا ہے حارث؟ تمہیں مارتا ہے یا تمہارے ساتھ برا رویہ رکھتا ہے۔

نہ شکری سے نعمتیں کم ہوتی ہیں۔اور یہ کیا روز روز کا ناٹک ہے روز روز میکے میں آکر سسرال کی برائیاں کر کے رونا۔۔؟اچھی عادت نہیں ہے فاطمہ۔

اس سے تمہاری عزت بھی کم ہو گی اور تمہارے شوہر اور سسرال کی بھی"

میرب سخت لہجے میں بولیں انہیں فاطمہ کی خود سری سے بہت چڑ تھی۔

"ٹھیک ہے میں پھر یہاں آؤ نگی ہی نہیں آپ کو سب ٹھیک لگتے ہیں سوائے میرے۔"

غصے سے اٹھتے فاطمہ نے اپنا بیگ اٹھایا اور بنا کسی کی سنے یا کہے گھر سے نکل گئی۔

اب اسے اور رونا آرہا تھا۔

****

حماد آدھے گھنٹے سے دو دریا پر ارحم کا انتظار کر رہا تھا اسنے ارحم کو پانچ بجے کا کہا تھا اور اب چھ بجنے میں بیس منٹ تھے۔

گاڑی کے بونٹ پر بیٹھتے اسنے اپنی سگریٹ سلگائی۔

ابھی دو کش ہی لیے تھے جب سامنے سے ارحم کی گاڑی نظر آئی۔ دو منٹ بعد وہ گاڑی حماد کی گاڑی کے ساتھ کھڑی ہوئی اور ارحم باہر نکلا۔

حماد بے تاثر چہرا لیے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا؟"

ارحم اسکے برابر میں بیٹھا اور اسے ہاتھ سے سگریٹ لے کر اپنے ہونٹوں سے لگائی۔

"آج مام ڈیڈ گئے تھے سارہ کے گھر"

وہ سنجیدگی سے ارحم کو دیکھتے کہنے لگا۔

"پھر"

ارحم سگریٹ کا دھواں چھوڑتے اسے دیکھنے گا۔اسکا اداس اور سنجیدہ چہرا برے کی طرف اشارہ دے رہا تھا۔

اور ویسے بھی سارہ اسکی بات کیوں مانتی۔

"وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے ارحم"

بولتے ہوئے حماد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ارحم نے لب بھینچتے آدھی بچی سگریٹ نیچے پھینکی۔

"حماد۔۔ریلیکس دیکھو تمہارے نصیب میں اس سے بیٹر ہو گی۔اور ویسے بھی۔۔"

"تم فاطمہ کو بھول سکتے ہو؟ وہ بھی تمہارے لیے بہتر نہیں ہو گی اللہ نے تمہارے لیے کوئی بیٹر رکھی ہو گی"

حماد اسکی بات کاٹتا بولا ارحم اسے سکتے میں دیکھتے رہ گیا۔

حماد اسے لاجواب کر گیا تھا۔

"تم ارحم الیاس کی برابری نہیں کر سکتے اس معاملے میں حماد

وہ سختی سے بولا تھا اسے حماد کی بات بہت غصہ دلا گئی تھی۔ شاید صحیح بات تھی اسلیے

"ارحم الیاس اسے دیکھتے ہی محبت کر بیٹھا تھا اور اب وہ محبت عشق کے درجے پر پہنچ چکی ہے۔ تم اسے ضد بھی کہہ سکتے ہو اور جنون بھی۔۔

فاطمہ عارف کے ساتھ صرف ایک ہی نام جڑ سکتا ہے اور وہ ارحم الیاس ہے اسکے علاوہ کوئی اور نام میں اسکے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔ ناہی کرونگا۔"

سختی سے بولتے ارحم بونٹ سے اترنے لگا جب حماد نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میرا وہ طلب نہیں تھا ارحم میں صرف مزاق کر رہا تھا۔"

حماد نے بات سنبھالنا چاہی۔

وہ اشاروں میں ارحم کو سمجھانا چاہ رہا تھا تاکہ وہ کوئی غلط قدم نا اٹھائے جس سے بعد میں اسے پچھتانا پڑے۔

پر شاید ارحم سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

"پر میں نے جو کہا سچ کہا۔اسے مزاق مت سمجھنا۔"

سنجیدگی سے بولتے ارحم نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑایا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

اسکا بگڑتا انداز دیکھ کر حماد بھی فورا اترا اور ارحم کے آگے کھڑا ہو گیا۔

"یار کیا ہو گیا۔اچھا سوری۔۔

میں نے یہاں سیلبریٹ کرنے بلایا تھا۔"

حماد نے عاجزنہ انداز میں بولا۔

ارحم: "کیسی سیلبریشن؟"

"سارہ نے ہاں کر دی ہے رشتے کہ لیے"

حماد بتاتے خوشی سے ارحم کے گلے لگ گیا۔

ارحم کے دل میں سکون اترا۔اب وہ خود پر یہ الزام نہیں محسوس کر رہا تھا کہ اسکے دوست کی محبت اسکی وجہ سے دور ہوئی ہے۔وہ بھی حماد کے گرد بازو لپیٹ کر پر اطمینان مسکرایا۔

کل سارہ نے اسکے میسج کا جواب نہیں دیا تھا پر اب اسے پتا چل گیا تھا کہ سارہ نے اسے معاف کر دیا۔

اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

یہ مسکراہٹ حماد کی خوشی کی نہیں تھی۔بلکہ اب اسکا کام آسان ہو گیا تھا۔

اب وہ جلد فاطمہ کو حاصل کر سکتا تھا۔دماغ نے تیزی سے کام کرنا شروع کیا تھا۔

****

وہ آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔ ماتھے پر گہرے بل تھے۔

وہ لب کاٹتے کچھ ٹائپ کر رہا تھا جب فون بجا۔

اسنے بنا دیکھے فون اٹھا لیا۔ وہ سمجھا تھا اسکی سیکرٹری کا فون ہو گا۔

"ہائے برو۔۔ ایک گڈ نیوز ہے تمہارے لیے۔"

ارسلان نے فون کی اسکرین کو دیکھا جہاں دو نمبر کا نام جگمگا رہا تھا۔ یہ اسکا وہی پرانا اسکول کا دوست تھا جو اب پولیس میں تھا۔

"کیسی گڈ نیوز۔۔"

واپس لیپ ٹاپ پر مصروف ہوتے اسنے سرسری سا پوچھا۔

"سفیر اور اسکے ساتھ جو حسینہ تھی اسے سات سال کی جیل ہوئی ہے۔ بہت تگڑا کیس بنایا تھا انکے خلاف"

جو خبر اسکے ملی اس پر ارسلان کی لیپ ٹاپ پر چلتی انگلیاں رکی۔

ماتھے پر پڑے بل کھلے۔ چہرہ ہنوز سنجیدہ تھا۔

وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

"واقعی گڈ نیوز ہی ہے۔

ایک اور کام ہے میرے پاس۔۔

تگڑی رقم دونگا اس کام کی بھی"

ٹیبل پر پڑا پین اٹھا کے وہ انگلیوں میں گھمانے لگا۔

"کیسا کام؟"

ارسلان: "کام یہ ہے کہ ایک بندے کا نام اور تصویر دونگا۔

تمہیں اسکے فیملی کے ایک ایک فرد کی مکمل ڈیٹیلز نکالنی ہیں۔۔ کون کب کیا کرتا ہے۔ سب کا سب کچ پتا کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے کام ہو جائے گا باس۔۔

تم کب تک واپس آ رہے ہو؟"

"بس زیادہ وقت نہیں ہے ایک مہینے کے اندر واپس آ جاؤ نگا۔ جب تک تم میرا کام آرام سے کر سکتے ہو۔

ابھی میری میٹنگ ہے پھر بات ہو گی۔"

اپنی بات مکمل کرتے وہ کال منقطع کر گیا۔

ایک لمبی سانس لیتے وہ واپس لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔

وہ کسی صورت فاطمہ کو بخشنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

یہ نفرت دن بدن اسکے دل میں بڑھتی جا رہی تھی۔ جس طرح فاطمہ نے اسکے پیٹ پر چیونٹی کاٹ کر اسے ازیت دی تھی وہ فاطمہ کی پوری زندگی اسکے لیے ازیت بنانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

****

فاطمہ میرب سے ناراض ہو کر واپس آ چکی تھی۔

تہمینہ نے پھر طنز کیا تھا لیکن وہ سرے سے نظر انداز کیے کمرے میں چلی گئی جس سے تہمینہ کو مزید غصہ آیا۔

****

دیکھتے دیکھتے دو مہینے اور گزر چکے تھے۔

فاطمہ نے اب حارث سے ضد کرنا اس کے سامنے رونا یا ناراض ہونا چھوڑ دیا تھا وہ خود کو اور بے مول نہیں کرنا چاہتی تھی۔

لیکن ان دو مہینوں میں اسکے مزاج میں سنجیدگی آگئی تھی

جو کبھی اسکی فطرت میں نہیں رہی تھی۔

تہمینہ کے طعنے اب بھی ویسے ہی تھے بس فرق یہ تھا کہ اب فاطمہ پر اسکا رتی برابر فرق نہیں ہوتا تھا اور اگر ہوتا بھی تھا تو وہ ظاہر نہیں کرتی تھی۔

لیکن ایک طعنہ جو کچھ دنوں پہلے تہمینہ نے دینا شروع کیا تھا وہ اسکے وجود پر نیزوں کی طرح لگتا تھا اور وہ طعنہ بے اولادی کا تھا۔ ابھی شادی کو وقت ہی کتنا گزرا تھا مشکل سے ساڑھے تین مہینے اور اس میں ہی بے اولادی کا طعنہ مریم کے تو شادی کے سات آٹھ مہینے بعد خوشخبری ملی تھی پر اسکی ماں نے تو کبھی مریم کو طعنہ نہیں دیا تھا وہ یہی سوچتی تھی کہ آخر اسے کس چیز کی سزا مل رہی ہے اسے اپنا ایسا کوئی گناہ یاد نہیں آتا تھا جس کے بدلے اسکی زندگی ہی سزا بن گئی تھی نا ہی اسکی ماں نے اسکی بھابی کے ساتھ نہ انصافی کی تھی کہ مکافات عمل میں اسکے ساتھ یہ سب

ہو رہا ہو لیکن وہ پھر بھی اپنے جانے اور انجانے میں کیے گناہوں کی معافی مانگ رہی تھی اور اللہ سے جلد از جلد اولاد بھی وہ یہ طعنہ نہیں سننا چاہتی تھی بتانے میں نارمل لگے پر یہ طعنہ ایک عورت کے لیے بہت زیادہ ازیت ناک اور تلخ ہوتا ہے اور افسوس ہر بار کی طرح حارث اپنی ماں کو کچھ نہیں بول پایا تھا۔ کچھ نا بولتا تو فاطمہ کو اتنا دکھ نا ہوتا پر اپنی ماں کی سن کر اسے ڈاکٹر سے چیک اپ کا بولنا۔۔ فاطمہ پہلے تو یقین نہ کر سکی کہ حارث اس حد تک کہہ سکتا ہے شادی کے شروع کے سالوں میں تو شوہر بیوی کو پلکوں پر بٹھائے رکھتے ہیں لیکن حارث نے شادی کے چند سالوں میں ہی اس پر زندگی کی اور شادی شدہ زندگی کی تلخیاں نمایاں کر دی تھیں۔

لیکن اس بار فاطمہ ایک نازک لڑکی کی طرح نہیں بلکہ کافی سمجھدار اور شادی شدہ عورت ثابت ہوئی تھی اور اس نے حارث کو صاف کہہ دیا تھا کہ وہ ڈاکٹر کے پاس نہیں جائے گی۔

اور اگر اسکو فاطمہ کا وجود بنا اولاد کے کھٹکنے لگا ہے تو وہ ابھی اور اسی وقت اپنے میکے چلی جائے گی۔

ساتھ ساتھ دل میں دعا بھی کی تھی کہ اس بار اسکا مان نہ ٹوٹے ورنہ اسکا رہا سہا بھرم ختم ہو جاتا کیونکہ وہ جانتی تھی میرب اسے کبھی ایسے نہیں کرنے دے گی اور اگر ایسا ہوتا تو اسکی عزت نفس بہت بری طرح رندھ جاتی۔

اس معاملے میں اسے اسکی ماں نے کمزور کیا تھا

لیکن اس بار اسکی دعا قبول ہوئی تھی حارث غصے سے اسے گھورتا کمرے سے نکل گیا تھا۔

اسنے شکر ادا کیا تھا ورنہ اگر وہ کہہ دیتا کہ چلے جاؤ تو کیا کرتی وہ۔۔

جس دن سے میرب نے اسے سسرال کا رونا رونے سے منع کیا تھا جب سے وہ اپنی تکلیفیں اپنے دل میں رکھنے لگی تھی جس کی وجہ سے وہ بدلتی جا رہی تھی شاید اسے اسکے باپ بھائی نے ہتھیلی کا چھالہ بنا رکھا تھا اسی لیے اسے یہ باتیں اور زیادہ تکلیف دیتی تھیں۔

اسکا دل کرتا تھا کہ وہ اپنے باپ کے سامنے اپنا دل کھول دے۔

لیکن وہ اپنے باپ جس نے اسے بچپن سے بے انتہا محبت اور مان دیا تھا انکو شرمندہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

میرب اور فاطمہ کے تو پوچھنے پر بھی وہ اب کچھ نہیں بتاتی تھی۔ زندگی میں پہلی بار اسنے انا لگائی تھی۔

یا پھر یہ انا نہیں اسکی عزت نفس تھی۔

کوئی نہیں تھا سوائے اللہ کے جو اسکی مدد کرتا یا جس سے وہ اپنی تکلیف شیئر کرتی کیونکہ باقی سب کی نظر میں تو اسکی تکلیف تکلیف تھی ہی نہیں۔

کیونکہ سب کا کہنا تھا کہ شروع میں تو یہ ہر لڑکی کو برداشت کرنا پڑھتا ہے اور پھر وہ اللہ سے یہی پوچھتی تھی کہ لڑکی کو ہی کیوں برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پہلے تو وہ اچانک شادی پر خوش نہیں تھی لیکن پھر مان گئی اور پھر اسنے اپنے نصیبوں کے لیے دعا کرنی شروع کی۔ لیکن اسکی ایک دعا بھی قبول نہیں ہوئی۔۔۔

اسکی تکلیف کو تھوڑا بہت محسوس کرنے والی صرف سندس تھی۔ جو اکثر جھنجھلا کر تہمینہ سے بحث بھی کر جاتی تھی

۔۔

اور اکثر حارث کا دل بھی فاطمہ کی طرف سے صاف کرتی تھی جو تہمینہ کی طرف سے میلا ہوتا تھا۔ یہ تین مہینے فاطمہ کی زندگی کا سب سے برا وقت تھا۔

اور افسوس ہمیشہ کی طرح برا وقت بہت دیر سے گزر رہا تھا۔

اور اس برے وقت میں اللہ کے سوا کوئی اس کے ساتھ نہیں تھا۔

****

"ہم یونی کیوں آئے ہیں؟"

حماد نے ارحم کو گاڑی کراچی یونیورسٹی کے گیٹ سے اندر لے جاتے دیکھ حیرت سے پوچھا۔

"ہاں بس یہ گفٹ دینے جانا تھا تو"

مسکراتے ہوئے ارحم نے بیک سیٹ کی طرف اشارہ کیا جہاں چھوٹا سا پیک گفٹ تھا۔

حماد نے حیرت سے پہلے گفٹ اٹھا کے اسے الٹ پلٹ کر کے پھر ہلا کر دیکھا کہ کیا ہے اور پھر حیرت سے ارحم کو دیکھنے لگا

"یہ کیا ہے۔؟"

حماد نے گفٹ واپس پیچھے رکھ ارحم کو تفتیشی نظروں سے دیکھا۔۔

"گھڑی ہے۔۔۔لیڈیز واچ"

ارحم ویسے ہی مسکراتے نارملی بولا۔

"لیکن کس کے لیے۔۔۔ایک منٹ ایک منٹ کہیں۔۔۔۔"!

خوشی سے بولتے حماد نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"ہاں بلکل صحیح سوچ رہے ہو"

بولتے ساتھ ارحم نے گاڑی روکی

"تم یہیں بیٹھو میں پانچ منٹ میں آیا"

ارحم گاڑی سے اترا اور بیک سیٹ سے گفٹ اٹھاتا باہر نکل گیا۔ حماد نے اسکی بات پر اثبات میں سر ہلایا اور معنی خیز نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ ارحم واپس آگیا۔۔۔ گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کی اور یوٹرن لیا۔

"ویسے کوئی خاص وجہ اس گفٹ کی؟ کیونکہ میرا نہیں خیال کے آج عاشقوں کا کوئی خاص دن ہے"

شرارت سے کہتے اسنے اپنا موبائل نکالا اسکرین پر سارہ کا میسج تھا وہ اسے آج اسکی فرینڈ کے گھر سے پک کرنے کا کہہ رہی تھی۔

دو مہینے پہلے انکی منگنی ہو چکی تھی اور اب دو مہینے بعد ہی شادی تھی۔

"ہاں اس کی گھڑی ٹوٹ گئی تھی تو میں نے سوچا سرپرائز دے دوں"

موڑ کاٹتے اسنے سرسری سا کہا۔

حماد نے بھی گردن ہلادی۔ پھر سارہ کو میسج ٹائپ کرتے کرتے ہی پوچھا۔

"کون ہے ویسے وہ خوش نصیب جس کی محبت میں ارحم الیاس صاحب گرفتار ہو کر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گھڑیاں پہنچا رہے ہیں"

حماد نے موبائل سے نظریں اٹھا کر آئبرو اچکا کر پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے کون ہے وہ۔۔۔"

ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے وہ سامنے دیکھتے کار ڈرائیو کر رہا تھا پر حماد کے ایکسپریشن کا اندازہ تھا اسے۔

"نہیں میں نہیں جانتا۔۔ تم نے کب بتایا مجھے"

وہ نارملی بولا کیونکہ فاطمہ کی تو اب شادی ہو چکی تھی اور اسے اتنا تو یقین تھا کہ ارحم شادی شدہ عورت کو ڈیٹ نہیں کر سکتا اور اگر کرتا بھی تو فاطمہ کا ذکر تو کرتا اور اس دن کے بعد سے تو ارحم نے فاطمہ کا نام بھی نہیں لیا تھا۔ اور وہ ارحم کو یاد بھی نہیں دلانا چاہتا تھا۔

"مام ڈیڈ کے بعد سب سے پہلے تمہیں بتایا تھا پر اگر تم بھول گئے ہو تو پھر بتا دیتا ہوں۔۔فاطمہ عارف۔"

ارحم ویسے ہی مسکراتے ہوئے بولا لیکن ارحم جو میسج آنے پر ایک بار پھر موبائل میں دیکھنے لگا تھا حیرت سے ارحم کو دیکھنے لگا۔

"ایک منٹ ایک منٹ گاڑی روکو۔"!

حماد کے کہنے پر ارحم نے گاڑی سڑک کی ایک طرف روک دی۔

"تم فاطمہ کو ڈیٹ کر رہے ہو آر یو سیریس"

حماد کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔

"نہیں"

یک حرفی جواب آیا۔

"پھر؟"

موبائل پر پھر میسج آیا جسے وہ نظرانداز کر گیا۔

"فاطمہ کی نند سندس کو۔"

جتنے سکون سے وہ بولا تھا حماد اتنا ہی الجھ گیا تھا۔

"فاطمہ تک پہنچنے کا وہ واحد ذریعہ ہے۔"

حماد کی الجھن ختم کرتے وہ واپس گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔ حماد نے افسوس سے اسے دیکھتے اسکا ہاتھ پکڑا۔

ارحم واپس اسکی جانب متوجہ ہوا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو ارحم۔۔ کیوں کر رہے ہو یہ سب۔۔اس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔"

"کچھ نہیں بلکہ مجھے میری زندگی حاصل ہو گی فاطمہ حاصل ہو گی مجھے"

سنجیدگی سے بولتے وہ حماد کو پاگل لگا۔

"ارحم تم غلط کر رہے ہو تم کھیل رہے ہو اس کی نند سے۔۔استعمال کر رہے ہو اسے۔اسکے جذبات کا مزاق مت اڑاؤ"

حماد کو غصہ تو بہت آ رہا تھا پر ابھی غصہ کرنا کام بگاڑنے کے مترادف تھا۔

"میں نہیں کھیل رہا اس سے۔میں نے اس سے محبت کے دعوے نہیں کیے بس اتنا کہا ہے میں اسے پسند کرتا ہوں۔۔اور پسند انسان ہزاروں کو کرتا ہے۔"

کندھے اچکا کر بولتے وہ حماد کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا جیسے پوچھ رہا ہو اور کوئی سوال ہے؟

"اچھا تو پھر یہ بھی بتاؤ یہ سب کرنے سے فاطمہ کیسے حاصل ہو گی؟"

ارحم مسکرایا۔

"میں بس سندس کو اعتماد میں لے کر فاطمہ سے ملونگا اسے یقین دلاؤنگا۔۔اسے بتاونگا کے ارحم الیاس اسکے لیے کیا فیلنگز رکھتا ہے۔ کس حد تک اسے چاہتا ہے کہ اس حد کا اندازہ اسے خود بھی نہیں اسکی محبت کی بے حد ہے کہ اسکا اندازہ لگانا ناممکن ہے مجھے یقین ہے وہ ضرور مانے گی"

حماد کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔ وہ اتنا پڑھا لکھا قابل بزنس مین اتنی جہالت والی باتیں کر رہا تھا۔

لیکن دیوار پر سر مارنے سے نقصان سر کا ہوتا ہے دیوار کا نہیں۔اور ابھی یہی مثال حماد پر تھی۔ارحم کو سمجھانا بیکار تھا۔

"لیکن تمہاری سندس سے دوستی ہوئی کیسے ؟میرا مطلب مجھے یقین نہیں آرہا تم لڑکی کے پیچھے گلاب لے کر پھرے ہوگے وہ بھی وہ لڑکی جس سے تمہیں محبت ہی نہیں ہے"

حماد کی بات پر ارحم ہنسا۔

"ہاں صحیح کہا۔۔میں کبھی کسی لڑکی کے پیچھے گلاب لے کر نہیں پھر سکتا سوائے فاطمہ عارف کے"

مسکرا کر بولتے اسنے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

تھوڑی دیر گاڑی میں خاموشی رہی پھر دوبارہ حماد کی آواز نے خاموشی کو توڑا۔

"پھر کیسے دوستی ہوئی تمہاری اس سے۔"

جواب میں جوارحم نے اسے بتایا اس پر حماد کے لیے اپنا غصہ ضبط کرنا ناممکن ہو گیا۔

دماغ میں ہزاروں سوال اٹھے۔۔

اپنی مٹھی بھینچے وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

****

آج ایک ہفتے بعد فاطمہ میکے آئی تھی۔

عارف صاحب کچھ دیر اپنی بیٹی کے ساتھ گزارنے کے بعد ہاسپٹل چلے گئے تھے۔۔فاطمہ کو کمزور ہوتا دیکھ انہوں نے اس سے پریشانی سے کچھ سوال کیے لیکن فاطمہ نے انہیں مطمئن کر دیا۔اور وہ بھی جلد ہی مطمئن ہو گئے کیونکہ ابھی شادی کو اتنا وقت ہی نہیں گزرا تھا کہ گھریلو مسئلے ہوں۔

ابھی شام کا وقت تھا وہ میرب اور مریم کے ساتھ لان میں بیٹھی تھی۔سفیان کمرے میں سو رہا تھا۔وہ آج بھی ہر بار کی طرح خاموشی سے بیٹھی انکی باتیں سن رہی تھی۔وہ اب کم بات کرنے لگی تھی۔وہ ناراض نہیں تھی پر جو باتیں اسکے پاس تھیں وہ کوئی سننا نہیں چاہتا تھا اور جو سننا چاہتے تھے وہ باتیں اسے پاس تھیں نہیں اسلیے خاموشی بہتر تھی۔

ابھی بھی میرب اور مریم کسی کے متعلق کوئی بات کر رہے تھے۔جب میرب کے منہ سے نکلنے والا جملہ سن کے فاطمہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولا اٹکا۔تو کیا وہ اتنی انجان تھیں کیا انکو فاطمہ کے چہرے سے اسکی تکلیف نظر نہیں آتی تھی یا وہ جان کر کے انجان بن رہیں تھی۔

"ہاں سہی کہہ رہی رہو۔اب فاطمہ کو ہی دیکھ لو وہ کتنی خوش ہے سسرال میں"

کیسے کہہ دیا انہوں نے یہ جملہ۔کیا اسکی خاموشی اسکے درد بیان نہیں کرتی تھی؟

"آپ کو کس نے بولا امی میں خوش ہوں؟"

ضبط ٹوٹ گیا تھا اسکا۔

اسکے اچانک بیچ میں بولنے پر مریم اور میرب کا چلتا منہ ایک دم رکا دونوں فاطمہ کو دیکھنے لگیں۔۔

"آپ سے کس نے کہا کے میں خوش ہوں۔۔۔؟ میں خوش نہیں ہوں امی میں بلکل خوش نہیں ہوں"

بولتے ہوئے اسکی آنکھوں سے آنسو گرے۔

"فاطمہ شروع م۔۔"!

میرب جانتی تھیں وہ ماں تھیں اسکے چہرے سے اسکی تکلیف پڑھ سکتی تھیں۔ وہ جانتی تھیں وہ اس بارے میں اسکی زیادہ سے زیادہ یہ مدد کر سکینگی کے وہ تہمینہ اور حارث سے بات کریں پر اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔

اسکے یہاں زیادہ آنے پر پابندی لگ جاتی۔ حارث یہ سمجھتا کہ وہ میکے آکر اسکے گھر والوں کی برائیاں کرتی ہے۔۔

اسلیے وہ صرف فاطمہ کو صبر کی تلقین کر سکتی تھی اور اسکے حق میں دعائیں۔

ابھی بھی وہ اسے نصیحت ہی کر رہی تھیں جب فاطمہ نے بیچ میں ہی بات کاٹ دی۔

"کیوں امی کیوں برداشت کرنا پڑھتا ہے شروع میں۔۔۔

جو شروع میں آپکا احساس نہیں کر رہا وہ بعد میں کیا کریگا؟

یا پھر آپ سیدھا سیدھا کہیں کے برادشت کرتی رہوں جب برداشت کرنے کی عادت ہو جائیگی تو تکلیف نہیں ہو گی۔"

میرب اس بار کچھ نہ بول سکیں مریم بھی خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔اس بار فاطمہ کے لہجے میں ضد نہیں تھی۔۔اسکی آواز ہلکے تھی اور لہجہ بھی دھیما

"شروع کے دنوں میں برداشت کرنے کی نصیحت کیوں کی جاتی ہے امی؟جب لڑکی ہزار خواب لے کر ایک اجنبی کو اپنی زندگی سونپ دیتی ہے تب اسے یہ نصیحتیں کیوں کی جاتی ہیں۔۔؟اسکے خواب بکھرنے پر اسے برداشت کرنے کی تلقین کیوں کی جاتی ہے؟ان لڑکوں کو کیوں نہیں کہتے کے شروع میں اپنی بیویوں کے نخرے اٹھانا۔جو تم سے وابستہ ہزاروں خواب لے کر آرہی ہیں اسے بکھرنے مت دینا۔

اب کے مریم اور میرب کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔

"اور اگر بعد میں آپ کی قدر بھی ہو جائے تو اسکا کیا فائدہ ہے؟ جب بھوک لگے اگر جب کھانا نا ملے تو بھوک مر جاتی ہے امی۔۔ رشتے بھی اسی طرح ہوتے ہیں اگر وقت پر احساس اور محبت نہ دے تو رشتے کا خلوص مر جاتا ہے۔ جب انکی قدر کرنے کا وقت ہوتا ہے جب انکو تلخیوں اور بے قدری کی سولی پر چڑھا کر سارے جذبات مار کر پھر اگر آپکی قدر کی جائے تو اس قدر کو قدر نہیں بولتے امی۔

میں تو ابھی سے تھک گئی ہوں امی"

وہ بول کر رکی اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتی وہ مسکرائی۔۔ تلخ مسکراہٹ۔

"میں حارث کی محبت نہیں ہوں امی۔۔ میں صرف ضرورت ہوں۔۔

جانتی ہیں میں اب حارث سے ضد نہیں کرتی۔ کوئی خواہشات ظاہر نہیں کرتی۔ کوئی نخرا نہیں دکھاتی پتا ہے کیوں, تاکہ میرا یہ بھرم اب ناٹوٹے کے حارث میرا مان رکھینگے۔۔۔

میں خوش نہیں ہوں امی"

خواب سجانے والی آنکھیں

پل بھر میں بنجر ہو جائیں

رستہ تکتے تکتے تھک کر

امیدیں پتھر ہو جائیں

لب پر ٹھہری ہو خاموشی

اور سینے میں حشر بپا ہو

لفظوں کی مالا کا دھاگہ

بیچ سے جیسے ٹوٹ گیا ہو

بھولی بسری ساری یادیں

میں بھی شاید یاد بنالوں

بھول کے اپنے دکھڑے سارے

ہونٹوں پہ مسکان سجالوں

تم ڈھونڈو پھر مجھ میں مجھ کو

اور میں خود میں گم ہو جاؤں

ایسا بھی تو ہو سکتا ہے

میں بھی اک دن تم ہو جاؤں

کہتے ساتھ فاطمہ اٹھی اور اندر چلی گئی میرب اور مریم خاموش بیٹھی رہیں کسی کے پاس کچھ تھا ہی نہیں بولنے کو۔ میرب کو پہلی بار اپنے فیصلے پر افسوس ہوا تھا۔ انکو لگا تھا کہ جلد بازی میں وہ اپنی بیٹی کے لیے غلط فیصلہ کر گئیں تھیں ۔

"آپ افسوس مت کریں امی۔ سب نصیبوں کی بات ہوتی ہے۔ انسانوں کے ہاتھ میں کچھ نہیں ورنہ ماں باپ کبھی اولاد کے لیے غلط فیصلہ نہیں کرتے۔"

کہہ کر وہ رکی نہیں باہر کی جانب بڑھ گئی میرب اسے نہیں روک پائی کیونکہ انکے پاس ابھی کوئی نصیحت کرنے کی ہمت نہیں تھی نہ ہی دینے کو تسلی۔

****

سارہ نے اس دن ارحم کو اسکے میسج کا جواب نہیں دیا تھا لیکن حماد کے رشتے کے لیے ہاں کرنا اسکے میسج کا جواب ہی تھا۔

اس کے کچھ دن بعد ہی سارہ اور حماد کی منگنی ہو گئی تھی۔

اور سارہ کے دل میں حماد کے لیے جگہ بننے لگی تھی اور وجہ حماد کی کیئر توجہ اور اپنی محبت کا یقین دلانا تھی۔

اس دن کے بعد ایک دو بار کلب میں حماد کے ساتھ سارہ گئی تھی جب اسکی ارحم سے ملاقات ہوئی تھی اور پرانی ملاقات کا شبہ دونوں کے چہروں پر ہی نہیں تھا۔

اس کے بعد حماد کے منع کرنے پر سارہ دوبارہ کلب نہیں آئی اور دو بار بھی اسکو کلب لانے کا مقصد یہ تھا کہ سب ان تینوں کو پھر سے ساتھ دیکھ لیں اور یہی سمجھیں کے جسٹ وہ دوستوں میں لڑائی تھی۔

اسکے بعد سارہ کئی بار حماد کے ساتھ ارحم سے ملی۔

سارہ اور ارحم کی دوستی ہو گئی تھی اور حماد کی نسبت سارہ نے اس سے بحث نہیں کی تھی بلکہ دوستی نبھانے کے لیے اسکی مدد کرنے کو راضی تھی۔

سارہ نے ارحم کے بولنے پر سندس سے دوستی کی تھی۔

وہ ایک آرٹ ایگزیویشن میں جان بوجھ کر سارہ سے ٹکرائی تھی کچھ اس طرح کے اسکے ہاتھ میں موجود پینٹنگ پر سندس کے ہاتھ میں پکڑے کلرز گر جائیں جسے وہ صرف اتفاق سمجھے اور ہوا بھی کچھ یوں ہی تھا۔

سندس اس سے معذرت کر رہی تھی اور وہ بنا برا مانے اسکو سوری کرنے سے منع کر رہی تھی پھر باتوں باتوں میں نمبر کا تبادلہ ہوا پھر سارہ نے اپنی اور سندس کی دوستی کو پروان چڑھایا۔ وہ اکثر سارہ سے ملنے اسکی یونی جاتی اور ساتھ میں اکثر ارحم کو بھی ساتھ لے جاتی۔

اس طرح سارہ نے کب سندس کی دوستی ارحم سے کروائی سندس کو پتا بھی نہیں چلا۔

اور پھر انکی ملاقاتوں میں سارہ کی موجودگی کم ہونے لگی اور پھر آہستہ آہستہ وہ ملاقاتیں ارحم اور سندس کے درمیان ہونے لگیں۔ ارحم کو نہیں معلوم تھا کہ یہ سب اتنی جلدی ہو جائے گا۔ لیکن اسکی اچھی قسمت سے ہو چکا تھا۔

ارحم اور سندس کی ملاقات صرف یونیورسٹی تک محدود تھی۔ اگر ریسٹورینٹ میں ملنا ہوتا تو سارہ ساتھ ہوتی تھی۔

اس دو مہینے کی دوستی میں ارحم نے سندس کا ہاتھ تک نہیں پکڑا تھا شاید اسی لیے وہ ارحم سے اتنی جلدی متاثر ہو گئی تھی کیونکہ وہ باقی لڑکوں کی طرح ڈیمانڈز نہیں کرتا تھا جیسے اسکی دوستوں کے منگیتر یا بوئے فرینڈز کرتے تھے۔

لیکن ان سب میں حیران کن بات یہ تھی کہ یہ بات نہ ہی سارہ نے حماد کو بتائی تھی اور نہ ہی ارحم نے اور اگر اسکو پتا چلتی تو وہ سارہ کو کبھی ساتھ دینے کا نہیں بولتا۔

اسکا دوست تو محبت میں اندھا ہو ہی چکا تھا پر سارہ تو عقل رکھتی تھی وہ ایسی بے وقوفی کیسے کر سکتی تھی۔

ارحم کے ساری بات بتانے پر حماد کا غصہ اتنا اوپر پہنچ گیا تھا کہ اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

اور اب وہ ارحم کو گھر چھوڑ کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے اپنا غصہ کنڑول کر رہا تھا۔

سارہ اسکی منگیتر تھی اور ارحم کے اشارے پر چل رہی تھی۔

ابھی وہ سارہ کو اسکی دوست کے گھر سے لینے جا رہا تھا اور اب اس سے دو ٹوک بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

****

زایان کی منگنی کل ہو چکی تھی۔ایک ہفتے پہلے ہی اسکی خالہ کی فیملی آئی تھی۔

اور کلثوم کے کہے کے مطابق سب زایان کی قسمت پر رشک کر رہے تھے اور کچھ کزنز تو جل بھی رہے تھے وجہ اسکی منگیتر کا حسن تھا جو بے مثال تھا۔

سب اسکو گرے آنکھوں والی ڈول کہہ رہے تھے۔وہ دیکھنے میں انگریز لگتی تھی پر اسکے چہرے پر انگریزوں جیسا پھیکا پن نہیں تھا۔

گرے بڑی بڑی آنکھیں, گورا رنگ, خوبصورت نقش اور نازک سراپا۔۔

اسنے ایک بار نہیں کئی بار مدیحہ کو دیکھا تھا اور اسکے اندر وہ۔وہ حسن تلاش کرتا تھا جو سب کی زبانوں سے سنتا تھا پر اسے اس کے حسن میں کوئی کھیچاؤ محسوس نہیں ہوتا تھا۔ہوتا بھی کیسے وہ اس میں مریم کا حسن تلاش کرتا تھا۔

شاید وہ مریم سے زیادہ حسین تھی پر بات وہی ہے حسن انسان میں نہیں اسے دیکھنے والی آنکھوں میں ہوتا ہے۔

وہ مدیحہ میں وہی آنکھیں تلاش کرتا تھا جس کو اسنے حسن کے سب سے اونچے درجے پر فائز کر دیا تھا۔

وہی آنکھیں جسے اسنے نقاب کے ہالے میں دیکھا تھا اور پھر انہیں کاجل سے لبریز دیکھنے کی خواہش کی تھی۔

اور پھر جب انہیں کاجل سے لبریز دیکھا تو دل نے مہر لگا دی کے اس سے زیادہ حسین کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔

بات مکمل حسن کی تھی ہی نہیں زایان شاہ تو اسکی آنکھوں کو ہی دنیا بھر کی خوبصورتی سے زیادہ حسین مان چکا تھا۔

منگنی سادگی سے ہوئی تھی اور یہ ڈیمانڈ بھی زایان کی ہی تھی۔

اور پھر جلد ہی نکاح اور رخصتی کی بھی بات چل پڑی۔

دو مہینے بعد کی ڈیٹ رکھ دی گئی۔ کیونکہ ایک مہینے بعد مدیحہ کے پیپرز تھے اور اسے واپس جانا تھا۔

اس کے بعد شادی ہو سکتی تھی۔

زایان نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا اب جب سمجھوتہ کر ہی لیا تو ابھی ہو یا بعد میں کیا فرق پڑھتا تھا۔

****

ارسلان کل رات کی فلائٹ سے واپس پاکستان آیا تھا اور اس وقت کلب میں اپنے اسی پولیس والے دوست کے ساتھ موجود تھا۔ اسکا دوست اسے ساری معلومات دے چکا تھا اور بدلے میں معاوضے کی رقم بھی لے چکا تھا۔

" تم کرو گے کیا؟"

فرقان تجسس سے پوچھنے لگا۔

"کچھ ایسا کرو نگا کے جتنی اکڑ کے ساتھ وہ چلتی ہے نہ اور جتنی دلیری سے وہ دیکھتی ہے۔
کبھی زندگ میں دوبارہ سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے گی۔"

کمینے پنے سے بولتے اسنے ایک آنکھ دبائی۔

"اچھاایسا کیا کروگے"

"انسانوں کی ایک بری عادت ہوتی ہے۔۔ جانتے ہو کیا؟"

لائٹر ہاتھ میں اچھالتاوہ فرقان سے پوچھنے لگے۔۔ فرقان نے نفی میں سر ہلایا۔

"ہاں تمہیں کیسے پتاہو گا۔

انسانوں کے بارے میں توانسانوں کو ہی پتاہوتاہے گدھوں کو تھوڑی خیر یہ اپنوں سے زیادہ غیروں کی بات پر یقین کرتے ہیں۔۔

بول کے وہ ہنسا۔

ہر تصویر کے دو پہلو ہوتے ہیں۔

اور آپ تصویر کے کس پہلو کو دکھاتے ہو وہ آپ پر ہوتا ہے۔

اور یہ فیکٹ ہے کہ انسان نیگیٹو پہلو پہلے دیکھتا ہے۔

بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو پوزیٹو رہتے ہیں۔"

"مجھے سمجھ نہیں آرہا۔ تم سمپل سا بتادو کہ کرنے کیا والے ہو"

فرقان چڑھ کر بولا۔ اسے یہ فلسفی باتیں بلکل پسند نہیں تھیں کیونکہ سمجھ ہی نہیں آتی تھیں۔

"ہاں سمجھ آئینگی بھی نہیں کیونکہ تم گدھے ہو۔"

ارسلان نے بھی چڑھ کر اسے دیکھا۔

"ہاں ہوں گدھا بس اب بتاؤ کیا کرنے والے ہو۔۔"

"میں سندس کے لیے رشتہ بھیجو نگا۔۔۔اور پھر موقع دیکھ کر ایسا ثابت کرو نگا جیسے فاطمہ اور میرے غلط تعلقات ہیں۔

اور پھر سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔۔

فاطمہ زندگی بھر اپنے کردار کی صفائیاں دیتی رہ جائے گی اور اسکے سسرال والے غصے میں میرا اور سندس کا رشتہ بھی ختم کر دینگے"

پر سکون ہنستے ہوئے جیسے اسے اپنا منصوبہ کامیاب ہونے کا یقین تھا۔

"پھر وہ لوگ تمہارے بارے میں غلط سوچینگے"

فرقان نے اسے عقل دی۔

"ارسلان نیازی کی جوتی کو بھی فرق نہیں پڑھتا کے کون اسکے بارے میں کیا سوچے گا۔"

مسکراتے ہوئے کہتے اسنے اپنی پینٹ کی جیب سے سگریٹ کا ڈبہ نکالا اور ایک سگریٹ ہونٹوں میں دبائی اور ہاتھ میں پکڑے لائٹر سے جلائی۔

پھر ایک نظر اپنے برابر میں کھڑے فرقان کو دیکھا جو اسے دیکھتا کمینگی سے مسکرا رہا تھا آخر دونوں ایک ہی خصلت کے تھے۔۔

ارحم اور ارسلان کا ایک ہی منصوبہ تھا سندس کو استعمال کر کے فاطمہ تک رسائی۔

لیکن دونوں کی نیت اور ارادے الگ تھے۔ایک محبت میں کر رہا تھا تو دوسرا نفرت میں۔ایک کا مقصد حاصل کرنا تھا اور دوسرے کا برباد۔۔۔

****

گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔

"تمہارا منہ کیوں بنا ہے کوئی بات ہے کیا۔؟"

سارہ نے اپنے ریڈیو جیسے منگیتر کو دیکھتے پوچھا۔

لیکن کوئی جواب نہ آیا۔

ایک دو بار اور بات کرنے کی کوشش کی پر جواب نہ پا کر اسنے بھی کندھے اچکا دیے۔

پانچ منٹ گزرے تھے جب گاڑی خالی روڈ پر ایک سائیڈ میں رکی۔

گاڑی سے باہر دیکھتی سارہ نے گردن موڑ کر حماد کو دیکھا۔

وہ گاڑی سے اتر رہا تھا۔

اور پھر اتر کر گاڑی سے باہر کھڑا ہو گیا۔

اسے دیکھتے سارہ بھی باہر نکل کر اسکے پاس آئی۔

"کیاہواہے حماداتنا عجیب بیہیو کیوں کر رہے ہو۔؟"

"یہ تم مجھ سے پوچھ رہی ہو؟ تمہیں نہیں معلوم کیاہواہے؟"

سپاٹ لہجے میں پوچھتاوہ سارہ کو چونکا گیا یہ لہجہ اسنے پہلی بار اپنایا تھا۔

"نہیں "

"اوہ تو نہیں پتا تمہیں۔

چلو میں بتادیتاہوں۔ کیوں کر رہی ہو ارحم کی مدد؟ کیاثابت کرناچاہتی ہو۔۔ تمہارے پاس عقل ہے کہ نہیں۔۔ نہیں عقل تو آپ ارحم کی محبت میں پہلے ہی گنواچکی ہیں۔"

حماد نے سختی سے کہااسکااندازاور الفاظ سارہ کو چبھے تھے۔

"کیاثابت کیاہے یہ سب کرکے۔۔کہ دیکھوارحم میں اب بھی۔۔" !

اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتا زوردار تھپڑاسکے منہ پر پڑا کہ وہ منہ پر ہاتھ رکھے سن سارہ کو دیکھتے رہ گیا۔

"اپنی بکواس اور گھٹیا سوچ اپنے تک ہی رکھو سمجھے۔

تم سے ڈرتی نہیں ہوں میں تمہارا رشتہ اپنی مرضی سے قبول کیاہے کسی کے دباؤ میں نہیں۔اگرایک بار منع کرتی ناتو میرے گھر والے دوبارہ ذکر بھی نہیں کرتے تمہارا سمجھے۔

اور رہی بات ارحم کی تو وہ میرا دوست ہے اور اسکی صفائی میں تمہیں نہیں دونگی۔

اور رہی بات اسکی مدد کرنے کی تو آگے بھی کرونگی۔

غصے سے سارہ نے اسے دیکھتے اپنے ہاتھ سے انگھوٹی نکال کر کار کے بونٹ پر پٹخی۔

بھاڑ میں گئے تم اور تمہاری یہ انگھوٹی۔پہننا اب یہ کسی اور کو۔"

غصے سے بولتی وہ دو قدم ہی آگے بڑھی تھی جب وہ گال سے ہاتھ ہٹاتا ہوش میں آیا اور فورا اسکے سامنے گیا۔

"سارہ میرا وہ مطلب نہیں تھا میں بس غصہ تھا تھوڑا بس"

"ہمم تم جیسے مردوں کی یہی عادت ہوتی ہے پہلے غصہ اتارو پھر معافی مانگو پر میں ویسی لڑکی ہر گز نہیں ہوں جو پہلے تم جیسے لوگوں کی سنے اور پھر معاف کر دے۔۔ارحم کی محبت بھی میں اپنے دل سے اسی وقت نکال چکی تھی جب اس نے میرے کردار پر کہا تھا"

سارہ نے جتا کر کہا اسکا لہجہ اب سخت تھا اور حماد کا بلکل میٹھا۔

"نہیں پلیز سارہ میری محبت اپنے دل سے مت نکالنا میں مر جاؤ نگا"

حماد نے فورا ہاتھ جوڑے۔

"ایک منٹ ایک منٹ تم سے یہ کس نے کہا کے مجھے تم سے محبت ہے۔۔ محبت ہونے سے پہلے ہی تم نے اپنی اوقات دکھا دی۔

ویسے یہی تو مسئلہ ہوتا ہے مردوں کا جب تک لڑکی مانتی نہیں دم ہلاتے اس کے پیچھے گھومتے ہیں اور پھر جب مان جائے تو خود کو پرنس چارم سمجھ لیتے ہو۔"

کہتے ہوئے سارہ اسکے برابر سے نکلنے لگی جب وہ واپس اسکے سامنے آیا۔

"پلیز ایسا مت کرو۔۔ میں گدھا ہوں یار میں وہ سب نہیں بول رہا تھا نہ ایسا سوچ سکتا ہوں وہ پتا نہیں غصے میں کیسے۔۔

پلیز ایسا مت کرو یہ انگھوٹی پہن لو۔"

اسنے فورا انگھوٹی سارہ کے آگے کی۔

"نہیں۔ "

سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے کہا۔

"یار یہ کیا مسئلہ ہے۔ ناراض ہونے کا ارادہ میں لے کر آیا تھا اور منانا پڑ رہا ہے۔"

حماد جھنجھلا کر بولا۔

"تو ایسی حرکت مت کیا کرو کے منانا پڑ جائے"

"اچھا چلو یہ رنگ پہن لو اور گاڑی میں بیٹھو سنسان ایریا ہے۔"

"نہیں میں خود چلی جاؤ نگی"

ویسے ہی کہا۔۔

حماد نے ایک نظر سنسان روڈ کو دیکھا پھر اسکے۔۔

ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی۔

"اوکے۔ جیسی تمہاری مرضی۔

ویسے میری سروس اب تک ہے میں وہاں گاڑی پر بیٹھ کر انتظار کر لیتا ہوں جب تھک جاؤ تو چل لینا۔"

بولتے ہوئے وہ بڑے مزے سے گھوما اور گاڑی کے بونٹ پر بیٹھا۔ سارہ نے ایک ترچھی نظر اس پر ڈالی اور نفی میں سر ہلاتی روڈ کے بیچ میں کھڑی ہو گئی۔

حماد گنگنا تا سکون سے گاڑی پر بیٹھے اسے دیکھنے لگا۔

پنک ٹی شرٹ اور بلیک جینز پر بالوں کا میسی جوڑا بنائے ہلکے پھلکے میک اپ میں وہ پیاری لگ رہی تھی اور دھوپ پڑنے کی وجہ سے مزید دلکش۔

پانچ منٹ ہی گزرے تھے جب سامنے سے بلیک ویگو گاڑی آتی نظر آئی۔

اب کے سارہ کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔ وہ گاڑی سارہ کے سامنے آکر رکی اور ساتھ ہی حماد کا گنگنا بھی رک گیا۔

گاڑی میں ایک خوبرو لڑکا بیٹھا تھا جو سارہ کو دلکشی سے دیکھ کر مسکرایا تھا اور ساتھ ہی اندر بیٹھنے کا اشارہ بھی کیا۔
سارہ نے ایک ترچھی نظر حماد کے اترے منہ پر ڈالی پھر مسکرا کر گاڑی میں بیٹھنے لگی۔

اس سے پہلے وہ گاڑی میں بیٹھتی حماد اسکے سامنے آکے فورا سے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور ساتھ ہی کان بھی پکڑ لیے۔

سارہ بے ساختہ ہنس دی۔

پھر ایک ادا سے بولی۔

"پلیز ہٹو مجھے بیٹھنے دو میں لیٹ ہو رہی ہوں"

حماد فوراً غصے سے کھڑا ہوا ایک نظر اندر بیٹھے اس بوڈی بلڈر کو دیکھا جو ناگواری سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

پھر پورے حق سے سارہ کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنی گاڑی کی طرف لے جانے لگا۔ سارہ بھی مسکراتے اسکے ساتھ چلنے لگی اس بار اسنے ہاتھ نہیں چھڑوایا شاید اتنا سبق بہت تھا آج کے لیے۔

لیکن مزاق کبھی کبھی الٹا پڑ جاتا ہے جیسے ابھی پڑنے والا تھا۔

وہ گاڑی والا نوجوان گاڑی سے اتر کر حماد کے سامنے آیا اور سارہ کا ہاتھ چھوڑنے بولا۔ حماد نے اسے اچھنبے سے دیکھا جو اسکی منگیتر پر اپنا حق جتا رہا تھا حیرت تو سارہ کو بھی ہوئی تھی۔

جب حماد نے اسے غصے سے پیچھے ہٹایا تو اسنے ایک جھٹکے سے حماد کو پیچھے کیا۔

اور سارہ کا ہاتھ پکڑنے لگا لیکن اس سے پہلے حماد نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔

سارہ حیرت سے سب دیکھنے لگی۔

سارہ نے بیچ میں اس آدمی کو کہا کے وہ اسکے ساتھ زبردستی نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ اس کے ساتھ ہی ہے پر اس انسان کا ارادہ سارہ کو اپنے ساتھ لے جانا تھا۔

اس نوجوان نے حماد کے منہ پر ایک پنچ مارنا چاہا جب کسی نے بیچ میں ہی اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

حماد نے فوراً سارہ کو دیکھا وہ غصے سے اس نوجوان کا ہاتھ پکڑے کھڑی تھی اور پھر اگلے ہی لمحے پھرتی سے اسنے ہاتھ چھوڑا اور پھر اپنے نازک ہاتھ کا پنچ اس نوجوان کے منہ پر مارا۔

اس نازک ہاتھ کا پنچ اتنا نازک تھا کے نوجوان دو تین قدم لڑکھڑا کر پیچھے ہوا اور ساتھ ہی اسکی ناک سے خون نکلنے لگا حماد منہ کھولے سب دیکھ رہا تھا۔

اس آدمی نے غصے سے سارہ کو دیکھا اور اسکی طرف بڑھنے لگا جب سارہ نے لمحوں میں اپنے دونوں ہاتھ حماد کے کندھوں پر رکھے اور اپنے دونوں پاؤں ھواء میں بلند کر کے اس طرح اسکی گردن پر مارے کے اگلے لمحے وہ ہٹا کٹا نوجوان زمین پر بے ہوش پڑا تھا۔

اسکے اچانک کندھے پکڑنے پر حماد گرتے گرتے بچا لیکن سارہ کا یہ روپ دیکھ کر وہ بہت جلد ہی گرنے والا تھا۔

"بلیک بیلٹ"

حماد کے حیرت سے تکنے پر فخریہ مسکرا کر جتایا۔

اب حماد کو سمجھ میں آیا اسکے نازک ہاتھ کے تھپڑ کی وجہ سے گال اب تک کیوں دکھ رہا تھا

سارہ نے اپنی ایک ٹانگ اوپر کی تو حماد ڈر کر پیچھے ہونے لگا لیکن اسکے پیچھے ہونے سے پہلے سارہ نے اسکے کندھے پر ٹانگ رکھی۔اور اپنے سیدھے ہاتھ کی پہلی انگلی سے اسے نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

حماد فورا گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

سارہ نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ اسکے سامنے کیا تو وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگا پھر سارہ کے گھورنے پر فورا یاد آیا۔

جیب سے انگھوٹی نکال کر فورا سارہ کی انگلی میں پہنائی۔

اسکی پھرتی پر سارہ ہنس دی اور اسکے کندھے سے پاؤں ہٹایا۔

"ڈونٹ وری میرے ساتھ تم ہمیشہ سیور ہو گے"

سارہ کی بات پر حماد نے خاموشی سے نظریں جھکا لیں۔

جو اسے بولنا چاہیے تھا وہ سارہ بول رہی تھی۔

****

"تو یہ تو اچھی بات ہے نہ یار۔۔

تیری بیوی بلیک بیلٹ ہے۔اب کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جب تو اسکے ساتھ ہو گا"

ہنستے ہوئے ارحم نے سیب کا بائٹ لیا۔وہ پہلے سے جانتا تھا سارہ بلیک بیلٹ ہے۔۔

"ہاں سب سے وہ بچا لے گی پر اس سے کون بچائے گا مجھے۔

میں تو صرف اسکی ایک کک کا ہوں یار"

حماد کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔

اورارحم اسکی حالت سے محضوظ ہوتے سیب کھارہا تھا۔

اس وقت وہ دونوں ارحم کے کمرے میں تھے۔

"نہیں نہیں یار پریشان نہ ہو

بیویاں شوہروں پر ہاتھ نہیں اٹھاتیں"

"ہیں سچییی لیکن وہ سارہ ہے۔۔ تھپڑ کھاچکا ہوں اس سے میں۔۔آیا بڑا شوہروں پر ہاتھ نہیں اٹھاتیں۔"

حماد نے اسکی نکل اتارتے اپنے گال پر ہاتھ رکھا۔اوہ کیا تھپڑ تھا ایسا تو آج تک اسکے ڈیڈ نے بھی نہیں مارا تھا۔

"ہاں تو شوہروں کو بھی تو چاہیے نہ کہ سدھر کر رہیں۔

خیر چھوڑو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔

ہاں ایک حل ہے میرے پاس۔۔"

"کیا؟"

حماد فورا اسکے پاس آیا۔

"یہی کے تم بھی فائٹ سیکھ لو۔تاکہ جب وہ تمہیں مارے تو تم کم از کم اپنا بچاؤ کر سکو۔۔۔"

"تم۔۔ تم سے تو کچھ پوچھنا ہی نہیں چاہیے بے ہودہ انسان۔"

تپ کر کہتا وہ بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گیا۔

اپنے فیوچر کا سوچ سوچ کر اسے ڈر لگ رہا تھا۔

****

" تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ارسلان۔۔میں کبھی مر کر بھی فاطمہ کی نند کے لے تمہارا رشتہ نہیں لے کر جاؤ نگی"

وہ قدرے غصے میں چلائی تھیں۔

وہ تو اپنے بھائی کے گھر جانا بھی چھوڑ چکی تھیں وہ کوئی میل جول رکھنا ہی نہیں چاہتی تھیں اور انکا اپنا بیٹا فاطمہ کی نند سے شادی کی بات کر رہا تھا۔

"لیکن میں بھی آپکو کہہ چکا ہوں مجھے اسی سے شادی کرنی ہے اور جلد از جلد۔آپ کل ہی میرا رشتہ لے کر جائیں گی "

دو ٹوک انداز میں اپنا فیصلہ سنا کر وہ نکلنے لگا جب پھر سے اپنی ماں کے بولنے پر رکا۔

"میں کسی صورت اس گھر رشتہ لے کر نہیں جاؤ نگی۔۔

تمہیں جس سے شادی کرنی ہے کرو میری طرف سے اجازت ہے لیکن وہاں نہیں"

وہ بھی حتمی بولیں۔

"ٹھیک ہے۔۔ پھر میں اپنی فلائٹ بک کروالیتا ہوں۔

ویسے بھی پاکستان میں میرا دل نہیں لگتا۔۔ لیکن اس بار جاؤنگا تو کسی صورت واپس نہیں آؤنگا آپ جان لیں۔۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔ آپ کل میرا رشتہ لے کر جائیں گی اور اگر نہیں گئیں تو میں دوبارہ اپنے جانے کا بتاؤنگا بھی نہیں"

اپنے ایک ایک لفظ پر زور دیتا وہ باہر نکل گیا۔

اور وہ اپنا سر تھام کر صوفے پر ڈھہ گئیں۔ فاطمہ کی نند کے لیے رشتہ مانگنا انکی انا کی مات ہوتی۔ لیکن وہ اپنے بیٹے کو بھی جانتی تھیں۔ جو اسنے بولا ہے وہ وہی کرتا۔ اب رشتہ مانگنے کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی نہیں بچا تھا۔

جو بھی ہے وہ اپنا بیٹا نہیں کھو سکتی تھیں۔

****

دیکھتے دیکھتے ایک مہینہ اور گزر چکا تھا۔

"تمہاری بیوی کھانے پر نہیں آئی؟"

حارث کو مشقوق نظروں سے دیکھتے انہوں نے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔

"جی وہ اپنی امی کے گھر سے کھا کر آئی ہے"

ایک نظر اپنی ماں کو دیکھتے اس نے سرسری سے کہا۔

"نظر رکھا کرو اپنی بیوی پر۔۔اتنی ڈھیل دینے سے کب کیا گل کھلا دیں پتا نہیں چلتا۔"

نخوست سے کہتے وہ کھانے کی طرف متوجہ ہوئیں۔

جبکی سندس اور حارث کھانا روکے انہیں دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟"

آج پہلی بار اسنے اپنی ماں کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا تھا۔

تہمینہ کی بات اتنی پیچیدہ نہیں تھی کہ وہ اسکا مطلب نہ سمجھ سکے۔

"مطلب صاف ہے۔۔اتنا تجربہ ہے مجھے کہ چال دیکھ کر کر توت بتا سکتی ہوں۔۔

تمہیں بھلے نہ دکھے محبت کی اندھی پٹی جو بندھی ہے۔پر مجھے سب دکھتا ہے۔

تمہاری بیوی جب میکے سے آتی ہے تو اسکے رنگ ہی بدلے ہوتے ہیں۔۔خوشی سے چہرا چمک رہا ہوتا ہے۔گھر والوں سے ملنے پر اتنی کس چیز کی خوشی؟ ہفتے میں دو بار تو مل کے آتی ہے۔۔یقیناوہاں کوئ۔۔۔۔"!

"انف امی۔۔خدارا سوچ سمجھ کر بولا کریں۔۔"

غصے سے کہتا وہ چیئر ڈھکیل کر اٹھ گیا۔

سندس نے بھی افسوس سے اپنی ماں کو دیکھا۔اب کیا بولتی اسکے بولنے کا کونسا اثر ہونا تھا اسلیے خود بھی کھانا چھوڑ کر اٹھ گئی اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

"ہونہہ ایک دن خود پچھتائینگے۔پھر خود بولینگے کے کاش آپکی بات پر یقین کر لیتے۔"

ناگواری سے کہتے وہ اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔

****

تہمینہ کی بات سے اسکا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔اسنے واشروم کے دروازے کی طرف دیکھا۔فاطمہ کمرے میں نہیں تھی۔تو یعنی واشروم میں تھی۔

وہ سر جھکا کر بیٹھ گیا۔

آنکھوں میں فاطمہ کا کھلا کھلا چہرا آیا آج وہ واقعی خوش تھی پر اسنے غور ہی نہیں کیا۔

کانوں میں تہمینہ کے کہے جملے گونجے اسنے فورا سے زہن جھٹکا۔

پر پھر دل میں سوال اٹھا کہ وہ کیوں خوش تھی۔؟

وہ انہیں سوچوں میں تھا جب فاطمہ واشروم سے باہر نکلی۔

حارث نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کی ڈھیلی چٹیا بنا رہی تھی۔۔اسنے اسکے چہرے پر غور کیا وہ واقعی خوشی سے دمک رہا تھا۔اور چہرے پر بھی وہی مسکراہٹ تھی شادی کے شروع کے دنوں میں ہر وقت اسکے ہونٹوں پر رہتی تھی۔

اسنے یہ تو غور کیا کہ اسکے ہونٹوں پر وہی مسکراہٹ آئی ہے اور وجہ کہ کیوں آئی ہے۔؟

پر اسنے ایک بھی بار اس پر غور نہیں کیا کہ مسکراہٹ گئی کیوں تھی۔جانے کی وجہ کیا تھی۔۔

وہ یونہی فاطمہ کو جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

جب فاطمہ نے شیشے میں سے ہی اسے دیکھا۔اور پھر اسے دیکھ کر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

وہ اسکے برابر میں بیٹھی وہ اب بھی اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟"

فاطمہ کے پوچھنے پر وہ اپنی نظریں جھکا گیا۔پھر خود کو کمپوز کرتے واپس اسے دیکھا۔

"آج بہت خوش لگ رہی ہو خیریت؟"

اسنے بمشکل اپنے لہجے کو سرسری رکھا تھا۔

ورنہ ناچاہتے ہوئے بھی تہمینہ کی باتیں اسکے دماغ سے چپک گئی تھیں۔

"ہاں بہت خوش ہوں۔ آپکو پتا ہے بھائی واپس آرہے ہیں۔

اور وہ بھی لمبی چھٹیوں پر"

وہ خوشی سے چہکی تھی۔

وہیں حارث کے دل میں سکون اترا تھا۔ تو وہ اپنے بھائی کے آنے پر خوش تھی۔۔

"اوہ بہت اچھی بات ہے یہ تو"

وہ بھی مسکرا کر بولا۔

"ہاں۔ وہ حارث میں کیا بول رہی تھی جب بھائی آئینگے نہ تو ہم انکی دعوت کرینگے بہت ٹائم ہو گیا ہم نے امی ابو کی دعوت بھی نہیں کی۔"

وہ اتنے التجائیہ انداز میں بولی کہ حارث ہنس دیا۔ لیکن اسنے یہ نہیں سوچا کہ اسے التجائیہ انداز میں نہیں بلکہ حق سے کہنا چاہیے تھا۔ پر ان سب باتون پر وہاں غور کیا جاتا ہے جہاں احساس ہو۔

"ضرور کرینگے آخر اتنے مہینوں بعد سالے صاحب آرہے ہیں"

"ہاں پر آپ آنٹی سے پوچھ لیجیے گا۔انکو کوئی اعتراض نہ ہو"

کسی خدشے کہ تحت بولا۔کوئی بعید نہ تھی اسکے لیے بھی منع کر دیا جاتا۔

"نہیں منع کرینگی امی۔۔"

اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے وہ مسکرا کر بولا۔

فاطمہ نے بھی مسکراتے ہوئے اسکے کندھے سے سر ٹکا دیا۔

وہ اب ایسے ہی چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوش رہنے لگی تھی جو خوشی مل جاتی اس پر خوش ہو جاتی۔۔

****

"تو تم کچھ ایسا کرو کہ وہ تمہارے پاس آجائے"

"ایسا نہیں ہوتا ارحم۔انسان جس سے محبت کرتا ہے اسے حاصل نہیں کرتا۔اسے جیت تا ہے۔۔حاصل کرنے کا کیا ہے؟میں چاہوں تو ایک لمحے میں اسکے شوہر کو مروا کر اس سے شادی کر سکتا ہوں۔

لیکن اس سے اسی کو تکلیف ہو گی۔وہ خوش ہے اپنے شوہر کے ساتھ محبت کرتی ہے اس سے۔"

"تو پھر تمہاری محبت کا کیا ہو گا۔۔یقیناً اسکا شوہر تمہارے جتنا تو نہیں چاہتا ہو گا "

وہ اسے قائل کر رہا تھا۔یا پھر خود کو قائل ہونے سے روک رہا تھا۔

"محبت کا دعوی کر کے میں اسکو تکلیف پہنچاؤں یہ میری محبت کو گوارہ نہیں"

پھیکا سا مسکرایا وہ ارحم کو لاجواب کر گیا۔

"بات میری اس سے محبت کی نہیں۔۔بلکہ بات اسکی محبت کی ہے ارحم کے وہ اپنے شوہر کو چاہتی ہے۔"

اسکے جملے پر ارحم کا ذہن کہیں اور گیا۔

"میٹر تمہارا یا اسکی شوہر کی محبت کا ہے ہی نہیں۔ میٹر یہ کرتا ہے کہ فاطمہ کس سے محبت کرتی ہے اور میں یقین سے کہتا ہوں وہ صرف اپنے شوہر سے محبت کرتی ہے۔"

حماد کے الفاظ اسکے کانوں میں گونجے تو کیا وہ غلط کر رہا تھا۔

"اچھا تو پھر تم اپنی محبت کا کیا کرو گے۔؟ تم اسکے بغیر کیسے رہو گے؟"

بظاہر وہ اس سے یہ سوال پوچھ رہا تھا۔

پر یہ سوال اسنے خود کے لیے پوچھا تھا کہ پھر وہ اسکے بغیر کیسے رہے گا؟

"جیسے رہتے ہیں۔ کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا ارحم اللہ نے جسکی زندگی جتنی لکھی ہے اتنی ہی ہونی ہے۔ لیکن اپنی زندگی کے نام پر دوسروں کی زندگی برباد کرنا۔ وہ بھی وہ جس سے آپ محبت کرتے ہیں یہ محبت نہیں خود غرضی ہو گی۔

اور یہ تھرڈ کلاس عاشقوں کی لوجک ہے کہ محبت خود غرض ہوتی ہے۔۔"

وہ نہیں چاہتا تھا پر وہ قائل ہو چکا تھا۔

سہی تو کہا اسنے۔ محبت خود غرض نہیں ہوتی۔ تو پھر وہ کیوں خود غرض ہو گیا تھا۔

کیا کرنا چاہ رہا تھا وہ اور کتنا غلط۔

کمرے میں مکمل اندھیرا کیے وہ راکنگ چیئر پر بیٹھا یہی سب سوچ رہا تھا۔

آج دوپہر میں ہی کینیڈا سے اسکا کزن بزنس میٹنگ کے لیے آیا تھا۔ جب اسکے کزن نے اسے اپنی کہانی سنائی تو وہ کہانی ارحم کو اپنی کہانی لگی۔ اور اسکی کہانی کا انجام بھی دکھا۔

وہ فاطمہ کو حاصل نہیں کرے گا یہی بات اسکا دل کاٹ رہی تھی۔ پر اب ہاں وہ اب ایسا نہیں کریگا اسکی محبت خود غرض نہیں ہے۔

ایک خاموش آنسو اس اندھیرے میں اسکی آنکھ سے نکل کر غائب ہو گیا۔

وہ کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا جب اسکا فون بجا۔

رات کا ایک بج رہا تھا۔اس ٹائم کس کا فون تھا۔؟

اسنے موبائل اٹھایا اسکرین پر سندس کا نام تھا۔اسنے ٹھنڈی آہ بھری وہ اسکے ساتھ بھی کتنا غلط کر رہا تھا۔

لڑکیاں نازک ہوتی ہیں اور انکے جذبات بھی اور وہ کسی لڑکی کہ جذبات سے کھیل رہا تھا وہ ایسا تو نہیں تھا۔

اسنے فون اٹھا کے کان سے لگایا۔وہ رات کے ایک بجے فون کر رہی تھی تو ضرور کوئی کام کی بات ہو گی۔۔

"ہیلو ارحم۔۔۔"

وہ گھبرائی ہوئی بولی ارحم سیدھا ہوا۔

"ہاں بولو سندس کیا بات ہے پریشان لگ رہی ہو۔"

"ارحم میرا رشتہ آیا ہے بھابی کے نند کے بیٹے سے۔"

اسنے اپنی پریشانی بتائی۔

اسکی بات سمجھتے وہ لب بھینچ گیا جس کا ڈر تھا وہی ہوا وہ اس سے اپنے خواب جوڑ چکی تھی۔

"پھر؟"

وہ اور کچھ نہیں بول سکا الفاظ جیسے گم ہوئے تھے۔

"ارحم امی راضی ہیں۔۔آپ۔۔آپ۔۔"

وہ اپنی بات مکمل نا کر سکی۔۔جو بھی تھا ارحم نے واضح محبت کا اظہار ابھی نہیں کیا تھا تو پھر وہ لڑکی ہو کر کیسے کہہ سکتی تھی۔

ارحم اسکا ہچکچانہ سمجھ رہا تھا۔

"ایک بات پوچھوں تم سے؟"

اپنی دو انگلیوں سے اپنا سر دباتے وہ بہت بھاری دل سے یہ پوچھ رہا تھا۔

"جی"

"تمہارے بھائی بھابھی خوش ہیں؟میرا مطلب ایک دوسرے کے ساتھ خوش ہیں"

دل اپنے فیصلہ بدلنے پر اکسا رہا تھا پر وہ ارادہ کر چکا تھا

"ہاں بہت خوش ہیں۔۔دونوں کی جوڑی بھی بہت پیاری ہے اور ایک دوسرے سے محبت اور احساس بھی بہت کرتے ہیں"

سندس کہہ تو رہی تھی پر نجانے کیوں اسے یہ کہنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

کیونکہ محبت اور احساس کا رشتہ تو صرف اسے اپنی بھابی کی طرف سے نبھتا دکھتا تھا۔

بھائی تو صرف زبانی محبت نبھاتے تھے۔۔

فون کٹنے کی آواز پر اسنے موبائل کو دیکھا وہ فون کاٹ چکا تھا اسنے دوبارہ فون کیا پر نمبر بند تھا وہ یہی سمجھی کے موبائل آف ہو گیا۔

جب کے دوسری طرف اور سننے کی سکت نہیں تھی اسلیے فون کاٹ دیا تھا۔

موبائل بیڈ پر پھینکتے آج وہ پھر رویا اور اس دن سے زیادہ رویا جس دن اسے فاطمہ کی شادی کا پتا چلا تھا۔ کیونکہ پہلے تو وہ سوچ چکا تھا وہ کسی طرح فاطمہ کو حاصل کر لے گا پر آج صحیح معنوں میں کھو چکا تھا۔

ہاں اب وہ اپنا فیصلہ بدل چکا تھا فاطمہ خوش تھی اتنا کافی تھا۔ وہ خود غرض نہیں تھا۔۔۔

****

کل دوپہر ہی ارسلان کی ماں سندس کا رشتہ لے کر آئی تھیں۔

ویسے تو تہمینہ کو فاطمہ کے گھر والوں سے کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا نہ ہی زیادہ پسند تھے کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ وہاں کرتیں پر جب انہوں نے فاطمہ کی پھپھو کا فاطمہ کو سرے نظر انداز کرنا دیکھا تو انکو انجانی سی خوشی ہوئی تھی۔

سندس کے رشتے کے لیے انہوں نے سوچ کر جواب دینے کا کہا تھا۔

رات کے کھانے پر جب میرب نے ارسلان کے رشتے کے لیے حارث سے مشورہ کیا تو فاطمہ نے کچھ بولنا چاہا جب تہمینہ نے سختی سے ٹوک دیا۔

فاطمہ کے ارسلان کے رشتے کی مخالفت کرنا ارسلان کا پلڑا بھاری کر گیا تھا۔

تہمینہ نے یہی سوچا کہ پھپھو منہ نہیں لگاتیں اسلیے وہ اس رشتے کے خلاف ہے۔

تہمینہ نے حارث سے بات کر کے ارسلان کے رشتے کے لیے ہاں کر دی تھی۔

رشتے پر ہاں ہونے سے جہاں سندس کی سانس اٹکی تھی وہیں فاطمہ بھی بہت پریشان تھی۔

اور اسے یہ بات بھی پریشان کر رہی تھی کہ سندس کیوں پریشان ہے؟ اسے تو خوش ہونا چاہیے تھا۔ ہینڈسم اور ویل سیٹلڈ لڑکے سے اسکا رشتہ ہو رہا تھا پر اسکے برعکس وہ تو بہت پریشان نظر آ رہی تھی۔

لیکن اسکی یہ الجھن رات کو ہی ختم ہو گئی۔ جب اسنے رات ایک بجے سندس کو کسی کو پریشانی سے اپنے رشتے کا بتاتے سنا۔

اسے نام تو نہیں معلوم تھا پر وہ اتنا تو سمجھ چکی تھی کہ وہ کسی لڑکے سے بات کر رہی ہے

وہ حارث کے لیے پانی لینے نکلی تھی جب سندس کے کمرے کی لائٹ کھلی دیکھی اور پھر دروازے کے نیچے اسکے چلنے کی پرچھائی۔ وہ اسکے پاس جا کر طبیعت پوچھنے کا ارادہ رکھتی تھی پر دروزاے پر ہی اسکے قدم رک گئے۔۔

وہ مزید کچھ سنتی جب حارث کی پکار پر اسے واپس جانا پڑا۔

پہلے اسنے سوچا کے حارث کو بتادے پر پھر فورن اپنے خیال کی نفی کی کوئی بھی اسکی بات پر یقین نہیں کرتا۔

اور پورے گھر میں ایک سندس ہی تو تھی جو اسکے حق میں بولتی تھی لیکن اگر وہ کسی کو بتادیتی تو وہ بھی اسکے خلاف ہو جاتی۔۔اور اگر نند خلاف ہو جائے تو گھر بسنا مشکل ہو جاتا ہے۔۔۔

****

گھر میں دھوم مچی تھی۔۔سارے کزنز نے اسی کے گھر پر ڈیرا جمایا ہوا تھا۔ایک پل کو کوئی سکون نہیں لینے دیتا تھا۔

اسکی شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں۔اس مہینے کی پچیس تاریخ کو اسکی برأت تھی۔

مدیحہ کے پیپرز ختم ہو گئے تھے اور وہ اسی ہفتے کی فلائٹ سے واپس پاکستان آرہی تھی۔

اسنے تو سادگی سے شادی کا کہا تھا۔پر جو سارے کزنز عذاب کی صورت اس پر مسلط ہوئے تھے انہوں نے سادگی رہنے نہیں دی اور ابھی بھی کبھی کچھ تو کبھی کچھ کر کے اسکا جینا حرام کرر کھا تھا۔

اور زایان شاہ کو نانا کرتے ہوئے بھی سب کی ماننی پڑھ رہی تھی۔

****

"ویسے حیرت کی بات ہے آج تک آپ نے صحیح سے بات بھی نہیں کی مجھ سے اور آج سیدھا ڈنر پر وہ بھی شادی سے ایک ہفتہ پہلے ؟"

مدیحہ آنکھیں چھوٹی کیے دوستانہ انداز میں پوچھ رہی تھی۔انکی شادی کو پورا ایک ہفتہ بچا تھا۔

زایان مسکرا بھی نہ سکا۔

"آپ کچھ بولتے ہی نہیں یا یہ خاموشی صرف میرے لیے ہے"

وہ اب بھی مسکراتے دوستانہ انداز میں بولی۔

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی تھی"

زایان سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"آپ مجھے تم کہہ کر مخاطب کریں۔ یہ آپ لڑکیوں پر سوٹ کرتا ہے فارمیلیٹی نہ نبھائیں"

"آپ پہلے میری بات سن لیں پھر اگر آپکو یوں لگے کہ مجھے آپ کے تکلف کی ضرورت نہیں تو میں نہیں کہونگا۔"

زایان کے سنجیدگی سے کہنے پر مدیحہ کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔

اسے کچھ عجیب لگا وہ خاموشی سے صرف اثبات میں سر ہلا گئی۔

زایان بات شروع کرتا جب ویٹر نے بطور اسٹارٹر سوپ لا کر رکھا۔

اور پھر مینیو کارڈ آگے کیا۔

زایان نے مینیو کارڈ مدیحہ کی طرف بڑھا دیا۔ جسے مدیحہ نے بنا کچھ کہے لے لیا۔

اور پھر مایو چکن رول اور چیز سینڈوچ آرڈر کیے اور زایان نے کچھ آرڈر نہیں کیا تو مدیحہ نے اسکے لیے بھی وہی آرڈر کر دیا جو اپنے لیے کیا کیونکہ شادی ہونے والی تھی اب ایسا تو ہوتا رہے گا۔

"میں آپ سے شادی نہیں کر سکتا مدیحہ"

مدیحہ کا منہ میں جاتا سوپ کا چمچ رکا تھا۔اسنے چمچ واپس رکھ کر زایان کو دیکھا۔وہ مزاق نہیں کر رہا تھا اسکے تاثرات سنجیدہ تھے۔

"میں نے شاید کچھ غلط سنا۔۔آپ دوبارہ کہینگے ؟"

اسکو اپنے سننے پر شبہ ہوا۔

"آپ نے صحیح سنا ہے مدیحہ میں نے یہی کہا ہے کہ میں آپ سے شادی نہیں کر سکتا"

مدیحہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اسے دیکھتی رہی شاید وہ ضبط کر رہی تھی۔

"وجہ نہیں پوچھو گی؟"

زایان اسکی کیفیت جانتا تھا وہ اسکی اپنے لیے پسندیدگی سے بھی واقف تھا۔

"ضرور کوئی بڑی وجہ ہی ہو گی۔۔بتادیں اگر مناسب سمجھیں تو۔"

اسکے لہجے میں ناراضگی اور تکلیف واضح تھی۔

شادی سے ایک ہفتہ پہلے لڑکے کا شادی کے لیے منع کر دینا معمولی بات نہیں تھی۔

"وجہ تمہاری میرے لیے محبت ہے"

اب کے مدیحہ کے تاثرات حیرانی میں بدلے۔۔

"میں سمجھی نہیں"

اسنے الجھ کر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ۔۔

وہ کچھ لمحے رکا۔

"میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں مدیحہ۔۔"

"تو پھر اس سے کیوں شادی نہیں کی؟ میرا مزاق کیوں بنایا آپ نے"

ناچاہتے ہوئے بھی غصے سے اسکی آواز بلند ہوئی تھی۔

آس پاس کے لوگ بھی متوجہ ہوئے تھے۔ لیکن پرواہ کسے تھی۔

"کیوں کے اب وہ میرے لیے لاحاصل ہے۔۔اور میں اسے حاصل کرنے کا خواہشمند بھی نہیں ہوں"

"واؤ کیا سمجھوں اس ڈرامے کا مطلب میں

۔مطلب اب وہ آپ کے لیے لاحاصل ہے اور آپ اسے حاصل بھی نہیں کرنا چاہتے اور پھر مجھ سے شادی کے لیے ہاں کر دیتے ہیں اور پھر شادی سے ایک ہفتہ پہلے شادی سے انکار اور وجہ بھی بلکل بے کار کے میری ہی محبت کی وجہ سے انکار ہے۔۔ گریٹ۔۔اور کچھ ڈفائن کرنا چاہینگے ؟"

مدیحہ نے ایک ایک لفظ چبھا چبھا کر بولا۔زایان لب بھینچ گیا۔

مدیحہ اسے دیکھ نفی میں سر ہلاتی اٹھنے لگی جب زایان کی آواز پر اسکے پرس اٹھاتے ہاتھ رکے

"آپ بہت اچھی ہو مدیحہ۔۔آپ میں کوئی کمی نہیں ہے۔پڑھی لکھی,خوبصورت,خوب سیرت سب سے محبت کرنے والی۔۔میں آپکو ڈیزرو نہیں کرتا۔

آپ مجھ سے محبت کرتی ہو تو یہ آپکا حق ہے کہ آپ جس سے محبت کرو بدلے میں وہ بھی آپ سے محبت کرے۔ اور جو انسان پہلے ہی اپنی ساری محبت کسی اور کے نام کر چکا ہو وہ آپکو کیا محبت دے سکتا ہے۔

زمہ داری اٹھانے اور ضروریات پوری کرنے سے تمہارا اور میرا رشتہ تو بنا رہے گا پر محبت نہ ہونے کی صورت میں اس رشتے میں خوبصورتی نہیں ہو گی۔

اور پھر وہی رشتہ آپکو قید لگنے لگے گا۔

مدیحہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

میں آپ سے کبھی شادی سے انکار نہ کرتا اگر آپ کی محبت نہ دیکھتا۔ میں آپکی محبت کے بدلے کبھی آپکو محبت نہیں دے سکوں گا میں جانتا ہوں۔

اور رہی بات کبھی نہ کبھی شادی کرنے کی تو وہ ایک نہ ایک دن مجھے فیملی کے لیے کرنی ہی پڑیگی پر اسکے لیے میں ابھی خود بھی تیار نہیں ہوں۔"

وہ بول کر مدیحہ کو دیکھنے لگا۔

"اچھا فیصلہ کیا ہے آپ نے۔

زایان نے اسکے چہرے پر طنز یا غصے کے تاثرات جانچنے چاہے پر وہاں ایسا کوئی تاثر نہیں تھا۔

ویٹر کو آتا دیکھ مدیحہ خاموش ہوئی ویٹر نے انکا آرڈر رکھا اور چلا گیا۔

"کسی کو اپنی طرف راغب کرنے سے بہتر ہے کہ کوئی آپکو اپنی طرف راغب کرے۔

وہی بات چاہنے سے زیادہ چاہے جانے کا احساس اچھا ہوتا ہے۔

اور میں خود بھی زبردستی کے رشتوں کی قائل نہیں ہوں کوئی بھی رشتہ جوڑتے وقت دل کی رضامندی ضروری ہے۔

اور خالی میں نہیں کوئی بھی۔

اگر کسی کو آپ سے شادی سے پہلے محبت نہیں تو کیا؟ شادی کے بعد تو ہو گی تو کیا وہ آپکی محبت کی مستحق نہیں ہو گی؟

آپ جب بھی شادی کریں دل سے رضامند ہونے کے بعد کریے گا جب اسکے حصے کی محبت اسے دے سکتے ہوں"

زایان اسکی ایک ایک بات سے اتفاق رکھتا تھا اسلیے اثبات میں سر ہلا گیا۔

" صحیح کہہ رہی ہیں مدیحہ آپ میں کبھی کسی کی حق تلفی نہیں کرونگا۔

میں تو اس رشتے سے انکار نہیں کر سکتا اس لیے آپ کر دیں۔"

زایان کی بات پر مدیحہ نے اسے دونوں آئ برو اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ لڑکے ہو کر منع نہیں کر سکتے تو میں لڑکی ہو کر کیسے کر سکتی ہوں زایان۔؟

اسکا سوال صحیح تھا پر وہ تو لندن سے آئی تھی مغربی ماحول میں پلی بڑی تھی اس کے لیے تو مشکل نہیں تھا۔زایان اسے خاموشی سے دیکھے گیا۔

"لیکن اگر آپ اور میں مل کر منا کریں تو مسئلہ نہیں ہو گا۔"

مدیحہ نے مسکرا کر کہا۔

"کیسے منع کرینگے ؟"

"سمپل ہے کہہ دینگے کہ شادی دو دن کا کھیل نہیں زندگی بھر کی بات ہے اور ہم دونوں کی کیمسٹری نہیں ملتی"

اسکی بات سمجھتے زایان مسکرا دیا۔

"ویسے وہ لڑکی آپ کے لیے لاحاصل کیوں ہے؟"

مدیحہ کے پوچھنے پر زایان نظریں جھکا گیا۔

"وہ پہلے سے شادی شدہ تھی۔

اور اپنے شوہر سے محبت بھی کرتی ہے۔۔اور اسکا شوہر بھی۔

مجھ سے بھی کہیں زیادہ محبت کرتا ہے اسکا شوہر اس سے آنکھوں میں دیکھا ہے میں نے اسکی۔۔۔۔وہ دونوں ساتھ میڈ فار ایچ ادر لگتے ہیں اور میری یہی دعا ہے کہ اللہ انکی جوڑی اور محبت سلامت رکھے۔"

کہتے ہوئے وہ مسکرایا۔

مدیحہ اسکے الفاظ میں اس لڑکی کے لیے محبت اور عزت دیکھ سکتی تھی اسے رشک ہوا تھا اس لڑکی پر۔۔آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا۔جو بھی تھا اسنے اپنا دل بڑا کر لیا تھا پر تھا تو وہ اسکی بچپن کی پسند۔۔

آنسو اندر ڈھکیلتی وہ موڈ نارمل کرنے کے لیے مسکراتے ہوئے بولی۔

"اللہ تمہارے صبر کا پھل بہت اچھا دے گا زایان۔"

"اگر وہ اچھا پھل مریم ہے تو مجھے نہیں چاہیے وہ پھل۔وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی جچتی ہے۔۔۔"

وہ بہت رسانیت سے بولا تھا کچھ لمحوں کے لیے تو مدیحہ دنگ رہ گئی۔کیسی محبت تھی یہ؟

"مریم نام ہے۔بہت پیارا نام ہے یقیناوہ بھی بہت پیاری ہو گی۔"

ماحول کو نارمل کرنے کے لیے پھر مسکرا کر بولی ورنہ زایان کی باتیں تو اسے رونے پر اکسا رہی تھیں۔

"ہمممم۔۔ویسے آپ لندن کی نہیں لگتیں۔۔میرا مطلب ہے باتوں سے"

"میں لندن میں رہتی ضرور ہوں زایان پر تربیت پاکستانی عورت نے ہی کی ہے۔۔اور اب یہ سوپ تو بلکل ٹھنڈا ہو گیا نہیں پی سکتے۔اب کھانا ہی کھا لیتے ہیں۔"

دوستانہ انداز میں کہتے اسنے سینڈوچ اٹھایا۔زایان بھی مسکرا کر کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

"اور ایک بات آپ نے کہا تھا بات سننے کے بعد بتاؤں کے آپ کو یہ آپ کا تکلف کرنے کی ضرورت ہے یہ نہیں۔ تو آپکو اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے"

اسکی بات سنتے زایان مسکرا دیا۔

"تمہیں بھی اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے مدیحہ تم بھی مجھے تم کہہ کر مخاطب کر سکتی ہو۔"

دونوں مسکراتے ہوئے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

****

وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور اندر کی طرف قدم بڑھانے لگی جب حارث کو گاڑی سے اترتے دیکھ واپس مڑی۔

"آپ بھی آئینگے ؟"

اسنے نارملی پوچھا تھا کیونکہ وہ ہر بار جب چھوڑنے آتا تھا اندر نہیں آتا تھا لیکن حارث کو اسکا یہ سوال مشکوک لگا۔

آخر مرد تھا۔ماں نے دل میں شک کا بیج بو دیا تھا اور پھر شک تو رشتوں میں لکڑی پر دیمک کی مانند ہوتا ہے ایک بار لگ جائے تو ختم کرے تک نہیں چھوڑتا۔

اگر رشتوں کی خوبصورتی محبت, خلوص اور احساس ہوتا ہے تو رشتوں کی مضبوطی اعتبار ہوتا ہے۔ جس رشتے میں پھر وسہ ہی نہ ہو وہ مکڑی کے جالے کی مانند ہوتا ہے جو ایک تیز ھواء کے جھونکے سے ٹوٹ جاتا ہے۔

"ہاں کیوں ؟ تمہیں اعتراض ہے تو نہیں آتا"

وہ جس رو کھائی سے بولا تھا فاطمہ کو برا لگا تھا پر اس بات کی پرواہ کے تھی۔

وہ بہت دنوں سے حارث کا یہ بدلا روپ دیکھ رہی تھی۔ ویسے تو وہ نارمل تھا پر اکثر وہ اچانک اسکا موبائل اٹھانے لگا تھا۔جب بھابی یہ کسی دوست سے بات کرتی یا کسی کی کال آتی تو پوچھنے لگا تھا کہ کس کی کال ہے۔ تہمینہ اب بھی باتوں باتوں میں اسکے دماغ میں شک کی بنیاد پکی کرنے لگی تھی۔ وہ اب کبھی کبھی فاطمہ پر طنز بھی کرنے لگا تھا جیسے تہمینہ کرتی تھی جیسے اسنے ابھی کرا تھا۔

اوراب میکے آنے پر بھی ایک طرح سے پابندی لگ چکی تھی۔فاطمہ نے اس عرصے میں تین بار اپنے گھر جانے کا کہا تھا پر وہ ٹال گیا تھا اور اب لایا تو ساتھ اندر جا رہا تھا۔اسکا بدلتا رویہ فاطمہ محسوس کر رہی تھی پر اسکا دماغ اس طرف گیا ہی نہیں کہ حارث اس پر شک بھی کر سکتا ہے۔

"کیسی باتیں کر رہے ہیں حارث مجھے کیوں اعتراض ہو گا؟آئیں"

کہتے ہوئے اسنے حارث کو آنے کا کہا اور پھر حارث فاطمہ کے پیچھے اندر چلا گیا۔۔

****

سندس کا رشتہ ارسلان سے پکا ہو چکا تھا۔وہ بہت پریشان تھی۔وہ ارحم کو پسند کرنے لگی تھی وہ ارحم کے ساتھ کی خواہشمند تھی۔

ارحم بات کرنے پر اسے ملنے کا بولتا پر یونی کی چھٹیوں کی وجہ سے وہ یونی نہیں جا رہی تھی اور باہر ملنے کے لیے جائیں یہ مشکل تھا کیونکہ ارحم بھی اس بات کے خلاف تھا اور وہ خود بھی یہ نہیں چاہتی تھی اگر کوئی باہر دیکھ لیتا تو اسکی عزت خراب ہو جاتی۔

****

"ابھی تو ایک مہینہ ہے نہ بات کر لینا اس سے یا اگر ملنا پوسیبل نہیں ہے تو کال پر بات کر لے۔"

"نہیں کر سکتا کال پر بات۔۔ میں اسکی فیلنگز سے واقف ہوں۔ ایسے فون پر بول دوں کے استعمال کیا تھا۔۔ پاگل ہو کیا؟

بات کر کے اعتماد میں لے کر اسکی غلط فہمی کلیئر کرنی پڑے گی لڑکی ہے یار وہ۔۔ لڑکیاں بہت نازک ہوتی ہیں"

ارحم حماد کی عقل پر ماتم کرتے ہوئے بولا۔ اسنے حماد کو اپنے فیصلے کا بتا دیا تھا جس پر حماد نے اسکی حوصلہ افزائی کی تھی۔ اور پھر کل رات کو ہی اسکو ایک مہینے میں واپس دبئی جانے کا آرڈر ملا تھا ایک مہینے کے لیے۔۔۔

اس سے پہلے وہ سندس سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا پر موقع ہی نہیں مل پا رہا تھا۔

"تو غلطی بھی تو تیری ہی ہے نہ یار کس نے بولا تھا یہ بکھیڑا کھڑا کرنے کو۔ وہ تو شکر ہے تمہیں عقل آ گئی ورنہ تم بہت بڑی غلطی کر دیتے"

اسکا اشارہ فاطمہ کو حاصل کرنے کی ضد پر تھا۔

"ہمم۔"

"فکر نہیں کرو یار ایک مہینہ ہے نہ ہو جائے گا سب ٹھیک"

کچھ سوچتے وہ حماد کی بات پر سر ہلا گیا۔

****

اسنے مستقل فاطمہ پر نظر رکھی تھی۔جب سے فاطمہ آئی تھی اسنے ایک بار بھی فون کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

اسنے ایک اور بات بھی نوٹ کی تھی وہ اپنے گھر والوں کے درمیان خوش رہتی تھی۔اور اسے یہ بات بری لگی تھی کہ وہ گھر میں ایسے نہیں رہتی تھی۔ لیکن وہی بات انسان دوسرے کا بدلا رویہ دیکھ لیتا ہے پر اس رویے کے بدلنے کی وجہ نہیں دیکھتا۔۔۔

****

جب سے گھر آئے تھے جب سے حارث فاطمہ کو ناراض ناراض لگا لیکن اسنے کچھ کہا نہیں۔

اور نہ ہی وہ اسے منانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

جب اتنے میں حارث کا فون بجا۔

حارث واشروم میں تھا اسکا فون اٹھانے کا ارادہ نہیں تھا پر سائلینٹ کرنے کے ارادے سے اٹھالیا۔

لیکن اسکرین پر جب عارف انکل کا نام دیکھا تو اٹھالیا۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی اسکے ابو آگے سے روتے ہوئے بولنے لگے لیکن جیسے جیسے وہ بول رہے تھے فاطمہ کا رنگ اڑ رہا تھا۔اتنے میں حارث واشروم سے نکلا اسنے ایک نظر فاطمہ پر ڈالے بغیر اپنا فون اٹھانا چاہا کیونکہ وہ واشروم میں فون بجنے کی آواز سن چکا تھا۔

سائیڈ ٹیبل پر موبائل نہ پا کر اسنے فاطمہ کو دیکھا لیکن اسکی سفید پڑتی رنگت دیکھ اسکی طرف بڑھا اسکے ہاتھ سے فون لیا فون کٹ چکا تھا۔

"فاطمہ کس کا فون تھ۔۔۔۔"!

اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ ہوش کھو چکی تھی حارث اسکے گرنے سے پہلے اسے پکڑ چکا تھا اسنے پریشانی سے فاطمہ کو بیڈ پر لٹایا اور سندس کو آوازیں لگائیں ساتھ ہی فورا دوسرے سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی ڈالا اور فاطمہ کے پاس آیا۔ جب تک سندس اور تہمینہ بھی آ چکے تھے۔

حارث پریشانی سے فاطمہ پر پانی چھڑکنے لگا۔

سندس بھی پریشانی سے فاطمہ کے ہاتھ مسلنے لگی۔

"امی آپ ابھی بھی مسکرا رہی ہیں ایسی کیا دشمنی ہے آخر آپکی بھابی سے"

تہمینہ پر نظر پڑے ہی سندس غصے سے بولی۔

حارث نے بھی اپنی ماں کو دیکھا وہ ہنس رہی تھیں۔

"تم لوگ پاگل ہو جو ایسے پریشان ہو رہے ہو۔۔ارے یہ خوشخبری کی نشانی ہے پاگل۔"

تہمینہ خوشی سے آگے بڑھی اور حارث کو فاطمہ کے پاس سے ہٹایا اور فاطمہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

یہ تہمینہ کا پہلا محبت بھرا لمس تھا۔اور وہ بھی فاطمہ کے لیے نہیں بلکہ اسکے ذریعے آنے والے پوتا پوتی کے خیال سے۔

حارث اور سندس پریشانی سے تہمینہ کو دیکھنے لگے وہ تہمینہ کی بات کا مطلب نہیں سمجھے تھے۔

"ارے مجھے گھورنا بند کرو اور ڈاکٹر کو بلاؤ"

تہمینہ کے چہرے پر اب بھی خوشی برقرار تھی اب حارث کو بھی بات سمجھ آگئی تھی پر اسے وہ نہیں لگ رہا تھا جو تہمینہ کو لگ رہا تھا۔

"حارث دوبارہ پانی چھڑک کر اسے اٹھانے لگا جب تہمینہ نے روک دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر میں حارث لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ آیا۔

ڈاکٹر کو روم میں چھوڑ کر وہ موبائل لے کر باہر نکل گیا۔

دس منٹ بعد ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلی حارث نے انہیں پے کر کے دروازے تک چھوڑا اور واپس اندر آیا۔ جہاں سندس پریشانی اور تہمینہ غصے سے فاطمہ کے بے ہوش وجود کو گھور رہی تھیں۔

"کوئی خوشخبری نہیں ہے اور میں نے بھی پتا نہیں کیسے سوچ لیا کے یہ لڑکی مجھے کوئی خوشی دے سکتی ہے۔"

تہیمینہ تنک کر بولیں۔

"بھائی ڈاکٹر نے بتایا بھابی کو اچانک صدمہ لگا ہے کسی بات پر۔
وہ سکون کا انجیکشن لگا رہی تھیں پر امی نے منع کر دیا"

آخر میں بولتے اسنے غصے سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"ہاں تو ایسا کونسا صدمہ لگ گیا ماہرانی کو ویسے بھی سکون میں ہی رہتی ہے دوسروں کا سکون برباد کر کے"

"فاطمہ کا بھائی اسامہ شہید ہو گیا۔"

بولتے ہوئے حارث کی آنکھ سے دو آنسو گرے۔ وہ فاطمہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

تہمینہ اور سندس نے ایک ساتھ اسے دیکھا۔

وہ صوفے پر بیٹھا اور اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتا آنسو اندر اتارنے لگا۔

"تہمینہ کچھ بولتی اس سے پہلے وہ دوبارہ بولا۔

"آپ لوگ چلنے کی تیاری کریں میں فاطمہ کو سنبھالتا ہوں۔"

کہتے ساتھ وہ واشروم میں چلا گیا شاید آنسو روکنا مشکل ہو رہا تھا۔

****

اسنے بہت مشکل سے فاطمہ کو سنبھالا تھا۔ وہ اتنی بری طرح رو رہی تھی کہ حارث کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے آج تو تہمینہ کو بھی اس پر رحم آ رہا تھا۔ سندس بھی رو رہی تھی۔

رات گیارہ بجے کا وقت تھا جب وہ فاطمہ کے گھر پہنچے۔ گھر میں قہرام مچا تھا۔ سارے ہی وہاں موجود تھے۔

کچھ مہینے پہلے جو گھر خوشیوں سے بھرا تھا جہاں کھلکھلانے کی آوازیں آ رہی تھیں اب وہاں ماتم بچھا تھا اور رونے اور سسکنے کی آوازیں بلند تھیں۔

فاطمہ کے جانے کے کچھ گھنٹے بعد ہی فون آیا تھا کہ اسامہ شہید ہو گیا ہے اور کل صبح تک اسکو گھر لایا جائے گا۔

میرب کی حالت بگڑ گئی تھی اور مضبوط دکھنے والے ڈاکٹر عارف جنہوں نے ہاسپٹل میں اپنے سامنے کئی اموات دیکھی تھیں وہ بکھر گئے تھے اپنے جوان بیٹے کی شہادت پر۔

بے شک شہید کا رتبہ بہت بلند ہے پر جانے والے کے پیچھے اسکی لوٹ آنے کی امید لگانے والے ٹوٹ جاتے ہیں۔

ہر کسی کی آنکھیں بھیگی تھیں سوائے ایک کہ۔۔

مریم اسامہ کہ۔۔وہ جب سے اب تک بلکل خاموش بیٹھی تھی اسکی آنکھ سے ایک آنسو نہیں گرا تھا نہ ہی منہ سے ایک آہ نکلی تھی۔لوگ اس پر ترس کھا رہے تھے لیکن اسے کچھ سنائی نہیں آرہا تھا اسکو اپنا وجود مردہ محسوس ہو رہا تھا۔

سب نے اسے رلانے کی بہت کوشش کی تھی پر وہ ویسی ہی ساکت و جامد بیٹھی تھی۔

میرب کو عارف صاحب نے سکون کا انجیکشن لگا دیا تھا کیونکہ انکی طبیعت زیادہ بگڑ رہی تھی۔میرب کو حوصلہ دیتے وہ خود کو مضبوط کر رہے تھے۔انکے بیٹے نے انہیں اس فیلڈ میں جانے سے پہلے ہی کہا تھا کہ میری موت کا غم مت کیجیے گا اگر میں شہید ہوا تو۔

لیکن وہ کیا کرتے نہیں رکھ پا رہے تھے اسکی بات اور پھر جب حارث نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ہچکیوں سے رو دیے غم بہت بڑا تھا بہت زیادہ بڑا۔فاطمہ کی بھی رو رو کر دوبارہ نیم بے ہوشی کی حالت ہو چکی تھی۔بلکل خاموش اور سکون سے مریم بیٹھی تھی۔۔

بظاہر وہ دیکھنے میں پر سکون اور خاموش معلوم ہو رہی تھی پر در حقیقت یہ ہر کوئی جانتا تھا کہ اس کے اندر حشر برپہ ہے۔

وہ کس ازیت میں مبتلا ہے۔

اسکا ذہن اب بھی اسامہ کی شہادت کی خبر ایکسیپٹ نہیں کر پا رہا تھا

ارسلان اور پھپھو بھی وہاں موجود تھیں۔

ارسلان وہاں آئے مردوں سے مل رہا تھا اور پھپھو اندر بیٹھی روتی اپنا غم با آواز بلند بیان کر رہی تھیں۔

ارسلان کسی کام سے اندر آیا تھا جب اسکی نظر کونے میں بیٹھی سندس پر پڑی وہ سپارہ پڑھ رہی تھی۔ آنکھیں لال ہو رہیں تھی۔ ایک نظر اس پر ڈال کر وہ جس کام کے لیے آیا تھا وہ کرنے لگا۔

آج اسنے پہلی بار سندس کو دیکھا تھا۔ سندس شادی میں بھی موجود تھی پر اسنے دیکھا نہیں تھا۔

ابھی بھی وہ کسی خاتون کے اسے پکارنے پر پہچانا تھا۔

اکبر صاحب اور مسز اکبر بھی پہنچ گئے تھے۔ رات کے اس پہر بھی گھر میں لوگوں کا رش لگا تھا۔

مریم اب بھی ویسی ہی بیٹھی تھی اسکو رلانے کی سب نے بہت کوشش کی تھی پر وہ نہیں روئی۔

****

ارحم سندس کو کال پر کال کر رہا تھا پر ہر بار کال جا جا کر آخر میں یہی سننے کو ملتا کہ "آپ کے ملائے ہوئے نمبر سے جواب موصول نہیں برائے مہربانی کچھ دیر بعد کوشش کریں۔

“The number you have dial is not answering at the moment , please try again later.”

اور وہ فون اٹھاتی بھی کیسے کیونکہ فون تو وہ گھر پر بھول گئی تھی۔

غصے سے اسنے فون بیڈ پر پھینکا اتنا سوچنے کے بعد اسنے فیصلہ کیا تھا کہ مل نہیں سکتے تو کیا ہوا وہ فون پر بتادے گا۔

"ارحم"

زینت کی آواز پر وہ پیچھے مڑا

"مام آپ؟ کوئی بات تھی تو مجھے بلا لیتیں۔"

زینت کو صوفے پر بیٹھتا دیکھ وہ بھی صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں تو بس ایسے ہی آئی تھی کوئی خاص کام نہیں ہے مجھے۔ ویسے تم کب سے یہ فارمیلیٹیز نبھانے لگے ہو؟"

آخری بات زینت نے شرارت سے کہی۔۔

ارحم مسکرا دیا۔

"ارحم"

زینت نے کہتے ہوئے محبت ے اسکے گال پر ہاتھ رکھا۔

ارحم نے اپنے گال پر رکھے انکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"کسی کے جانے سے زندگ نہیں رکتی ارحم۔۔ ہم نے تمہاری ہر خواہش پوری کی ہے۔ جس چیز پر تم نے ہاتھ رکھا وہ تمہاری ہوئی ہے۔ پر فاطمہ کوئی چیز نہیں ارحم وہ جیتی جاگتی انسان ہے۔۔ اسکی شادی ہو گئی وہ تمہارا نصیب نہیں بنی اس میں ہماری کیا غلطی ہے؟ ہم سے کس بات پر خفا ہو"

افففف اگر یہ بات اسکی ماں کو پتا چل جاتی کہ اسنے فاطمہ کو چیز سمجھ کہ اسے حاصل کرنے کی کوشش کی ہے تو کیا عزت رہ جاتی اسکی۔۔وہ اپنی نظروں میں شرمندہ ہوا تھا۔

"مام آپکو کس نے بولا کے میں آپ کو اور ڈیڈ کو قصوروار سمجھتا ہوں یا آپ لوگوں سے خفا ہوں۔؟ نصیبوں پر کب کس کا زور چلا ہے مام؟ میں اپ سیٹ ہوں سیٹ ہونے میں وقت لگے گا لیکن ضرور جلد ٹھیک ہو جاؤنگا۔۔ اور آپ نے یہ سب کچھ کیوں سوچا؟"

اسے دکھ ہوا تھا آخر اسکی مام نے ایسا کیوں سوچا وہ بھلا کیسے خفا ہو سکتا ہے ان سے۔۔

کبھی نہیں ہو سکتا تھا وہ انسے خفا۔

"میں نے نہیں سوچا تمہارے ڈیڈ نے سوچا ہے وہ اپنا فتنہ بیٹا بہت مس کر رہے ہیں جو کہیں کھو گیا ہے۔ تمہارے ساتھ وہ بھی اپ سیٹ ہو گئے ہیں ارحم۔

تمہارے بتانے سے پہلے ہی وہ مجھے بتا چکے تھے کہ تم کسی لڑکی کو پسند کرنے لگے ہو۔

وہ بھی بہت اپ سیٹ ہیں ارحم"

انکی بات پر ارحم کچھ دیر خاموش رہا اور پھر زینت کا ہاتھ تھام کے اسے ہلکہ سا دبایا

"لگتا ہے الیاس صاحب کو سکون سے رہنا پسند نہیں ہے۔۔

چلیں پھر انکو بتا دیجیے گا کہ انکے سکون کے دن ختم ہو گئے اب سے کبھی بھی انکے خلاف کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

اسکی بات سمجھتے زینت مسکرائی اور اسکے ماتھے پر پیار کیا پھر ایک دو باتیں اور کر کے واپس چلی گئیں۔

انکے جانے کے ارحم صوفے سے پشت لگائے لیٹنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔

آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کے گرا۔ کتنا مشکل ہوتا ہے تکلیف میں مسکرانا۔ اسنے فیصلہ تو کر لیا تھا پر وہ فاطمہ کو نہیں بھول سکتا تھا یہ بات وہ جانتا تھا۔ یہ جانتے ہوئے اس سے دور ہو جانے کا فیصلہ اسکے لیے بہت ازیت ناک تھا۔

****

صبح فجر کی نماز کے بعد اسامہ کا جنازہ لایا گیا۔ کفن کے اوپر پاکستان کا پاک جھنڈا لپیٹا تھا جس کے خاطر اسنے اپنی جان قربان کی تھی۔

اسکا چہرا چودھویں کے چاند کی طرح منور تھا۔ چہرے پر مسکرانے کا شبہ معلوم ہوتا تھا۔

میرب اسکا چہرا اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر زار و قطار روئیں فاطمہ کی ہچکیاں بندھ گئ تھیں رو رو کر وہ بار بار اسامہ کو ہلا کر ایک بار بات کرنے کو کہہ رہی تھی۔ یہ وہی بھائی تھا جس نے اسکی آنکھ میں ایک آنسو نہیں آنے دیا تھا اور آج ڈھیروں آنسو اور آہوں کے باوجود وہ کچھ نہیں بولا تھا نہ اسکے آنسو پوچھے تھے نہ اسے چپ کروایا تھا۔ ابدی نیند سو چکا تھا وہ۔

"بھائی خ۔۔ خدا۔۔ خدا کے لیے بس ایک بار بات کر لیں۔ ایسا مت کریں۔۔ آپ۔۔۔ آپ۔۔ آپنے بولا تھا کہ آپ لم۔۔ لمبی چھ۔۔ چھچھ۔ چھٹیوں پر آئینگے۔۔۔ نن۔۔ نہیں آئیں آپ۔۔ چھچھ۔۔ چھٹیوں پر۔۔ ہم ۔۔ کک۔ کبھی آپکو آنے کا نہیں۔۔ ببب۔ بولینگے پر۔۔ پی۔۔ پلیز ایک بار بات کریں۔۔۔ ممم۔ ممیرے ۔۔۔ میرے۔ پاس کوئی۔۔ نہیں۔۔ ہے۔۔ آپ جیسا۔۔۔ میر۔ میرے۔ خاطر ایک۔۔ بار۔۔۔

فاطمہ لوہے کے جنگلے پر سر ٹکائے باآواز رو رہی تھی۔ میرب کے منہ سے لفظ ادا نہیں ہو رہے تھے حلق میں آنسو ایسے اٹکے تھے کہ وہ صرف رونے کے علاوہ کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔۔

عارف گھٹنوں کے بل بیٹھے اپنے بیٹے کا مان توڑ چکے تھے۔

اسامہ نے انہیں منع کیا تھا کہ وہ اسکی شہادت پر نہیں رؤینگے لیکن وہ رو رہے تھے۔

"بھ۔۔۔بھائی سف۔۔سفیان کی۔۔خاطر۔۔آجائیں۔۔وہ۔۔وہ۔۔۔مس۔۔۔کرتا۔۔ہے
آپ۔۔۔آپکو۔۔۔۔۔بھابی۔۔کا کیا ہو گا۔۔۔ایک بار بات کر لیں۔۔ایک بار۔۔میں۔۔۔میں کبھی
کوئی۔۔۔ضد نہی۔۔نہیں کرو نگی۔۔میں۔۔میں نے۔۔ویسے بھی ضد کرنا چھوڑ دیا۔۔ہے۔۔۔پر۔۔
بھ۔۔۔بھائی۔۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔"!

سندس نے آگے بڑھ کر اسے تھاما تھا اسکی باتیں اور اسکا رونا وہاں موجود ایک ایک فرد کو رلا گیا تھا پر اسکی تکلیف میں رونے والا بھائی ویسے ہی مسکراتا پر نور چہرا لیے سو رہا تھا۔

سب نے مریم کو اسامہ کے جنازے کے آگے کیا۔

"مریم اسامہ کو دیکھ لو۔۔۔آخری بار دیکھ لو بیٹا وہ اپنے آخری سفر پر جا رہا ہے۔۔۔"

مریم کی ماں نے اسے اسامہ کے جنازے کے پاس بٹھاتے کہا۔

"مریم۔۔آج کے بعد وہ تم سے کبھی بات نہیں کرے گا۔۔اب کبھی فون بھی نہیں کریگا۔۔اس سے بات کرلو وہ کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا میری بچی۔۔۔

ایسے ناراض کر کے بھیجو گی اسے۔۔بات نہیں کرو گی"

وہ اب بھی خاموشی سے اسامہ کو یک ٹک دیکھ رہی تھی آنکھیں اب بھی خشک تھیں۔

جب مریم کی امی نے اسکے منہ پر زور سے تھپڑ مارا۔

"ہوش میں آؤ مریم وہ جارہا ہے۔۔کہاں گئے تمہاری محبت کے دعوے جواب وہ آخری سفر پر جارہا ہے پر تم کچھ نہیں بول رہی۔۔"

لیکن اب بھی اسکی کنڈیشن میں کوئی فرق نہیں آیا تھا تھپڑا تنی زور کا تھا کہ اسکے گالوں پر نشان واضح ہوئے تھے پر اسکے جسم نے حرکت بھی نہ کی تھی۔اسکی خاموشی اب دوسروں کو پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی۔

تدفین کا وقت ہوا تو آدمی جنازہ اٹھانے آ گئے۔

فاطمہ روتے اسکے جنازے کے پیچھے جانے لگی تھی جب سندس اور تہمینہ نے اسے پکڑ لیا۔۔

"نن۔نہیں۔۔بھ۔۔۔بھائی ایسے نہیں۔۔جج۔جا سکتے۔۔انہوں نے۔۔۔کہا۔۔تھا۔وہ
۔۔۔وہ۔۔لمبا۔وقت۔گزاریں گے۔۔ہمارے۔ساتھ۔پر۔پر۔وہ۔۔تو۔۔۔ایک۔۔دن۔۔۔۔"!

روتے ہوئے وہ زمین پر گر گئی۔۔آواز اب گھٹنے لگی تھی حلق میں تکلیف اٹھنے لگی تھی۔۔آنکھوں کے ساتھ ساتھ آنسو حلق میں بھی اتر رہے تھے۔

"میرا۔۔بیٹا۔۔میرا۔۔بیٹا۔۔عارف۔۔۔روکو۔۔میرا بیٹا۔۔۔۔"!

پھپھو نے فورا انہیں پکڑا۔۔اسامہ کا جنازہ باہر لے جایا جا چکا تھا۔۔میرب پھپھو کی پکڑ میں ہی جھول گئیں۔مریم کی امی تہمینہ اور پھپھو میرب کو سنبھالتے اسکے کمرے میں لے کر گئیں۔

فاطمہ بھی میرب کی بگڑتی طبیعت دیکھ انکے پیچھے گئی۔

مریم کی آنکھ سے ایک واحد آنسو نکلا تھا۔لیکن وہ ابھی بھی ویسے ہی ساکت تھی اسکی نظریں دروازے پر تھیں جہاں سے ابھی اسامہ کو لے جایا گیا تھا۔

میرب کو آرام کی غرض سے کمرے میں لٹا کے سب باہر آ گئے۔

کسی نے بھی انہیں ہوش میں لانا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ اس سے انکی طبیعت بگڑ جاتی۔

فاطمہ کو تہمینہ کمرے سے باہر لے آئیں کیونکہ اسکے رونے کی آواز سے میرب اٹھ سکتی تھیں۔

سب بیٹھے سپارے پڑھ رہے تھے۔

فاطمہ بھی ایک طرف بیٹھی بے آواز رو رہی تھی۔

آدھے گھنٹے بعد تدفین سے لوگ واپس آئے۔

اور انکے جاننے والے جو رات سے آئے تھے وہ واپس جانے لگے۔

ان سب میں کسی کا دیہاں اس طرف گیا ہی نہیں کے مریم کہاں ہے۔

مسز اکبر سب سے مل کر مریم کی طرف بڑھیں جسے اسکی امی نے ایک طرف بٹھا دیا تھا۔

مسز اکبر نے اسے حوصلہ دینے کے لیے ہلایا جب وہ ایسے ہی گھٹنوں پر سر رکھے زمین پر گر گئی۔

اسکا وجود اب بھی پہلے جیسا ساکت ہی تھا بس فرق یہ تھا اب اسکی آنکھیں بند تھیں۔

ایک بار پھر گھر میں شور اٹھا تھا۔ فاطمہ بھائی کے غم میں روتی جب مریم کے بے ہوش وجود کو دیکھا تو بھاگتے ہوئے اسکے پاس آئی۔

حارث اور ارسلان بھی اندر آئے تھے۔

تہمینہ اور مسز اکبر نے اس پر پانی چھڑکا اسے اٹھانے کی کوشش کی پر کوئی فائدہ نہ ہوا نفس چیک کرنے پر معلوم ہوا نفس بلکل دھیمی چل رہی تھی۔

جلدی سے سہارے سے اسے گاڑی کی بیک سیٹ پر ڈالا فاطمہ اسکے ساتھ بیٹھی ڈرائیونگ سیٹ پر حارث بیٹھا اور حارث کے ساتھ مریم کی امی۔۔

فاطمہ کو لگا اب وہ واقعی مر جائے گی ابھی بھائی کا غم ہی اتنا بڑا تھا اور اب بھابھی۔

ہاسپٹل پہنچتے ہی اسے ایمرجنسی میں لے جایا گیا۔

میرب بے ہوش تھیں اسی لیے بے خبر تھیں عارف صاحب قبرستان سے آئے ہی نہیں تھے۔۔

****

" مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے۔۔ کیا ہو گا اس بچی کا۔۔ آپ نے حال دیکھا تھا اسکا۔۔

پتا نہیں کیسے صبر آئے گا۔"

صبح نو بجے وہ لوگ گھر آئے تھے۔

ابھی فریش ہو کر واپس ہاسپٹل جانے کا ارادہ تھا۔

زایان آفس کے لیے تیار ہو کر نیچے آیا کل وہ جلدی سو گیا تھا۔ مدیحہ سے بات کر کے اسے کافی دنوں بعد سکون کی نیند آئی تھی۔

"آپ لوگ کہیں گئے تھے؟ اتنی صبح صبح کہاں سے آرہے ہیں؟"

وہ اپنا آفس بیگ صوفے پر رکھ کر بیٹھنے لگا جب نظر کلثوم کے روئے روئے چہرے پر پڑی۔

"امی آپ رو رہی ہیں؟۔۔ کیا ہوا ہے؟"

وہ پریشانی سے انکے پاس آیا۔

"اسامہ شہید ہو گیا زایان۔۔

وہ روتے ہوئے بولی زایان نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

"تمہارے ابو کے دوست ڈاکٹر عارف جن کی بیٹی کے نکاح میں گئے تھے ہم۔۔انکے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔"

بولتے ہوئے وہ اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔اپنی آنکھوں سے وہ کسی کے جوان جہان بیٹے کا جنازہ دیکھ کر آئیں تھیں

اور وہیں دوسری طرف زایان کو لگا اسکے پاؤں تلے زمین کھینچ لی گئی ہے۔۔کل ہی تو اسنے انکی جوڑی سلامت رہنے کی دعا کی تھی۔۔

"وہ پھول جیسی لڑکی جو اس دن پھولوں جیسی کھلی تھی آج اسے دیکھ کر میرا کلیجہ کٹ رہا تھا۔۔کیسے صبر کریگی وہ۔۔"

بولتے ہوئے وہ رو دیں زایان کی آنکھوں سے بھی کب آنسو نکلنا شروع ہوئے اسے پتا ہی نہیں چلا۔۔

"جس سے اس دن تم ملے تھے نہ جو گجرے دینے آئی تھی۔۔

زایان انہیں دیکھے گیا۔۔

اپنے شوہر کے غم میں آج ہاسپٹل کے ایمر جنسی وارڈ میں ہے۔"

اب کے زایان کی ہمت ختم ہو گئی۔

وہ وہاں سے اٹھتا تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

اور اندر سے دروازہ بند کر دیا۔

کافی دیر ایسے ہی دروازے سے لگا رہا پھر اسی کے ساتھ نیچے بیٹھتا چلا گیا۔

دل تھا کہ تکلیف برداشت کرتے کرتے پھٹنے کو تھا

آنسو آنکھوں سے بہتے تھوڑی سے ٹپکنے لگے۔

دل نے فورا دہائی دی تھی کہ اسنے تو خواہش نہیں کی تھی۔

وہ تو انکی جوڑی سلامت دیکھنا چاہتا تھا۔

وہ ایسا نہیں چاہتا۔۔ کبھی نہیں

اسنے تو مریم کو پانے کی صرف جب دعا کی تھی جب وہ اسکی پہچان سے ناواقف تھا۔پر جب اسے پتا چلا تھا وہ اسامہ کی بیوی ہے اسنے اپنی دعائیں نہ قبول ہونے کی دعا مانگی تھی تو پھر یہ سب کیوں ہوا۔

کیا یہ سب اسکی وجہ سے ہوا تھا۔۔

کیا اسکی اس وقت کی دعائیں قبول ہو گئیں تھیں ؟۔ کیا اب جو ہوا تھا اسکا زمہ دار وہ تھا۔۔ اسکی وہ دعائیں تھیں جو اسنے تہجد میں مانگی تھیں۔

آج اسکا شوہر اسکی دعاؤں کی وجہ سے چلا گیا تھا۔آج وہ زندگی اور موت کے درمیان اسکی وجہ سے تھی۔

یہ بات اسکے زہن میں گردش کرنے لگی تھی۔وہ اپنے بال ہاتھوں میں پکڑ کر رو دیا آج وہ پھر رویا تھا اس اندھیری رات میں جیسے گاڑی میں تنہا بیٹھا رویا تھا۔آج بھی اسے حوصلہ دینے والا کوئی نہیں تھا۔وہ ہمیشہ اپنے درد میں اکیلا رہا تھا۔

****

فاطمہ مریم کی امی کے ساتھ نماز پڑھنے ہاسپٹل میں موجود نماز کے کمرے میں گئی تھی۔

وہ اپنے بھائی کے لیے تو اتنی دعا نہ کر سکی تھی پر اپنی بھابی کے لیے اتنی کریگی کے اسے کچھ نہ ہو۔۔اسکے بھائی کی محبت بھری نشانی تھیں کیا کہتی وہ اپنے بھائی کو روز محشر میں کیا جواب دیتی کے وہ انکی محبت کی حفاظت نہ کر سی۔۔

آنسو کے ریلے حلق میں ایسے اٹکے تھے کہ الفاظ نکلنے سے انکاری تھے۔لیکن دل کی ہر ڈھڑکن کے ساتھ مریم کی سلامتی کی دعا نکل رہی تھی۔۔

حارث نیچے بلز اور فارمیلیٹیز پوری کرنے گیا تھا جب واپس آیا تو ایمرجنسی روم سے ڈاکٹر نکل رہے تھے۔۔

"ڈاکٹر وہ اندر میری بھابھی؟ ٹھیک ہے نہ وہ؟"

ڈاکٹر کے چہرے کے تاثرات کچھ برا ہونے کا ثبوت دے رہے تھے۔

اسکا دل ڈرا تھا کسی برے اندیشے کے تحت۔۔

"سوری شی از نو مور"

****

"سوری شی از نو مور انکو یہاں لانے سے پہلے ہی وہ دم توڑ چکی تھیں۔

حارث کے کان سن ہو گئے۔

"اور پولیس آتی ہو گی آپ بیان دینے سے پہلے باڈی کو نہیں لے جا سکتے۔"

"مطلب۔۔؟ پولیس کیوں؟۔۔"

"دیکھیں آپکی بھابھی چھت سے گری ہیں یہ آپ کا کہنا ہے پر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ گری نہ ہو انہیں گرایا گیا ہو۔۔ یہ پولیس کیس ہے۔"

ڈاکٹر بول کے نکلنے لگا جب حارث سرعت سے ڈاکٹر کے سامنے آیا۔ میں آپکی بات کا مطلب نہیں سمجھا۔۔ میں نے کب کہا کے میری بھابھی چھت سے گری ہیں؟"

ڈاکٹر کچھ سمجھتا یا وہ کچھ سمجھا تا روم سے نرس نکلی۔

"آپکی پیشینٹ خطرے سے باہر ہیں۔ انہیں آپکے آنے سے دس منٹ پہلے ہی وارڈ میں شفٹ کیا ہے۔۔ ابھی ہوش نہیں آیا ہے انہیں"

ڈاکٹر وہاں سے اپنے آفس میں چلا گیا جبکہ حارث کو لگا جب سے سینے میں اٹکی سانس بحال ہوئی ہے۔

"آپ ڈاکٹر خرم سے مل لیں۔"

اسنے کوریڈور کے لاسٹ والے روم کی طرف اشارہ کیا شاید وہی ڈاکٹر خرم کا آفس تھا۔

وہ نرس کے بتائے روم میں دستک دے کر داخل ہوا۔

"آپ کی پیشینٹ کا نام مریم اسامہ ہے؟"

اسکے کرسی پر بیٹھتے ہی ڈاکٹر خرم نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی"

"کیا آپ بتا سکتے ہیں انکو کس چیز کا صدمہ لگا ہے ؟"

"کل انکے شوہر اسامہ شہید ہو گئے۔ آج تدفین تھی"

اسکی بات سنتے ڈاکٹر خرم نے منہ میں کچھ پڑھا پھر دوبارہ مخاطب ہوئے۔

"نروس بریکڈاؤن ہوا ہے انکا۔

اچھا ہوا بے ہوش ہو گئیں ورنہ جس کیفیت میں آپ انہیں لائے تھے انکی دماغ کی شریانیں پھٹ سکتی تھیں۔"

"میں نے انہیں سکون کا انجیکشن دیا ہے جتنی دیر انکا ذہن نہیں سوچے گا انکے لیے بہتر ہے۔ ہوش آنے کے بعد کوشش کریے گا انکو جتنا رلا سکیں رلائیں۔ غالبا جب انسان اتنا بڑا صدمہ ملنے پر روتا نہیں تب ایسی حالت کو پہنچتا ہے۔"

"جی"

وہ بس اتنا بول سکا۔

"یہ میڈیسنز ہیں اور یہ انجیکشنز ہیں جو تین دن روز رات کو انہیں لگانے ہیں۔"

"تھینک یو ڈاکٹر۔۔ڈسچارج کب تک ہو جائیں گی وہ؟"

میرے مطابق دو دن تک آبزرویشن میں رکھیں ورنہ اگر گھر میں انکا بہتر طریقے سے خیال رکھا جا سکتا ہے تو ہوش میں آنے کے بعد آپ گھر لے جا سکتے ہیں۔"

انکی بات سمجھتے وہ ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کر کے باہر نکل گیا۔

باہر نکلتے اسنے فاطمہ اور مریم کو روم نمبر 53 میں جاتے دیکھا یعنی مریم وہیں تھی۔

حارث میڈیسن کا پرچہ لے کر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

****

" کیامسئلہ ہے یار کل سے فون ملارہاہوں کال ہی ریسیو نہیں کررہی۔۔"

ارحم نے غصے سے ٹیبل کو ٹھوکر ماری۔

"ارے یار نہیں اٹھارہی تو چھوڑو نہ پتا چل گیا ہوگا اسے سچ۔"

حماد کندھے اچکاتا آرام سے بولا

"کیسے پتا چلے گا یار۔ کبھی تو دماغ کا استعمال کرو اس بارے میں صرف تمہیں مجھے اور سارہ کو پتا ہے۔ میں نے بتایا نہیں سارہ بتا نہیں سکتی کہیں تم نے تو نہیں بتایا اسے؟"

ارحم نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"دفع دور بے ہودہ انسان۔۔ لعنت دوست پر شک کررہے ہو؟"

حماد نے صوفے سے کشن اٹھاتے غصے سے ارحم پر پھینکا۔

"اچھا نہ پھیلو مت"

ارحم بھی اسکے برابر صوفے پر گر گیا۔ایک بار پھر سندس کو فون ملایا پر وہی بیل جاتی رہی پر کسی نے ریسیو نہیں کی۔

"ارحم چھوڑ نہ یار بعد میں کلیئر کر لینا۔۔ویسے مجھے بات کچھ اور لگ رہی ہے"

حماد سیدھا ہوتا بیٹھا۔

" ہاں بات کچھ اور ہی ہے۔میں فاطمہ کی خیریت معلوم کرنا چاہتا ہوں میرا دل گھبرا رہا ہے اسکی طرف سے۔۔"

ارحم کی فکر مندی پر حماد سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا

" وہ کیسی بھی ہو ارحم۔ تم اسکا پیچھا چھوڑ دو, بھول جاؤ اسے۔۔ وہ تکلیف میں ہو یہ خوشی میں تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔"

حماد اسے سنجیدگی سے سمجھا رہا تھا پتا نہیں اسکی باتیں اسے سمجھ بھی آ رہی تھی یا نہیں۔

"میں اس سے دور ہو رہا ہوں حماد پر میں اس سے اپنا تعلق نہیں ختم کر پا رہا اور نہ ہی کر پاؤنگا۔ میں اسکی خوشی میں تعلق ایک بار پھر توڑ لوں پر اس کی تکلیف میں نہیں توڑ سکتا۔

اور پتا نہیں کیوں میرا دل کہہ رہا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔"

"ارحم یہ حق اسکے شوہر کا ہے خوشی ہو یا غم وہ اسکے ساتھ ہو گا۔۔ اسے بھی صرف اپنے شوہر کے سہارے کی ضرورت ہو گی نا کہ کسی غیر کی۔۔"

حماد کے غیر بولنے پر ارحم نے اسے تڑپ کر دیکھا۔

لیکن کچھ بول نہیں پایا۔ کیونکہ وہ صحیح تھا سچ کڑوا تھا پر تھا تو سچ ہی۔

وہ حماد کو کچھ بھی کہے بنا کمرے سے نکل گیا۔

حماد نے ٹھنڈی سانس لی وہ جانتا تھا یہ آسان نہیں ہے۔

****

"اسامممممہ"

وہ چلاتے ہوئے اٹھی تھی۔

اس وقت وہ ہاسپٹل کے روم میں تھی حارث باہر تھا عارف صاحب بھی ہاسپٹل آ چکے تھے۔

مریم کے بیڈ کے ساتھ ایک کرسی پر مریم کی امی بیٹھی تھیں اور ایک کونے میں دیوار سے ٹیک لگائے فاطمہ کھڑی تھی۔

آنکھیں مستقل رونے کی وجہ سے اتنی سوج چکی تھی کہ کھولنا مشکل ہو رہا تھا اور ساتھ ہی جلن بھی بے حساب تھی

۔

وہ ایسے ہی ساکت کھڑی تھی جب اچانک سے مریم چلاتے ہوئے اٹھی تھی۔

فاطمہ فوراسیدھی ہوئی تھی۔ مریم کی امی کھڑی ہو کر اس کے پاس آئی تھیں۔ عارف صاحب اور حارث بھی اسکی آواز سنتے روم میں آ گئے تھے۔

"امم۔امی اسامہ۔۔۔اسامہ سے بب بات کرنی ہے مجھے۔۔"

وہ ہوش میں آتے ہی بیٹھی تھی اچانک سر چکر یا تھا دماغ میں ٹیس اٹھی تھی جسے وہ نظر انداز کر گئی۔

"مجھے اسامہ سے بات کرنی ہے مم۔۔میں نے۔۔۔میں نے بہت برا خواب دیکھا ہے۔۔میں نے۔۔میں نے دیکھا کے اسامہ مجھے۔۔۔"

اس بار بھی وہ با آواز بلند بول رہی تھی۔البتہ اب آنکھیں آنسو گرانے لگی تھیں۔ جیسے سکتہ ٹوٹا تھا۔ وہ اپنی آنکھوں دیکھے گئی حقیقت کو خواب تصور کر رہی تھی

مریم کی امی کو حارث کی بتائی ڈاکٹر کی ہدایت یاد آئی تھی۔

"مریم میری بچی اسامہ سے اب کبھی بات نہیں ہو سکتی وہ چلا گیا ہے ہمیشہ کے لیے۔۔"

"مجھے کچھ نہیں سننا آپ بس میری اسامہ سے بات کروائیں"

وہ چیخی تھی۔۔زندگی میں پہلی بار اپنے بڑوں کے آگے۔

عارف صاحب کی بھیگی آنکھیں ایک بار پھر برسنا شروع ہوئی تھیں۔

"مریم۔۔۔"

"امی خدارا میری ایک بار اسامہ سے بات کروادیں۔میرا دل بند ہو جائے گا مجھ سے سانس نہیں لی جا رہی ہے پلیز"

اب کے وہ انکے سامنے ہاتھ جوڑ کر بے بسی سے بولتے رو دی تھی

فاطمہ منہ پر ہاتھ رکھے سسکیاں روک رہی تھی عارف صاحب سے برداشت نہ ہوا تو وہ روتے ہوئے باہر نکل گئے ۔حارث بھی انکے پیچھے نکل گیا۔

مریم کی امی آگے بڑھی اور مریم کو گلے لگانا چاہا جب مریم نے انہیں پیچھے کر دیا۔

"مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے امی۔مجھے صرف اسامہ کی ضرورت ہے خدا کے لیے میری بات کروادیں"

"نہیں کرواسکتی مریم وہ شہید ہو گیا ہے۔۔وہ نہیں رہا ہمارے بیچ۔۔وہ اپنے آخری سفر پر چل پڑا ہے"

"بس کر دیں امی کہیں نہیں گیا اسامہ۔۔اگر وہ کہیں جاتے تو مجھے ساتھ لے کر جاتے۔۔انہوں نے کہا تھا انکی منزل میں ہوں انکا ہر سفر ہر راستہ مجھ تک آتا ہے۔وہ مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتے۔"

مریم کی امی نفی میں سر ہلاتے رو رہی تھیں فاطمہ کی تو خود کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ مریم کو حوصلہ دیتی۔

"ٹھیک ہے آپ مت کروائیں۔۔فاطمہ تم فون ملاؤاسامہ کو۔۔

مجھے ابھی ان سے بات کرنی ہے۔۔ابھی ملاؤ"

"بھابھی آنٹی سہی کہہ رہی ہیں۔۔بھ۔۔بھائی۔۔ہم سب کو چھوڑ کر چلے گئے"

فاطمہ کہتے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"آپ لوگ پاگل ہو گئے ہیں میرے اسامہ مجھے چھوڑ کر جا ہی نہیں سکتے۔۔کبھی نہیں جا سکتے۔۔

انہوں نے جانے سے پہلے خود کہا تھا۔کہ وہ ہر لمحہ میرے ساتھ ہیں۔۔نہیں بات کروانی آپ لوگوں کو مت کروائیں۔میں خود جا کر کر لونگی۔"

اپنے ہاتھ میں لگی ڈرپ کی سوئی سختی سے کھینچتی وہ اپنے حواس میں نہیں لگ رہی تھی۔ہاتھ سے ڈرپ کھینچ کر نکالنے سے خون کی لکیر نکلی تھی۔مریم کی امی اور فاطمہ فورا قریب ہوئے تھے۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔آپ لوگ پاگل ہو گئے ہیں۔مجھے اسامہ کے پاس جانا ہے۔بس۔۔اور جب انکو پتا چلے گا نہ کے میں ہاسپٹل میں ہوں تکلیف میں ہوں تو دیکھیے گا کیسے سب چھوڑ کر آئینگے۔"

وہ روتے ہوئے مسکرائی تھی۔

"بھابھی بھائی اب کسی کے بلانے پر۔۔۔"!

"فاطمہ اگر تم نے اب فضول بولنا بند نہیں کیا تو میں تمہارے منہ پر تھپڑ مار دونگی۔"

وہ ہاتھ کا اشارہ کرتے غصے سے بولی تھی۔

"ہاں مارو کس کس کو مارو گی؟مجھے فاطمہ کو ساری دنیا کو۔۔جس کو بھی مار لو مریم پر حقیقت نہیں بدلے گی۔ اسامہ جا چکا ہے۔وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گا کسی کی بھی تکلیف میں واپس نہیں آئے گا۔"

مریم کی امی نے اسے جھنجھوڑ دیا تھا۔

مریم انہیں دیکھ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔اسکا وجود ساکت ہوا تھا۔

"تم نے جو دیکھا وہ خواب نہیں تھا حقیقت تھی۔ قبول کر لو اس حقیقت کو مریم۔۔ میری بچی وہ واپس نہیں آئے گا"

مریم کی امی نے اس کے گالوں پر ہاتھ رکھے۔

مریم نے انکے ہاتھ اپنے گالوں سے ہٹا دیے۔

"وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔۔ انہوں نے کہا تھا وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہینگے۔۔ کبھی مجھے اکیلا نہیں چھوڑینگے۔۔

وہ نہیں جا سکتے امی۔۔"

وہ نفی میں سر ہلاتے رونے لگی تھی۔۔

حقیقت سامنے تھی سب آنکھوں سے دیکھا تھا پر دل و دماغ قبول کرنے کے لیے راضی نہیں تھے۔۔۔

****

کسی کے جانے سے زندگی نہیں رکتی اور نہ ہی کسی کی رکی۔

اسامہ کو شہید ہوئے مہینہ ہو چکا تھا۔

سب اپنی روٹین پر آنے لگے تھے۔ میرب بھی عارف صاحب کے حوصلے اور اسامہ کی شہادت کا رتبہ بتا بتا کر انہیں تسلی اور حوصلہ دینے پر سنبھل گئی تھیں۔ فاطمہ واپس اپنے سسرال میں تھی۔

اب جیسے خوشی سے اسکا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں تھا۔

گھر سے جیسے خوشیاں روٹھ چکی تھیں۔

پر ایک تھی جس کی زندگی رکی تھی۔ وقت ٹھہر گیا تھا۔

وہ مریم تھی۔

نا اس پر کوئی حوصلہ کام آیا تھا نہ کوئی تسلی۔ وہ ایک ایک دن اسامہ کے واپس آنے کے انتظار میں کاٹتی تھی اور اب جب وہ کبھی نہ واپس آنے کے لیے چھوڑ گیا تھا تو وہ کس امید پر زندگی گزارتی۔

"میں نہیں کھاؤ نگی اسامہ۔۔۔"

کھانے کی ٹرے اسکے سامنے رکھی تھی اور ساتھ ہی اسامہ کی تصویر بھی۔

"آپ نے کہا تھا نہ کہ مجھے آپکی جان کا خیال رکھنا ہے پر میں نہیں رکھو نگی خیال

آپکو ناراض ہونا ہے ہو جائیں"

آنسو صاف کرتے اسنے کھانے کی ٹرے سائیڈ میں رکھی۔

اور پھر جو آج قرآن پاک مکمل کیا تھا وہ اسامہ کو بخشا۔۔

"یااللہ جب میرا نام لے کر انہیں میرا تحفہ پہنچایا جائے تو یہ بھی پہنچایئے گا کہ میں ان سے ناراض ہوں اور میں نے کھانا نہیں کھایا۔۔"

روتے ہوئے اسامہ کی تصویر اسنے خود میں بھینچ کی۔

"انکو بتایئے گا کہ انکے بغیر انکی مریم کتنا روتی ہے۔۔اور یہ بھی کہیے گا کہ میں اب کبھی چپ نہیں ہو نگی۔۔یہ انکی سزا ہے"

روتے ہوئے وہ بچوں کی طرح اللہ تعالی سے باتیں کر رہی تھی۔

شکوے کر رہی تھی اسامہ سے

دروازے پر کھڑی میرب واپس پلٹ گئی تھیں۔

کوئی کیسے اسے تسلی دیتا وہ دوسروں کے سامنے پتھر کی بن جاتی تھی ایک آنسو نہیں نکلتا تھا اسکی آنکھ سے اور اکیلے میں ایک لمحہ بھی اسکی آنکھ خشک نہیں ہوتی تھی

ان سب میں سفیان بھی بہت متاثر ہوا تھا۔ باپ کا سایہ تو وہ ہمیشہ کے لیے کھو چکا تھا لیکن اب ماں بھی اپنی تکلیف میں اسکو وہ وقت نہیں دے پاتی تھی۔

****

زایان اور مدیحہ نے مل کر شادی کے لیے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ سے کوئی کچھ نہیں بول پایا تھا۔

زایان اب پہلے سے زیادہ خاموش ہو چکا تھا۔۔

وہ باتوں باتوں میں کلثوم سے مریم کی خیر خبر لیتے رہتا تھا۔اسامہ کے جانے کا اسے اتنا دکھ تھا تو پھر مریم کی حالت کا اندازہ وہ بخوبی لگا سکتا تھا۔

****

اسامہ کے چلے جانے کے دو دن بعد ہی سندس کی ارحم سے بات ہوئی تھی۔

اور انجانے میں اسنے ارحم کو فاطمہ کے متعلق بھی بتایا تھا کہ اسکی حالت خراب ہے وہ وقت بے وقت روتی ہے۔۔۔

فاطمہ کی حالت سن کے ارحم کا دل مٹھی میں ہوا تھا۔

اس وقت اس میں ہمت نہ ہوئی کہ وہ سندس سے بات کرے اسلیے اپنی بھابھی کو حوصلہ دینے کا بول کر فون کاٹ دیا۔

اسکے دو دن بعد ہی اسے کچھ عرصے کے لیے دبئ جانا پڑا۔

اور دیکھتے دیکھتے وہاں کا کام سنبھلتے مہینہ گزر گیا۔

اس ایک عرصے میں اسکی سندس سے بات نہیں ہوئی تھی۔اور نہ ہی اسے احساس رہا تھا کیونکہ سندس نے دوبارہ اپنے رشتے کہ متعلق اس سے بات نہیں کی تھی۔

لیکن اس ایک مہینے وہ ایک بھی لمحہ فاطمہ کو نہیں بھولا تھا۔دل روز فیصلے سے ہٹنے پر اکساتا تھا اور وہ بہت مشکل سے اپنے دل کو سنبھالتا تھا۔

یوں تو ہر لمحہ ہی فاطمہ کا چہرہ اسکے سامنے رہتا تھا لیکن اب دل ایک بار اسے دیکھنے کے لیے مضطرب ہونے لگا تھا۔

ایک مہینے بعد وہ واپس آیا۔

کام ختم نہیں ہوا تھا پر واپس آنے کی وجہ حماد تھا۔

دو ہفتے بعد حماد کی شادی کی ڈیٹ فائنل ہوئی تھی اور اسنے اور سارہ نے ارحم کو واضح کہہ دیا تھا کہ اگر وہ شادی کے ہر فنکشن میں شامل نہ ہوا تو وہ سارہ اور حماد کا اس سے دوستی کا آخری دن ہو گا۔

اسلیے کام کو مینجر کے سپرد چھوڑ کر وہ ڈیڑھ مہینے بعد پاکستان آیا تھا۔

اور اسکے بعد حماد نے اسے اپنے ساتھ اپنے شادی کے جھمیلوں میں الجھا دیا تھا۔ وہ خود آرام کرتے اپنا ہر کام ارحم کے سر تھوپ دیتا اور دلہا سمجھ کر دانت پیستے نہ چاہتے ہوئے بھی ارحم کو اسکے کام کرنے پڑتے۔

اور بات یہاں ختم نہیں تھی۔ حماد کے ساتھ ساتھ سارہ نے اپنے کام بھی اسکے سر ڈال دیے تھے۔

دراصل یہ سارہ اور حماد کی پلاننگ تھی تاکہ ارحم فاطمہ کے خیال سے دور رہے۔

پر وہ دونوں غلط تھے۔ فاطمہ مصروفیت میں بھی اسکی سوچوں کا مرکز رہتی تھی۔

وہ خوش ہوتی تو شاید پھر وہ اسکو اتنا نا سوچتا پر وہ تکلیف میں تھی چاہے ڈیڑھ مہینہ گزر چکا تھا پر جب سے سندس نے اسے بتایا تھا کہ فاطمہ کا کیا حال ہے جب سے اسے اپنے اور فاطمہ کا ایک نہ ہونا بے انتہا تکلیف دے رہا تھا۔

****

ارسلان کے گھر سے رشتہ پکا ہونے کے بعد انکا ارسلان کی ماں سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔

ارسلان تو جلد ہی اپنے ارادے کی تکمیل کرنے والا تھا پر اسامہ کے شہید ہونے کے بعد وہ ٹھہر گیا تھا۔

دل عجیب ہوا تھا۔

اسنے اسامہ کے جنازے پر جب فاطمہ کو روتے دیکھا تو دل دکھا تھا۔رحم آیا تھا اسے فاطمہ پر اور اسی دوران وہ نا چاہتے ہوئے بھی اپنے ارادے کے متعلق سوچنے لگا تھا کہ کہیں وہ بہت بڑا گناہ تو نہیں کر رہا۔

دل کہ ایک طرف سے آواز آتی تھی کہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے بخشا جائے سب ڈرامہ ہے۔

اور ایک طرف سے آواز آتی تھی کہ چھوڑ دو کچھ ایسا نہ ہو جائے جسکا پچھتاوا ساری عمر رہے۔اور اس دوران وہ سندس کو بلکل ہی فراموش کر چکا تھا کہ وہ اسکے گھر رشتہ بھیج چکا ہے اسکا رشتہ پکا بھی ہوا ہے۔

اور نہ ہی ارسلان کی ماں نے سندس کے گھر فون کرنے کی زحمت کی تھی اور وہ تو پہلے سے ہی بلکل بھی دلچسپی نہیں رکھتی تھیں۔۔

****

فاطمہ وقت کے ساتھ سنبھلنے لگی تھی۔اسنے ان سات مہینوں میں خود کو حالات کے حساب سے ڈھالنا سیکھ لیا تھا۔

جب اب اسکو ساری زندگی ہی ایسے ماحول میں گزرانی تھی تو اسکو خود کو اتنا مضبوط کرنا تھا ورنہ ایسے تو ایسے ہی گھٹ گھٹ کے مر جانا تھا۔

اسامہ کے جانے کے بعد شروع کے دنوں میں تو تہمینہ کا رویہ اسکے ساتھ ویسا ہی نارمل رہا لیکن پھر کچھ ہی دنوں میں اپنے پرانے رنگ میں آنے لگا۔

اور اب تو اپنے بیٹے کی اولاد دیکھنے کی خواہش شدت پکڑ چکی تھی۔اور اب تو انکو یقین ہونے لگا تھا کہ فاطمہ بانج ہے اور یہی بات وہ حارث کے دماغ میں بھرنے لگی تھیں کہ ایک بار ڈاکٹر کو دکھانے میں کیا حرج ہے اور اب تو حارث بھی اس بات کو سوچنے لگا تھا اسے یہ بھی عجیب لگنے لگا تھا کہ فاطمہ ڈاکٹر کو دکھانے سے کیوں بھڑک جاتی ہے۔۔

کہیں واقع تو اس میں کوئی کھوٹ نہیں۔

اور پھر اسنے فاطمہ کے انکار کے بعد بھی اسکے انکار کو مسترد کر دیا اور فاطمہ بھی اس بار اسے گھر جانے کی دھمکی نہ دے پائی۔کیونکہ اگر حارث اب کی بار بول دیتا کے مرضی ہے چلے جاؤ تو وہ کیا کرتی۔

پہلے ہی اسکے ماں باپ ایک بہت بڑے صدمے سے گزر رہے تھے اور پھر اسکا غم بھی۔

اور پھر دل میں دعائیں کرتے کہ اس میں کوئی کھوٹ نہ نکلے اسکے اندر یہ کمی نہ ہو وہ حارث کے ساتھ گئی اور آخر میں ڈاکٹر کے سامنے بیٹھنے تک وہ یہی دعائیں کر رہی تھی۔

اور اسکی یہ دعا قبول بھی ہوئی۔ڈاکٹر نے یہی کہا کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اکثر شادی کے فورا بعد ایسا نہیں ہوتا۔

آپ اللہ سے دعا کریں کے وہ آپکو جلد اس نعمت سے نوازے۔

فاطمہ کا دل کیا وہ سجدے میں گر جائے اگر اللہ نہ کرے رپورٹ مثبت نہیں آتی تو وہ کیا کرتی۔

اس کے بعد تہمینہ نے اولاد کا طعنہ نہیں دیا پر بولنے والوں کے پاس بہانے بہت ہوتے ہیں اسی طرح تہمینہ کے پاس بھی بہت موضوع تھے۔

سندس نے تو تھک کر افسوس سے اپنی ماں کو انکے حال پر چھوڑ دیا تھا البتہ حارث کے زہن پر اپنی ماں کی باتیں ضرور اثر انداز ہونے لگی تھیں۔یا شاید شروع دن سے ہی ہوتی تھیں پر رد عمل اب دکھانے لگا تھا۔

****

حماد کی شادی بہت دھوم دھام سے ہوئی تھی یہ شادی کے دن کیسے گزرے پتا بھی نہیں چلا۔

ارحم حماد کی خوشی میں بہت خوش تھا پر اسکے دل میں کسک تھی۔ اسنے اپنے اور فاطمہ کا ولیمہ اس سے بھی زیادہ دھوم دھوم سے کرنے کا سوچا تھا کہ دنیا رشک کرے۔

پر بات پھر وہی نصیب کی تھی۔

حماد کی شادی کے بعد اسے واپس دبئ جانا تھا اور وہ انہیں تیاریوں میں تھا۔

فاطمہ تو ہر وقت ہی اسکے دل و دماغ میں تھی البتہ سندس کو وہ بلکل فراموش کر چکا تھا۔

سندس کا چار پانچ بار فون بھی آیا تھا پر اسنے سندس کو یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ سارہ کی شادی میں مصروف ہے۔۔

اور اب تین دن بعد واپس اسکی دبئ کی فلائٹ تھی۔

ویسے تو وہ اور کچھ وقت یہیں گزارنا چاہتا تھا پر اسکے مینجر کا فون آیا تھا کہ معاملہ تھوڑا بگڑ گیا ہے اور اسکا آنا ضروری ہے۔ جس کی بنا پر اسے جانا پڑ رہا تھا۔

****

مریم کا اب بھی وہی حال تھا تین مہینے ہونے والے تھے پر اس میں کوئی فرق نہیں آیا تھا سوائے اسکے کہ وہ اب گھر کے کاموں میں واپس میرب کی مدد کروانے لگی تھی اور سفیان کو وقت دینے لگی تھی۔ وہ اسکی شوہر کی نشانی تھا وہ ہو بہو اسامہ لگنے لگا تھا۔

اور اب مریم کے پاس وہی جینے کی وجہ بچا تھا۔

پر وہ بلکل خاموش رہنے لگی تھی۔ عارف صاحب میرب اور فاطمہ اس سے خود سے کوئی بات کرتیں تو وہ جواب دے دیتی لیکن ویسے خاموش رہتی تھی۔

مریم کی ماں اسے لینے آئی تھی کہ وہ عدت انکے گھر پوری کرے پر اسنے صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ اسامہ کے ساتھ ہی رہے گی۔ اسے اپنے کمرے میں اسامہ کی خوشبو آتی تھی جسکی وجہ سے وہ سانس لے پاتی تھی کہیں اور رہی تو زندہ نہیں رہ پائے گی۔ اسکی بات سنتے اسکی ماں خاموش ہو گئی تھی اور خاموش ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہیں پتا تھا میرب اور عارف صاحب کیسے ہیں۔

اس عرصے میں مریم بہت کمزور ہو گئی تھی۔ رنگت بھی اب پھیکی پڑ چکی تھی۔ ہمیشہ ہونٹوں پر جو نرم مسکراہٹ رہتی تھی وہ اب تک ایک بار بھی اسکے ہونٹوں پر نہیں آئی تھی۔ بڑی بڑی چمکدار آنکھوں کا دیا بھی اب بجھ گیا تھا۔

فاطمہ اب تھوڑا خوش رہنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔اسنے کسی فیس بک پوسٹ پر پڑھا تھا کہ خوش رہنا اداس رہنے سے زیادہ مشکل ہے۔پر ہر قسم کے حالات میں خوش رہنا صبر کی نشانی ہے۔جسے پڑھ کر وہ بھی صابر بننے کی کوشش کر رہی تھی یہ جانے بغیر کے وہ صابر ہی ہے۔

****

سندس یونی کے لیے تیار ہو رہی تھی جب اسکے کانوں میں تہمینہ کی آواز پڑی وہ حارث سے سندس کی شادی کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔جس سے حارث بھی اتفاق رکھتا تھا۔

اسکی سانس حلق میں اٹکنے لگی تھی۔۔اسنے یونی کے لیے نکل کر فوراً ارحم کو کال کری تھی وہ اسے یونی ملنے بلانے والی تھی لیکن بد قسمتی سے اسکا نمبر بند تھا۔

وہ وقفے وقفے سے اسکا نمبر ملاتی رہی پر وہ مستقل بند بتا رہا تھا۔

****

حارث آج دو دن کے لیے کسی میٹنگ کی وجہ سے آفس کی طرف سے شہر سے باہر جا رہا تھا۔اسنے فاطمہ کو اسکے آئے تک میکے جانے سے منع کیا تھا جس پر فاطمہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

****

ارحم کا موبائل ٹیبل سے گر کر ٹوٹ گیا تھا۔

اور نیا موبائل لینے میں اسے ایک دن لگ گیا جب موبائل آن کیا تو سندس کے مسجز تھے وہ اس سے ملنا چاہتی تھی۔

وہ میسجز میں بھی رشتے والی پریشانی کا بتا رہی تھی۔

ارحم نے اس سے ملنے کا کہا تو اسنے بتایا کے بھائی دو دن کے لیے شہر سے باہر گئے ہیں۔۔کل اسکی برتھڈے ہے وہ فرینڈز کی ٹریٹ کے بہانے اس سے ملنے آئے گی۔لیکن ارحم کی تو آج رات ایک بجے کی فلائٹ تھی۔وہ انکار کرتا جب دل سے ایک تیز آواز اٹھی۔اسنے اپنے دل کی آواز کو دبانے کی کوشش کی پر آخر میں دل کے ہاتھوں ہار گیا۔

حارث گھر پر نہیں تھا اور سندس کی برتھڈے تھی۔

دل نے بڑی ہوشیاری سے اسے اپنی باتوں میں پھنسایا تھا کہ اگر وہ سندس سے ملنے اسکے گھر چلا جائے تو آخری بار ہی صحیح پر وہ ایک بار جی بھر کے فاطمہ کو دیکھ لے گا۔

اپنے دل کی خواہش پوری کرنے کے ارادہ کرتے وہ بھول گیا تھا کہ اسکی یہ خواہش کسی کی زندگی کے لیے کتنی بری ثابت ہو سکتی ہے۔

اس نے سندس سے بات کر کے اسے اعتماد میں لے کر اسے اسکے گھر پر ملنے کا کہا اور کہا کہ اپنی امی اور بھابھی کو بول دینا کے کلاس فیلو ہے۔اور کوئی کام بتا دینا۔

پر سندس کا دماغ تو کہیں اور ہی چل رہا تھا۔

اگر وہ ابھی فاطمہ اور تہمینہ سے ارحم کو ملوا دیتی تو بعد میں جب ارحم رشتہ لاتا تو وہ کیا کہتی وہ اتنا نہ ڈرتی اگر بیچ میں ارسلان نہ ہوتا پر تہمینہ اس سے کتنا بھی پیار کرتی ہوں پر وہ جانتی تھی اس معاملے میں اسکی ماں کسی صورت اسکا ساتھ نہیں دے گی اور ارحم کے بتانے پر کے آج رات کی فلائٹ سے وہ واپس دبئی جا رہا ہے دو مہینوں کے لیے تو وہ آج ہی مل سکتی تھی۔

اسلیے جب اسے کوئی راستہ نظر نہ آیا تو اسنے رات کو ارحم کو بلا لیا۔ تہمینہ تو ایک بار کھانے کے بعد جو کمرے میں جاتی تھیں دوبارہ نکلتی نہیں تھیں اور فاطمہ تو گیارہ بجے ہی سو جاتی تھی جب سے اسکی طبیعت خراب رہنے لگی تھی جسے تہمینہ نے ناٹک کا نام دیا تھا۔

اوراب وہ دو مہینے بھی انتظار نہیں کر سکتی تھی اگر خدانخواستہ ارحم کے واپس آنے سے پہلے کچھ غلط ہو جاتا تو وہ کیا کرتی۔

اور اپنے آنے والے برے وقت سے بے خبر فاطمہ خود کو صابر بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

****

اب ارحم بے صبری سے رات کا انتظار کر رہا تھا وہ فاطمہ کو دیکھے گا۔ ویسے تو وہ ہر وقت ہی اسکی نظروں کے سامنے رہتی تھی پر آج اسے روبرو دیکھنے کا سوچ کر ہی وہ کسی احساس کے تحت آسمان میں اڑتا محسوس کر رہا تھا۔

پر اسے ایک بات فوراً اداس کر دیتی کہ وہ آخری بار فاطمہ کو دیکھ رہا تھا اسکے بعد وہ فاطمہ کے علم میں لائے بغیر ہی کہ کوئی اسے کتنا چاہتا ہے وہ اسکی زندگی سے نکل جانے والا تھا۔ لیکن آخری بار ہی صحیح پر اسے دیکھنے کو نصیب ہو رہا تھا یہی اسکی خوش قسمتی تھی۔

اور اب وقت تھا کہ گزرنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اسنے سندس کی برتھڈے کے لیے آن لائن ہی ڈریس آرڈر کر دیا تھا۔

لیکن وہ جو اصل بات سندس کو بتانے کا ارادہ رکھتا اسکے بعد تو وہ دنیا کے کسی تحفے سے خوش نہیں ہونے والی تھی۔

آخر کار صبر کا وقت ختم ہوا اور وہ جو پہلے ہی سندس کے گھر کے پاس ہی تھا سندس کا میسج پڑھ کے فورا گاڑی گھر سے تھوڑی دور روک دی۔

سندس نے پونے بارہ بجے اسے میسج کیا تھا کہ امی اور بھابھی سو چکی ہیں آجائیں۔

وہ گفٹ لے کر گاڑی سے اترا اور دروازے پر کھڑے ہو کر سندس کو میسج کیا۔

دو منٹ بعد ہی آرام سے دروازہ کھلا پر سامنے کوئی نہیں آیا۔ارحم اندر گیا دروازے کے پیچھے ہی سندس کھڑی تھی۔اسکی رنگت ڈر سے تھوڑی اڑی اڑی تھی۔پہلی بار کسی لڑکے کے چکر میں پڑی تھی اوپر سے ڈائریکٹ گھر بلا لیا تھا وہ بھی رات کے اس پہر۔اسے ڈر ارحم سے نہیں اس بات سے لگ رہا تھا کہ کوئی دیکھ نہ لے کیونکہ اتنے عرصے میں وہ اتنا تو جان چکی تھی کہ ارحم اسے ٹچ بھی نہیں کریگا

وہ ارحم کو لے کر گھر کے سامنے بنے چھوٹے سے لان میں لے آئی۔

ارحم اسکی بدلتی رنگت دیکھ اسکی کیفیت سمجھ رہا تھا۔

اور اسے خود بھی یہاں زیادہ دیر رکنا مناسب نہیں لگ رہا تھا۔

اگر اسکی وجہ سے سندس کی عزت خراب ہو جاتی تو۔؟

اسنے گفٹ سندس کی طرف بڑھایا۔۔سندس نے ارحم کے اسرار پر کھولا تو اس میں پنک کلر کا ڈریس تھا۔

سندس نے ڈریس کی تعریف کی تو ارحم نے اسے پہن کے آنے کو کہا۔

اسکی بات مانتے وہ ڈریس لے کر جلدی سے اندر چلی گئی۔

ارحم دو منٹ ایسے ہی کھڑا سوچتا رہا اور پھر دل میں اٹھتی نیگیٹو باتوں کو نظر انداز کرتے اندر کی طرف گیا۔

سندس سے باتوں کے دوران سندس اسے اپنے گھر کے بارے میں بتاتی تھی وہ اسی کی باتوں سے اندازہ لگاتے فاطمہ اور حارث کے کمرے کے دروازے پر کھڑا ہوا۔اندر کہیں سے فورا آواز آئی یہ غلط ہے۔پر ساتھ ہی ایک اور آواز آئی جو پہلی آواز سے زیادہ تیز تھی۔کہ کچھ منٹ کی تو بات ہے۔۔ایک آخری بار دیکھ لو۔دل پر ہاتھ رکھتے اپنا نچلہ ہونٹ دانتوں میں دباتے اسنے دروازے کی ناب گھمائی۔دروازہ اندر سے لاک نہیں تھا اسلیے کھل گیا۔

وہ جانتا تھا سندس کو آنے میں دس منٹ لگینگے جب تک وہ فاطمہ کو دیکھ کر واپس لان میں چلا جائے گا۔

کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم روشنی تھی۔

کچھ سیکنڈز تو اسے کچھ نظر نہیں آیا۔پر دو منٹ رکنے کے بعد کم روشنی میں بھی اندر کا منظر واضح ہونے لگا۔

بیڈ پر کمبل میں دبکے کوئی وجود سو رہا تھا۔

وہ یقیناً فاطمہ تھی یہ سوچتے اسکی ایک بیٹ مس ہوئی۔

وہ قدم قدم چلتا بیڈ کے پاس گیا دل میں عجیب ہی شور برپا تھا۔اندر سے کوئی چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ مت دیکھو ورنہ پیچھے ہٹنا بعد میں جان لے جائے گا۔

پر اپنے اندر کے آواز دباتا وہ آگے بڑھا۔وہ آج آخری بار اسے دیکھ رہا ہے یہ سوچتے اسنے کرب سے آنکھیں بند کی۔وہ آج پہلی بار کسی لڑکی کہ کمرے میں آیا تھا اور لڑکی بھی وہ جس سے وہ بے انتہا محبت کرتا ہے اور وہ سات مہینے پہلے ہی کسی اور کی بیوی بن چکی ہے۔

اسنے آنکھیں کھولیں۔

تکیے پر بال بکھرے تھے وہ ارحم کی طرف سے ہلکی سی کروٹ لیے تھی۔پورا وجود نرم اور موٹے کمبل میں چھپا تھا ۔چہرہ کمبل سے باہر تھا لیکن چہرے پر گرے بال پردے کا کام کر رہے تھے۔

اندر سے فوراً آواز آئی کہ فوراً یہاں سے بھاگ جائے۔اپنے سامنے اپنی سب سے عزیز اور قیمتی دعا کو دیکھتے۔ہاں وہ اسکی دعا ہی تھی۔ارحم الیاس نے اسے ہر قبولیت والے وقت اللہ سے مانگا تھا۔اسنے جب جب جس سے سنا تھا کہ اس وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے اس نے تب تب فاطمہ کو مانگا تھا پر شاید اسکی تمام دعائیں رد ہو چکی تھیں۔

آنکھ سے ایک گرم آنسو نکل کر نیچے گرا۔ وہ اس وقت یہ تک بھول گیا تھا کہ وہ کہاں ہے کوئی آسکتا ہے وہ سب بھول گیا تھا۔ یاد تھا تو بس یہ کہ اسکے سامنے فاطمہ ہے۔

اسنے اپنے کانپتے ہاتھ بڑھا کر فاطمہ کے بال اسکے چہرے سے ہٹانا چاہے۔ نجانے کیوں اپنے ہاتھ اسکے قریب لے جاتے اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وہ نامحرم تھی اسکی شاید اسلیے۔

اسی لیے تو اسنے فاطمہ سے بات تک نہ کی تھی کہ پہلے وہ اس کہ نکاح میں آجائے وہ پھر اسے بتائے گا کہ وہ اس سے کس قدر محبت کرتا ہے۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر ہلکے سے فاطمہ کے بال اسکے چہرے سے ہٹائے۔ بال ہٹاتے اسکا ہاتھ فاطمہ کے گال سے مس ہوا۔

کسی کا ہاتھ اپنے گال پر محسوس کر کے فاطمہ جو پہلے ہی کچی نیند میں تھی اسکی نیند ٹوٹی۔ دل میں جو پہلا گمان آیا وہ حارث کا تھا۔

کیونکہ اور کوئی تو آ ہی نہیں سکتا تھا۔

اس سے پہلے ارحم اپنا ہاتھ اسکے بالوں سے ہٹاتا فاطمہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"آپ جلدی آ گئے"

نیند میں بلکل ہلکی روشنی میں چہرہ ٹھیک سے نا دیکھتے اسنے ارحم کی جانب کروٹ لی اور مسکراتے اسکے چہرے کو غور سے دیکھنے لگی۔

اس سے پہلے فاطمہ اسکا چہرا دیکھ پاتی۔ یاارحم اپنا ہاتھ چھڑوا کر نکل پاتا۔ دونوں کے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے کمرے میں اچانک روشنی ہوئی۔ اچانک روشنی پر فاطمہ کی آنکھیں چندھیا گئیں اور ارحم نے بھی آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

****

حارث جس کام سے کمپنی کی طرف سے شہر سے باہر گیا تھا وہ جلد ہی مکمل ہو گیا۔

اسے سندس کی بر تھڈے یاد تھی اسنے وہیں سے سندس کے لیے ایک خوبصورت شال گفٹ لی اور ویسی ہی ایک شال فاطمہ کے لیے بھی لی تھی۔

انکو واپس کل آنا تھا پر وہ پہلے ہی آ گیا تھا۔

راستے سے اسنے سندس کی برتھڈے کا کیک لیااور گلاب کے پھولوں کا گلدستہ۔

لیکن گھر جیسے ہی قریب آنے گا تو اسے کچھ یاد آیا جو وہ بھول گیا تھا۔

اسنے سندس کے لیے لی اس پر کوئی مسئلہ ہو یا نہ ہو پر تہمینہ کے لیے نالے کر فاطمہ کے لیے لینا تہمینہ کو بہت برا لگتا وہ لب بھینچے اپنی اتنی بڑی غلطی پر خود کو صلاواتیں سنانے لگا پھر سوچ لیا کے فاطمہ کو بول دے گا کہ جب تک امی کے لیے نہ لائے وہ نہ پہنے۔

گھر کے دروازے پر اتر کر اسنے ٹیکسی والے کو کرایہ دیا۔اپنے ایک ہاتھ میں بیگ اور کیک کی شاپر پکڑے اسنے دوسرے ہاتھ سے جیب سے چابی نکالی اور دروازہ کھول کر اندر آیا۔

کیک ٹیبل پر رکھے اسنے ایک نظر سندس کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا کمرے کی لائٹ جلی ہوئی تھی اسنے ٹائم دیکھا ابھی بارہ بجنے میں پانچ منٹ تھے اسنے بیگ پکڑے اپنے قدم اپنے کمرے کی طرف بڑھا دیے۔

لیکن جیسے ہی کمرے میں جاتے اسنے لائٹ جلائی کسی مرد کو فاطمہ کے قریب کھڑے دیکھ اور فاطمہ کا اسکا مسکرا کر ہاتھ پکڑنا حارث کے پیروں تلے زمین کھینچ گیا۔

اتنی رات کو کوئی غیر آدمی اسکے گھر میں اسکے کمرے میں اسکی بیوی کے ساتھ کیوں تھا؟

فاطمہ نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو اسکی پہلی نظر دروازے کے قریب سوئچ بورڈ پر ہاتھ رکھے حارث پر گئی۔

جو اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن فاطمہ کی سانس اسکی نظریں دیکھ کر نہیں اٹکی تھی بلکہ یہ سوچ کر اٹک گئی تھی کہ وہ کس کا ہاتھ تھامے ہے۔ مڑ کر اسنے دیکھا تو کسی انجان شخص کر دیکھ جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑا اور بیڈ کے ایک طرف پڑا اپنا ڈپٹا اٹھا کر اپنے گرد پھیلایا۔

ارحم نے ایک نظر فاطمہ کے خوف سے زرد پڑے چہرے کو دیکھا پھر حارث کو جو ان دونوں کو ایسے دیکھ رہا تھا کہ ابھی مار دے گا

"حارث مجھے۔۔۔لگا۔۔میں سمجھی کہ "

حارث کو غصے سے اپنی طرف پڑھتے دیکھ وہ فورا اسے صفائی دینے لگی۔ ارحم کی نظر اس پر پڑی جواب ہلکے ہلکے کپکپا رہی تھی اور پھر اسنے اپنے اور فاطمہ کے سامنے کھڑے حارث کو دیکھا۔ وہ غلطی پر تھا پر نجانے کیوں ارحم کو اس پر بے انتہا غصہ آیا جس طرح وہ فاطمہ کو دیکھ رہا تھا اور فاطمہ کا اس سے ڈرنا اسے غصہ دلا رہا تھا پر وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا۔

"کون ہے یہ۔۔۔؟"

"میں نے پوچھا کون ہے یہ ؟"

فاطمہ سے کوئی جواب نا پا کر وہ غصے سے چیخا۔ فاطمہ ڈر کے دو قدم پیچھے ہوئی تو ارحم سے ٹکرائی اور پھر کرنٹ کھا کر اس سے دور ہوئی۔۔

"ح۔۔حارث۔۔مم۔میں۔میں"

"تم۔۔ تمہیں تو میں جانتا ہوں امیر باپ کی ناجائز اولاد۔۔۔"

اسے پہلے وہ فاطمہ کی بات کاٹ کر اپنی بات مکمل کرتا ارحم کا ہاتھ اٹھا یا لیکن نظر فاطمہ کے زرد سے سفید ہوتے چہرے کو دیکھ ضبط سے اپنا ہاتھ روک گیا۔

اور یہ اسکے لیے مشکل ترین تھا۔

"کیا ہوا رک کیوں گئے ؟

کہتے ساتھ اسنے پیچھے مڑ کر فاطمہ کو دیکھا جواب باضبطہ واضح کانپ رہی تھی

"اوہ"

نفرت سے اسنے اپنے ہونٹوں کو گول کیا جیسے اسکے رکنے کی وجہ سمجھا ہو۔

"میں تمہیں بہت اچھے سے جانتا ہوں سمجھے۔"

ایک بار پھر وہ رات کو اپنی عزت کی پرواہ کیے بنا چیخا اسکی چیخ سن کے سندس جو ڈریس پہنے شیشے کے سامنے کھڑی ڈپٹا سیٹ کر رہی تھی بھاگ کر فاطمہ کے کمرے میں آئی اور اندر کا منظر دیکھ کر دروازے پر ہی ٹھہر گئی۔

دل رکا چوری پکڑی گئی تھی۔ بھائی بھی شدید غصے میں تھے اب پتا نہیں وہ اسکے ساتھ کیا کرتے۔

"ارحم الیاس ہو نہ تم۔۔؟۔

ایم اے الیاس کے بیٹے۔"

غصے سے کہتے اسنے ارحم کا گریبان پکڑا۔ارحم نے جبڑے بھینچ کر اسکے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹائے لیکن ہاتھ ہٹاتے ہی حارث کا ہاتھ ھواء میں بلند ہوااور ارحم کے گال پر اپنے پورے زور سے پڑا۔

وہ لڑکھڑایا نہیں وہ فائٹنگ کلب جاتا تھا اسکے لیے یہ تھپڑ معمولی تھا لیکن یہ تھپڑ مارنے کا حق اس پر ہاتھ اٹھانے کا حق صرف اور صرف اسکے ماں باپ کا تھا جنہوں نے حق ہوتے ہوئے بھی آج تک ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔

اب کے ارحم کا صبر جواب دے گیا تھا وہ سرعت سے آگے بڑھا اور حارث کا گریبان پکڑا اور اپنے ہاتھ کا مکا بناتے وہ اسکے منہ پر مار دیتا مگر فاطمہ فورا سامنے آئی۔۔

"چھوڑو۔۔۔ چھوڑو۔"

اسنے ارحم کا ہاتھ حارث کے گریبان سے ہٹایا۔ناچاہتے ہوئے بھی ایک بار پھر ارحم نے اسے چھوڑ دیا ساتھ ہی حارث نے جھٹکے سے فاطمہ کو پیچھے کیا۔

سندس جو دو قدم آگے بڑھی تھی واپس پیچھے ہوئی۔

"تمہیں تو میں جانتا ہوں ارحم الیاس۔اپنے پیسوں کے بل پر عیاشی کرنے والے مرد ہو تم۔

یہ تو تمہارا روز کا کام ہے۔

تم سے کیسا گلا۔

افسوس تو مجھے اس بدکردار لڑکی پر ہے جو تمہاری عیاشی کا سامان بنی۔"

غصے سے لال ہوتے اسنے فاطمہ کو دیکھا

ارحم نے کچھ بولنا چاہا جب اسکی نظر دروازے پر کھڑی سندس پر پڑی جو نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔یعنی وہ حارث کو اسکا بتانے سے منع کر رہی تھی۔

لیکن اسکا یہ منع کرنا حارث کے پیچھے کھڑی فاطمہ نے بھی دیکھا تھا۔

اسنے مدد طلب نظروں سے سندس کو دیکھا تھا جب وہ ارحم کی طرف دیکھتے نفی میں سر ہلا رہی تھی اور پھر اسے سمجھنے میں چند لمحے لگے تھے کہ یہ سامنے کھڑا شخص سندس کے لیے اسکے بلانے پر آیا ہے۔اور اس سے زیادہ حیران کن بات یہ تھی کہ وہ خاموش کیوں کھڑی تھی۔

"نکلو میرے گھر سے اس سے پہلے میں تمہارا قتل کر دوں۔۔۔

تمہاری دولت کا دبدبا مجھ پر نہیں چلے گا میں بے غیرت نہیں ہوں"

ارحم کی ایک بھی بات سنے بغیر اسے دھکہ دیتے اسے گھر سے نکالا اور زور سے دروازہ بند کر دیا۔

ارحم چاہتا تو اس وقت اسے اسی کی طرح بتا سکتا تھا پر بات صرف فاطمہ کی عزت کی تھی کہ اسکی آگے سے برابر کی جواب داری پر فاطمہ کا سب کے سامنے تماشا لگ جائے گا جو پہلے ہی وہ سب کے سامنے لگا چکا تھا۔

وہ واپس کمرے میں آیا جہاں اب بھی فاطمہ اور سندس ویسی کی ویسی کھڑی تھیں شاید شاکڈ کی کیفیت میں تھی۔

جب فاطمہ نے حارث کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔

دو لمحوں کی خاموشی کے بعد کمرے میں تھپڑ کی آواز گونجی جو حارث نے فاطمہ کے چہرے پر مارا تھا۔ تھپڑ اتنا شدید تھا کہ فاطمہ لڑکھڑا کر نیچے گری ہونٹ کے کنارے سے خون نکلنے لگا۔

ارحم نے اپنے باپ پر بات برداشت کی اپنے منہ پر پڑا تھپڑ برداشت کیا صرف فاطمہ کی وجہ سے لیکن اگر اس وقت وہ یہاں حارث کا فاطمہ پر اٹھتا ہاتھ دیکھ لیتا تو اٹھنے سے پہلے ہی ہاتھ توڑ دیتا۔

زمین پر گری فاطمہ بے یقینی سے حارث کو دیکھ رہی تھی جس نے اسکی صفائی سنے بغیر ہی اسے مجرم ٹھہرا دیا تھا۔

ایک یہی مان تو رہ گیا تھا فاطمہ کو حارث پر کہ وہ اس پر یقین رکھتا ہے کبھی شک نہیں کر سکتا وہ اس پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھا سکتا پر آج وہ فاطمہ کا بچا کچا مان بھی توڑ چکا تھا۔

ایسے رشتے کا کیا فائدہ جس میں اعتبار ہی نہ ہو۔ آج اسے واقعی اپنے اور حارث کے اس بے اعتباری کے رشتے سے نفرت ہوئی تھی۔

حارث نے جارحانہ طریقے سے اسکا بازو پکڑ کے اسے اٹھایا اور اپنے روبرو کھڑا کیا۔

"بولو اور کتنے لوگوں سے تعلقات رکھ رہی ہو۔۔۔؟"

حارث کے گھٹیا الفاظ اسے بے یقین کر رہے تھے وہ اتنا گرا ہوا تو نہیں تھا۔

"بتاؤ اور کتنے لوگوں کی عیاشی کا۔۔۔"!!

"بھائی پلیز"

پیچھے سے سندس کی بھیگی آواز بلند ہوئی تھی۔

"بتاؤ"

اب کے وہ دھاڑا تھا۔

"اسی لیے یونیورسٹی جانا چاہتی تھی نہ؟اور میکے جا کر بھی یہی کرتی رہی ہو۔؟

یہ صلا دیا ہے تم نے مجھے میرے اعتبار کا"

غصے سے چیختے اسنے فاطمہ کے بال مٹھی میں جکڑے اور پھر جھٹکے سے چھوڑے کے فاطمہ تڑپ کے رہ گئی۔

"کونسا بھروسہ حارث۔۔؟

آپ نے مجھ پر بھروسہ کیا ہی کب ہے۔۔"

"اپنی بکواس بند کرو۔ تمہاری اس گھٹیا باتوں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔۔ یہ آنسو یہ ادائیں اپنے ان عاشقوں کو دکھانا جن کے ساتھ تم تعلقات رکھتی آئی ہو۔"

فاطمہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں دبوچے وہ غرایا۔

سندس نے آگے بڑھ کر حارث کو زبردستی پیچھے ہٹایا۔

"میں نے اسے نہیں بلایا تھا حارث۔۔ میں تو اسے جانتی بھی نہیں نا ہی میں نے کبھی اسے دیکھا ہے"

بلند آواز میں بولتی وہ رو دی۔ کتنی اذیت تھی کہ اسے اپنے کردار کی وضاحت دینی پڑ رہی تھی۔۔ دل میں تکلیف ہی تکلیف تھی۔

"بے وقوف سمجھا ہے تم نے مجھے؟؟ اس گھر میں کوئی ایسے کھلے کھڑکی یا دروازے نہیں جن سے تمہارے عاشق اندر آئیں جب تک تم خود اندر نہ لاؤ۔۔"

افسوس سدا افسوس کاش ایک بار وہ پیچھے کھڑی اپنی بہن کو بھی دیکھ لیتا۔ وہ بھی تو لڑکی تھی اس پر شک کیوں نہیں جو اصل مجرم تھی ایک بار اس سے پوچھ لیتا۔

فاطمہ نے حیرت و افسوس سے سندس کو دیکھا جو اب بھی اپنا گناہ قبول کرنے کے بجائے منہ پر تالا لگائے بیٹھی تھی۔

لیکن اب بہت ہوا وہ اسکی عزت بچانے کے لیے اپنے کردار کے پرخچے اڑھتے برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

فاطمہ نے بولنا چاہا جب ایک بار پھر حارث نے سب کا دل ایک بار پھر مٹھی میں کیا

" تمہاری جیسی عورتیں قابل ہی نہیں ہوتی کہ انہیں عزت سے گھر کی چار دیواری میں رکھا جائے"

وہ ڈھاڑا تھا۔ فاطمہ کا وجود شل ہوا تھا۔ الفاظ نہیں وہ خنجر تھے جو اسکی روح میں پیوست کیے تھے۔

میری غیر موجودگی میں یہی کرتی آئی ہو نہ تم۔ باہر جانے نہیں دیا تو اپنے عاشقوں کو گھر اور کمرے تک لے آئی؟"

کہتے ساتھ ایک اور زوردار تھپڑ فاطمہ کے گال پر مارا تھا کہ وہ وزن برقرار نہ رکھ پائی اور بیڈ پر گر گئی۔

سندس نے فورا بھائی کا ہاتھ پکڑا تھا۔ رونے سے اسکا چہرہ بھی مکمل بھیگا تھا اور ڈر و خوف سے چہرہ سفید پڑا تھا۔

فاطمہ نے کچھ بولنا چاہا جب وہ ایک بار پھر چیخا۔

"تم جیسی عورتیں گھروں کی عزت بننے کے قابل نہیں بلکے طوائف کے۔۔"!

"حارث۔۔۔۔"!

فاطمہ حلق کے بل چیخی تھی۔ وہ تڑپ اٹھی تھی اسکا شوہر اسے طوائف سے تشبیح دے رہا تھا اسکے لیے زمین میں گڑھ جانے کا مقام تھا۔ اپنے بھائی کی بات سنتے سندس نے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

چیخ و پکار کی آواز سنتے تہمینہ بھی بھاگتی ہوئی آئی تھی اور اندر کا منظر دیکھ کر آنکھیں پھٹی رہ گئی تھیں۔۔

"میں حارث عفان پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہوں"

کمرے میں اچانک سناٹا ہوا تھا تہمینہ نے دل پر ہاتھ رکھا تھا اور سندس حیرت سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔

فاطمہ سن ہوئی حارث کو دیکھنے لگی ایسا لگا جیسے پورا آسمان اسکے سر پر آ گرا ہو۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں"

"حارث آپ ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ"

غصے سے چیختے فاطمہ نے حارث کا گریبان پکڑا تھا۔

"بھائی خدا کے لیے ابھی آپ غصے میں ہیں۔۔ خاموش ہو جائیں پلیز۔۔۔"

سندس نے حارث کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔

فاطمہ نے حیرت سے سندس کو دیکھا تھا جواب بھی خاموش تھی۔

اس سے پہلے وہ حارث کو کچھ کہتی ایک بار پھر حارث کی آواز کمرے گونجی۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں"

کہتے ساتھ اسنے زور سے فاطمہ کے ہاتھ اپنے گریبان سے جھٹکے اور وہ زمین پر اوندھے منہ گری۔

سندس بے یقینی سے کھڑی رہ گئی حارث لمحے کی دیر کیے بغیر کمرے سے نکل گیا اور تہمینہ بھی منہ پر ہاتھ رکھے حارث کے پیچھے گئیں۔

سندس نے سرعت سے فاطمہ کے اوندھے پڑے وجود کو سیدھا کیا۔ماتھے سے خون نکل رہا تھا اور وہ بے ہوش پڑی تھی۔

****

ارحم فل سپیڈ میں گاڑی چلا رہا تھا۔رگیں غصے سے پھولی ہوئی تھیں۔

اچانک سامنے سے ایک گاڑی آئی لیکن بروقت گاڑی نا سنبھلنے پر اسنے جلدی سے گاڑی دوسری طرف موڑ دی جہاں سے دوسری گاڑی آرہی تھی۔اس گاڑی کو ٹکراتے دیکھ اسنے بریک لگائی لیکن اتنی تیز گاڑی کا فورا رکنا مشکل تھا اسنے بریک لگاتے زور سے آنکھیں بند کی۔

کچھ دیر بعد آنکھ کھولی تو وہ گاڑی جا چکی تھی۔سامنے سے آتی گاڑی بھی سپیڈ میں تھی ورنہ اگر ہلکی ہوتی تو ٹائمنگ ایسی تھی کے ارحم کی گاڑی بہت بری طرح ٹکراتی۔

سیٹ سے سر ٹکائے وہ آنکھیں موند کے گہرے سانس لینے لگا۔غصہ کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

اسکو حارث کے مارے ہوئے تھپڑ نے اتنا طیش اور غصہ نہیں دلایا تھا جتنا فاطمہ کا خوف سے رنگ بدلتے, کپکپاتے اور آنکھوں میں آنسو نے لایا تھا۔

وہ خوش نہیں تھی۔اور حارث قطا اچھا شوہر نہیں تھا۔اگر ہوتا تو اپنی بیوی کی پاکیزگی پر کبھی شک نہیں کرتا۔

اگر دل میں شک آیا تھا تو اسکی بات سنتا اسکی صفائی اسکی وضاحت سنتا نا کہ اپنی ہی عزت کو یوں بے عزت کرتا۔

حیرت تو اسے سندس پر بھی تھی۔ وہ اتنی کم ظرف تھی کہ خود کو پاکباز رکھنے کے لیے اپنی بھابھی کی عزت داغدار کر چکی تھی۔

وہ سندس کا نام لیتا وہ بتاتا حارث کو کہ وہ سندس کے لیے آیا تھا لیکن حارث نے اسکی ایک نہیں سنی۔

اسے افسوس تھا وہ فاطمہ کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا کیونکہ فاطمہ تو اسے جانتی بھی نہیں تھی لیکن اگر سندس اس وقت سچ کہہ دیتی تو وہ سندس سے نکاح کر لیتا۔

وہ اور بھی بہت کچھ سوچ رہا تھا جب فون بجا۔

ڈیڈ کالنگ پڑھ کر اسنے کال ریسیو کی۔

"کہاں ہو ارحم مجھے شہزاد (الیاس کا سیکرٹری)

نے بتایا ہے تم ابھی تک ایئرپورٹ نہیں پہنچے۔"

" ڈیڈ میں بعد میں چلا جاؤنگا۔"

"پر کیوں؟؟تم پاگل ہو گئے ہو ارحم؟تم جانتے ہو تمہارا جانا کتنا ضروری ہے۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔میں خود جاتا پر تم جانتے ہو میری بی پی پرابلم ہے۔"

"جانتا ہوں ڈیڈ۔۔میری کار خراب ہو گئی تھی ابھی ٹھیک ہوئی ہے۔میں پہنچ جاؤنگا فلائٹ سے پہلے۔"

تھکن سے چور لہجے میں بولا

اسکا لہجہ نوٹ کرتے الیاس صاحب کچھ کہتے پر اس سے پہلے ارحم فون کاٹ چکا تھا۔

فون کاٹ کے وہ سٹیر نگ پر سر ٹکا گیا آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا۔دل میں عجیب سا درد اٹھتا تھا۔وہ فاطمہ کی تکلیف کا باعث بنا تھا۔وہ سندس کی عزت کا خیال کر رہا تھا پر فاطمہ کی عزت پر داغ لگا چکا تھا۔وہ کس قدر پچھتا رہا تھا یہ وہ بیان بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

****

"بھابھی آپ ٹھیک ہیں؟"

فاطمہ جو سندس کے پانی چھڑکنے پر کچھ دیر پہلے اٹھی تھی سر میں اٹھتی تکلیف سے سندس کی مدد سے کھڑی ہوئی۔

ماتھے پر ہاتھ رکھے اسے کچھ دیر پہلے ہوئی سب باتیں یاد آنے لگیں۔اپنے ہاتھ پر سندس کا ہاتھ محسوس کرتے اس نے زور سے سندس کا ہاتھ جھٹکا۔

"تمہارے لیے آیا تھا نہ وہ؟ تمہارے بلانے پر آیا تھا نہ؟

فاطمہ نے اسکا بازو دبوچہ وہ ابھی سب بھول گئی تھی۔

سامنے کھڑی لڑکی اس سے بڑی تھی وہ یہ بھی بھول گئی تھی اور بھولتی بھی کیوں نہ سامنے کھڑی لڑکی نے کب بڑکپن کا ثبوت دیا تھا۔

تم لائی تھی نہ اسے گھر کے اندر"

غصے ضبط کرتے اسکی آنکھوں میں پانی بھرا۔

سندس کوئی جواب نہ دے سکی منہ پر قفل چڑھا تھا۔

"بتاؤ؟خود کی بد کرداری کی سیاہی تم نے میرے وجود پر انڈیل دی"

غصے سے اسنے سندس کا ہاتھ میں پکڑا بازو جھٹکا اور بلند آواز میں بولی۔

سندس اسے پتھرائی ہوئی دیکھنے لگی۔۔

نہیں وہ بد کردار نہیں تھی۔اسنے آج تک ایسا کچھ نہیں کیا جس پر اسکا سر شرم سے جھک جائے۔اسنے تو آج بھی مجبوری سے بلایا تھا اسے کہاں پتا تھا یہ ہو جائے گا۔

پر اسے فاطمہ کے الفاظ سن کے اپنا وجود جلتی آگ میں محسوس ہوا تھا۔اور پھر اسے اپنی زیادتی کا بھی احساس ہوا۔ وہ پاک تھی جو بھی تھی لیکن ارحم کو بلانے والی وہ تھی۔وہ اسکی مرضی سے آیا تھا لیکن اسکی ایک غلطی فاطمہ کی زندگی میں سیاہی گھول گئی تھی۔سر جھکاتے وہ رو دی۔فاطمہ نے اسے نفی میں سر ہلاتے نفرت سے دیکھا۔

"کتنی غلط تھی نہ میں ؟اپنے دشمن کو اپنا ہمدرد سمجھتی رہی۔ جس نے ایسے موقع پر وار کیا کہ میں اپنا دفاع بھی نہ کر سکی۔

میری تو دھال بھی ناقابل بچاؤ تھی۔ جس ڈھال کے پیچھے مجھے چھپنا تھا اسی ڈھال نے مجھے زخمی کر دیا۔(ڈھال وہ حارث کو کہہ رہی تھی)

میں کیوں ہوں اتنی بدنصیب۔۔ کونسے گناہ کی سزا میں اللہ نے مجھے حارث جیسا شوہر اور تہمینہ آنٹی جیسی ساس دی۔۔اور اب تمہارے جیسی نند"

غصے سے بال نوچتے وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"کیوں کیا تم نے۔؟میرے کردار کو داغ داغ کے ریزہ کر دیا۔

اس سے بہتر تھا تم پیٹرول چھڑک کر میرے وجود کو جلا دیتی۔؟لیکن تم نے تو میری روح کو جھلسا دیا"

دیوانوں سی کیفیت میں سندس کے دونوں بازو دبوچتے وہ اسے جھنجھوڑنے لگی۔سندس اب بھی نظریں جھکائے رو رہی تھی۔

معافی بھی کیسے مانگتی۔اسکی غلطی ہی اس قابل کہاں تھی کہ وہ معافی کی امید رکھتی۔

"چھوڑو اسے آوارہ لڑکی۔۔بے ہودہ کہیں کی ورنہ منہ توڑ دونگی"

تہمینہ جو حارث کے کمرے میں ہی آرہی تھیں فاطمہ کو سندس کو دبوچے دیکھ بھاگ کر آئیں اور فاطمہ کے ہاتھ سندس کے بازو سے جھٹکتے اسے دور کیا۔

"ہاتھ لگائینگی؟۔۔لگائیں۔اللہ کی قسم اب کسی کا ہاتھ اٹھا مجھ پر تو میں برداشت نہیں کرونگی۔ہاتھ توڑ دونگی"

غصے سے انگلی اٹھا کر وارن کرتی وہ تہمینہ کو کوئی اور ہی فاطمہ لگی۔اس قدر بدتمیزی تو ان سے آج تک کسی نے نہیں کی تھی۔

"میرے ہاتھ توڑو گی تم؟"

فاطمہ کی اس قدر بد تمیزی پر انہیں ڈر تو لگ رہا تھا پر پھر بھی آگے بڑھتی نڈر بنی بولیں۔

"ہاں توڑ دونگی۔ جب تک میں فاطمہ حارث تھی جب تک برداشت کرتی رہی پر اب میں فاطمہ عارف ہوں۔۔
"

بولتے ہوئے فاطمہ بھی دو قدم آگے بڑھی جب تہمینہ اس سے ڈر کر تھوڑا پیچھے ہوئیں۔ سندس رونا بھول فاطمہ کو دیکھنے لگی۔ اسنے فاطمہ کا ایسا روپ پہلی بار دیکھا تھا۔

"جاؤ جاؤ۔ تمہارا باپ آگیا ہے باہر۔ بتا دیے ہیں تمہارے گھر والوں کو تمہاری بے حیائی کہ کر تو ت انہیں جا کر دکھانا یہ تیور۔"

تہمینہ بھی ناگواری اور غصے سے بولی۔

"اب اگر میرے کردار کے متعلق ایک لفظ بھی بولا نہ تو اب دوبارہ میرے یا کسی کے کردار کے بارے میں کچھ بولنے کے قابل نہیں رہینگی۔"

غصے کی شدت سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس نے ایک ایک لفظ چبھا چبھا کر بولا۔ بول وہ تہمینہ کو رہی تھی جبکہ نظریں سندس پر تھیں۔

سندس اسکی بات کا مفہوم سمجھتی فق چہرہ لیا اسے دیکھنے لگی۔

ایک لمحہ بھی انہیں اور دیکھے بنا اسنے اپنی چادر اٹھائی اور اپنے وجود پر لپیٹتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

رات کے اس پہر جب ایک بجنے والا تھا وہ گھر سے باہر نکلی۔

سامنے ہی عارف صاحب کی گاڑی کھڑی تھی۔ اسکی ہمت نہ ہوئی کہ وہ انکے سامنے کھڑے ہو نجانے انہیں کیا کیا کہا ہو گا۔ وہ کیا سوچتے ہونگے اسکے بارے میں رات کہ اس پہر کوئی مرد اسکے کمرے میں کیا کر رہا تھا۔

اسکے قدم گاڑی کی طرف بڑھنے سے انکاری تھے۔ آنکھیں بہنے میں مصروف تھے۔ اس ایک گھنٹے میں اسکی زندگی الٹ گئی تھی۔

اسکا دل کیا وہ کہیں بھاگ جائے وہ اپنے باپ کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کیا اسکے گھر والے بھی اسکو بے حیا کہہ کر دھتکار دینگے ؟ تو وہ کیا کرے گی ؟ کہاں جائے گی ؟ لیکن اب کوئی راستہ نہیں تھا۔

اسکا ایک ایک قدم منوں بوجھ تلے تھا۔ وہ گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔

اسکی ہمت نہ ہوئی کہ وہ نظر اٹھا کر انہیں دیکھ سکے۔

فاطمہ کے بیٹھتے انہوں نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔ انہوں نے خود بھی فاطمہ کی جانب نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی کوئی بات کی تھی۔ فاطمہ کا دل ڈوبنے لگا تھا آنکھوں میں جیسے سیلاب امڈ آیا تھا۔ تکلیف سے آنکھیں میچتی وہ آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کرنے لگی۔ اب نجانے کیا ہوتا اور کتنی پھٹکار ملتی اسے کیسے ثابت کریگی وہ اپنی بے گناہی کیسے بتائے گی وہ سب کو کہ جو دیکھا وہ سچ نہیں تھا۔

****

گاڑی گھر کے آگے رکی۔ عارف صاحب نے اتر کر دروازہ کھولا

اور واپس گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی اندر لائے اور پھر واپس اتر کے دروازہ بند کیا۔ اتنے عرصے میں وہ ایک بار بھی نہیں بولے تھے انکی خاموشی فاطمہ کی جان لے رہی تھی۔ عارف صاحب کو اندر جاتے دیکھ وہ بھی ہمت کرتی گاڑی سے اتری۔ یہ اسکا آخری آسرا تھا۔

مشکل سے قدم اٹھاتی وہ اندر گئی تو اسکو آتے دیھ صوفے پر بیٹھی میرب کھڑی ہوئیں اور اسکے روبرو آئیں۔

مریم وہیں پیچھے ہی کھڑی تھی۔

"امم۔۔امی۔۔۔۔۔میں بے گناہ ہوں۔۔مجھے نہیں پتا وہ۔۔وہ لڑکا کون تھا۔۔کیسے آیا۔ میں بد کردار نہ۔۔۔"!

منہ پر پڑنے والے تھپڑ نے فاطمہ کے الفاظ اسکے منہ میں ہی دبا دیے۔

مریم نے بے یقینی اور آنسو سے بھری آنکھوں سے میرب کو دیکھا۔

عارف صاحب نے بھی تڑپ کر اپنی بیوی کو دیکھا۔

فاطمہ نے بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھتی رہ گئی اسے یہ امید بلکل نہیں تھی۔وہ ویسے ہی میرب کو دیکھتی رہی جب انہوں نے بازو سے پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا اسے سینے سے لگائے خود میں بھیچ لیا۔۔

"تم میرے وجود کا حصہ ہو فاطمہ۔تمہاری تربیت میں نے کی ہے۔۔کیا تمہیں اپنی ماں پر اتنا بھی اعتبار نہیں ہے اسلیے مجھے اپنے کردار کی صفائی دے رہی ہو۔

تم میرے پیٹ سے پیدا ہوئی ہو تمہیں تم سے زیادی جانتی ہوں میں میری بچی۔"

اسکو خود میں مزید بھینچے وہ شدت تکلیف سے رودی۔

میرب کی پناہوں میں فاطمہ سسک اٹھی۔تھوڑی تھوڑی کر کے اسکا رونا بلند ہونے لگا۔

"مجھے معاف کردو فاطمہ۔۔میرا فیصلہ غلط تھا۔۔"

فاطمہ کو خود سے دور کرتے اسکی ماتھے کی چوٹ اور پھٹے ہوئے ہونٹ کو چھوتے وہ کرب سے بولیں۔انکا فیصلہ اچھا نہیں ہے یہ تو وہ پہلے ہی جان چکی تھیں پر اتنا غلط ہے یہ آج اندازہ ہوا تھا۔

مریم اسامہ کے جانے کے بعد سے آج پہلی بار اپنے غم سے نکلی تھی اور وجہ فاطمہ کا غم تھا۔

وہ آگے بڑھتی فاطمہ کے پھٹے ہوئے ہونٹ چھوتے دیکھنے لگی۔

دل میں جو پہلی بات آئی وہ یہ تھی کہ اگر آج اسامہ ہوتے اور فاطمہ کی یہ حالت دیکھتے تو حارث کو کسی قابل نہ چھوڑتے۔

عارف صاحب ایک نظر اپنی روتی سسکتی بیٹی کو دیکھتے آنسو پوچھتے کمرے میں چلے گئے ہمت نہیں تھی سامنا کرنے کی۔انکے ایک غلط فیصلے نے فاطمہ کو کہاں پہنچا دیا تھا۔

"امیییی۔۔۔امی۔۔۔"

وہ میرب کے گلے لگی روتے روتے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گئی۔اسکو دیکھتے مریم بھی اب سسکنے لگی تھی ایک بار پھر رات کے اس پہر اس گھر میں سسکیوں کی آوازیں تھیں۔

"مجھے معاف کر دو فاطمہ۔۔۔"

اسک بالوں میں ہاتھ پھیرتی وہ تڑپ کر بولیں۔

"امی میں کبھی حارث کو معاف نہیں کرونگی۔۔ کبھی۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔میں سندس اور اسکی امی کو بھی۔۔ کبھی۔۔۔ معاف۔۔۔ نہیں کرونگی۔۔۔۔میں اس آدمی کو بھی کبھی۔۔ معاف نہیں کرونگی جس نے میری زندگی جہنم بنادی امی۔

میری پاکیزگی کو داغ دیا۔۔۔

امی جانتی ہیں حارث نے کیا کہا۔۔۔

وہ میرب سے الگ ہوتی ایک بار پھر دیوانوں کی طرح بولنے لگی تھی۔

وہ کہہ رہے تھے مم۔۔۔میں۔میں۔میکے آکر بھی بیہ۔۔یہی کرتی ہوں۔میں مردوں سے غلط تعلقات رکھتے عی۔۔۔عیاشی کا۔۔۔سا۔۔سامان بنتی ہوں۔۔۔

وہ کہہ رہے تھے۔۔میں۔۔طوا۔"!

"بس فاطمہ بس دل پھٹ جائے گا۔"

اسے واپس خود میں بھینچتی وہ اللہ سے اپنی بیٹی کے لیے صبر اور رحم مانگنے لگی۔

نجانے انکے کون سے گناہ کی سزا تھی کے انہیں اولاد کا دکھ دیکھنے مل رہا تھا جس سے وہ سب سے زیادہ خوفزدہ رہتی تھیں۔ یا پھر یہ انکی آزمائش تھی۔

****

ارحم فلائٹ میں بیٹھا خود کو کوس رہا تھا۔ کچھ ایسا ہو کہ وہ مر جائے اسے اپنا گناہ نا قابل معافی لگ رہا تھا۔

یہ اسنے کیا کر دیا؟ سندس کی عزت کا خیال کرتے کرتے وہ فاطمہ کی عزت خراب کر چکا تھا۔ ظاہر سی بات تھی حارث کے علاوہ کوئی اور بھی اسے فاطمہ کے کمرے میں یوں دیکھتا تو فاطمہ کو ہی غلط سمجھتا۔ جس کے خوش رہنے کی وہ دعا کر رہا تھا اب وہ اسی کو اتنی بڑی تکلیف اور پریشانی میں مبتلا کر گیا تھا۔

آنکھیں میچتے وہ کسی طرح اپنے اندر اٹھتے طوفان کو قابو کر رہا تھا۔ وہ اس وقت فلائٹ میں تھا۔

اسے حارث سندس اور خود پر بے انتہا غصہ آ رہا تھا۔

حارث پر اسلیے کے اسنے فاطمہ کے لیے اتنے گرے ہوئے الفاظ استعمال کیے یہ کیسا رشتہ تھا کہ اسنے ایک موقع بھی نہیں دیا کے وہ اپنی وضاحت دے سکے۔

اسنے سوچا تھا کہ اگر آج حارث کی جگہ وہ ہوتا تو وہ فاطمہ کی وضاحت کے بغیر اس پر مکمل یقین رکھتا۔

دوسرا اسے سندس پر غصہ آرہا تھا جو اپنی عزت کے ڈر و خوف میں کس طرح زبان پر تالے ڈالے بیٹھی تھی۔ زیادہ سے زیادہ کیا ہو جاتا اگر وہ بتا دیتی دو تھپڑ پڑ جاتے۔ تھوڑی سی ملامت کا سامنا کرنا پڑتا لیکن وہ اسکا گھر تھا وہ سندس کی ڈھال بن جاتا۔۔ وہ سندس سے محبت نہیں کرتا تھا وہ اس سے شادی نہیں کرنے والا تھا یہ اسکو پتا تھا سندس کو تو نہیں پھر اس نے ایسا کیوں کیا۔ اسنے اتنا سب ہوتا دیکھ بھی یہ کیوں نہیں بتایا کہ ارحم وہاں اسکی بدولت تھا۔

اور سب سے زیادہ غصہ اسے خود پر تھا اسے اپنے وجود سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔

سارے فساد کی جڑ ہی وہ تھا۔ صرف اپنی ایک خواہش پوری کرنے کے لیے وہ کیا کر چکا تھا۔

نا وہ جاتا نہ یہ ہوتا۔

وہ تو اپنے لیے سزا بھی منتخب نہیں کر پا رہا تھا۔۔

****

یہ خبر سارے خاندان اور جاننے والوں میں جنگل میں آگ کی طرح پھیلی تھی۔

سب کی زبان پر ایک ہی بات تھی کہ عارف صاحب کی بیٹی فاطمہ کو طلاق ہو گئ۔

"بدکردار لڑکی تھی رات کو شوہر کی غیر موجودگی میں لڑکا بلایا تھا گھر میں اور اسکے ساتھ اکیلے کمرے میں تھی"۔

"پتا نہیں کب سے یہ چل رہا ہو گا۔ بیچارے حارث کو تو اب معلوم ہوا"

" صحیح کیا حارث نے چھوڑ دیا۔ بھلا ایسی لڑکیاں نبھانے کے قابل کہاں ہوتی ہیں"

یہ ساری باتیں تہمینہ کی پھیلائی تھیں۔ طلاق کے دو تین دن بعد ہی تہمینہ نے خود ہی سے سب کو طلاق کی خبر اور طلاق ہونے کی وجہ بتائی تھی۔

اور اس کو پورے خاندان میں مرچ مصالہ لگا کر پھیلانے کا کام پھپھو نے ادا کیا تھا۔۔۔

انہوں نے سب کو فون کر کے فاطمہ کی طلاق کی بات بتائی تھی اور ساتھ ہی وجہ بھی۔

انکے دل پر تو جیسے کسی نے ٹھنڈی پھوار کر دی تھی۔

"غلط رحم کھایا میں نے تم پر فاطمہ عارف۔۔میرا دماغ صحیح کہہ رہا تھا تم اس قابل نہیں کہ تم پر رحم کھایا جائے"

ارسلان کو بھی یہ خبر آج ہی ملی تھی۔

"خیر مجھے نہیں پتا تھا کہ میرے کچھ نہ کرنے پر بھی میں جو چاہتا تھا وہ ہو جائے گا۔"
وہ کمینگی سے ہنسا۔

"ویسے ماننا پڑیگا فاطمہ۔سب کے سامنے شرافت کا لبادہ اوڑھ کر رکھتی ہو اور حرکتیں ایسی"

کان کو ہاتھ لگاتے ارسلان نے نفی میں سر ہلایا۔

"ویسے اچھا ہوا تم سے میری شادی نہیں ہوئی۔۔حارث نے تو صرف طلاق دی ہے۔میں تو زندہ زمین میں گاڑھ دیتا"

ناگواری سے کہتے اسنے سیگریٹ جلائی۔

وہ اس وقت آفس میں بیٹھا تھا۔

دو منٹ ہی گزرے تھے جب اسکا فون بجا۔اپنی ماں کا نمبر دیکھتے اسنے فون اٹھایا۔

"جی؟"

"ارسلان میں سندس کے گھر شادی کی تاریخ لینے جا رہی ہوں۔تم بتاؤ کونسی ڈیٹ لوں"

فون سے اپنی ماں کی خوشی سے بھری آواز سنتے اسنے فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔

ماتھے پر لاتعداد بل تھے۔

ان سب میں وہ سندس کو تو بلکل ہی فراموش کر چکا تھا۔

اسکا کام تو ہو گیا تھا۔

"ڈیٹ فکس کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ رشتے کے لیے منع کر دیں"

کندھے اچکاتے اسنے خود کو ریلیکس کرتے بولا اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دی۔۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ کیوں منع کر دوں۔؟اپنی پسند سے کیا تھا تم نے رشتہ۔"

"وہ غصے سے دبی دبی آواز میں چیخیں۔ عجیب ہی اولاد تھی کبھی جو سکون لینے دیا ہو۔

"ہاں پسند تھی پر اب نہیں ہے۔پہلے کرنا چاہتا تھا پر اب نہیں۔

آپ منع کر دیں"

"تمہارا دماغ خراب ہے میرا نہیں۔اور کیا بول کر منع کرو نگی۔؟ کوئی وجہ ہے تمہارے پاس؟"

ہاں ہے سب سے بڑی وجہ تو یہی ہے کہ اس گھر سے آپکی بھتیجی کو طلاق ہو گئی ہے بول دیں اب ہم یہ رشتہ نہیں کر سکے اور آپ کو تو خوش ہونا چاہیے۔آپ تو ویسے بھی منع کر رہی تھیں۔"

وہ پر سکون سا بولا۔

"میری بھتیجی کو وہاں سے طلاق ہو گئی اسی لیے وہاں کرنا چاہتی ہوں۔اور یہ موقع میں ہر گز نہیں جانے دونگی ارسلان اگر اس بار تم نے میری بات نہیں مانی تو تم میری مری ہوئی شکل دیکھو گے۔"

غصے سے وارننگ دیتے انہوں نے کھٹاک سے فون کاٹ دیا

ارسلان نے غصے سے فون ٹیبل پر پھینکا۔یہ الگ مصیبت گلے پڑ گئی تھی۔

****

"میں آپ کو پہلے بھی بول چکا ہوں کے میں اب انٹرسٹڈ نہیں ہوں آپ منع کر دیں۔

اور اب تو بہانہ بھی ہے کہ ان کے بیٹے نے فاطمہ کو طلاق دے دی۔"

وہ جھنجھلا کر بولا۔ وہ ہر گز سندس سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا اور ویسے بھی مطلب پورا ہو چکا تھا اسکا۔

"میں تمہاری شادی اب وہیں کرو نگی اور جلد کرو نگی۔

اور اب یہ رشتہ میرے لیے اسی لیے سکون کا باعث ہے کہ فاطمہ کو طلاق ہو گئی ہے۔

اور جس طرح انہوں نے تمہارا رشتہ ٹھکرا کر حارث سے اپنی بیٹی کی شادی کر کے میرا دل جلایا تھا اب میں بھی یہی کرو نگی۔۔ تمہاری شادی سندس سے کر کے انکا دل جلاؤ نگی۔"

"اوہ یعنی آپ اپنی انا اور بدلے کہ لیے میری زندگی برباد کرینگی"

ارسلان بھی اب غصے میں آیا تھا۔

"نہیں تمہاری زندگی برباد نہیں ہو گی۔ سندس اچھی لڑکی ہے۔"

بولتے ہوئے وہ کچن میں چلی گئی۔ ارسلان بھی جبڑے بھینچے انکے پیچھے گیا۔

"آپ ہمیشہ میرے ساتھ زبردستی کیوں کرتی ہیں۔۔؟

میں نے بول دیا مجھے اس لڑکی سے شادی نہیں کرنی تو بس نہیں کرنی۔"

اسکے دوٹوک فیصلہ سنانے پر انہوں نے کڑے تیوریوں سے اسے گھورا۔

"ارسلان نیازی ایک بات میری کان کھول کر سن لینا۔ہر بار مجھے اپنے سامنے دبانے کی کوشش مت کرنا اور اس بار اگر تم نے میری بات نہیں مانی نا تو پیڑول چھڑک کر میں خود کو آگ لگالونگی۔"

غصے سے کہتی وہ ارسلان کو کچن میں ہی چھوڑ کر باہر نکل گئیں۔

ارسلان نے پیچھے سے سلیپ پر ہاتھ مارا اور کانچ کو گلاس اٹھا کر زور سے سامنے دیوار پر مارا۔

اور پھر تن فن کرتا گھر سے ہی نکل گیا۔

****

اچانک گھر میں ویرانیت سی ہو گئی تھی۔

زہنی ٹینشن سے حارث دو دن جاب پر نہیں گیا تھا جس کی وجہ سے اسے جاب سے نکال دیا گیا تھا۔

سندس الگ کمرے میں بند تھی۔احساس جرم اس قدر اس پر حاوی ہوتا جارہا تھا کہ سانس لینا مشکل ہوتا جارہا تھا۔

اور جب سے تہمینہ کو ارسلان کی ماں کی کال آئی تھی اور انہوں نے نکاح کا بولا تھا تب سے اور جان نکل رہی تھی۔

ارحم سے بھی کوئی رابطہ نہیں ہو پارہا تھا۔اسنے بہت بار ارحم کا نمبر ٹرائے کیا تھا پر وہ مستقل طور پر بند تھا۔

تہمینہ اور ارسلان کی ماں جب آپس میں بات کرتے تھے تو انکا پسندیدہ ٹاپک فاطمہ تھا۔

تہمینہ کچھ مرچ مصالحہ بھر کے ارسلان کی ماں کو بتاتی اور وہ بھی کچھ نہ کچھ بتاتیں اور پھر جو جتنوں کے سامنے تبصرہ کر سکتا تھا کرتا تھا اور پھر جن سے وہ تبصرہ کرتے تھے وہ لوگ دو تین باتیں اور لگا کر آگے اسکا تبصرہ کرتے۔اتنے سے عرصے میں ہر ایک جو فاطمہ کو بخوبی جانتا تھا اور وہ بھی جو صرف نام سے جانتا تھا وہ سب فاطمہ کے ناکردہ جرم سے واقف ہو چکے تھے اور بڑی دلچسپی سے اس کے کردار کا تبصرہ کرتے تھے بغیر اپنے کردار پر ایک بھی نظر ڈالے۔

اگر انسان ایک تفصیلی تبصرہ اپنے کردار پر کر لے تو اس کے اپنے اندر اتنے کھوٹ نکل آئیں کے وہ کبھی دوسرے کے کردار پر بولنے کا سوچے گا بھی نہیں۔

پر یہاں ہمارے معاشرے میں سارے دودھ سے نہا کر پاکیزگی کی چادر خود پر لپیٹے کھلے عام دوسروں کے کرداروں پر انگلی اٹھاتے ہیں۔

حارث الگ ڈپریشن میں تھا اور سندس کی سانسیں تو ارسلان سے شادی پر رک گئی تھیں۔

جبکہ تہمینہ سکون میں تھی جیسے برسوں بات سکون میسر آیا ہوں۔

****

اسکو دبئی آئے مہینہ ہو چکا تھا۔

اور جس کام کے لیے وہ آیا تھا وہ سدھرنے کی جگہ بگڑتا جا رہا تھا۔اسے خود سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ہر کام الٹا کیوں ہو رہا ہے۔

اسکی سوچوں کا 95 پرسینٹ محور فاطمہ تھی اور باقی کا 5 پرسینٹ بھی مکمل کام میں نہیں لگ پا رہا تھا۔

وہ لاکھ کوششوں کے بعد بھی کام نہیں سدھار پا رہا تھا۔

اور حقیقت تھی کسی معصوم کی زندگی بگاڑ کر آپ اپنا کام سدھرنے کی کیسے امید رکھ سکتے ہو وہ الگ بات تھی کہ ارحم الیاس کو کام سدھرنے کی فکر بھی نہ تھی۔

پچھتاوا تھا کہ دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ تو محبت کرتا پھر نجانے کیسے وہ محبت سے خود غرضی پر آ گیا۔ یہ غلطی نہیں تھی۔۔ غلطی جان بوجھ کر نہیں کی جاتی۔ وہ جانتا تھا کہ اسکا یہ عمل کیا کر سکتا ہے۔

وہ یہ بھی جانتا تھا کہ رات کہ پہر کسی لڑکی کے کمرے میں کسی غیر لڑکے کو دیکھا جائے تو لڑکی پر کیسی کیسی تہمتیں لگتی ہیں۔ وہ کیوں چپ ہوا تھا اس وقت۔ کاش وہ حارث پر ہاتھ اٹھا دیتا اور اسے حقیقت سے آشنا کرتا۔ لیکن وقت گزرنے کے بعد صرف پچھتاوا رہتا ہے جو ارحم کو بھی ہو رہا تھا۔

****

"میں اپنی زندگی بلکل آزاد جیونگی دیکھنا۔

میں نے اپنے سٹار کا فیوچر پڑھا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ میری شادی کی بعد کی زندگی بہت بہتتتت بہترین اور آزاد ہو گی۔"

وہ چہک کر بولی تھی۔

"رہنے دو فاطمہ سٹار وغیرہ کچھ نہیں ہوتا یہ صرف لوگوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں"

زینب منہ بنا کر بولی تھی۔

"اچھا یہ کہنے کی باتیں ہیں پر مہندی کا تو سچ ہے نہ؟ دیکھو میری مہندی کا رنگ بہت گہرا آتا ہے اور ایک منٹ رکو
۔
کہتے ساتھ اسنے اپنے پاؤں سے جوتے اتارے اور پھر موزے بھی اتارنے لگی۔ زینب اسکی بے تکی حرکتوں پر اسے الجھ کر دیکھنے لگی۔

"یہ دیکھو۔ میرے پاؤں کی انگلی انگھوٹے سے تھوڑی لمبی ہے اور میں نے سنا ہے جسکے پاؤں کی انگلی اسکے انگھوٹے سے بڑی ہو شوہر اسکی انگلیوں پر ناچتا ہے۔"

اپنے پاؤں کے انگھوٹے کی برابر والی انگلی زینب کو دکھاتے وہ فخریہ بولی اور پھر ساتھ ہی موزے واپس پہننے لگی۔

"اور ہاں ای۔۔۔"!

"بس فاطمہ بسسس۔۔مجھے پتا چل گیا تمہارا شوہر زن مرید ہو گا بس تمہاری انگلیوں پر ناچے گا وہ والے گانے پر ہمیں ں ں ں س مار ڈالا اااااللہ مار ڈالا اااا۔"

زینب ایک ہاتھ ماتھے پر رکھ کر نقل اتارتی بولی جبکہ فاطمہ نے نیچے رکھا جوتا اسے کھینچ کر مارا جو زینب کے سائیڈ پر ہونے سے سیدھا میڈم زرینہ کی سموسے کی پلیٹ میں گرا جس سے بیچارا سموسہ پچک گیا اور چٹنی اچھل کر میڈم زرینہ کے صاف شفاف عینک پر خوبصورت سا پرنٹ بنا گئی۔۔

آنکھوں سے آنسو خاموشی سے گرتے بے مول ہو گئے۔

اندھیرے کمرے میں بیٹھے وہ اپنا ماضی کھنگال رہی تھی۔اسے کہیں بھی ایسا اپنا کوئی عمل نہ ملا جس میں اسنے کسی کے ساتھ برا کرا ہو یا کرنے کا سوچا ہو یا کسی کے بھی کردار کے متعلق کبھی کوئی کمنٹ پاس کیا ہو۔تو پھر اسکے ساتھ یہ سب کیوں۔

"ہر بار گناہوں کی سزا نہیں ملتی فاطمہ۔۔ کبھی کبھی آزمائشیں بھی ہوتی ہیں۔"

میرب کی دو دن پہلے کہی گئی بات اسکے کان میں گونجی۔

"اور اللہ کبھی ناانصافی نہیں کرتا وہ آزمائش بھی اتنی لیتا ہے جتنا انسان برداشت کر سکے۔"

"میری برداشت ختم ہو گئی ہے اللہ۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا اب۔۔۔ مجھ سے نہیں برداشت ہوتا۔۔ وہ اپنے آنسو اپنے ہاتھوں میں گرائے اپنے ہاتھ پھیلائے کانپتے ہاتھوں سے دعا مانگ رہی تھی۔

"یا اللہ یہاں ہر کوئی میرے کردار کو روندھنے میں مصروف ہے۔ میرے محافظ نے ہی مجھے ذلیل کر دیا۔۔ اللہ میں معاف نہیں کرونگی کسی کو بھی۔ میرا ظرف اتنا بڑا نہیں ہے۔۔۔

کہتے ساتھ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"میں نے تیری رضا کے لیے معاف کر دیا اللہ۔۔ صرف تیری رضا کہ لیے معاف کر دیا۔۔۔

وہ ہچکیوں سے بولتے چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے رو دی۔

"یہ میرے لیے آسان نہیں آپ جانتے ہیں۔۔ بلکل بھی آسان نہیں پر تیری رضا کہ خاطر میں نے سب کو معاف کر دیا۔

اللہ پلیز میری آزمائش ختم کر دے ورنہ یہ مجھے ختم کر دے گی۔اور اگر یہ میری کسی غلطی یا گناہ کی سزا ہے تو تو اسے معاف کر دے۔۔۔"

****

"کہتے ہیں بھائی بہنوں کے محافظ ہوتے ہیں۔۔ آپ کیسے محافظ ہیں اسامہ۔۔ آپ کی بہن کو اس قدر بدنام کر دیا۔

اسکی زندگی سیاہ ہوتی جا رہی ہے اور آپ ان سب سے دور سکون سے سو رہے ہیں"

اسامہ کی تصویر کو ہاتھوں میں پکڑے وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

اسامہ اگر آج آپ ہوتے تو کسی کی ہمت نہ ہوتی کہ کوئی کچھ کہہ سکے۔۔

میں آپکی امیدوں پر پوری نہیں اتر سکی اسامہ۔۔ناہی میں آپکی بہن کی دکھ کی دوا بن سکی نا آپکے ماں باپ کا سہارا۔
میں آپکی امیدوں پر پوری نہیں اتر سکی۔"

وہ سسک اٹھی اپنے کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس کرتے اسنے پیچھے دیکھا۔جہاں میرب نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"تمہارا حوصلہ بہت بلند ہے مریم۔۔۔تم بہت بہادر ہو۔تم امیدوں سے بڑھ کر اس پر اتری ہو مریم۔۔۔
کہتے ساتھ میرب نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔میرب کے گلے لگے وہ پھر سسک اٹھی۔

"مریم فاطمہ کو سنبھال لو۔۔میری ہمت نہیں ہوتی کہ میں اسکے سامنے جاؤں۔

اسکی حالت دن بدن خراب ہو رہی ہے۔"

میرب کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلاتے انکے ساتھ باہر نکل گئی۔

****

" فاطمہ۔۔۔"!

فاطمہ آنکھوں پر بازو رکھے بیڈ پر لیٹی تھی مریم نے اسکے سرہانے بیٹھے اسے پکارا۔

وہ فاطمہ کو سنبھالنے میں خود بھی تھوڑی سنبھل گئی تھی۔

"فاطمہ نے آنکھوں سے بازو ہٹائے اسے دیکھا۔اسکی سوجی آنکھیں ابھی ابھی رونے کی چغلی کر رہی تھیں اور مریم کی آنکھوں کا بھی وہی حال تھا۔

اسکو دیکھتے مریم نے ہونٹ دانتوں میں دبائے اپنے آنسوؤں کو حلق میں اتارا۔وہ اسے سنبھالنے آئی تھی۔

"کھانا کھالو۔۔۔"!

"مجھے بھوک نہیں ہے بھابی۔"

"اس طرح کرنے سے کیا ہو گا جو تمہارے اپنے تھے ہی نہیں ان کے کھونے پر کیا آنسو بہانا؟ کیوں ان کے لیے تکلیف میں ہو فاطمہ۔؟

بیڈ سے اسے سہارا دے کر کھڑا کرنے لگی۔ بھوکے رہنے کی وجہ سے وہ کافی کمزور ہو چکی تھی اور بی پی بھی لو رہنے لگا تھا۔

مریم کے سہارے وہ کھڑی ہوئی وہ مریم کی بات کا کوئی جواب دیتی اس سے پہلے ہی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا اور وہ ہوش کھوتے زمین پر گرتی پر اس سے پہلے مریم نے بمشکل اسے کھڑا رکھ کر بیڈ پر لٹایا۔

فاطمہ کا اچانک بلکل زرد پڑتا چہرہ دیکھ مریم کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے تھے۔

اسنے فوراسے چیخ کر میرب کو بلایا۔وہ مریم کی چیخ سن کر فوراکمرے میں آئیں لیکن جیسے ہی نظر بیڈ پر بے سدھ پڑے فاطمہ کے وجود پر پڑی انکے اوسطان بھی خطاہونے لگے۔

بمشکل خود کو سنبھالتے۔انہوں نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی پر کوئی فائدہ نہ ہوا پھر مریم اور اپنے سہارے سے اسے باہر لا کر گاڑے کی بیک سیٹ پر لٹایا۔

مریم نے جلدی سے اپنی چادر اپنے گرد لپیٹے نقاب کیااور سفیان جو کچھ دیر پہلے سویا تھااسے لے کر فاطمہ کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی۔اور ساتھ ہی اپنا فون نکال کر عارف صاحب کو فون لگانے لگی۔

میرب جلدی سے گاڑی میں بیٹھی اور چوکیدار کے دروازہ کھونے پر فوراگاڑی باہر نکالی۔

اور گاڑی کو گھر کے قریبی ہسپتال کے راستے پر ڈالا۔

دس منٹ کے راستے کے بعد ہسپتال کی پارکنگ میں گاڑی روکی۔اور سٹریچر منگا کے نرس اور وارڈ بوئے کی مدد سے فاطمہ کو اندر لے کر گئے۔

فاطمہ کو ایمر جنسی میں لے گئے۔۔

میرب اور فاطمہ روم کے باہر کھڑے دعا مانگتے اضطرابی کیفیت میں ٹہل رہے تھے۔

مریم کی عدت پوری ہونے میں ابھی کچھ عرصہ باقی تھا۔پر گھر پر کوئی اور نہیں تھا اور فاطمہ کی حالت بگڑ رہی تھی اس لیے وہ نقاب کر کے آ گئی۔

دن منٹ گزرے تھے جب عارف صاحب بھی دوبارہ کچھ کھو جانے کے خوف سے ڈر سے اور پسینے سے بھیگے وہاں آئے۔

"سب ٹھٹ۔۔ٹھیک ہے۔۔؟کیا ہوا ہے فاطمہ کو؟"

نم آنکھوں سے انہوں نے سوال کیا۔اب ایک اور۔۔اور واحد اولاد کھونے کا حوصلہ نہیں تھا ان میں۔۔

میرب انکی بات کا جواب دیے بغیر انکے گلے لگے رو دیں۔۔

"اگر اسے کچھ بھی ہوا عارف تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤ نگی۔۔۔میری بچی مجھے واپس چاہیے۔۔۔"

اب کے عارف صاحب کے پاس بھی کوئی تسلی نہیں تھی۔وہ مرد تھے پر اب ان میں بھی ہمت نہیں تھی۔۔وہ کتنے غم سہتے؟ تھے تو انسان ہی۔۔

ڈاکٹر کو باہر نکلتے دیکھ تینوں فورا انکی جانب بڑھے۔

"وہ ٹھیک ہیں"

انکے روئے روئے اور پریشان چہرے دیکھ ڈاکٹر نے انہیں فورا تسلی دی اور اپنے ساتھ آنے کا کہا۔

ڈاکٹر کے ساتھ وہ روم میں داخل ہوئے مریم اور میرب بھی ساتھ ہی تھے۔

سامنے بیٹھی ڈاکٹر۔ڈاکٹر عارف کو جانتی تھی۔

"افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ انکا مس گیرج ہو گیا ہے۔۔۔

اور ڈاکٹر کی کہی بات سب کے اوپر کسی بم کی طرح گری۔

"کک کیا۔۔۔؟ کب؟ فاطمہ۔۔۔پریگ۔۔۔"!

میرب بولتے بولتے الفاظ ادھورے چھوڑ گئیں۔۔

"کیوں آپ لوگوں کو اس بات کا علم نہیں تھا؟۔

شاید اسی لیے اتنی لاپرواہی کی ہے"

اپنے سوال کا جواب خود ہی دیا۔

"ڈیڑھ مہینے سے پریگنینٹ تھیں وہ۔۔ لیکن شدید ڈپریشن اور ڈائٹ صحیح سے نا لینے کی وجہ سے انکا حمل زائع ہو گیا ہے۔اور انکی باڈی میں خون کی بہت کمی ہے۔اور کمزور بھی بہت ہیں۔اور انکا بی پی بہت لو تھا۔

اور یہ انکی فرسٹ پریگنینسی تھی اس میں تو آپ لوگوں کو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے تھی۔ خیر آپ لوگوں نے بتایا کے آپ لوگوں کے علم میں تھا۔

اللہ کی رضا اسی میں تھی جو ہوا اسے بدلا نہیں جا سکتا لیکن اب آپ انکا بہت خیال رکھیے گا۔انشاءاللہ خوشیاں دینے والا اللہ ہے جلد وہ اس خوشخبری سے دوبارہ نواز دیگا۔"

پیشوارنا انداز میں بولتے آخری جملے انہوں مریب کی آنکھوں میں بھرے آنسو دیکھ کر کہے۔

ورنہ جو حالت انہوں نے فاطمہ کی دیکھی تھی انکا دل کیا تھا کہ پولیس کیس کر دے۔

دوائیوں کی پرچی عارف صاحب کے ساکت ہوئے وجود کی طرف بڑھاتے انہوں نے فاطمہ کو ہوش آنے کے بعد گھر لے جانے کی اجازت دے دی۔

****

" آپ کیا کہہ رہی تھیں۔۔جو اپنے تھے ہی نہیں انکے کھونے پر کیا رونا"

کچھ دیر پہلے ہی اسے ہوش آیا تھا۔اور اس وقت عارف صاحب میرب اور مریم اسکے ساتھ ہی تھے۔

عارف صاحب سفیان کو گود میں لیے بیٹھے تھے۔میرب سپارہ پڑھتی اس پر پھونک رہی تھیں اور مریم اسکے پاس بیٹھی تھی۔

اسکی آواز پر سب اسی جانب متوجہ ہوئے۔۔

میرب نے سپارہ بند کرا اور پھر فاطمہ پر پھونکا۔

اسکے جملے پر مریم خاموشی سے اسے دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"لیکن اب تو میرا اپنا کھویا ہے بھابی۔۔۔میرے وجود کا حصہ کھویا ہے۔۔وہ میرا تھا۔۔۔"

بولتے ہوئے فاطمہ کی آنکھوں سے پانی نکلتا اسکے بالوں میں جذب ہو گیا۔

"میں اپنے لیے سب کو معاف کر چکی تھی بھابی۔لیکن اپنی اولاد کے قتل کے لیے کسی کو معاف نہیں کرونگی۔۔

وہ سب شامل ہیں اس قتل میں۔۔انکی تہمتیں کھا گئیں میری اولاد کو۔"

وہ روتے ہوئے دہائیاں دینے لگی تھی۔

تینوں پتھر بنے اسے دیکھ رہے تھے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ اسے کچھ بولیں۔۔

****

دیکھتے دیکھتے دن گزرتے گئے اور مریم کی عدت کا عرصہ مکمل ہو گیا۔

اس عرصے میں کچھ تبدیلیاں آئی تھیں۔۔ مریم تو اب بھی اسامہ کی محبت میں ویسی ہی تھی لیکن فاطمہ کو سنبھالتے سنبھالتے وہ خود بھی سنبھل چکی تھی۔ مرنے والے کے ساتھ کوئی مرتا نہیں ہے بس کچھ رشتے ہوتے ہیں جو اسکے جانے سے متاثر ہوتے ہیں لیکن وقت کے ساتھ وہ بھی عادی ہو جاتے ہیں۔ وہ الگ بات تھی کہ اب مریم سنبھل گئی تھی لیکن اب تک وہ اس تنہائی کی عادی نہیں ہوئی تھی بے شک جب اسامہ تھا وہ تب بھی اس سے دور ہوتا تھا پر وہ تھا یہ ہی مریم کی خوشیوں کے لیے کافی تھا۔

فاطمہ کے آنسو اپنی اولاد کے غم میں آخری بار رونے کے بعد خشک ہو چکے تھے۔

اور دل اب پتھر کی مانند سخت ہو گیا تھا۔۔ وہ کل اکیس سال کی ہوئی تھی اور یہ بیس سے اکیس سال کے درمیان کا وقت اسکی زندگی کا بدترین وقت تھا۔

عارف صاحب اب ٹھیک تھے اور میرب کو بھی روتا دیکھ پہلے کی طرح سنبھالتے تھے۔

اور جو سب سے بڑی تبدیلی آئی تھی وہ یہ تھی کہ اب سب نے ہنسنا چھوڑ دیا تھا۔۔خوشی کی اتنی سی بھی رمق اس گھر میں نہیں تھی۔۔۔

****

حارث کی جاب واپس لگ چکی تھی۔لیکن پہلے جتنی اچھی نہیں تھی۔

دو ہفتوں بعد سندس اور ارسلان کا نکاح طے پایا تھا جس سے ناارسلان راضی تھا اور نہ ہی سندس۔سندس اب بھی وقت بے وقت ارحم کو فون کرتی رہتی تھی کہ کیا پتا کال لگ جائے اور ساتھ ساتھ دعا بھی کر رہی تھی۔جواب تک تو قبول نہیں ہوئی تھی۔

تہمینہ تو اب بہت خوش رہنے لگی تھیں۔اور سندس کی شادی کی تیاری میں مگن تھی۔

****

زندگی میں پہلی بار ارحم الیاس کو بزنس میں لاس ہوا تھا اور وہ بھی اتنا شدید۔۔

الیاس مبین بھی حیران تھے کہ اتنے آسان مسئلے کو نا سنبھالتے وہ کتنا لاس کر گیا تھا۔

اور اب وہ شکستہ حالت میں واپس پاکستان آ رہا تھا۔۔

****

"میرب ادھر آئیں کچھ بات کرنی تھی۔"

عارف صاحب لان میں بیٹھے تھے جب میرب کو لان دروازے پر کھڑا دیکھ پکارا وہ اثبات میں سر ہلاتی انکے سامنے بیٹھ گئیں

"میرب مریم کا رشتہ آیا ہے"

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد انہوں نے ٹھہر ٹھہر کر بولا۔

میرب نے چونک کر انہیں دیکھا پر وہ جلد ہی اپنی حیرت چھپا گئیں۔

"منع کر دیں"

میرب نے بنا کوئی تاخیر کیے رشتے کے لیے منع کر دیا۔عارف صاحب خاموشی سے انہیں دیکھے گئے۔

"کیا آپکی سوچ بھی ان لوگوں جیسی ہے جو بیٹے کے گزر جانے کے بعد اسکی بیوی کو تمام زندگی اسکی بیوہ بنا کر بیٹے سے محبت کا ثبوت دیتے ہیں؟"

انہوں نے کوئی طنز نہیں کیا تھا نہ ہی لہجے میں تلخی تھی پر انکی یہ بات میرب کے دل پر چبھی تھی۔تو کیا انکا شوہر انکو ایسے سمجھتے ہیں۔

"کیا آپکو میری سوچ ایسی لگتی ہے؟"انہوں نے افسوس سے عارف صاحب کو دیکھا۔جواب نفی میں سر ہلا رہے تھے۔

"نہیں سمجھتا اسی لیے پوچھا۔۔۔اگر آپ ایسا نہیں سوچتی تو رشتے سے انکار کی وجہ؟"

"مریم میرے لیے میری بیٹی ہے۔۔میں نے یہ سوچ لیا ہے کہ اللہ نے اسامہ کے نعمل بدل میں مجھے مریم دی ہے۔میں نے اپنی ایک بیٹی کی زندگی برباد ہوتے دیکھ لی ہے میں اپنی دوسری بیٹی کو بھی اسی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی"

آنکھیں پھر نم ہوئیں تھی۔اولاد کا غم تھا کسی صورت کسی لمحے کم نہیں ہوتا تھا۔

"ہر کوئی ایک جیسا نہیں ہوتا میرب۔نہ ہی سب کے نصیب ایک جیسے ہوتے ہیں۔لازم نہیں جیسے سسرال والے فاطمہ کو ملے ویسے ہی مریم کو ملیں اور جیسے نصیب فاطمہ کہ تھے ویسے ہی مریم کے ہوں"

"اب میرا دل ڈرتا ہے۔ڈاکٹر عفان کی فیملی کے لیے بھی یہی سب سنا تھا اور وہ لوگ نکلے کیسے۔"

میرب تلخی سے بولیں۔

"میں پھر کہتا ہوں میرب ہر کوئی ایک جیسا نہیں ہوتا آپ اپنی ہی مثال لے لیں۔کیا آپ بری ساس تھیں یا اسامہ برا شوہر۔۔پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتی میرب۔۔۔"

"کس کا رشتہ آیا ہے؟"

انکی بات سمجھتے میرب نے پوچھا۔

"میرے کالج کے دوست کے بیٹے کا۔زایان کا"

"کلثوم بھابی کا بیٹا؟"

انہوں نے حیرت سے پوچھا وہ بہت اچھے سے کلثوم کو جانتی تھیں وہ بہت اچھی اور نفیس خاتون تھیں۔اور وہ فاطمہ کے نکاح میں زایان سے بھی مل چکی تھی وہ ایک خوبصورت نوجوان تھا اور کم عمر اور کنوارہ بھی۔

"لیکن انکا بیٹا تو اسامہ جتنا ہی ہے اور کنوارہ بھی ہے پھر؟"

عارف صاحب انکا سوال بخوبی سمجھے تھے کہ وہ اتنا اچھا ہے تو مریم کا رشتہ کیوں مانگ رہے ہیں جبکہ وہ بیوہ بھی ہے اور ایک بچے کی ماں بھی۔

"پڑھے لکھے اور سلجھے ہوئے لوگوں کے نزدیک یہ باتیں معنی نہیں رکھتی وہ سیرت دیکھتے ہیں۔اور مریم کی سیرت سے سب ہی واقف ہیں اور سچ پوچھو تو مجھے اس رشتے میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی اور میں دل راضی ہوں ۔"

"آپ صحیح۔۔۔"!

میرب بولتے بولتے رکی جب انہیں لان کے ساتھ والی کھڑکی پر کسی کا گمان ہوا۔

تھوڑا سا جھک کر دیکھا تو وہاں مریم بت بنی کھڑی تھی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گر رہے تھے۔

میرب کی نظروں کا رخ دیکھتے انہوں نے بھی مریم کی جانب دیکھا۔

"مریم باہر آؤ"

انکے پکارنے پر مریم خاموشی سے باہر آئی اور انکے بیٹھنے کے اشارے پر بیٹھ گئی۔

عارف صاحب اسکی نظروں میں ناراضگی صاف دیکھ چکے تھے۔

اوراس ناراضگی کی وجہ بھی جانتے تھے۔

"مریم وہ بہت اچھے لوگ ہیں تمہی۔۔"!

"میں کسی سے شادی نہیں کرونگی ابو۔میری زندگی میں اسامہ تھے ہیں اور وہی رہینگے۔"

اسنے قطعیت سے کہاوہ اپنے نام کے ساتھ اسامہ کے علاوہ کسی کانام برداشت نہیں کرسکتی تھی۔

"مریم زندگی اکیلے نہیں گزرتی۔۔"

"میں اکیلی نہیں ہوں ابو۔۔آپ ہیں امی ہیں,سفیان اور فاطمہ سب ہیں میرے ساتھ۔۔مجھے اور کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

کہتے ساتھ اپنے آنسو پوچھتے وہ وہاں سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔

میرب نے سنجیدگی سے عارف صاحب کو دیکھا جو لب بھینچے دروازے کی جانب دیکھ رہے تھے جہاں سے ابھی مریم گئی تھی۔

"وہ نہیں مانے گی عارف آپ اسکی اسامہ سے محبت سے واقف ہیں"

"میں ظلم نہیں کر سکتا میرب۔۔اور ساری زندگی اکیلے گزارنا خود پر ظلم ہی ہے۔اور مریم میرے بیٹے سے مرنے کے بعد بھی وفا نبھا رہی ہے میں اس پر خوش نہیں ہوں۔میں جانتا ہوں وہ بہ وفا بیوی ہے۔

لیکن زندگی اکیلے نہیں گزرتی میری اور آپکی زندگی کا کیا بھروسہ ہے؟ فاطمہ کی شادی بھی آج نہیں تو کل کرینگے۔ سفیان بھی بڑا ہونے کے بعد جتنا بھی احساس مند ہو پر وہ اپنی زندگی میں مگن ہو جائے گا۔وہ کیسے اکیلے زندگی گزارے گی؟ زندگی بہت طویل ہے

وہ اسامہ کے نام پر ساری زندگی بھی گزار دے پر جب کبھی وہ تکلیف میں ہو گی اسامہ کی یاد اسے ضرور آئے گی پر اسامہ نہیں آئے گا۔زندگی کے ہر موڑ پر انسان کو سہارے کی ایک ساتھی کی ضرورت پڑتی ہے۔جس سے وہ اپنی ہر خوشی دکھ درد بانٹ سکے جو اسے سمجھے ہر قدم پر اسکے ساتھ ہو۔اور اس معاملے میں سب سے بہترین رشتہ میاں بیوی کا ہوتا ہے۔میں بھی مریم کو بیٹی مانتا نہیں وہ میری بیٹی ہی ہے۔میں فاطمہ کے لیے بھی یہی فیصلہ کرتا۔

مجھے رحم آتا ہے اسکی اس بے رونق زندگی پر۔ جہاں اسکی زندگی میں خوشی کی کوئی رمق نہیں ہے اور نہ ہی کبھی ملنے کی کوئی امید۔ اسکو دیکھ کر کوئی بھی اسکے دکھوں کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اسے ضرورت ہے کسی ایسے انسان کی جو اسکے آنسو پوچھے اسکے زخموں پر مرہم رکھے اور وہ انسان ہم میں سے کوئی نہیں ہے۔۔

وہ نہیں راضی تو آپ اسے راضی کریں۔ آپ اسکی ماں ہیں اور وہ آپکو وہی درجہ دیتی ہے۔ اسکو منائیں میں اس رشتے کے لیے انکار کر کے اسکی زندگی میں خوشیوں کی امید کو جلنے سے پہلے نہیں بجھا سکتا۔۔ وہ بچی ہے آپ اسے راضی کریں اور مجھے یقین ہے ایک ماں یہ کر سکتی ہے۔ اور میں نے اس بارے میں بھابی (مریم کی سگی ماں) سے بھی مشورہ کیا تھا اور وہ بہت خوش ہیں اس فیصلے سے"

اپنی بات مکمل کرتے میرب کی آنکھوں میں دیکھتے وہ وہاں سے اٹھ کر اندر چلے گئے۔

انکی تمام باتیں میرب کے دل پر لگی تھیں۔۔ وہ انکی ہر بات سے اتفاق رکھتی تھیں۔

اور اب مریم کو منانا تھا اور وہ ارادہ کر چکی تھی مریم کو منا ئینگی اور کامیاب ہی ہو نگی۔

****

زایان مریم کی عدت پوری ہونے سے ایک مہینہ پہلے ہی اکبر اور کلثوم سے بات کر چکا تھا۔

اکبر اور کلثوم اسکی بات پر دنگ رہ گئے تھے۔

اور پھر زایان نے اپنا دل انکے سامنے کھول دیا کیونکہ انکے تاثرات دیکھتے انکار واضح نوٹ کیا جا سکتا تھا لیکن زایان کی پسند جاننے کے بعد اور باقی باتون کو مد نظر رکھتے انہیں اس رشتے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوئی تھی۔

پر انہوں نے زایان سے ایک سوال پوچھا تھا جسکے جواب کے بعد ہی انہوں نے رشتہ مانگنے پر رضامندی دی تھی۔

"اگر مریم سے شادی کے خواہشمند ہو تو اسی صورت میں اپنی خواہش کی تکمیل کرنا جب تم اس کے بیٹے کو بھی باپ بن کر پالنے کا حوصلہ رکھتے ہو۔۔دوسرے کی اولاد کو قبول کر کے اپنی اولاد کا درجہ دینا اور اپنی اولاد کے دنیا میں آنے کے بعد دونوں میں برابری رکھنا سب کے بس کی بات نہیں۔

اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ مریم کی اولاد کو اسکے سابقہ سسرال میں چھوڑ کر اسے بیاہ کر لائیں تو میں اور کلثوم ظالم نہیں ہیں۔ایک اولاد کو ماں سے الگ رکھنا اولاد اور ماں دونوں پر ظلم ہے۔اور پھر اگر اسکی اولاد کو لا کر وہ درجہ نہ دے سکو اور دوسروں کی طرح اسے ایک طرف کر کے احساس کمتری کا شکار کر دو یہ بھی ظلم ہے۔اسلیے اگر اتنا حوصلہ خود میں رکھتے ہو کہ مریم کے ساتھ اسے بھی محبت دے سکو اور آنے والے وقت میں برابری کر سکو تو مجھے اس رشتے سے کوئی انکار نہیں اور میں پوری کوشش کرونگا کہ وہاں سے بھی انکار نہ ہو۔"

انہوں نے اپنی بات مکمل کر کے کلثوم کو دیکھا۔ وہ بھی انکی باتوں سے متفق لگ رہی تھی۔

"میں یہ بات آپ کے سامنے نہیں بولنا چاہتا تھا یہ میری اخلاقی جرأت کے خلاف تھا کہ ماں باپ کے سامنے بولوں پر بولنا پڑ رہا ہے۔ میں مریم سے بہت محبت کرتا ہوں اور میری محبت کھوکلی ہر گز نہیں ہے۔

مجھے ہر اس چیز سے محبت ہے جس سے مریم کو محبت ہے۔ اور ہر وہ انسان عزیز ہے جو مریم کو عزیز ہے۔ اور اگر آپ اسکے بچے کی بات کرتے ہیں تو وہ کبھی یہ انداہ نہیں لگا پائے گا کہ اگر اسکا سگا باپ ہوتا تو وہ بھی اسے اتنا چاہ پاتا جتنا میں چاہونگا یا نہیں۔

اور اگر آپکو آنے والے وقت کا ڈر ہے کہ میں برابری کر پاؤنگا یا نہیں تو میں لکھ کر دیتا ہوں کہ کبھی اپنی اولاد کی خواہش نہیں کرونگا"

مختصر الفاظ میں اسنے اپنی بات مکمل کر دی تھی۔

کلثوم اور اکبر اسکی خود اعتمادی پر مسکرائے۔

اور رشتہ مانگنے پر رضامند ہو گئے۔

اور پھر مریم کی عدت مکمل ہونے کے ایک ہفتے بعد ہی اکبر صاحب نے عارف صاحب سے بات کی اور عارف صاحب کو بھی اس رشتے پر کوئی اعتراض نہ تھا وہ تو خوش تھے اتنا اچھا رشتہ تو آج کل لوگ ڈھونڈتے ہیں اور اللہ نے خود انکے پاس بنا کسی تلاش کے بھیج دیا تھا۔

لیکن پھر بھی انہوں نے سوچ کر جواب دینے کا کہا تھا اور آج میرب سے ہونے والی بات کے بعد انکو فون کر کے کل گھر بلا لیا تھا۔

****

مریم کمرے میں اسامہ کی تصویر کو اپنے ساتھ لگائے رو رہی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی ایسا۔۔ کبھی نہیں۔

"جانے والوں کے ساتھ زندگی نہیں رکتی مریم۔ انسان کو آگے بڑھنا پڑتا ہے۔"

میرب اسکے برابر بیٹھتی سنجیدگی سے بولیں مریم نے انہیں آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے دیکھا۔

"میں اسامہ کی جگہ کسی کو نہیں دے سکتی۔"

وہ تڑپ کر بولی

"میں نے کب کہا اسامہ کی جگہ کسی اور کو دوہر کسی کا اپنا الگ مقام ہوتا ہے کسی کی جگہ کوئی نہیں لیتا۔

اور اس دنیا میں رہنے والے اور اس دنیا سے چلے جانے والوں کا کیا مقابلہ ؟"

"میں ایسا نہیں کر سکتی امی۔۔۔آپ ایسا کیوں چاہتی ہیں"

وہ بمشکل اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اگر میں آپ لوگوں پر بوجھ بن گئی ہوں تو میں چلی جاتی ہوں"

میرب اسکی بات پر تڑپ اٹھیں۔

"اگر میری جگہ تم ہوتیں اور تمہاری جگہ تمہاری بیٹی تو کیا تم اسے ساری زندگی ایسے ہی اپنے داماد کے نام پر بٹھا کر رکھتی۔اسکی زندگی میں واپس کبھی اجالا نہیں کرنا چاہتی۔؟"

مریم اب کے خاموش رہی اسکے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"تم میری بیٹی ہو مریم۔۔ تم مجھ پر کبھی بوجھ نہیں بن سکتیں۔ لیکن تمہیں یوں تنہا تکلیف میں دیکھتے ہمارے دل پر ضرور ایک بھاری بوجھ ہے۔۔۔

اگر تم مجھے اپنی ماں سمجھتی ہو اور یہ حق دیتی ہو کہ میں تمہارے لیے کوئی فیصلہ لوں تو ہاں کر دو۔"

مریم کوئی بھی جواب دیے بغیر میرب کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"آپ۔۔ کو۔۔۔ میری زندگی کک۔ کے فیصلے لینے کا۔۔۔ حق ہے۔۔

پر یہ۔۔۔ میرے لیے بہت مشکل ہے۔۔ امی"

"اللہ پر بھروسہ رکھو مریم وہ ہر مشکل آسان کر دے گا۔"

وہ کمال ضبط سے بولیں۔ اپنے بیٹے کی بیوی کو جس کو وہ اپنے گھر میں میں اپنے لاڈلے بیٹے کی دلہن بنا کے لائی تھیں اسے کسی اور کی دلہن بنانا آسان نہیں تھا۔۔۔

" سس۔ سفیان۔۔۔"!

اس کے وہ رک گئی۔۔ اسکا سوال سمجھتے انہوں نے اسکے بالوں پر اپنے لب رکھے۔

"وہ تمہارا بیٹا تھا اور تمہارا ہی رہے گا۔۔ ہم اسے اسامہ سمجھ کر پالینگے۔۔ پر اس پر تمہارا پورا حق ہو گا۔"

مریم کا دل کسی نے مٹھی میں کیا تھا مگر وہ کچھ بول نہ سکی۔۔ وہ اپنے تمام حق انہیں دے چکی تھی اب بس وہ اللہ سے دعا گو تھی اب اور تکلیف برداشت کرنے کی سکت نہیں تھی اس میں۔۔ اور بے شک اللہ برداشت سے زیادہ آزمائش نہیں دیتا

****

جو تم مایوس ہو جاؤ

تو رب سے گفتگو کرنا

وفا کی آرزو کرنا

سفر کی جستجو کرنا

یہ اکثر ہو بھی جاتا ہے

کہ کوئی کھو بھی جاتا ہے

مقدر کو برا جانو گے تو

یہ سو بھی جاتا ہے

اگر تم حوصلہ رکھو

وفا کا سلسہ رکھو

جسے تم خالق سمجھتے ہو

تو اس سے رابطہ رکھو

میں یہ دعوے سے کہتا ہوں

کبھی ناکام نہ ہو گے

جو تم مایوس ہو جاؤ

تو رب سے گفتگو کرنا

کبھی مایوس مت ہونا

وہاں انصاف کی چکی

ذرا دھیرے ھی چلتی ہے

مگر چکی کے پاٹوں میں

بہت باریک پستا ہے

تمہارے ایک کا بدلہ

وہاں ستر سے زیادہ ہے

نیت تلتی ہے پلڑوں میں

عمل ناپے نہیں جاتے

وہاں جو ہاتھ اٹھتے ہیں

کبھی خالی نہیں جاتے

ذرا سی دیر لگتی ہے

مگر وہ دے کے رہتا ہے.

جو تم مایوس ہو جاؤ

تو رب سے گفتگو کرنا

وہ کچھ دیر پہلے ہی فجر نماز پڑھ کے اٹھی تھی اور آج کافی دنوں بعد باہر لان میں آئی تھی۔

اب اندھیرے کمرے میں دم گھٹنے لگا تھا۔

لان میں ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے لگی تھی ٹھنڈی ھواء کا جھونکا چھو کر گزرتا تو گھٹن کم ہوتی لیکن یہ گھٹن تو اندر کنڈلی مار کے بیٹھی تھی۔

"انسان صرف اتنا ہی سوچ سکتا ہے جہاں تک اس کا ذہن جا سکتا ہے وہ اپنے دکھ میں روتا ہے اور خوشی میں ہنستا ہے۔

کوئی بھی وقت ہمیشہ نہیں رہتی سلطان سلطان محمود غزنوی کے نام سے تو آپ سب واقف ہونگے انہوں نے اپنے لیے ایک انگھوٹی بنوائی تھی جس کے پتھر پر ایک تحریر تراشی گئی تھی۔

وہ جب خوشی میں اس تحریر کو پڑھتے تھے تو اداس ہو جاتے تھے اور جب دکھ میں اس تحریر کو پڑھتے تو خوش ہو جاتے تھے۔

جانتے ہیں وہ تحریر کیا تھی۔

مس تحریم کے سوال پر سب خاموشی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ کسی سے جواب نا پا کر وہ دوبارہ بولنا شروع ہوئی۔

اس انگھوٹی پر یہ تحریر درج تھی کہ "یہ وقت بھی گزر جائے گا"

یہ بتانے سے مراد ہے کہ کوئی بھی وقت ٹھہرتا نہیں ہے وقت بہت تیزی سے گزرتا ہے اور گزرنے کے ساتھ اپنے رنگ بھی تبدیل کرتا ہے۔ کبھی خوشی کا تو کبھی غم کا جب خوشی کا ہوتا ہے تو انسان اس خوشی میں اتنا مگن ہوتا ہے کہ وقت گزرنے کا علم ہی نہیں ہوتا اور جب دکھ کا ہوتا ہے تو انسان کو اتنا طویل لگتا ہے کہ گزرے گا ہی نہیں پر وہ بھی گزر جاتا ہے۔ جو اس میں صبر کرنا سیکھ لیتا ہے تو مانو وہ زندگی جینا سیکھ گیا

لیکن صبر میں بھی کچھ چیزیں ضروری ہیں کوئی بتا سکتا ہے کیا۔؟

کلاس میں اب بھی مکمل خاموشی رہی کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد انہوں نے پھر سے بات جاری کی۔

"جس صبر میں شکر ختم ہو جائے پھر وہ صبر نہیں رہتا۔

صبر اسے کہتے ہیں کے آپ صبر کریں اور اس وقت بھی اللہ کا شکر ادا کریں کے جو ہو رہا ہے وہ بہتر ہے اگر اس صبر میں شکوے اور شکایت رونا دھونا اور اللہ کی ناشکری شامل ہو جائے تو وہ صبر نہیں رہتا۔ مثلا اسکی مثال روزے اور فاقے جیسی ہے۔ اگر آپ روزے میں نماز نہیں پڑھتے روزے کے احکام پورے نہیں کرتے تو وہ فاقہ ہو جاتا ہے اسی طرح صبر میں شکر ضروری ہے۔"

وہ خاموش کھڑی سامنے پھولوں کو دیکھ رہی تھی زہن میں مس تحریم کا صبر پر لیکچر گھوم رہا تھا۔ دل میں یک گونا سکون اترا تھا۔

"اللہ میں ناشکری نہیں ہوں بے شک تیرے فیصلے بہترین ہیں جنکی گہرائی میں نہیں سمجھ سکتی۔ لیکن میں کیا کروں ہوں تو میں مٹی کی بنی بشر۔ جب کوئی میرے کردار پر کہتا ہے تو میرا دل خون ہوتا ہے۔ آپ تو میری پاکیزگی جانتے ہیں نہ اللہ میں نے تو آج تک کسی لڑکے سے رابطہ تک نہیں رکھا پھر میرے اوپر اتنی بڑی تہمت۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا اللہ لوگ میرے ماں باپ کی تربیت پر انگلی اٹھاتے ہیں میں بے گناہ ہوں پر پھر بھی

اب کسی کے سامنے جانے سے ڈرنے لگی ہوں۔۔میں مضبوط بننے کی کوشش کر رہی ہوں پر بن نہیں پا رہی لوگوں کے کہے جملے میرے راستے دھندلا دیتے ہیں۔

مجھے ان سب سے نکال دے اللہ۔۔کیا کبھی ان سب کو معلوم بھی ہو گا کہ انکی کہی ساری باتیں مجھ پر تہمت تھی۔"

لب خاموش تھے پر وہ اللہ سے مخاطب تھی اور بے شک اللہ تو انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے وہ سب جانتا ہے وہ دلوں کی آواز سنتا ہے۔

اتنے دن سے سوکھی آنکھیں کب نم ہوئی اسے علم نہیں ہوا ہر طرف روشنی پھیلنے لگی تھی ڈوپٹے کے آنچل سے آنسو صاف کرتی وہ اندر چلی گئی۔۔۔

****

"مریم تیار ہو جاؤ۔۔کلثوم بھابی لوگ آنے والے ہیں۔"

مریم نے خاموشی سے میرب کو دیکھا کہ شاید وہ اب بھی انکار کر دیں لیکن وہ اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے بھی تیار ہونے کا کہہ کر چلی گئیں۔

مریم کی امی بھی صبح آچکی تھی اور عارف صاحب اور میرب کی شکر گزار تھیں جنہوں نے واقعی ماں باپ بن کے دکھایا تھا۔

مرے مرے دل سے مریم نے کاٹن کا زرد رنگ کا سوٹ نکالا جو اسکی رنگت سے کافی مل رہا تھا اور کپڑے تبدیل کر کے سادی سی چوٹی بنالی اور ڈپٹا سر پر لے لیا۔۔اس سے زیادہ اسنے اور کچھ نہیں کیا وہ جانتی تھی کہ اسکی جو حالت اب تھی اسے دیکھتے تو کوئی بھی اچھا لڑکا اس سے شادی کا خواہشمند نہیں رہے گا۔

ایک نظر خود پر ڈال کر وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔وہ یہ شادی نہیں کر سکتی تھی۔وہ جانتی تھی وہ اسامہ کی محبت کبھی اپنے دل سے نہیں نکال سکتی اور کسی اور سے شادی کرنے کے بعد وہ اس سے بھی محبت نہیں کر سکتی کیونکہ دل کے سارے خانے تو اسامہ کی محبت سے بھرے تھے اور منافقت کے ساتھ رشتہ کیسے نبھایا جا سکتا ہے۔

فاطمہ اپنے کمرے میں تھی اور میرب نے بھی اسے باہر آنے کو نہیں کہا تھا وہ ابھی کسی کو فیس کرنے کی کنڈیشن میں نہیں تھی اور اگر کسی نے پوچھ لیا تو ایک اور تکلیف سے دوچار ہو جائیگی۔

میرب اور مریم کی امی نے مل کر تھوڑی بہت ریفریشمنٹ تیار کر لی تھی باقی عارف صاحب باہر سے لے آئے تھے
۔

کلثوم اور اکبر صاحب کے ساتھ زایان بھی آیا تھا۔

تھوڑی بہت باتوں کے بعد میرب مریم کو لے نے کمرے میں چلی گئیں۔

نظریں جھکائے مریم میرب کے ہمراہ آئی میرب نے اسے اسکی والدہ کے برابر بٹھایا اور خود بھی اسکی دوسری طرف بیٹھ گئی۔

زایان کی نظر بے ساختہ اس پر پڑی تھی۔آنکھوں کے گرد سیاہ گہرے حلقے چہرے کا رنگ سفید سے زرد ہو چکا تھا چہرے کی ہڈیاں بھی کزوری سے نمایاں ہونے لگی تھیں۔سادے سے جوڑے میں سر پر ڈپٹا لیے وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔

اگر اس وقت کوئی بھی اسے دیکھتا تو کسی کو اس میں کوئی کھینچاؤ محسوس نہیں ہوتا پر ترس آتا۔لیکن زایان کو اب بھی اس پر ترس نہیں پیار آیا تھا۔۔

وہ اسی کو دیکھ رہا تھا جب مریم نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور کچھ لمحے دیکھنے کے بعد نظریں جھکا لیں۔

زایان اسکے اس طرح دیکھنے پر الجھ گیا۔اسے ایسا لگا جیسے مریم کچھ کہنا چاہ رہی ہے۔کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد مریم نے کسی کو متوجہ نا پا کر ایک بار پھر اسے اسی طرح دیکھا۔اب کے زایان سمجھ گیا وہ بات کرنا چاہتی ہے۔

زایان نے کلثوم کی طرف جھکتے ہلکی آواز میں کچھ کہا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے میرب کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"میں چاہ رہی تھی ایک بار بچے بات کر لیں۔۔"

انکی بات سمجھتے میرب اثبات میں سر ہلا گئیں وہ خود بھی یہی چاہتی تھیں۔

مریم کو زایان کو لان دکھانے کا کہا تو مریم خاموشی سے اٹھتی لان کی جانب بڑھ گئی تو زایان بھی باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟"

زایاں نے اسکے پیچھے لان میں آتے سوال کیا۔

"آپ اس رشتے سے انکار کر دیں۔"

اسنے بنا کوئی تمہید باندھے دو ٹوک انداز میں کہا کہ کچھ لمحے زایان کچھ بول ہی نہ پایا۔

"کیوں؟"

لیکن جلد ہی سنبھل گیا۔

"کیونکہ مجھے یہ شادی نہیں کرنی۔مجھے کسی کہ سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

بولتے ہوئے ناچاہتے ہوئے بھی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

"آپکو ضرورت نہیں پر سفیان کو تو ہر موڑ پر باپ کی ضرورت پڑے گی۔۔اب آپ پلیز یہ نہیں کہیے گا کہ آپ ماں اور باپ دونوں بن کے پال لینگی کیونکہ اللہ نے جسکو جو بنایا ہے وہ وہی رہتا ہے آپ باپ بن کے اسکی ضرورت تو پوری کر دینگی پر باپ کی جگہ پوری نہیں کر سکتیں۔"

مریم اسے خاموشی سے دیکھے گئی۔میرب نے تو یہ کہا تھا کہ سفیان انکے ساتھ رہے گا۔۔

"میرے دل میں اسامہ کی محبت ہے اسکے علاوہ کسی کی محبت نہیں آسکتی مجھ سے کچھ حاصل نہیں ہو گا آپکو۔۔۔"

"میں نے تو آپ سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ آپ اسامہ کی محبت کو دل سے ختم کریں یا اسکی محبت کی جگہ میری محبت کو دیں۔۔

مجھے کچھ حاصل نہیں کرنا سوائے آپ کے۔۔اگر کچھ اور حاصل کرنا ہوتا تو میں اس رشتے کے لیے آگے ہی نہیں بڑھتا۔"

مریم اسے کچھ بول نہ سکی وہ بس خاموشی سے زایان کو دیکھے گئی۔

"اندر چلیں؟"

زایان کے پوچھنے پر اثبات میں سر ہلاتے آگے بڑھ گئی زایان بھی اسکے پیچھے اندر چلا گیا۔۔

****

"عارف۔۔عارف کہاں ہے۔۔؟"

مریم لاؤنج میں صوفے سے لگی بیٹھی تھی کل جو اسکی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ ہوا تھا اسکے متعلق سوچ رہی تھی۔

اس فیصلے میں اسکی دلی رضامندی نہیں تھی۔ بے شک اولاد کو باپ کی ضرورت ہوتی ہے پر ہر کوئی باپ نہیں بنتا۔

لیکن دل یہاں تھوڑا سکون میں تھا کہ سفیان اسکے پاس رہے گا۔

ابھی سفیان فاطمہ کے پاس تھا۔ میرب اور عارف صاحب اپنے کمرے میں آرام کر رہے تھے جب پھپھو غصے سے لال پیلی ہوتی اندر آئیں اور اچھی خاصی بلند آواز میں پوچھنے لگیں۔

"آرام کر رہے ہیں پھپھو۔ آپ اس وقت۔۔۔ خیریت؟"

مریم نے ایک نظر دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا جہاں رات کے گیارہ بج رہے تھے۔

پھپھو نے ایک کاٹدار نگاہ اس پر ڈالی اور پھر سے بلند آواز میں عارف صاحب کو پکارتی صوفے پر بیٹھ گئیں۔

مریم انکے ایسے دیکھنے اور اس رویے پر حیران پریشان کھڑی رہ گئی۔

انکی چیخ و پکار سن کر عارف صاحب اور میرب کمرے سے باہر نکلے اور فاطمہ بھی دروازہ کھول کے تھوڑا پیچھے کھڑی ہوئی ایسے کے نظر نہ آئے۔ وہ کماب کسی کے بھی سامنے نہیں آتی تھی۔

"کیا ہوا ہے خیریت اس وقت آپ آئیں ہیں اور وہ بھی اتنے غصے میں"

عارف صاحب نا سمجھی میں انکے سامنے بیٹھ گئے میرب بھی انہیں کے برابر بیٹھ گئیں۔ جبکہ فاطمہ اور مریم ایسے ہی کھڑے تھے۔

"تم میں شرم لحاظ بلکل ختم ہو گیا ہے عارف یا ٹھان لی ہے سارے جہان میں ذلیل کروانے کی؟"

وہ جیسے غصے سے بھری بیٹھی تھیں۔

"عارف نے ایسا کیا کر دیا"

میرب کا پارہ بھی چڑھا تھا۔

"کیا نہیں کر رہے تم لوگ۔ پہلے تمہاری بیٹی نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اب تم لوگ اپنی بیوہ بہو کی شادی کر کے اور رسوا کر رہے ہو۔"

دروازے کے پیچھے کھڑی فاطمہ پر کوئی فرق نہیں پڑا تھا وہ جیسی تھی ویسے ہی کھڑی رہی جبکہ پیچھے کھڑی مریم کا رنگ زرد پڑنے لگا تھا۔ انہوں نے مریم کا لحاظ بھی نہیں کیا تھا۔

میرب لب بھینچے خود کو سخت الفاظ بولنے سے روک رہی تھیں۔

"میری بیٹی نے ایسا کوئی کام نہیں کیا آپا کے وہ یا ہم رسوا ہوں۔"

میرب ایک ایک لفظ چبھا کر بول رہی تھیں جبکہ عارف صاحب خاموشی سے اپنی بہن کو دیکھ رہے تھے جو شہد کی طرح میٹھی رہتی تھیں انکے ساتھ جو اپنی ڈانٹ میں بھی پیار دکھانے کی کوشش کرتی تھیں اور آج کیسے زہر اگل رہی تھیں۔

"رہنے دو میرب بی بی اب اپنی بیٹی پر اتنا ناز کرنے کی ضرورت نہیں اسی فخر اور آزادی کی وجہ سے آج سارے خاندان کی ناک کٹ گئی ہے۔ کوئی اتنا بے وقوف نہیں ہوتا۔ اتنی عقل بچے بچے کو ہوتی ہے۔۔

پہلے سسرال بہتتت اچھا تھا, شوہر بھی بہت اچھا تھا پھر اچانک الزام لگا کر شوہر نے طلاق دے دی واہ یہ کہانیاں ۔۔اب نہیں جمتی۔ پورا خاندان جانتا ہے کہ کیسے رات کے پہر فاطمہ حارث کی غیر موجودگی میں لڑکوں کو کمرے تک لے آئی تھی۔

ورنہ کوئی شوہر پاگل نہیں ہوتا کہ شادی کے چھ سات مہینے محبت سے رہنے کے بعد طلاق دے دے یہ جانتے ہوئے کہ اسکی بیوی اسکے بچے کی ماں بننے والی ہے۔

اور حارث نے تو اس بات سے بھی انکار کر دیا کہ وہ اسکا بچہ تھا۔"

یہ بات میرب اور عارف صاحب کو پہلے ہی معلوم تھی پر انہوں نے فاطمہ کو حارث کی کہی بات سے لاعلم رکھا تھا۔اب کے دروازے کے پاس کھڑی فاطمہ کے پیروں تلے جیسے کسی نے زمین کھینچی تھی۔

مطلب اسی کے سابقہ شوہر نے اس پر بدکرداری کی اتنی پکی مہر لگادی تھی۔۔اپنی ہی اولاد کو اپنا ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

وہ دروازے کا سہارا لیتے بیڈ پر بیٹھ گئی آج پھر اتنے دن بعد دل تکلیف سے مچلا تھا۔

آنسوؤں کا ریلا گالوں کو بھیگا گیا تھا۔

"اور اب تم اپنی بہو کی شادی کروا کر بے غیرتی کا ثبوت دے رہے ہو۔۔"

میرب اس سے پہلے کچھ بھی بولتی عارف صاحب نے انکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میں ایک پڑھا لکھا انسان ہوں۔

اور مجھے واقعی افسوس ہے کہ امی ابو نے آپکو دسویں سے آگے کیوں نہیں پڑھایا۔لیکن دسویں جماعت بھی شعور کے لیے کافی ہوتی پر شاید انہوں نے جو پیسے آپکی تعلیم پر لگائے وہ زائع گئے ہیں۔"

دھیمے لہجے میں مناسب الفاظ میں وہ انکو جاہل کہہ کر اندر جا چکے تھے۔انہوں نے اتنی مختصر سی بات میں انہیں بہت کچھ جتا دیا تھا۔

میرب بھی ایک ناگوار نظر ان پر ڈال کر عارف صاحب کے ساتھ واپس کمرے میں چلی گئی تھیں۔

مریم سن کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی اور فاطمہ کمرے میں بیڈ پر بیٹھے آج پھر پہلے دن جیسے آنسو بہا رہی تھی جیسے کسی نے واپس سارے زخم ادھیڑ دیے ہوں۔

پھپھو تن فن کرتی منہ ہی منہ میں کوسنے دیتے باہر نکل گئیں۔

****

مریم کا رشتہ ہوئے دو دن ہو چکے تھے اور تین دن بعد خیر سے نکاح تھا جو بلکل سادگی سے رکھا گیا تھا۔

ایک بار پھر گھر میں خاموشی کا راج تھا۔

آج دو دن بعد مریم زبردستی فاطمہ کو کمرے سے باہر لے کر آئی تھی۔

وہ جو ہر وقت پٹر پٹر بولتی رہتی تھی جس کو چپ کروانے کے لیے میرب جھنجھلا جاتی تھیں اب اس سے باتیں کرنے کے لیے میرب اور مریم کو باتیں ڈھونڈنی پڑ رہی تھیں پر اس پر بھی مختصر جواب ہی ملتے تھے۔

ابھی بھی میرب سفیان کو گود میں لیے اسے دودھ میں بسکٹ کا چورا کر کے کھلا رہی تھیں اور مریم ہر تھوڑی دیر بعد فاطمہ سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

۔

جب سلام کی آواز پر سب نے دروزاے کی جانب دیکھا۔

یک وقت سب کے چہرے پر ایک ساتھ ناگواری اتری تھی۔

سندس اپنے قدم مضبوط کرتے آگے بڑھی تھی۔

فاطمہ اسے بلکل سپاٹ نظروں سے گھور رہی تھی۔پہلے تو سندس کنفیوز ہوتی کھڑی رہی پھر کچھ سوچتے فاطمہ سے تھوڑے فاصلے پر رکھے صوفے پر بیٹھ گئ۔

اسکے سلام کا جواب کسی نے نہیں دیا تھا۔

"بھابی۔۔"!

"میں تمہاری بھابی نہیں ہوں۔ فاطمہ نام ہے میرا وہی لو۔"

اسکے بات شروع کرنے پر ہی فاطمہ نے سختی سے ٹوک دیا۔

"فاطمہ۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ تم سے معافی۔۔ مانگنا چاہتی ہوں۔۔۔
میں جانتی ہوں میری غلطی معافی۔۔ کے قابل نہیں۔ ہے۔۔۔ لی۔۔۔"!

"جب پتا ہے معافی کے قابل نہیں ہے تو پھر معافی کیوں مانگ رہی ہیں۔۔؟؟"
فاطمہ نے بیچ میں ہی بات کاٹتے سخت لہجے میں کہا کہ سندس کی زبان جو بہت مشکل سے الفاظ ادا کر رہی تھی اس پر تالا پڑ گیا۔۔۔

"تمہارے معافی مانگنے سے سب ٹھیک ہو جائے گا؟
میرے کردار پر جو دھبہ لگا ہے جسے کوئی بھی لڑکی برداشت نہیں کر سکتی وہ مٹ جائے گا۔؟

جانتی ہو لڑکی اگر رات کو موبائل استعمال کر رہی ہو اور کوئی اس سے پوچھ لے کے اتنی رات کو کس سے بات کر رہی ہو؟

اس نے سیدھا سیدھا سامنے بیٹھی لڑکی پر طنز کیا تھا جو وہ بخوبی سمجھی تھی۔

تو یہ جو لفظ ہوتا ہے نہ کس سے بات کر رہی ہو؟ وہ اتنا گرہ گزرتا ہے کہ اسکے کردار پر شک کیا جا رہا ہے۔۔ تو پھر سوچو جب یقین سے اس پر بد کرداری کی مہر لگا دی جائے تو اسکو زندہ قبر میں دفن کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔ اور تم کہہ رہی ہو معاف کر دوں۔؟ کیسے معاف کر دوں؟۔

کیا تم گلی گلی جا کر گھر گھر جا کر بتاؤ گی کے فاطمہ عارف بد کردار نہیں تھی وہ بے قصور تھی پاک دامن تھی۔ اور اگر تم بتا بھی دو تو کوئی اعتبار کرے گا تمہاری بات پر۔؟ یہاں لوگ اسی بات پر اعتبار کرتے ہیں جس سے انکے دل کو تسکین ملے مزے لینے کے لیے کوئی بات ہو جسکو ڈسکس کر کے وہ تبصرے کریں۔ مجھے ان سب کے لیے ایک مزے دار بے ہودہ ٹاپک بنا دیا اور تم کہتی ہو میں معاف کر دوں؟ میری اولاد مر گئی اور اسکے باپ نے یہ کہہ کر افسوس تک نہیں کیا کہ وہ اسکی اولاد نہیں اور تم کہتی ہو میں معاف کر دوں؟

بولتے بولتے جو آنسو خشک ہو چکے تھے وہ پھر سے اسکے گال بھیگا گئے۔ وہ رو نہیں رہی تھی لیکن آنسو خود بخود نکل رہے تھے جیسے زخموں سے خون خود بخود رستا ہے۔

میرے ماں باپ کی تربیت کو کچڑ بول دیا اور میرا شوہر کہتا ہے میں گھروں میں عزت سے رہنے والی نہیں بلکہ ایک طو۔۔۔"!

"پلیز ایسے نہ بولو فاطمہ۔ خدا کے لیے ایسے مت بولو۔۔

وہ اپنے ہاتھ جوڑ کر رو دی۔ احساس جرم تھا جو اسے ایک لمحے کو چین نہیں لینے دے رہا تھا۔

تم پاکیزہ ہو۔ تمہارا دامن بے داغ ہے تمہارا کردار صاف ہے اسکی گواہ میں ہوں۔۔"

"مجھے کسی کی گواہی کی اب ضرورت نہیں۔ میں اپنا سب کچھ کھو چکی ہوں اب کون میرے بارے میں کیا بولتا ہے مجھے رتی برابر فرق نہیں پڑھتا

میرے کردار پر میرے اپنے یقین رکھتے ہیں کافی ہے۔ جن غیروں کو میں اپنا سمجھ کر اپنے کردار کی صفائی دے رہی تھی اب انکی سوچ پر میں تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی"

وہ تلخی سے کہہ رہی تھی۔ وہ ٹوٹ کر بہت مضبوط ہو گئی تھی۔ اسکے ماں باپ اس پر اور اپنی تربیت پر یقین رکھتے تھے تو وہ آج زندہ بھی تھی نہیں تو وہ اس الزام کے ساتھ زندہ بھی نہیں رہ پاتی۔۔

"تم نے معافی مانگی میں نے تمہیں معاف کیا۔ لیکن کوشش کرنا تمہاری ماں اور تمہارا بھائی کبھی مجھ سے معافی مانگنے نا آئیں۔ میرا ظرف اتنا بڑا نہیں ہے کہ میں انہیں معاف کر دوں۔۔۔

تم نے ڈر کر غلطی کی لیکن میری نظر میں وہ غلطی نہیں گناہ تھی۔ پر میں نے تمہیں معاف کیا۔"

آنسو پونچھتے وہ اسکے کچھ بھی بولنے کا انتظار کیے بنا اٹھ کر اندر چلی گئی۔

سندس چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رو دی حقیقت تو یہ تھی کہ اسکو معافی ملنے کی امید ہی نہیں تھی وہ تو اپنے دل کے بوجھ کے ہاتھوں مجبور ہو کر آئی تھی۔

****

"انسان اپنے وقت پر بھول جاتا ہے کہ دوسروں کا وقت بھی آئیگا۔

ویسے زینت خاتون زرا زیادہ کھانا ڈالیے کیا ہے نہ آج کل بھوک زیادہ لگ رہی ہے۔۔اور ویسے بھی کسی کی بھوک اڑی ہوئی ہے اسلیے کھانا بچ کے زائع نہ ہو جائے"

الیاس صاحب کھانے پر بیٹھے بھگارے بیگن کے باؤل کی طرف اشارہ کرتے بولے۔

زینت نے انہیں نظروں سے ہی تنبیہ کی کہ اب زیادہ ہو رہا ہے پر ان پر کوئی خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔۔

"ارحم میں آپکا رشتہ پکا کر چکی ہوں ایک مہینے پہلے اور آج بات بھی ہو گئی تین دن بعد نکاح ہے آپکا۔۔"

وہ سادے سے لہجے میں ارحم کی سانس مٹھی میں کر گئی تھیں۔

"انڈین ڈرامے کی ہیروئن جیسی شکل بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔فاطمہ سے ہو رہا ہے نکاح۔"

ارحم کو خود کو اس طرح گھورتے پا کر وہ اسکے انداز پر طنز کرتی بولیں جو دم سادھے دل کے مقام پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔

"مام یو آر دا گریٹ مدر۔۔"

وہ خوشی سے چیختے اپنی جگہ سے اٹھا اور زینت کو کرسی سے کھڑا کرتا ان کے گلے لگ گیا۔ زینت بھی اتنے دن سے ناراض تھی دل تو خود کا بھی اداس تھا۔ مسکرا کر اپنے بازو اسکے گرد حائل کیے۔

الیاس صاحب تو جل گئے ابھی تو ایک بیگن بھی پورا نہیں کھایا تھا۔

"چھوڑو بے شرم اولاد۔۔ بڑے ہو گئے ہو ایسے ماں کے گلے لگتا ہے کوئی؟"

الیاس صاحب درمیان میں آئے صاف جلن کا احساس ہو رہا تھا۔

ارحم نے ایک آئبرو اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"ریلیکس ڈیڈ بیٹھیں آپ اپنا بیگن مکمل کریں مجھے آپ لوگوں کو ایک ضروری بات بتانی ہے۔"

الیاس صاحب کو واپس کرسی پر بٹھا کر انکی پلیٹ میں بچے آدھے بیگن کی طرف اشارہ کیا۔

زینت کے بیٹھنے کے بعد وہ خود بھی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

"مام ہمارے بزنس سے ہی ریلیٹڈ ایک بزنس مین تھے جنہوں نے کچھ عرصے پہلے اپنی سیکرٹری سے شادی کر لی۔ عمر بھی ڈیڈ کے جتنی ہی تھی۔"

زینت نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔

"تو؟ "

منہ میں نوالہ رکھا ہی تھا جب کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

اسلیے فورا پہلو بدل کے پوچھا۔

"تو بتانے کا مقصد یہ ہے مام۔ آپکے شوہر نے لیڈی سیکرٹری رکھ لی ہے اور حیران کن بات یہ ہے کہ کل اسے گھر ڈراپ کرنے بھی گئے تھے۔۔"

الیاس صاحب کا نوالہ حلق میں ہی پھنس گیا۔ زینت نے انہیں حیرت سے دیکھا۔

انکو کھانستے دیکھ ارحم نے انکے آگے پانی کا گلاس بڑھایا۔

"وقت وقت کی بات ہے ڈیڈ وقت سب کا آتا ہے مجھے سبق پڑھاتے پڑھاتے شاید آپ بھول گئے۔"

انکے کان کے قریب جھک کر سرغوشی میں کہا اور باہر نکل گیا۔ نظریں اٹھا کر انہوں نے سامنے اپنی بیوی کو دیکھا جو ہونٹوں پر مٹھی بنائے انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔۔

"زینت وہ ارحم سے بھی چھوٹی ہے۔۔اسکی ماں کی طبیعت بہت خراب تھی رو رہی تھی جلدی پہنچنا تھا تو میں گھر ہی آ رہا تھا اسے ڈراپ کر دیا۔"

الیاس صاحب نے بے چارگی سے وضاحت دی۔

"کیا ہوا ہنس کیوں رہی ہو؟"

زینت کو ہنس کے واپس کھانے کی طرف متوجہ ہوتے دیکھ وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگے ورنہ جو فساد انکا بیٹا لگا کر گیا تھا اسکے بعد تو زینت کو پلیٹ انکے سر پر الٹ دینی چاہیے تھی۔

"آپ نے اپنے غم میں نوٹ نہیں کیا الیاس وہ اپنی پرانی ٹون میں واپس آ گیا ہے"

انکی بات پر الیاس صاحب کے منہ سے اوو نکلا اور پھر وہ بھی ہنس دیے جو بھی تھا بہت مس کر رہے تھے وہ یہ سب ۔ارحم کا خاموش ہو جانا انکے لیے بھی باعث تکلیف تھا۔

****

صبح ارسلان کی ماں ارسلان کے کمرے میں گئی تو کمرہ لاک تھا انہوں دستک دی کیونکہ جو رشتہ دار ٹھہرے ہوئے تھے وہ بھی جاگ گئے تھے اور کچھ ہی دیر میں سندس کے گھر سے سندس کے گھر والے ناشتہ لے کر آنے والے تھے۔

پانچ سے چھ بار نوک کرنے کے بعد بھی جب دروازہ نہیں کھولا تو انکو غصہ آیا۔ چلوار سلان تو لڑکا تھا پر سندس تو لڑکی تھی۔ اتنی کتنی گہری نیند تھی کہ اتنا دروازہ بجانے کے بعد بھی نہیں اٹھی۔

وہ غصے سے ایک بار پھر دروازہ بجانے لگیں جب انکی نند کی بیٹی انکے پاس آئی۔۔

"مامی بھابی تو سامنے والے گیسٹ روم میں سو رہی ہیں۔"

اسکی بات سنتی وہ اسکے ساتھ گیسٹ روم میں گئیں سندس وہیں بیڈ پر سو رہی تھی۔

انہوں نے اپنی نند کی بیٹی کو باہر بھیجا اور سندس کے قریب آئیں اسکا چہرا اب بھی سرخ تھا اور گال چھلے چھلے سے تھے۔

بیڈ پر لہنگا رکھا تھا اور لہنگے کے برابر میں اسکا بیگ۔

انکو دو منٹ لگے تھے معاملہ سمجھنے میں۔ گھڑی میں وقت دیکھا تو ساڑھے نو بج رہے تھے یعنی سندس کے گھر والے آنے والے تھے۔ انہوں نے سندس ہو ہلایا۔ انکے ایک سے دوسری بار پکارنے پر ہی وہ اٹھ گئی۔

آنکھیں دیکھیں تو سوجھی ہوئی پوری رات رونے کی شغلی کر رہی تھیں۔

"فریش ہو کر آؤ میں تمہارے لیے مناسب سوٹ لاتی ہوں۔

اور برف کے کیوبز بھجوا رہی ہوں آنکھوں کی سکائی کر لینا سوجھن کم ہو جائے گی کچھ دیر میں تمہارے گھر والے آجائینگے۔

اور رونے کی ضرورت نہیں میں جانتی ہوں ارسلان نے بد تمیزی کی ہو گی۔ شادی کے جھنجھٹ سے فارغ ہو جاؤں پھر اسے بھی سیدھا کرونگی۔"

اسکے گال پر نرمی سے ہاتھ رکھے وہ اسے سمجھانے لگیں۔

ایک بار پھر اسکی آنکھیں نم ہوئیں لیکن وہ منہ جھکا کر واشروم میں چلی گئی۔

پھپھو کو ارسلان پر شدید غصہ آیا جو کسی صورت انکو سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔

اسکی طبیعت صاف کرنے کے ارادے سے وہ کمرے میں گئیں کمرے کی دوسری چابی لائیں دروازہ کھول کر اندر گئیں تو وہ بنیان اور ٹراؤزر میں بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا تھا۔ غصے سے اسکے پاس گئیں اور سائیڈ ٹیبل پر رکھا آدھا پانی سے بھرا گلاس اٹھا کر ارسلان کے منہ پر الٹ دیا۔

"واٹ ربش۔ جاہ۔۔۔"

غصے سے پھٹتے وہ اٹھا اور سامنے اپنی ماں کو دیکھ کر زبان رکی پر غصہ سے آنکھیں ابھی بھی سرخ ہو رہی تھیں۔

"اب ان سب کی وجہ؟"

"ہاں وجہ ہے دوسروں کا سکون حرام کر کے خود کیسے سکون سے سو سکتے ہو ارسلان۔"

"اب میں نے کیا کر دیا۔"

چیختا تے وہ بیڈ پر واپس لیٹ گیا۔

"سندس کو رات کو کمرے سے کیوں نکالا۔ شریف مرد اس طرح بیہیو کرتے ہیں پہلے ہی دن اپنی بیوی کے ساتھ"

وہ غصے سے ابھی بھی اسکے سر پر کھڑی تھیں۔

"تو آپ کیا چاہتی ہیں میں پہلے اور دوسرے دن اسے اپنے سر پر بٹھا کر پھر چوتھے دن بولوں کے نکلو میرے کمرے سے ؟۔

اور رہی بات شریف مرد کی تو آپکو کس نے بولا میں شریف ہوں ؟ میں بلکل بھی شریف نہیں ہوں۔۔

وہ بستر چھوڑ کر کھڑا ہوا اور اپنی ماں کے روبرو آیا۔

اور آخری بات آپ جانتی ہیں میں نے یہ شادی آپکی ضد پر کی ہے اور آپکی بہو میرے لیے بلکل بے کار شہ ہے اور میں کوئی بھی بے کار چیز اپنے میں رکھنے کا روادار نہیں ہوں۔"

ایک نظر غصے سے دیکھتی اپنی ماں کو دیکھتے وہ واشروم کی طرف بڑھ گیا۔

"تم ایسا نہیں کروگے ارسلان ایسے رسوا نہیں کر سکتے تم مجھے۔۔"

وہ تلملا کے اسکے آگے آئیں۔

"میں آپکو رسوا نہیں کر رہا آپ چاہیں تو سب بہت اچھے سے کور کر سکتی ہیں۔ لیکن اگر آپ نے مجھے مجبور کیا تو آپکو ضرور رسوائی جھیلنی پڑیگی۔"

"کیا مطلب سمجھوں میں تمہاری اس بات کا۔؟"

سینے پر ہاتھ باندھے وہ اپنے بد تمیز ترین بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔ جو آج حد پار کر رہا تھا۔

"مطلب یہ کہ میں ولیمے میں نہیں آؤنگا۔۔ پھر آپ کر لیجیے گا بنا دلہے کا ولیمہ۔"

اپنی بات مکمل کرتے وہ واشروم میں چلے گیا اور دروازہ اپنی ماں کے منہ پر بند کر دیا۔

وہ غصے سے اس پر لعنت بھیج کر الماری کے آخری پٹ کی طرف بڑھی اور اندر سندس کے سیٹ کیے گئے کپڑوں میں سے مناسب ڈریس نکالنے لگیں۔ اب جو بھی تھا کور تو کرنا تھا۔

****

سندس نے آنکھوں پر برف کی سکائی کی تھی پر آنکھوں کی سوجھن ختم نہیں ہوئی تھی۔

ناشتہ لے کر سندس کی کزنز آئی تھیں تہمینہ نہیں ورنہ ضرور وہ سندس کی بے کار وضاحت پر یقین نہ کرتیں۔

سندس خود بھی ٹھیک تھی وہ ارسلان سے شادی پر راضی نہیں تھی وہ خود تھوڑا اسپیس چاہتی تھی لیکن جتنی ذلت اسے دی تھی وہ یہ نہیں چاہتی تھی۔

اس کے گھر والے جا چکے تھے۔

ولیمہ ایک دن کے گیپ سے تھا اسلیے پھپھو نے اسے واپس آرام کرنے گیسٹ روم میں بھیج دیا۔

ولیمے تک تو وہ ارسلان پر زبردستی نہیں کر سکتی تھیں کوئی بعید نا تھی وہ جو کہہ رہا تھا وہ کر گزرتا۔

****

سفیان کو دو دن پہلے میرب اور عارف صاحب لے کر گئے تھے۔

مریم کو یاد ضرور آ رہی تھی پر وہ بے فکر تھی۔

جانتی تھی وہاں اسے سب اپنی جان سے زیادہ چاہنے والے ہیں۔

شام کا وقت تھا موسم میں ہلکی ہلکی خنکی تھی۔

وہ شال اپنے گرد لپیٹے لان میں ننگے پاؤں ٹھنڈی گھاس پر کھڑی تھی۔ بالوں کو ڈھیلی چوٹی باندھ کر کمر پر چھوڑی تھی جو شال کے اندر چھپ گئی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ خود کو خوش نصیب کہے یا دنیا کی سب سے خوش نصیب عورت اس میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ زایان بھی اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا اور اسکا احساس وہ اسے اپنے ہر عمل سے دلاتا تھا سب سے بڑا عمل تو اسکی سفیان سے محبت تھی کہ سفیان خود اسکا اتنا عادی ہو چکا تھا کہ وہ اسکے ہوتے ہوئے مریم کے پاس بھی نہیں جاتا تھا۔۔ وہ یہ نہیں جان پائی تھی کہ اسامہ کی محبت زیادہ تھی یا زایان کی۔

جو بھی تھا اسامہ اسکے دل میں زندہ تھا اور ہمیشہ رہنے والا تھا۔ لیکن اب دل میں زایان کی بھی مضبوط جگہ بن چکی تھی۔

پہلے وہ سمجھتی تھی کے ایک سے محبت کرنے کے بعد دوبارہ نہیں ہو سکتی لیکن اب اسکی سوچ بدل چکی تھی وہ اس بات کا اقرار کر چکی تھی کہ وہ زایان سے بھی محبت کرنے لگی ہے۔ اور اس کے پیچھے زایان کا اپنا عمل تھا۔ اسامہ اسکی پہلی محبت تھا آخری نہیں۔

وہ یونہی سوچوں میں گم تھی جب پیروں پر کچھ رینگتا محسوس ہوا وہ اچھل کر پیچھے ہوئی پر افسوس پاؤں زایان کے ہاتھ میں تھا اسلیے اس سے پہلے کے وہ سنبھلتی یا زایان سنبھالتا پیٹھ کے بل نیچے گر گئی۔

"افففففف یا اللہ۔۔"

آنکھیں میچتی کمر سہلا کر وہ اٹھی آنکھیں کھول کر دیکھا تو زایان اب بھی اسکا پاؤں پکڑے بیٹھا اسے نیچے گرا دیکھ رہا تھا اسکے دیکھنے پر بے ساختہ ہنستا چلا گیا۔

"یہ کیسا مزاق تھا میرا پاؤں پکڑ کر آپ نے مجھے گرا دیا۔"

"نہیں میں نے تمہارا پاؤں گرانے کے لیے نہیں پکڑا تھا۔"

معصومیت سے صفائی دی۔

"تو کیا آپ میرا پاؤں پکڑ کر معافی مانگ رہے تھے؟؟"

اپنا پاؤں پیچھے کھینچ کر ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"نہیں یہ پہنا رہا تھا"

زایان نے اسکا پاؤں واپس کھینچ کر دوسرے ہاتھ سے سفید چاندی کی تھوڑی سی موٹی چین نما پایل مریم کے سامنے لہرائی جسے دیکھ مریم کے ماتھے پر ڈلے بل کھلے۔

"یہ میری منہ دکھائی ہے؟"

دوسری پایل بھی پاؤں میں پہناتے دیکھ خوشی سے پوچھا۔

"نہیں"

مسکرا کر جواب دیا اور دونوں پاؤں ساتھ کر کے پیر دیکھے۔

"پرفیکٹ۔۔۔۔مجھے پایل پسند ہے آپکی ساس بھی پہنتی تھیں پھر کچھ سالوں پہلے پہننا چھوڑ دی کہ عمر ہو گئی۔
میری ضد کرنے پر کہا کہ جب بیوی آئے تو اسے پہنانا۔اسلیے تم اسے ہماری خاندانی پایل سمجھ سکتی ہو۔
تم اسے اپنی بہو کو دینا پھر وہ اپنی بہو کو دے گی۔۔اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔"

اسکے اتنی لمبی تفصیل بتانے پر مریم ہنسی اور خود بھی پایل دیکھنے لگی جو اسکے پاؤں میں پچ رہی تھی۔

"ایک بات بتائیں۔۔"

دونوں نیچے ہی گھاس پر بیٹھے جب مریم نے اپنے پاؤں ہلاتے پایل میں لگا گھنگرو دیکھتے پوچھا۔

"جی پوچھیں۔"

محبت سے جواب آیا۔

"کیا میرے چہرے پر اب بھی حلقے ہیں جس سے میں چڑیل نظر آتی ہوں؟"

"نہیں"

اطمینان سے جواب دیا۔

"کیا اب بھی میرے چہرے کی ہڈیاں اتنی نمایاں ہیں کہ میں ممی لگتی ہوں؟"

اب کے زایان ہنس دیا۔

"نہیں تو۔۔ایسے کیوں پوچھ رہی ہو؟"

دونوں ہاتھ گھاس پر ٹکا کر وہ پاؤں پھیلا کر بیٹھا اور ہنستے ہوئے مریم کو دیکھنے لگا جو خاصا سنجیدہ دکھ رہی تھی۔

"تو پھر آپ نے اب تک میری منہ دکھائی کیوں نہیں دی؟"

"کیونکہ اتنی بار تو دیکھ لیا پھر منہ دکھائی کیوں اور جہاں تک میرا خیال ہے منہ دکھائی نئی دلہنوں کو دی جاتی ہے اور تم کچھ دنوں بعد تین مہینے پرانی ہونے والی ہو؟"

دونوں آئبرو اٹھا کر اسے سمجھداری کی بات بتائی۔

مریم نے صرف اسے سنجیدگی سے دیکھا اور اٹھ کر اندر چلی گئی۔اسکے جانے کے بعد زایان نے جیب سے موبائل نکالا اور گھاس پر لیٹ گیا۔

"ٹین منٹس۔۔"

موبائل میں ٹائم دیکھ کر دس منٹ گزرنے کا انتظار کرنے لگا۔۔

****

وہ جلتے بھنتے کمرے میں آئی تھی۔ حیرت تھی کہ آج کل اسے فوراً غصہ آنے لگا تھا۔ یا پھر اسکو شروع سے ہی غصہ آتا تھا بس فرق یہ تھا کہ پہلے کوئی اور یا اسامہ ایسی کوئی بات ہی نہیں کرتا تھا جس پر وہ غصہ ہو۔۔

وہ کمرے میں آئی تو بیڈ پر بڑا سا باکس ریڈ گفٹ پیپر میں پیک تھا۔

وہ آگے بڑھی اور اس پر لگا کارڈ پڑھا تو غصے کی جگہ چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

کارڈ پر ٹو مسز زایان فرام مسٹر زایان لکھا تھا۔

اس نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں وہ نہیں تھا۔

اور پھر اس بڑے سے گفٹ کو کھولنا شروع کیا۔

گفٹ کھولا تو گفٹ بوکس کے اندر سے ایک اور گفٹ نکلا۔۔

وہ ہنسی پھر وہ باکس کھولا تو اس میں سے ایک اور بوکس نکلا۔

اس طرح کرتے کرتے اسنے پانچ بوکس کھولے اور اب ہنسی بھی جھنجھلاہٹ میں بدل چکی تھی۔

اسنے چھٹا باکس کھولا تو اس میں سے پھر ایک باکس نکلا اسنے اسے کھولا تو اب کے لمبا اور پتلا باکس نکلا جب اسے کھولا تو اندر لمبا مخملی ڈبہ نکلا ہونٹوں پر واپس مسکراہٹ آئی لیکن صرف دو سیکنڈ کے لیے۔ کیونکہ جتنی امیدوں سے ڈبہ کھولا تھا اتنے ہی پیار سے خالی ڈبہ اسے منہ چڑھا رہا تھا۔

اس نے غصے سے خالی ڈبے کو دیکھا جس کو نکالنے کے لیے اتنی محنت کی تھی پھر نظر سامنے دروازے کی جانب اٹھی جہاں وہ مسکراتے ہوئے کھڑا تھا

" یہ کیا ہے؟؟"

مریم نے تپ کے پوچھا۔

"مخملی ڈبہ"

اطمینان سے جواب آیا۔

"وہ مجھے بھی دکھ رہا ہے۔ لیکن یہ خالی ہے۔"

اسنے تنی آبرو سے پوچھا۔

"ہاں مجھے پتا ہے۔"

"تو یہ خالی ڈبہ کیوں؟"

"تمہاری منہ دکھائی ہے۔۔"

وہ ہنوز اطمینان سے بولا۔

"میں نے دو تین بار دیکھا تم اپنی چین ادھر ادھر رکھ کر بھول جاتی ہو اسلیے ڈبہ آرڈر کر دیا۔۔اب تم جب بھی چین اتارو اس میں رکھنا۔"

اسکو خاموش گھورتے پا کر وہ دوبارہ بولا۔

مریم نے اب کے اسے سرے سے نظر انداز کیا اور گفٹ پیپر کا کچرا ڈبے میں بھرنے لگی۔

زایان اسکے پاس آیا لیکن وہ اسکی طرف سے رخ موڑ کر باقی پیپر زا ٹھانے لگی۔

زایان نے اسکے پیچھے سے ہی ہاتھ اسکے چہرے کے سامنے کیا۔اسکے ہاتھ میں پکڑی نازک سی چین مریم کے چہرے کے قریب جھول رہی تھی۔

چین کو دیکھ کر مریم کے تاثرات بدلے اسنے چین کو زایان کے ہاتھ سے لیا۔

"اب بتاؤ کیسی لگی منہ دکھائی۔"

"اب کیوں دی منہ دکھائی میں تو کچھ دنوں میں تین مہینے پرانی ہو جاؤ نگی نہ ؟"

آئبرو اچکا کر پوچھا۔

زایان اسکے طنز پر مسکرایا۔

"ہاں کہا تھا پر کیا کروں بچپن سے ہی سخی ہوں بہت اور قدر دان بھی۔"

بولتے ہوئے مریم کے ہاتھ سے چین لی۔ مریم اسکی بات سمجھ کے ہنس دی۔ زایان نے آگے سے ہی ہاتھ پیچھے لے جا کر چین کا لاک لگایا تو مریم نے آرام سے چوٹی چین سے باہر نکالی چین پر لگا وائٹ زرخون بلکل اسکی گردن کے بیچ میں بیٹھا تھا۔

مریم شیشے کے آگے کھڑی ہوئی اور اپنی گردن میں چمکتے اس نگ کو دیکھنے لگی۔

"بہت خوبصورت ہے بلکل آپ۔۔۔۔ کی بیوی کی طرح۔"

اس طرح گھوما کر اپنی تعریف کرنے پر وہ خود ہی کھلکھلا کر ہنس دی۔ زایان نے پر سکون سا اسے دیکھا۔ گیارہ مہینے پہلے جب اسے دیکھا تھا وہ ایسی ہی تھی زندگی سے بھرپور ہنستی مسکراتی پھر تین مہینے پہلے اسے دیکھا تو وہ دنیا کی سب سے مظلوم لڑکی لگی جس کے سر پر جیسے غموں کا پہاڑ ٹوٹ گیا ہو اور اب واپس وہ وہی زندگی سے بھرپور لڑکی ہو گئی تھی۔

****

مریم آئینے کے سامنے کھڑی آخری نگاہ اپنے اوپر ڈال رہی تھی۔ سفیان کو تیار کرتے کرتے اسے دیر ہو گئی تھی۔

سفید نفیس سے کام کی قمیض اور سفید ہی بنارسی پجامہ اس پر ڈارک بلیو فینسی شہنیل کی شال اوڑھی تھی بال مکمل کھول کر ایک طرف ڈالے تھے اور کانوں میں سفید ہی درمیانی جھمکے۔ ہاتھوں میں چوڑیوں کے نام پر گولڈن سونے کے دو دو کڑے پہنے تھے اور پاؤں میں وہی خاندانی پایل۔ لال لپ اسٹک ہونٹوں پر لگائے گالوں پر بھی ہلکا ہلکا بلشر لگایا تھا آنکھیں وہی پہلے کی طرح کاجل سے لبریز تھیں اور اس پر مسکارا لگا کر پلکوں کو مزید لمبا کیا تھا۔ وہ بلکل فاطمہ کے پہلے نکاح جیسی لگ رہی سفید گڑیا۔۔

"میں کیا کہتا ہوں تم آرام سے تیار ہو میں آنٹی انکل کو کہہ دیتا ہوں کہ یہاں آکر فاطمہ کا نکاح کر لیں۔"

اپنے سفید کرتے سے چاکلیٹ آئسکریم صاف کرتے وہ اسکے دیر کرنے پر طنز کر رہا تھا۔

"میں تو تیار ہوں۔۔ لیکن یہ آپ کے کرتے پر کیا لگا"

مریم اسکے پاس آکر پوچھنے لگی۔

"کچھ نہیں بس سفیان آئسکریم کھا رہا تھا تو لگ گئی۔

اب چل۔۔"!

بولتے بولتے وہ ٹھٹھک کے رکا جب نظر مریم پر پڑی۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔۔؟ پری لگ رہی ہوں؟"

مریم نے اسکے اس طرح دیکھنے پر چہک کر پوچھا۔

"میں نے کبھی زندگی میں نہیں سوچا تھا کہ مجھے کبھی یہ موقع ملے گا۔ جب پہلے فاطمہ کے نکاح پر دیکھا تھا تو دل کیا تمہیں بتاؤں کے تم کتنی خوبصورت ہو اور مجھے کتنی حسین لگتی ہو۔ پر اس وقت مجھے یہ حق حاصل نہیں تھا اور نہ ہی مجھے ایک فیصد بھی امید تھی کہ یہ وقت کبھی آئے گا۔ لیکن آج پھر تم ویسی ہی میرے سامنے کھڑی ہو لیکن اس بار میری دسترس میں میری محرم کے روپ میں میرے سامنے ہو۔ سچ کہوں تو اب بھی یقین نہیں آتا۔

اسنے عقیدت سے مریم کے ماتھے پر بوسہ دیا مریم نظریں جھکا کر مدھم سا مسکرا دی۔ زایان نے اپنی تیزی سے نم ہوتی آنکھیں فوراً سے صاف کی تھیں۔

"ابھی تعریف کرنے بیٹھا تو فاطمہ کا نکاح ہو جائے گا اور تم یہیں رہ جاؤ گی۔ اسلیے صرف اتنا کہونگا کہ میری خواہش ہے کہ نا ختم ہونے والی زندگی میں بھی ہم ساتھ ہوں۔"

"آمین۔"

مریم کے جواب پر وہ مسکرایا اور اسکا ہاتھ تھام کر کمرے سے باہر نکلا۔

"سفیان کہاں ہے؟"

کمرے سے باہر مریم نے خالی لاؤنج کو دیکھ کر پوچھا۔

"وہ آپکے ساس سسر کے ساتھ چلا گیا۔"

"اوہ کیسے چلا گیا وہ آپ کے بغیر۔؟"

مریم نے حیرت سے پوچھا کیونکہ وہ میرب کے پاس بھی جب گیا تھا تو زایان کو یاد کر کے رو رہا تھا تو مجبورن اسے کل رات ہی واپس لانا پڑا تھا۔

"تمہاری نہیں مانتا پر اپنے بابا کی بات وہ مانتا ہے۔"

کندھے اچکا کر فخریہ کہا۔

"اور اسکے بابا کس کی مانتے ہیں؟"

مریم نے بھی فخریہ پوچھا۔

"انکی ماما کے حکم کے غلام ہیں"

مریم کے لیے گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ خادم کی طرح جھکا۔ مریم ہنستی ہوئی بیٹھ گئی تو اسنے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور خود بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

****

نکاح کی تیاریاں سادگی سے کی گئی تھیں۔ چند ایک قریبی رشتہ دار تھے۔ فاطمہ نے لال رنگ کا ہلکے کام والا جوڑا پہنا تھا ہاتھ مہندی سے خالی تھے میک اپ کے نام پر صرف سرخ لپ اسٹک لگائی تھی۔ اور بالوں کا سادہ سا جوڑا بنا کر حجاب لیا لیا۔

رنگت میں ہلکی سی سیاہی تھی صاف رنگت رنگ تبدیل کر کے سانولی ہو گئی تھی لیکن کشش اب بھی بہت تھی۔ وہ پہلے سے کافی کمزور ہو گئی تھی۔ میرب اور مریم نے بھی اسے زیادہ تیار ہونے پر مجبور نہیں کیا تھا وہ مان گئی تھی وہی بڑی بات تھی۔

ارحم لوگ آ چکے تھے مریم اسے کمرے میں بٹھا کر باہر گئی تھی۔

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی۔ اتنے دن سے جو سکون میسر آیا تھا اب بلکل غائب تھا۔

"کون ہو گا وہ اعلی ظرف جو مجھ جیسی بدنامی کو اپنے سر لے رہا ہے؟

وہ تلخی سے بند آنکھوں سے مسکرائی۔

کاش میں لڑکا ہوتی۔ کبھی اپنے ماں باپ پر یوں بوجھ نہ بنتی۔

آنکھوں سے آنسو نکلا۔

"اللہ میں ان پر اتنی بوجھ بن گئی تھی کہ میرے زخم بھرنے سے پہلے میرے لیے ایک اور جہنم چن رہے تھے۔
"

وہ تکلیف کی انتہا پر تھی۔ وہ کبھی دوبارہ شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن میرب اور عارف صاحب کو یوں رشتے کے لیے پریشان اسکی فکر میں دیکھ کر اسکو تکلیف ہوئی تھی۔ زہن میں جو بات آئی وہ یہی تھی کہ وہ ان پر بوجھ بن گئی ہے اور بدنامی بھی۔

جب سے اپنے دل میں اپنے شکوے دبائے وہ آج اللہ کے سامنے سسک پڑی۔

"اللہ میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔ میں اپنے ماں باپ کو منع نہیں کر پا رہی کیونکہ انکی آنکھوں میں احساس ندامت مجھے شرمندہ کرتا ہے۔ لیکن میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔

میں اب کسی دنیاوی جہنم میں نہیں جانا چاہتی۔ مجھے بچالیں اللہ تعالی آپ تو میری تکلیف مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ مجھے بچالیں میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔ اگر میں اپنے ماں باپ کے لیے اتنی بوجھ بن گئی ہوں تو مجھے موت دے دیں۔"

آنکھیں اب بھی بند تھیں گالوں سے آنسو پھسل کر اسکارف میں جذب ہو رہے تھے اور وہ پتھر کی طرح ساکت بیٹھی تھی ایک بار پھر خود کو قربان ہوتے دیکھ وہ صبر نہیں کر پائی تھی۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ لمحوں کی دیر لگائے بغیر واشروم میں گئی اور اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا۔ وہ تہیہ کر چکی تھی کہ وہ اپنے آنسو اللہ کے سوا کسی کے سامنے نہیں گرائے گی اپنا غم کسی پر عیاں نہیں کریگی۔ اسکا غم اور اسکی تکلیف دیکھنے کا حق صرف اسے تھا جو اسکی تکلیف دور کر سکے اور وہ صرف اللہ کی ذات ہے۔۔

"امی فاطمہ باتھروم میں ہے۔"

کمرے سے مریم کی آواز آئی۔

وہ باتھروم کے دروازے سے پشت لگائے کھڑی تھی۔ سامنے ہی شیشہ لگا تھا وہ بے خیالی میں اپنے آپکو دیکھنے لگی۔

"تم جیسی عورتیں گھروں میں عزت سے رہنے کے قابل نہیں۔"

"اور کتنے لوگوں کے ساتھ عیاشی کرتے آئی ہو۔؟"

"کتنے لڑکوں پر ہاتھ اٹھاؤ گی میرب اپنی بیٹی کو لگام ڈالو۔

تمہاری بیٹی نے کم رسوا کیا ہے ؟"

"فاطمہ نکاح کا وقت ہو گیا ہے سب انتظار کر رہے ہیں۔"

وہ اپنے آپکو دیکھتے بے دیہانی میں ان لمحوں میں چلی گئی تھی جن سے وہ اب تک پیچھا چھڑاتی آئی تھی۔

اسنے آگے بڑھ کر پانی کے چھینٹے منہ پر مارے چہرا تولیے سے خشک کیا اور باہر آئی۔۔

سب اسکے کمرے میں ہی جمع تھے۔وہ خاموشی سے واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔اسکے ایک طرف میرب اور دوسری طرف مریم بیٹھی تھی۔سامنے مریم کی ساس اور ان سے کچھ فاصلے پر زینت کھڑی تھیں۔

عارف صاحب مولوی کے ساتھ صوفے پر بیٹھے تھے میرب نے آگے بڑھ کر اسکے ماتھے پر پیار کیا تو انہیں احساس ہوا وہ بلکل ٹھنڈی ہو رہی ہے۔

وہ پیچھے ہٹیں تو عارف صاحب نے نکاح شروع کرنے کا کہا۔

مولوی صاحب نے پہلے کچھ دعائیں پڑھیں پھر نکاح شروع کیا۔۔

"فاطمہ بنت عارف آپکو ارحم الیاس ولد الیاس مبین سے باعیوض پانچ لاکھ روپے حق مہر نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپکو قبول ہے؟"

" ارحم الیاس ہو نہ تم؟

ایم اے الیاس کے بیٹے؟"

"تمہیں تو میں جانتا ہوں ارحم الیاس۔اپنے پیسوں کے بل پر عیاشی کرنے والے مرد ہو تم۔"

حارث کی آواز اسے اپنے بلکل قریب سنائی دی فاطمہ کو لگا جیسے منوں پانی اسکے وجود پر آ گرا ہو۔

یہ کیسا مزاق تھا۔نام کا اتفاق ہو سکتا تھا پر باپ کا نام بھی ایک ہی۔یہ اتفاق نہیں تھا فاطمہ کے لیے تو بلکل نہیں۔ اسکے چہرے کا رنگ لمحے میں اڑا تھا جسے زینت نے بغور دیکھا تھا اور وہ واحد اس کمرے میں تھی جو اسکے رنگ بدلنے کی وجہ سمجھی تھی اور اسکی کیفیت سے واقف تھیں۔

بے یقینی ہی بے یقینی تھی وہ تو اپنی آزمائش ختم ہونے کی دعا مانگ رہی تھی اور اس کے نصیب میں نئی آزمائش لکھ دی گئی تھی۔اب سب کو یہی بولنا تھا کہ اس کے متعلق جو کہا گیا وہ درست تھا اب سب یہی سمجھتے کہ واقعی فاطمہ کا اس سے تعلق تھا۔

کیا میرب اور عارف صاحب کو پتا تھا کہ ارحم وہی لڑکا ہے؟ نہیں اگر پتا ہوتا تو وہ کبھی ایسا فیصلہ نہ کرتے۔اور اگر اب انکو پتا چل گیا تو وہ بھی اسی کو غلط سمجھینگے وہ یہی سمجھینگے کہ دونوں کا تعلق تھا جب ہی ارحم اس سے شادی کر رہا ہے۔

مریم پانچ منٹ سے اسکا ہاتھ دبا رہی تھی کیونکہ مولوی صاحب اسکے جواب کا انتظار کر رہے تھے مگر اسے تو ہوش ہی نہیں تھا۔دل میں طوفان تھا ایسا معلوم ہوتا تھا سوچ سوچ کر دماغ پھٹ جائے گا۔

"فاطمہ جواب دو"

میرب نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

اسنے خالی خالی نظروں سے میرب کو دیکھا اور خالی نظروں میں ایک بار پھر بے اعتباری کی بھینٹ چڑھنے کا ڈر ہلکورے لینے لگا۔

اسنے میرب کو دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔۔وہاں موجود سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا آخری وقت پر وہ نکاح سے انکار کر رہی تھی۔۔

"فاطمہ۔۔"!

میرب کو سمجھ نہیں آیا وہ اچانک ایسے کیوں کر رہی ہے اور وہ کیا کہیں اسے سامنے زینت بھی کھڑی تھیں۔

لیکن زینت کے ماتھے پر ایک شکن نہیں آئی تھی۔انہیں کچھ ایسی ہی امید تھی اگر وہ نام سے نہیں پہنچانتی تو دیکھ کر پہچان لیتی لیکن ہوتا یہی انہوں نے تو اس سے بھی برا رد عمل سوچا تھا۔

"ام۔۔۔امی میں۔۔میں بد کردار نہیں۔ہو۔۔میں نے۔۔ کبھی۔ایسا۔۔کچھ نہیں کیا۔جس۔سے آپ لوگوں ۔۔۔لوگوں۔کی عزت پر حرف آئے۔۔اللہ کی قسم۔۔میں پاک دامن۔ہوں۔۔۔"

وہ میرب اور عارف صاحب کی بے اعتباری کے خوف سے ہچکیوں سے رونے لگی تھی جو اسنے وعدہ کیا تھا کہ وہ کسی کے سامنے نہیں روئے گی سارے وعدے دھرے رہ گئے۔اگر انہیں پتا چل جاتا کہ ارحم ہی وہ لڑکا ہے تو وہ یہ سمجھتے کہ فاطمہ نے اسی لیے بنا کوئی بحث کیے رشتے کے لیے ہاں کر دی دس سوالیہ نشان اور اٹھتے اسکے کردار پر۔

"میں جانتی ہوں میری بچی مجھے بھروسہ ہے تم پر۔۔۔

دنیا نے جو کہا اسے بھول جاؤ یہ کبھی کسی کی ہمدرد نہیں ہوتی۔ تمہاری اچھائی کبھی بیان نہیں کریگی اور تمہارے نقص پھر چاہے وہ سچے ہوں یا جھوٹے اسے چلا چلا کر سب کو بتائے گی۔ دنیا کیا کہتی ہے کیا سوچتی چھوڑو فاطمہ سب بھول جاؤ اپنی زندگی نئے سرے سے شروع کرو۔۔"

وہ اسکا چہرا ہاتھوں میں تھام کر اسے بہلانے لگیں۔

عارف صاحب نے نم آنکھوں سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

اسنے اپنے سامنے کھڑے باپ کو دیکھا۔ اتنے اچانک وہ بوڑھے لگنے لگے تھے۔۔ اسنے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اپنے باپ کے چہرے پر رقم پریشانی دیکھی۔

وہ اٹھ کر عارف صاحب کے سینے سے لگ گئی۔

"ابو۔۔ مجھ سے وعدہ کریں۔۔ کہ۔۔ کہ کچھ بھی ہو جائے آپ۔۔ ہمیشہ۔۔۔ مجھ۔۔ مجھ پر اعتبار کرینگے۔۔ کبھی۔۔ یہ نہیں سوچینگے۔۔ کہ آپکی فاطمہ نے۔ آپکا سر جھکایا۔"

وہ روتے ہوئے انکے سینے پر سر رکھے وعدہ مانگ رہی تھی۔

عارف صاحب نے اسکے گرد بازو حائل کیا۔

"پوری دنیا بھی کہے نہ کہ میری فاطمہ غلط ہے میں تب بھی یقین نہیں کروگا۔"

وہ اسکے بالوں پر بوسہ دیتے بولے۔

مریم نے اسے عارف صاحب سے الگ کیا اور واپس بیڈ پر بٹھایا۔

وہاں سب کی آنکھیں نم تھیں اس چھوٹی سی لڑکی پر اتنی سی عمر میں کیسے زندگی کی تلخیاں واضح ہوئی تھیں۔

مولوی صاحب نے ایک بار پھر اپنا جملہ دہرایا۔

اسنے ایک نظر عارف صاحب کو دیکھا زندگی کے ہر میدان میں وہ اسکے ساتھ کھڑے تھے اتنی بدنامیوں کے باوجود وہ چٹان کی طرح اسکے سامنے اسکی ڈھال بنے کھڑے تھے۔ اگر آج وہ منع کر دیتی تو وہ چٹان ٹوٹ جاتی۔ پہلے ہی بہت رسوا ہو گئے تھے اب نئے طریقے سے انہیں رسوائی کے گڑھے میں نہیں ڈھکیل سکتی تھی یا ساری

زندگی اپنے غموں کا بوجھ ان بوڑھی ہڈیوں پر نہیں ڈال سکتی تھی جو اتنے سے عرصے میں عمر سے زیادہ بوڑھی ہو گئیں تھی۔

اسنے اپنے دل کا عزت نفس کا گلہ گھونٹ کر قبول ہے کہہ دیا۔

مولوی صاحب نے دو بار اور وہی سوال دہرایا اور اسنے نظریں جھکائے اپنے مردہ احساسات کو ایک بار پھر مار دیا۔

پہلے فاطمہ عارف سے فاطمہ حارث بنی تھی۔ پھر فاطمہ حارث سے واپس فاطمہ عارف۔ اور اب فاطمہ عارف سے فاطمہ ارحم۔۔۔اور یہ ناموں کے تبادلے کا سلسلہ بہت ازیت ناک تھا۔۔۔

****

نکاح کے بعد عارف صاحب ارحم کو فاطمہ کے کردار کی وضاحت دے رہے تھے جو باتیں اسکے بارے میں پھیل چکی تھی انکی نفی کر رہے تھے اس ڈر سے کہ اسکے ماضی کی بدنامی اسکے مستقبل پر اثر انداز نا ہو اور ارحم الیاس کو اپنا

ضمیر مرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔اسکو وہاں کھڑے ہو کر عارف صاحب کی فاطمہ کے کردار کی وضاحت سننا دو بھر تھا اب تک کا مشکل ترین کام۔۔

اسنے عارف صاحب کی وضاحت بیچ میں روک دی۔

اسکے اندر اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ حقیقت سے پردا ہٹاتا اسلیے بس ان سے یہ وعدہ کر سکا کہ جس طرح فاطمہ کا خیال وہ رکھتے ہیں وہ بھی ایسے ہی اسکا محافظ بنے گا۔

اسکے سمیٹ لے گا۔

یہ وعدہ اسنے عارف صاحب سے زیادہ خود سے کیا تھا۔اور اس یقین سے کیا تھا کہ وہ اس وعدے کو بہت اچھے سے نبھائے گا۔

پھر کچھ وقت بعد فاطمہ کو ارحم کے ہمراہ رخصت کر دیا۔

وہ ارحم کے برابر کیسے بیٹھی تھی ضبط کی کس انتہا پر تھی یہ اس سے اور اسکے رب سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔

****

گھر پہنچ کر ارحم گاڑی سے باہر نکلا لیکن اسکے فاطمہ کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولنے سے پہلے ہی وہ نیچے اتر چکی تھی۔

فرنٹ ڈور کھول کر زینت بھی نکلی اور ارحم کو پیچھے رہنے کا اشارہ کیا۔

اور فاطمہ کو لے کر اندر چلی گئیں۔

الیاس صاحب نے ارحم کو نصیحت کی کہ وہ فاطمہ پر یہ ظاہر نہ کرے کہ وہ ان سب باتوں سے واقف ہیں۔ ورنہ دونوں کے درمیاں کی فاصلے ختم نہیں ہونگے اگر اسے زینت اور انکی ڈھال مل گئی۔ کیونکہ جو ارحم کر چکا تھا اگر اسکے بات فاطمہ ان سے انصاف مانگتی تو وہ اسی کا ساتھ دیتے۔

انکی بات سمجھتے اسنے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔

****

زینت اسے ارحم کے کمرے میں لائیں تھیں اسے ریلیکس کرنے کے لیے ادھر ادھر کی باتیں کی۔ اور پھر اسکو آرام کا اور ارحم کو بھیجنے کا کہہ کر واپس چلی گئی۔

انہوں نے بلکل یہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ انکو کچھ بھی معلوم ہے۔۔

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتی چلی گئی یہ کمرہ نہیں جلتی آگ کی بھٹی تھی جسے اس میں جھونک دیا گیا تھا۔۔

وہ یونہی بیٹھی رو رہی تھی جب ارحم کمرے میں آیا اسے یوں روتے دیکھ ارحم کو تکلیف ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھا

"فاطمہ اٹھو۔۔۔ایسے ک۔۔۔"!

"آپ کے گھر والوں کو پتا ہے کہ میری بدنامی کی وجہ آپ تھے۔"

وہ غصے کی انتہا پر تھی۔

"فاطمہ میری بات۔۔"!

"میں نے پوچھا کہ آپ کے گھر والوں کو پتا ہے؟"

ارحم نے صرف نفی میں سر ہلایا وہ اسے سننے کو تیار ہی نہیں تھی۔

"جانتے ہیں اگر اب کسی کو پتا چلا کہ میری شادی اسی انسان سے ہوئی جسکی وجہ سے طلاق ہوئی ہے تو سب کیا کہینگے۔؟

پہلے دیا زخم کم تھا جو ایک اور دے دیا۔۔"

"فاطمہ میری بات سنو۔۔پہلے تم اٹھو۔ایسا کچھ نہیں ہو گا جیسے تم سوچ رہی ہو۔۔میں سب ٹھیک۔۔۔"

"ہمدردی کر رہیں ہیں آپ مجھ سے ارحم الیاس؟

زندگی برباد کر چکے ہیں آپ میری۔۔اور اب مجھ سے ہمدردی کر کے میری نظر میں اچھا بن رہے ہیں۔۔۔

آخر چاہتے کیا ہیں آپ۔۔

کیوں نہ پتا چلے آپکے گھر والوں کو کہ آپ کیا کر چکے ہیں میرے ساتھ؟؟۔۔

بہت عزت ہے نہ آپکی نہیں چاہتے آپ وہ خراب ہو جائے۔۔۔

لیکن دوسروں کی عزت آپکی نظر میں کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔رسوا کر دیا آپ نے مجھے اور چاہتے ہیں کے آپ کا کردار صاف رہے۔۔۔"

روتے ہوئے فاطمہ نے گھٹنوں پر اپنا ماتھا ٹکایا۔۔۔

ابھی تو زخم بھرا بھی نہیں تھا اور ارحم الیاس نے دوسری ضرب لگادی تھی۔

اسکے آنسو ارحم کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

صحیح تو کہہ رہی تھی وہ کچھ بھی تو غلط نہیں تھا۔۔ارحم الیاس اپنی محبت میں اندھا ہو گیا تھا۔۔۔

"میری بات سنو فاطـــــ"!

"نام مت لیں میرا۔۔۔ورنہ مجھے اپنے نام سے بھی چڑھ ہو جائے گی جیسے آپ سے ہے۔۔"

ارحم جو اسکو روتا دیکھ اسکے سامنے ہی ایک گھٹنہ ٹکا کر بیٹھا تھا اور اسکے آنسو صاف کرنے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔

پر فاطمہ کے دھکہ دینے پر وہ وزن برقرار نہ رکھ پانے کی وجہ سے پیچھے گرا تھا۔۔

"چلیں جائیے یہاں سے خدا کا واسطہ آپکو۔۔۔

نہیں جائیے گی آپکی عزت آپکے گھر والوں کے سامنے۔۔ یا پھر کسی کے بھی سامنے۔۔۔

آپ ایسے ہی رہینگے صاف اور عزت دار۔۔۔۔

لیکن ابھی یہاں سے چلے جائیں۔۔۔۔"!

روتے روتے کہتے آخر میں وہ چیخی۔۔۔

ارحم ایک افسوس بھری نظر اس پر ڈال کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔اس وقت اسے اکیلے چھوڑنا ہی بہتر تھا۔۔

****

ایک دن کے وقفے سے ولیمہ ہوا تھا۔ سارے بہت خوش تھے سوائے سب کی نظروں کا مرکز بنا وہ خوبصورت جوڑا جو ایک مکمل اور خوبصورت کپل تھا۔

ارسلان تو اسے ایک نظر غلط دیکھنے کا روادار نہیں تھا جبکہ اسکے پہلو میں خوبصورت گڑیا کے جیسی بیٹھی سندس کو بھی فرق نہیں پڑتا تھا۔

ارسلان کے دوست آتے اسے مبارک بات دیتے لیکن اگر سندس کی طرف بڑھ کر کوئی مبارک بات دینا چاہتا تو ارسلان کے گھورنے پر رک جاتا۔

جیسا تھا جو بھی تھا تھی تو وہ ارسلان نیازی کی بیوی خود کتنا بھی آوارہ ہو کتنی بھی لڑکیوں کو دیکھتا ہو لیکن اپنی ملکیت پر کسی کی نظر اسے بلکل برداشت نہیں تھی۔

اسنے اپنی ماں کو اشارے سے بلایا اور سندس پر گھٹنے تک گھونگٹ ڈالنے کا کہہ دیا۔ پہلے تو وہ پریشان ہوئیں اب گھونگٹ تو تھا ہی نہیں اور انکا نوابوں جیسی عادات رکھنے والے بیٹے نے بارات میں تو یہ تقاضہ نہیں کیا تھا اور اب ولیمے میں کہہ رہا تھا جب کہ ولیمے میں گھونگٹ ڈالنے کی کوئی رسم ہی نہیں تھی۔

"کیسی فضول باتیں کرتے ہو ارسلان قسم کھائی ہے کیا کہ ایک منٹ مجھے چین سے نہیں رہنے دو گے ؟"

"اس کے اوپر گھونگٹ ڈالیں۔۔گھونگٹ ہے یا نہیں یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔یہ خیال تو آپکو اور آپکی بہو کو پہلے سے ہونا چاہیے تھا۔

لیکن انہیں تو اپنی نمائش کرنے کا شوق لگتا ہے۔"

اسنے چبھتا ہوا طنز کیا تھا اور آواز اتنی تیز ضرور تھی کہ سندس کو واضح سنائی دی۔

"بکواس مت کرو۔۔۔اور گھونگٹ نہیں ہے ابھی"

"اوکے گھونگٹ نہیں ہے تو اسے اندر روم میں بٹھائیں۔۔"

قطعیت سے بولتے وہ اسٹیج سے اتر گیا۔ پھپھو نے لمبی سانس لی جو بھی تھا آج تو ماننا ہی تھا۔۔آگے بڑھتے کچھ لڑکیوں کو بلایا اور سندس کو برائیڈل روم میں لے جانے کو کہا۔

****

فاطمہ کو کمرے میں چھوڑ کر وہ گھر سے ہی چلا گیا تھا۔

وہ کافی دیر اپنی بد نصیبی پر روتی رہی تھی۔اور جب تھک گئی تو وہی خاموشی نے ڈیرا جمایا۔

رات کو زینت اس کے منع کرنے کے باوجود اسکو کھانے کے لیے باہر لائیں تھیں شکر تھا ارحم کھانے پر نہیں تھا کھانا کھانے کے بعد زینت اسے اپنے ساتھ لان میں لے آئیں الیاس صاحب بھی ساتھ باہر آئے۔

کافی دیر بیٹھ کر اسکا دل بہلانے کے لیے اس سے باتیں کیں۔اور پھر رات گہری ہوتے دیکھ اسے کمرے میں بھیج دیا۔

دل کیا کہ کہہ دے کہ وہ اسکے کمرے میں نہیں رہ سکتی پر خاموش ہو گئی اور کمرے میں آ گئی۔

کمرے میں موجود ہر شہ اسکی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی۔جب گھٹن بڑھنے لگی تو وہ کھڑکی میں کھڑی ہو گئی۔

آنکھیں بند کیے وہ ھواء کو محسوس کرنے لگی۔

بال ٹھنڈی ھواء سے اڑھ رہے تھے۔کھڑکی سے ہٹ کر وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔اپنی جلتی آنکھوں کو بند کیا جتنا وہ روئی تھی اب آنکھوں میں جلن ہونے لگی تھی۔

وہ اٹھی اور واشروم چلی گئی۔اس سونا تھا نیند کی ضرورت تھی ورنہ اگر اسی طرح سوچتی رہتی تو پاگل ہو جاتی۔

وضو کیا نماز پڑھ کر طویل دعاؤں کا سلسلہ شروع ہوا۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ بیڈ پر لیٹ گئی۔ کمرے میں اندھیرا تھا البتہ سائیڈ لیمپ آن تھا۔

بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں موندیں تو وہی تکلیفوں کے پہر آنکھوں میں گھومے پر اسنے آنکھیں نہیں کھولیں۔ کچھ دیر گزری اور اسکی تکلیف کا سلسلہ صبح تک کے لیے رک گیا وہ نیند میں جا چکی تھی۔۔

****

ولیمہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ ایک بار پھر ارسلان کی ماں کے کہنے پر اسے ارسلان کے کمرے میں بٹھا دیا گیا تھا۔ اب ولیمہ ہو چکا تھا اور اب ارسلان کی ماں کسی صورت دبنے والی نہیں تھی۔

ارسلان ہال سے ہی اپنے دوست کے ساتھ جا چکا تھا۔ پھپھو نے سندس کو خاص نصیحت کی تھی کہ ارسلان کے آنے تک چینج نہ کرے۔

اور ایک بار پھر وہ ذلیل ہونے کے لیے اسکے کمرے میں تھی۔

ساس نے نصیحت کی تھی تو چینج نہیں کر سکتی تھی لیکن اس بار وہ جاگنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔ یہ وہی بات تھی کہ کبوتر بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ وہ چھپ گیا۔

اسنے جلدی سے کمرے کی لائٹ بند کی اپنے اوپر ایسے ہی کمفرٹر ڈال کر سو گئی۔

****

"خیریت تو ہے؟ شادی کے ایک مہینے بعد تک بیوی کے پہلو سے نکلنے کا دل نہیں کرتا اور آپ ہیں کے پہلے دن سے ہی نکلے بیٹھے ہیں"

فرقان نے غلیظ مشروب منہ سے لگاتے ایک آنکھ دبا کر کہا۔

ارسلان اسکی بکواس سرے سے نظرانداز کر گیا۔

"کیا تجھے بھابی پسند نہیں؟"

فرقان نے تجسس سے پوچھا۔۔

"نہیں پسند۔۔۔اور اب اسکے متعلق بات نہیں کرنا۔پسند ہو یا نہ ہو اب بیوی ہے میری۔"

ارسلان نے ناگواری سے اسکی کمینی مسکراہٹ دیکھی وہ پھر کچھ بولنے کی تیاری کر رہا تھا۔

"یار حیرت ہے کہ تجھے نہیں پسند۔۔اتنی حسین بیوی ملی ہے قسم سے کہ دیکھ کر ہی دل گارڈن گارڈن ہوج۔۔"!

"کہا ہے نہ بکواس مت کر۔۔میری بیوی ہے وہ۔۔تیری تھرڈ کلاس لیلائیں نہیں جنکا تبصرہ کر رہا ہے۔۔"

ارسلان نے اسکا کالر دبوچا تو فرقان سٹپٹاتا ہوش میں آیا۔

"اب اگر آئندہ اسکا نام لیا یا کچھ کہا یا کمنٹ پاس کیا تو ایسی جگہ پہنچاؤنگا تمہارے جیسی تمہاری نکمی پولیس فورس بھی تمہیں ڈھونڈ نہیں پائے گی۔"

انگلی دکھا کر اسے وارن کیا۔

"لاسٹ وارننگ ہے یہ۔۔"

جھٹکے سے اسے چھوڑتا وہ کلب سے باہر چلا گیا۔

"عجیب انسان ہے۔۔دیکھنے والی چیز ہے تو دیکھینگے ہی نہ اب ہر کوئی اس کی طرح بدمزہ تو نہیں ہوتا۔"

فرقان نے گلاس خالی کر کے کاؤنٹر پر رکھا اور سگریٹ سلگاتا صوفے پر بیٹھ گیا۔

****

ارحم قریب ایک بجے گھر لوٹا تھا۔گھر میں داخل ہوتے احساس کچھ عجیب ہوئے۔

اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھاتے دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔ وہ دشمن جان اندر رہی تھی۔

آرام سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ کمرے میں نیم اندھیرا تھا فاطمہ کی طرف کا سائیڈ لیمپ جل رہا تھا۔

اسنے آرام سے دروازہ بند کیا اور وہیں دروازے کے پاس بنا کسی آہٹ کے جوتے اتارے اور فاطمہ کے قریب گیا۔

وہ آج پھر اسی طرح کمفرٹر میں دبکے سو رہی تھی آج پھر بال اسی طرح چہرے پر گرے تھے۔ شاید اسے بال کھول کر سونے کی عادت تھی یا پھر یہ اتفاق تھا ارحم سمجھ نہیں پایا۔

بس فرق تھا کہ اس دن وہ ارحم کی مخالف سمت کروٹ لے کر لیٹی تھی لیکن آج اسکی جانب کروٹ لی تھی۔

کندھے تک کمفرٹر اوڑھے صرف منہ باہر رکھے اور اس پر سے ایک آنکھ پر بالوں کا پردہ۔

ارحم اس دن کی طرح ایک بار پھر بے چین ہوا۔ دل میں آیا کہ وہ بال چہرے سے ہٹائے پر رک گیا۔ پھر خیال آیا کہ اس دن وہ نامحرم تھی تو خواہش پوری کر لی لیکن اب جب وہ محرم ہے تو کس بات کی ہچکچاہٹ؟ خیال آتے ہی دل میں جیسے سکون اترا ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اسکے بال چہرے سے ہٹائے۔

اسکی سانولی رنگت جو لیمپ کی پیلی روشنی میں مزید پرکشش لگ رہی تھی۔

وہ بہت پرکشش تھی۔آج کل کے خوبصورتی کے معیار کے حساب سے اسکے پاس گورا رنگ نہیں تھا نا ہی وہ کوئی آسمان سے اتری حور پری تھی نا ہی کتابی اور افسانوی دنیا کی طرح دنیا کی سب سے حسین لڑکی لیکن ان سب کے باوجود اگر اسے ارحم الیاس کی نظر سے دیکھا جاتا تو اس سے خوبصورت نہ کوئی دنیا میں تھی نا ہی کوئی پری پیکر افسانوی دنیا میں۔۔

وہ محبت بھری نظروں سے اسے دیکھے گیا۔گھٹنوں کے بل اس کے بیڈ کے قریب بیٹھا۔۔۔

"آئی پرامس فاطمہ ارحم۔تم اپنا ہر درد بھول جاؤ گی۔ارحم تمہاری روح پر مرحم ثابت ہو گا۔

میرے بس میں کچھ نہیں۔پر میری دعا ہے اور کوشش بھی کہ اب سے اور اسی لمحے سے میں تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو نا آنے دوں اور مجھے اپنی دعا اور کوشش دونوں پر یقین ہے کہ وہ میری سوچ سے زیادہ اچھے پورے ہونگے"

اسکے دل میں خواہش ہوئی تھی کہ وہ ان آنکھوں کو چوم لے جس سے گرتے آنسوؤں نے اسے تکلیف دی تھی۔ پر وہ اپنی خواہش دبا گیا وہ تکلیف میں تھی اسے سکون کی ضرورت تھی اگر وہ نیند سے جاگ جاتی تو ڈپریس ہو جاتی

اسلیے اپنی خواہش دباتے وہ وہاں سے اٹھ کر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔۔ریلیکس کپڑے پہن کر وہ بیڈ پر فاطمہ کے برابر دوسری سائیڈ پر لیٹ گیا۔

آنکھوں میں نیند جھولنے لگی تھی۔اور نیند آتی بھی کیوں نہ؟سکون کی گولی برابر میں جو لیٹی تھی۔

****

صبح سندس کی آنکھ کھلی تو وہ جھٹکے سے اٹھی۔۔ادھر ادھر دیکھا تو پتا چلا کمرہ خالی تھا۔اپنے زہن پر زیادہ زور نا ڈالتے وہ اٹھی تو احساس ہوا رات کے ہلیے میں ہی ہے اسلیے واپس بیٹھ گئی۔پہلے اپنی جیولری,چوڑیاں اور پنز نکالیں ڈپٹا اتار کے سائیڈ پر رکھا اور میکسی سنبھالتی کاٹن کا سادہ سا ڈریس لیا اور واشروم میں گھس گئی۔فریش ہو کر باہر نکلی۔۔

رات کو ارسلان اپنے فلیٹ چلا گیا تھا۔اور وہیں سے آفس۔۔

****

تین دن بعد ارسلان گھر آیا تھا۔ سر میں شدید درد تھا۔ آج میٹنگ بھی اچھی نہیں رہی تھی اسلیے موڈ بھی خراب تھا۔

حسب معمول کسی سے بھی ملے بنا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اور کمرے میں قدم رکھتے ہی اسکی رگیں تن گئیں۔۔ غصے سے بیڈ پر ناخن کاٹتی سندس کی جانب بڑھا اور جھٹکے سے اسکا بازو پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔ نیل کٹر زمین پر گرا۔ اور وہ ہکا بکا کھڑی سہم کر ارسلان کو دیکھنے لگی جو تین دن بعد اچانک نازل ہوا تھا

"عزت راس نہیں ہے؟ یا زبانی باتیں سمجھ نہیں آتیں۔"

وہ غصے سے چیخا تھا۔

اسکو اس طرح چیختے دیکھ وہ مزید سہمی تھی۔ اسکے ساتھ آج تک کسی نے ایسے بات نہیں کی تھی نا ہی اتنی بدتمیزی سے۔

"بہری ہو یا بن رہی ہو۔۔ کہا تھا نا کہ کمرے میں نہیں آنا۔۔ پھر ہمت کیسے ہوئی آنے کی۔۔؟"

چیخ وپکار کی آوازیں سن کر پھپھو بھی فورا کمرے میں آئیں تھیں۔انکو دیکھ کر سندس کو تھوڑا حوصلہ ہوا تھا جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

"وو۔۔وہ۔۔۔"!

اسنے بولنا چاہا۔

"امی۔۔۔۔"

ارسلان غصے سے چیختا اسکا بازو دبوچے پیچھے مڑا ساتھ ہی اپنی ماں کو چیخ کر پکارا جو پہلے ہی پیچھے کھڑی تھیں۔انکو پیچھے دیکھ وہ رکا اور انکے سامنے جھٹکے سے سندس کو چھوڑا۔

"یہ میرے کمرے میں کیا کر رہی ہے؟"

غصے سے پوچھا۔

"بیوی ہے تمہاری۔۔ تمہارے کمرے میں ہی رہے گی نا۔۔"

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ یہ میرے لیے ایک بے کار شہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔۔اسکو میرے کمرے میں مت لائیے گا۔۔ گھر میں ہی اسکا وجود مشکل سے برداشت ہوتا ہے اور آپ میرے کمرے میں لا رہی ہیں۔۔"

"ارسلان بد۔۔۔"!

پھپھو بولنے لگی تھیں کہ وہ انکی بات بیچ میں ہی کاٹ گیا۔۔

"تم۔۔اپنی اوقات میں رہو سمجھی۔۔ منع کیا تھا نہ پھر بھی آ گئیں۔۔

وہ سندس سے مخاطب تھا اور اپنی اتنی تذلیل پر اسکا دل خون ہو رہا تھا۔۔۔

مجھے نفرت ہے تمہاری شکل سے اور وجود سے کوشش کرنا میرے سامنے اسے کم لاؤ۔ ورنہ کمرے کی جگہ گھر سے باہر نکال دونگا۔۔۔اسکو ابھی کہ ابھی میرے کمرے سے لے کر نکلیں۔۔"

اسکو غصہ کی انتہا سے سرخ ہوتے دیکھ پھپھو سندس کو لیے کرے سے نکل گئیں اور اسنے زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا۔۔

سندس سیدھا اپنے کمرے میں گئی اور دروازہ بند کر لیا۔

یہی اوقات تھی اسکی۔۔وہ یہی ڈیزرو کرتی تھی۔وہ یہ کہتی کہتی دروازے کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی۔۔

اسکی وجہ سے فاطمہ کو تو گھر سے ہی نکال دیا گیا تھا۔۔ابھی تو بس کمرہ سے ذلیل کر کے نکالا تھا ابھی تو بہت حساب باقی تھا۔۔

****

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ اب بھی گزر رہا تھا۔

ارحم سے فاطمہ کا کم سامنا ہوتا تھا وہ رات کو اسکے سونے کے بعد کمرے میں آتا تھا اور صبح اسکے اٹھنے سے پہلے اٹھ جاتا تھا۔۔فاطمہ سے اکثر سامنا ہوتا تھا پر وہ اسے نظر انداز کر دیتی تھی۔ارحم بھی اسے وقت دے رہا تھا جانتا تھا جو

وہ کر چکا ہے اسکے بعد تو سب جلد نارمل ہونا ممکن نہیں۔بس کھانا وہ ساتھ کھاتے تھے ارحم زینت اور الیاس صاحب کے سامنے اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا تھا اور مجبورن فاطمہ کو اسکی باتوں کا جواب بھی دینا پڑتا تھا۔

اتنے عرصے میں اسکی زینت سے بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔اسکا دل تھوڑا مطمئن ہوا تھا زینت تہمینہ کے جیسی نہیں تھی وہ اس پر طنز نہیں کرتی تھیں جبکہ انکے پاس تو بہت بڑی بڑی باتیں تھیں جس کی بنا پر وہ اسے طنز کر سکتی تھیں۔

****

پھپھو نے اسے واپس گیسٹ روم میں شفٹ کر دیا تھا۔۔۔اور اب وہ ہر ممکن کوشش کرتی تھی کہ ارسلان سے اسکا سامنا نہ ہو پر اتفاق سے سامنا ہو جاتا تھا۔ کبھی کھانے پر کبھی وہ گھر جلدی آجاتا تو۔۔۔

****

"صبح صبح کہاں جانے کی تیاری ہے اور یہ بیگ اور بکس؟؟"

ناشتے سے ہاتھ روک کر پھپھو نے سندس کی جانب دیکھا جو سادہ سے پنک شلوار قمیض میں وائٹ اسکارف باندھے ڈپٹا شانوں پر پھیلائے ایک ہاتھ میں دو بکس اور ایک ہاتھ سے کندھے پر لگا بیگ کا سٹیپ تھامے ہوئے تھی۔

ارسلان جو ناشتے کے ساتھ موبائل میں مصروف تھا ایک نظر اسے دیکھا اور مکمل نظر انداز کیے واپس اپنے پرانے کام میں مصروف ہو گیا۔

"یونی جا رہی ہوں۔۔"

آہستگی سے جواب دیا۔

"کیوں جا رہی ہو۔؟ اور وہ بھی بنا اجازت لیے؟"

پھپھو نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"میرا فائنل ایئر ہے اور دو مہینے بعد فائنل سیمیسٹر سٹارٹ ہیں۔ ویسے ہی بہت لاس ہو چکا ہے اور میری دوست نے بتایا ہے آج سے امپورٹنٹ لیکچرز کا ریویزن ہو گا۔"

وہ پھپھو کے اس رویے سے کنفیوز ہو رہی تھی کیونکہ تہمینہ نے تو یہی بولا تھا کہ وہ اپنا فائنل ایئر شادی کے بعد پورا کر سکتی ہے انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

"اور آپ رات کو سو گئی تھیں تو میں نے سوچا صبح ہی بتا دونگی"

انکو خاموشی سے ماتھے پر بل ڈالے گھورتے پا کر اسنے پھر وضاحت دی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے یونی جانے کی فائنل ایئر ہو یا فرسٹ ایئر کیا فرق پڑھتا ہے؟ تم نے کونسی جاب کرنی ہے جتنا پڑھ لیا اتنا کافی ہے۔ شادی کے بعد لڑکیاں گھر سنبھالتی ہیں نا کہ یہ چونچلے کرتی ہیں۔"

ناگواری سے کہتے انہوں نے چائے کا کپ منہ سے لگایا۔

"لیکن میرا فائنل ایئر ہے صرف چھ ماہ رہ گئے ہیں۔ میری ساری محنت زائع ہو جائے گی میں نے بہت محنت کی ہے۔"

آنکھوں میں خود بخود آنسو آئے تھے۔

"ہاں تو اتنی محنت کر لی ہے نہ اور کرنے کی ضرورت نہیں ہے سکون سے بیٹھو اور آرام کرو۔"

سندس نے آس سے ارسلان کی طرف دیکھا لیکن وہ مکمل انجان بنا موبائل میں مصروف تھا۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑھتا تھا وہ تو اپنی زندگی ویسے ہی گزار رہا تھا۔ سندس کے آنے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑھا تھا اسکا ہونا نا ہونا ایک برابر تھا۔

"امی پلیز کچھ مہینوں کی بات ہے میرے سال زائع ہو جائینگے آئی پرامس گھر پر توجہ بلکل کم نہیں ہو گی۔"

اب کے آنسو آنکھوں سے نکل آئے تھے۔۔

"اوکے میں جا رہا ہوں اور رات کو انتظار مت کریے گا میں آج گھر نہیں آؤنگا۔"

کرسی کھسکاتا وہ اٹھا اور اپنی ماں کو اطلاع دیتا باہر نکل گیا۔

"ناشتہ کر لو اور یہ رونا بند کرو۔ اور یہ فضول فراخات اپنے دماغ سے نکالو ڈگری مکمل کرنا اتنا ضروری نہیں اور نہ ہی کوئی تمہیں طعنے دے رہا ہے کہ ڈگری نامکمل ہے۔۔"

پھپھو کی بات سن کے وہ واپس اپنے کمرے میں آئی تھی۔ بیگ اور بکس بیڈ پر پھینکے وہ نیچے بیٹھ کر بیڈ سے پشت ٹکائے رو دی۔ اسکا فائنل ایئر تھا۔ آجکل تو جاہل لوگ بھی اس بات کو سمجھ جاتے ہیں پھر یہ کیسے پڑھے لکھے لوگ تھے۔ یہ کیسا بڑکپن تھا جو اپنے بڑے ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھاتا تھا۔

کوئی آپ کے تابع ہو تو اسکا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ انسان اسکے جذبات اسکی محنت اور اسکے احساسات روندھ دے۔

وہ گھٹنوں پر ماتھا ٹکائے رو دی۔

جب آنکھوں کے سامنے فاطمہ کا روتا چہرا آیا وہ بھی تو اپنی تعلیم کے لیے کتنا روئی تھی۔

اوہ تو یہ اسکے ماں بھائی کے کیے عمل کا مکافات عمل اسکے سامنے آیا تھا۔۔

اسنے ایسے بیٹھے بیٹھے ہی بیگ کھینچا اور گود میں رکھ کر موبائل نکالا۔

تہمینہ کا نمبر ملایا اور انکی کال اٹھانے کا انتظار کرنے لگی۔ روانی سے آنسو چہرہ بھیگا رہے تھے۔

"ہیلو۔"

تیسری بیل پر فون اٹھالیا گیا۔ تہمینہ کی مصروف سی آواز آئی۔ اسنے بھی جواباً ہیلو بولا لیکن آج اسنے اپنا رونا نہیں چھپایا وہ انہیں بھی اپنی تکلیف دکھانا چاہتی تھی جو انکی وجہ سے انہیں ملی تھی۔

"سندس میری جان تم رو رہی ہو؟ کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ؟ سب ٹھیک ہے نہ؟"

تہمینہ کی پریشان آواز آئی۔

"امی میرا فائنل ایئر تھا۔۔ آپ نے بولا تھا میں اپنی تعلیم شادی کے بعد مکمل کر سکتی ہوں۔ میرے سسرال والوں کو کوئی اعتراض نہیں۔۔"

"ہاں کہا تھا میری جان پر کیا ہوا۔۔؟ مجھے بتاؤ سندس"

"امی میری یونی چھڑوا دی۔۔

آنٹی کہہ رہی ہیں میں اب آگے نہیں پڑھو نگی۔۔سب آپکی وجہ سے ہو رہا ہے امی۔۔"

سندس کی باتیں سن کر تہمینہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔

اسکوار سلان کی ماں پر بہت غصہ آیا تھا۔۔وہ ایسا کیسے کر سکتی تھیں۔انہوں نے خود کہا تھا کہ سندس اپنی تعلیم شادی کے بعد مکمل کر لے گی ورنہ وہ کبھی اسکی شادی تعلیم مکمل ہونے سے پہلے نہیں کرتیں ان سب میں وہ اپنی کی گئی زیادتی بھول گئی تھیں۔

" آپ کی وجہ سے ہوا ہے امی۔۔آپ کا کیا میرے سامنے آرہا ہے۔۔آپ نے بھی تو فاطمہ کے ساتھ یہی کیا تھا نہ اور آج میرے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے۔۔

میں اسی بات سے ڈرتی تھی امی اسی لیے آپ سے کہتی تھی اتنی زیادتی مت کریں۔۔۔"

سندس کی باتیں سن کر انکا غصہ فورا ختم ہوا تھا اور پھر واپس عود آیا تھا۔۔

"تو ٹھیک تو کہہ رہی ہیں۔ تم نے آگے پڑھ کر کیا کرنا ہے؟۔ شادی ہو گئی گھر اور شوہر کا خیال رکھو۔ اور ایسی فضول باتوں پر رو کر اپنا اور ارسلان کا دل خراب مت کرو اور نہ ہی میرا وقت برباد کرو۔۔"

غصے سے کہتے انہوں نے فون کاٹ دیا۔

ارسلان کی ماں کو غلط کہنا خود کو غلط اور ظالم قرار دینا تھا جو وہ کبھی نہیں کرتیں۔

سندس نے انہیں آئینہ دکھایا تھا۔

سندس نے فون کو دیکھا انکو اپنی ہار قبول نہیں تھی۔ اسنے افسوس سے واپس سر گھٹنوں پر رکھ دیا اور ایک بار پھر رونے لگی۔ اسنے تو کبھی فاطمہ کے ساتھ ناانصافی نہیں کی تھی نا اسکا برا چاہا تھا اور نا ہی اسکی تکلیف میں خوش ہوئی تھی۔ نہیں پر وہ تو اسکا برا نا چاہتے ہوئے بھی اسکے ساتھ کتنی بڑی ناانصافی کر چکی تھی۔ اسکی زیادتی تو قابل فراموش بھی نہیں تھی۔ ٹھیک ہی تو کہا تھا ارحم نے کہ اسکے معافی مانگنے سے سب ٹھیک تو نہیں ہوا۔ کیا فاطمہ کا کردار صاف ہو گیا۔ معافی مانگنے سے سب ٹھیک تو نہیں ہو جاتا وہ تو فاطمہ کا اعلی ظرف تھا کہ اسنے معاف کر دیا۔ لیکن اللہ تو انصاف کرتا ہے۔ اب انصاف ہو گا تو وہ کہاں جائے گی۔ اسکا گناہ ہی اتنا بڑا تھا اور اب اپنے ماں بھائی کے گناہوں کا مکافات عمل بھی اسی کے ساتھ۔

وہ تکلیف سے رو رہی تھی لیکن آج ان آنسوؤں میں فاطمہ کا وہ درد شامل تھا جو وہ آج محسوس کر رہی تھی۔۔وہ آج اپنے ساتھ ہوئی ناانصافی کے ساتھ ساتھ فاطمہ کے ساتھ ہوئی ناانصافی پر بھی رو رہی تھی۔۔۔۔

****

"کیا مجھے ایک کپ چائے مل سکتی ہے؟"

فاطمہ کچن میں کھڑی زینت الیاس صاحب اور اپنے لیے چائے بنا رہی تھی ارحم الیاس صاحب اور زینت کو باہر دیکھ کر کچن میں آیا تھا۔

ارحم کی آواز سن کے وہ چونکی پر نظر انداز کیے اپنے کام میں لگی رہی۔

"جواب تو دو؟ایک کپ چائے مل سکتی ہے؟"

"میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں ہوں"

وہ پیچھے مڑے بنا بولی۔

"پابند تو آپ ہیں فاطمہ ارحم۔۔"!

اسنے فاطمہ ارحم پر زور دیا تھا۔اب کے فاطمہ پلٹی وہ اس سے تھوڑے فاصلے پر سلیپ سے ٹیک لگائے ہاتھ سینے پر باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

فاطمہ کے دیکھنے پر وہی ازلی مسکراہٹ ہونٹوں پر رینگی تھی جس سے اکثر الیاس صاحب کا خون جلتا تھا۔

"کیوں پابند ہوں؟۔"

بنا کسی تاثر کے پوچھا۔

"شوہر ہوں آپکا۔"

ایک بار پھر جتا کر کہا۔

"شوہر اب ہوئے ہیں۔۔اس سے پہلے مجرم ہیں میرے۔۔ بھول گئے اپنا جرم تو میں یاد دلا دیتی ہوں۔۔ کیونکہ مجھے اچھے سے یاد ہے۔نا میں بھولی ہوں نہ بھول سکتی ہوں۔

آپ آدھی رات کو میرے کمرے میں تھے۔ میرے شوہر کے غلط سمجھنے پر آپ نے اپنی محبوبہ کی عزت بچانے کے لیے میرے کردار کی دھجیاں اڑادیں۔

میں نے اپنے لیے بدکردار گھٹیا عورت اور طوائف تک کے لفظ سنے ہیں۔ میرے پر یہ سوال اٹھا کہ آپ سے پہلے کتنے اور تھے ؟"

وہ جو مسکراتے ہوئے کھڑا تھا مسکراہٹ کا اب شبہ تک نہ تھا۔

چہرہ ضبط سے سرخ ہو چکا تھا۔

پر وہ کچھ بھی بولنے سے قاصر تھا کیا بولتا صحیح تو کہہ رہی تھی وہ۔

"شاید اپنے اور گناہ سننے کا اب آپ میں حوصلہ نہیں ہے۔ اسلیے آئندہ میرے سامنے آئیں تو شوہر کے رتبے کو پیچھے رکھ کر اپنا اصل رتبہ یاد رکھیے گا۔ ورنہ مجھے بار بار یاد دلانے میں کوئی مسئلہ نہیں لیکن آپ سے برداشت نہیں ہو گا۔"

تحمل سے اپنی بات مکمل کرتے واپس مڑ کر چائے کی ٹرے اٹھائی اور باہر نکل گئی۔

ارحم ضبط کی انتہاؤں پر مٹھیاں بھینچے کھڑا رہ گیا۔

لیکن جواباً کچھ نا بول سکا کیونکہ بولنے کو کچھ تھا ہی نہیں۔

****

تین ہفتے گزر چکے تھے۔ لیکن یونی کا غم اب بھی تھا۔اب تین سال کی محنت کا دکھ تین ہفتے میں تو نہیں جاتا۔

اس گھر میں وہ بہت خوبصورت حیثیت سے آئی تھی پر اسے اپنا آپ اب بوجھ لگنے لگا تھا۔

ارسلان تو صاف اس سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتا تھا۔اور پھپھو کا رویہ اسے واضح مصنوعی لگتا تھا۔وہ اس سے کم بات کرتی تھیں ان کے لاکھ میٹھا بننے کے باوجود لہجے کی کڑواہٹ نہیں چھپ پاتی تھی۔

اور ان سب کی وجہ اسے اپنی فاطمہ کے ساتھ کی گئی زیادتی لگتی تھی۔

آج پھر وہ اپنے کمرے میں بیٹھی رو رہی تھی۔

ہلکی ہلکی سسکیاں اب گونجنے لگی تھیں۔پہلے ہی سکون قلب میسر نہ تھا۔اس سکون کی تلاش میں اسنے فاطمہ سے معافی مانگ لی اور اسنے معاف بھی کر دیا پر لیکن اسکے باوجود سکون نہیں ملا اور اب زندگی میں تکلیفیں بھی شامل ہو گئیں تھیں۔

وہ بیڈ پر بیٹھی ہاتھ جھولی میں گرائے رو رہی تھی۔

کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا تھا۔ جھری اتنی تھی کہ اندر دیکھا جا سکتا تھا۔

ارسلان آج فلیٹ کی جگہ گھر آ گیا تھا۔ اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا جب دبی دبی سسکیوں کی آواز آئی۔۔ نا چاہتے ہوئے بھی اسکے قدم پیچھے ہوئے۔ سندس کے کمرے کے باہر کھڑے اسنے جھری میں جھانکا اندر وہ بیڈ پر بیٹھی رونے میں مگن تھی۔ ارسلان بے دیہانی میں اسے دیکھے گیا۔

وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ نا ہی وہ کبھی اسے دیکھنے یا سننے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن پھر بھی اسے اس کا رونا برا لگ رہا تھا۔

سندس دوسری لڑکی تھی جسکا رونا اسے چبھا تھا۔

پہلی فاطمہ تھی جسکو اسامہ کے جنازے پر روتا دیکھ اسے برا لگا تھا۔ اور دوسری سندس جسکا ابھی رونا اسے انجانی تکلیف دے رہا تھا۔

لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر اس پر نہیں رہی وہ سر جھٹکتا اندر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

وہ اور روتی لیکن سائیڈ ٹیبل پر رکھا اسکا موبائل بجا۔

سکرین پر امی کا نام جگمگا رہا تھا۔

اسنے لمبی سانس لی آنسو صاف کیے۔۔۔

"اسلام و علیکم امی۔"

"و علیکم اسلام۔۔ تم ٹھیک ہو سندس تمہاری آواز سے طبیعت خراب خراب لگ رہی ہے۔۔"

تہمینہ فکر مند ہوئیں۔ سندس کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ آئی۔

"ٹھیک ہوں۔"

"لیکن مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔"

"امی مجھے آپکی مصنوعی فکر کی ضرورت نہیں ہے۔"

سندس کا کہنا تھا کہ تہمینہ کے تلوے سے لگی تالو پر بجھی۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ؟ مطلب کیا ہے تمہارا مصنوعی ہمدردی؟؟"

اچانک میٹھا لہجہ سخت ہوا تھا۔

"میں پہلے سمجھتی تھی کہ فاطمہ آپکی بہو ہے اسلیے آپ اس کے ساتھ ایسا کرتی ہیں۔ لیکن آپ بہت نیوٹرل ہیں امی۔ جیسی آپ بہو کے ساتھ تھیں ویسی ہی بیٹی کے ساتھ آپکو اپنی انا مجھ سے زیادہ عزیز تھی۔"

کہتے ساتھ فون کاٹ دیا اور فون کے دوسرے طرف تہمینہ غصے سے فون کو گھورتی رہ گئیں وہ جتنا فاطمہ نام سے نفرت کرتی تھیں انکی بیٹی اتنا ہی فاطمہ کا ذکر کرتی تھی۔

سندس نے فون برابر میں رکھا نئے سرے سے اپنے اوپر رونا آیا اسنے تو ایک جگہ بے حسی دکھائی تھی لیکن سب ہی اسکے ساتھ بے حسی پر اترے تھے۔۔

****

ارحم فاطمہ سے کچن میں ہوئی گفتگو کے بعد نکلا تھا گھر سے اور اب رات کے دو بجنے کو آئے تھے اور وہ کلب میں بیٹھا بظاہر رنگ سے بھری اس بے رنگ دنیا کو دیکھ رہا تھا۔

وہ نہیں بھولا تھا اپنا جرم۔ وہ فاطمہ کو ساتھ پا کر وہی تو بھولنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔ فاطمہ کے اپنے لیے بتائے الفاظ ابھی تک اسکے دل پر تیزاب کی مانند گر رہے تھے۔

دوسری طرف فاطمہ سو چکی تھی۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ وہ کہاں ہے کیا کر رہا ہے کب آئے ہے۔

کل حماد اور سارہ تقریبا تین ماہ کے بعد واپس آ رہے تھے۔ انکا ہنی مون کچھ زیادہ ہی لمبا ہو گیا تھا۔ اب بس اسے انکے آنے کا انتظار تھا۔

کوئی تو ہو گا پھر اسکے پاس اسکا دکھ اسکی تکلیف شیئر کرنے کو۔

****

"کیا مصیبت ہے یار۔"

وہ جھنجھلا کر اٹھ بیٹھا۔

رات کے دو بج چکے تھے تھکن بھی تھی پر نیند کسی صورت آنے کو تیار نہیں تھی۔

گھوم پھر کر زہن سندس کی طرف جا رہا تھا اور اسکے آنسوؤں میں الجھ رہا تھا وہ خود ہی اپنی کیفیت پر غصہ ہو رہا تھا۔

پھر تنگ آ کر کمفرٹر پرے پھینکا اور چپل پہن کے باہر نکل گیا۔

ایک نظر اندھیرے لاؤنج پر ڈالی اور سندس کے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیے۔۔

کمرے کا دروازہ کھولا سد شکر دروازہ لاک نہیں تھا۔

نائٹ بلب آن تھا کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔

"میرا سکون برباد کر کے کیسے یہ روتی شکل سکون سے سو رہی ہے۔"

دونوں آئبرو آپس میں بھینچیں۔

آگے بڑھ کر سندس کے سرہانے کھڑا ہوا۔

سندس گہری نیند میں تھی۔

وہ سندس کو دیکھے گیا۔ دیکھتے دیکھتے ماتھے پر ڈلے بل کب کھلے اسے خود بھی علم نہیں ہوا۔

وہ آج پہلی بار اسے غور سے دیکھ رہا تھا اور اب نظریں بھی بدل رہی تھیں۔۔

پہلی بار ارسلان نیازی کو کوئی لڑکی معصوم لگی تھی۔

ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔

ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے منہ پر رکھی اور آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھے گیا۔

بند آنکھیں۔۔ایک دو بال ھواء سے اڑ کر ماتھے پر آتے اور خود ہی واپس پیچھے چلے جاتے۔

چھبی چھبی سے گال اور اس پر کھڑی ناک۔ سندس کی کھلی آنکھوں پر اسنے کبھی غور نہیں کیا تھا پر بند آنکھیں اسے بہت خوبصورت لگیں۔

نیم اندھیرے میں بھی اسے سندس اب واضح نظر آنے لگی تھی۔ اور بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اور اس سے زیادہ حسین یہ بات تھی کہ وہ اسی کی تھی یہ سوچ آتے مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

"افففف۔۔۔"!

اچانک وہ ہوش میں آیا۔۔ منہ پر مٹھی بنا رکھا ہاتھ بالوں میں پھیرا۔۔

"بدلہ تو میں ضرر لیتا ہوں ایس اے (ایس اے۔۔سندس ارسلان)

میرا سکون برباد کیا ہے بدلے میں تمہارا سکون بھی جلد برباد کرونگا۔"

ایک بار مسکراتے بھرپور نظر اس پر ڈال کر وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی نکل گیا۔

****

ارسلان چائے پیتے ناشتے کا انتظار کر رہا تھا آج وہ آدھا گھنٹا جلدی اٹھا تھا۔اور آدھے گھنٹے پہلے ہی ناشتے کے لیے آگیا تھا۔

اسے دیکھے پھپھو بھی جلدی ناشتہ کرنے بیٹھ گئی تھیں۔

سندس نے پہلے انہیں چائے دے دی تھی اور اب ایک ایک کر کے ناشتہ لگا رہی تھی۔

ارسلان نے اب تک اس پر نظر نہیں ڈالی تھی۔

ناشتہ رکھ کر وہ خود بھی بیٹھ گئی۔رات کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا اور اب بھوک لگ رہی تھی اب یہاں کوئی تھا نہیں جو اسکی فکر کرتا۔۔

"تھوڑی دیر میں تیار ہو جانا جمشید کے ساتھ یونیورسٹی چلے جانا"

کھانے میں مگن وہ سرسری سا بولا پھپھو اور سندس دونوں نے چونک کر دیکھا۔ سندس کو لگا اسنے کچھ غلط سنا۔

وہ اس سے مخاطب تھا یہی بات قابل حیران تھی۔ لیکن وہ اسے یونی جانے کا بول رہا تھا یہ نا قابل یقین تھا۔

اور پھپھو کو تو یہ بات بہت گراہ گزری تھی کہ انکے فیصلے کے مخالفت کی جائے۔۔

سندس تو اسی کشمکش میں تھی کہ اسنے صحیح سنا ہے یا غلط جب کہ وہ سندس اور اپنی ماں کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے بھی انجان بنا ناشتے میں مگن تھا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔

میں نے یونی جانے سے منع کر دیا تو کر دیا۔۔ کیا کرے گی پڑھ کر۔؟ اور ویسے بھی تمہیں کیا فرق پڑتا ہے وہ پڑھے ناپڑھے۔"

پھپھو ناگواریت سے بولیں۔۔

"فرق پڑھتا ہے۔ بہت پڑھتا ہے۔۔

اسنے چمچ پلیٹ میں رکھااور سنجیدگی سے اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

ہر جگہ آپکی مرضی چلی لیکن اب نہیں۔۔جو بھی ہے اب یہ لڑکی ارسلان نیازی کا نام ساتھ جوڑے پھرتی ہے۔ اور میں اپنی اتنی توہین ہر گز برداشت نہیں کرونگا کہ کوئی یہ کہے کہ ارسلان نیازی کی بیوی جاہل ہے۔ہمارے ریلیشن کا ہمیں پتا ہے دنیا کو نہیں۔سو اسکا ڈگری لینا ضروری ہے۔۔میں کسی جاہل لڑکی کا نام اپنے نام کے ساتھ جڑا برداشت نہیں کر سکتا۔"

اسنے ایک ایک جملہ جتا کر کہا جو سندس کے دل پر لگا۔۔اسنے ایک بار بھی سندس کو نہیں دیکھا تھا۔انداز سے صاف واضح تھا کہ وہ سندس کے خیال سے نہیں بلکہ اپنی عزت کے لیے اسے یونی جانے کی اجازت دے رہا ہے۔لیکن جو دکھ رہا تھا وہ غلط تھا اسکی جوتی کو بھی پرواہ نہیں تھی کہ کون اسکے بارے میں کیا بولتا ہے یا کیا سوچتا ہے۔اسے تو ایک ہی رات میں کوئی اپنے ساتھ جوڑ چکا تھا۔اور یہ فیصلہ اسنے خالصتا سندس کی خوشی کے لیے کیا تھا۔وہ ارسلان نیازی تھا حارث عفان نہیں وہ اپنی بیوی کی خوشی پوری کرنا اور اسکی جائز باتیں پوری کرنا جانتا تھا لیکن وہ اپنا آپ چھپانے میں کامیاب رہا تھا سندس کیا اسکی ماں کو بھی اسکی نیت کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔

خیر سندس کے لیے تو یہی کافی تھا کہ اسے اجازت مل گئی۔ہونٹوں پر مسکراہٹ چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔وہ اپنی خوشی چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جب ارسلان نے اسے دیکھا۔

"جمشید کے ساتھ چلی جانااور مجھے رزلٹ اے ون چاہیے پھر اسکے لیے تمہیں پورا دن پوری رات کیوں ناپڑھنا پڑے۔اور گھر کے کام کا بہانہ میں برداشت نہیں کرونگا۔

وہ سندس کو بغور دیکھے حکم سنا رہا تھا۔سندس خاموشی سے اثبات میں سر ہلاتی گئی۔پہلی بار وہ بنا چلائے خود سے اس سے مخاطب ہوا تھا اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیا جواب دے۔

"میں نہیں چاہتا کے یہ لڑکی بعد میں کوئی بھی بہانہ سنائے اسلیے اس سے کوئی کام کروانے کی ضرورت نہیں ہے جب تک پیپرز نا ہو جائیں۔"

اپنی بات مکمل کر کے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

سندس سے جب اور ضبط کرنا مشکل ہو گیا تو وہ خاموشی سے کمرے میں چلی گئی۔

اندر جا کر دروازہ بند کیا اور اپنے منہ پر زور سے ہاتھ رکھ لیا۔کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ خوشی میں چیخ نکل جائے۔

وہی دوسری طرف ارسلان سن گلاسس لگائے گاڑی میں بیٹھا۔اسنے بغور سندس کو مسکراہٹ روکتے دیکھا تھا۔پر اس وقت خالی سندس نے مسکراہٹ نہیں روکی تھی اسکو مسکراہٹ روکتے دیکھ ارسلان نے بھی مسکراہٹ روکی تھی۔اور اب گاڑی سٹارٹ کرتے بھرپور مسکرا رہا تھا۔زندگی تھوڑی بدلی بدلی لگ رہی تھی اور یہ بدلاؤ بھی اچھا لگ رہا تھا۔

****

ارحم صبح گھر آیا تھا۔

الیاس صاحب اور زینت پوری رات اسکی غیر موجودگی پر پریشان رہے کالز بھی کیں پر اسکا موبائل گاڑی میں تھا۔

وہ بوجھل دل اور آنکھیں لیے صبح فجر کے بعد گھر آیا تھا۔

فاطمہ لان میں ہی کھڑی تھی۔وہ اسے نظر انداز کیے کمرے میں چلا گیا۔

کھڑکی کے پردے گرائے اندھیرا کیا اور بیڈ پر لیٹ کر سر تک کمفرٹر تان لی ویسے بھی فاطمہ نے اب کمرے میں نہیں آنا تھا۔

وہ ارحم کی موجودگی میں کمرے میں نہیں آتی تھی یہ جانے بغیر کے وہ پوری پوری رات اسکے سرہانے بیٹھ کر گزارتا ہے۔

اسکو ابھی سونا تھا۔ آج شام تک سارہ اور حماد آنے والے تھے۔

وہ لان میں کھڑی ارحم کے متعلق سوچ رہی تھی۔

عورت مرد کی نظریں پہچان لیتی ہے۔ وہ پہلے دن سے ارحم کی نظروں میں اپنے لیے محبت کے ساتھ ساتھ احترام دیکھتی رہی تھی۔ لیکن وہ اس بات کو جھٹلاتی آئی تھی۔

وہ یہی سمجھتی تھی کہ ارحم اس دن غلطی سے اسکے کمرے میں آیا تھا۔ اور اسی گناہ کا کفارہ ادا کرنے اسنے فاطمہ سے نکاح کیا تھا۔ ورنہ در حقیقت وہ سندس سے محبت کرتا تھا۔

وہ ایک بار حارث سے محبت کر کے ٹوٹ چکی تھی۔ اور اب دوبارہ ویسی زندگی نہیں چاہتی تھی۔ وہ اپنے دل کو پتھر کی طرح سخت کرنا چاہتی تھی پر وہ کمبخت تھا کہ نرم ہی ہوا جاتا تھا۔ اب بھی اسکو صبح گھر آتے دیکھ فکر مند ہوا تھا مگر صرف چند لمحوں کے لیے وہ جلد ہی اپنے خول میں سمٹ گئی تھی۔ اب کمرے میں تو اسے جانا نہیں تھا۔۔ اسلیے لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ گئی۔

پانچ منٹ, دس منٹ, پندرہ منٹ اب ضبط جواب دینے لگا تھا۔

نیند سے براحال ہو رہا تھا وہ خود بھی رات کو دیر سے سوئی تھی اور اب فجر کی نماز پڑھ کر واپس سونے کا ارادہ تھا۔

تنگ آکر خاموشی سے بنا آہٹ کیے کمرے میں گئی۔ وہ اسکی مخالف سمت کروٹ لیے سر تک کمفرٹر تانے سو رہا تھا تھا۔

فاطمہ نے اپنا کمفرٹر اٹھایا اور اور اپنی سائیڈ قدرے کونے میں لیٹ کر خود بھی مخالف سمت کروٹ لے لی۔

وہ گہری نیند میں جا چکا تھا ورنہ فاطمہ کہ اسکی موجودگی میں کمرے میں آنے اور اسکے ہوتے ہوئے بیڈ پر لیٹنے میں دنگ رہ جاتا۔ کیونکہ فاطمہ نے صوفے پر لیٹنے کا چونچلہ نہیں کیا تھا ورنہ کوئی دوسری لڑکی ہوتی تو شاید یہی کرتی۔

****

"امی بات کرنی ہے مجھے آپ سے"

تہمینہ نوکرانی کو سارے کام سمجھا رہی تھی۔ پچھلی ملازمہ گاؤں چلی گئی تھی اور اب تین دن بعد دوسری آئی تھی۔ حارث کی دوسری جگہ نوکری لگ چکی تھی۔ دانت نیا لگوالیا تھا۔

"اچھا تم جاؤ جو کام بتائے ہیں وہ کرو۔ پھر مجھ سے پچھنا اور ہاں کام صفائی سے کرنا ایسا کیا نہ کہ ادھر کا کچرا ادھر کر دیا تو ایک روپیہ نہیں دونگی۔"

ملازمہ سر ہلاتی کچن میں چلی گئی۔

"ہاں کہو میرے چاند"

بلائیں لیتی نظروں سے حارث کو دیکھتے انہوں نے اسکو اپنے پاس ہی بٹھالیا۔

"میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

حارث نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں میرا بچہ جب وہ بدذات اپنے عاشق کے ساتھ شادی رچا سکتی ہے تو تم کیوں نہیں۔۔ میں کل سے ہی بلکہ آج سے ہی لڑکی ڈھونڈنا شروع کرتی ہوں۔۔"

تہمینہ خوشی سے بولیں۔

"اسکی ضرورت نہیں امی۔۔میں لڑکی دیکھ چکا ہوں۔"

اب کے تہمینہ کے مسکراتے ہونٹ سمٹے تھے۔

"کون ہے۔۔اور کب سے چل رہا ہے؟"

ناچاہتے ہوئے بھی لہجے میں ناگواری در آئی تھی۔

"کچھ نہیں چل رہا امی۔۔میرے ساتھ آفس میں جاب کرتی ہے۔کل ہی اسنے مجھ سے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔۔

اچھی لڑکی ہے۔۔غریب ہے صرف ایک ماں ہے کوئی بہن بھائی نہیں ہے اور باپ کا انتقال ہو چکا ہے۔۔"

"اسکو تمہاری پہلی شادی کا پتا ہے؟"

"جی پتا ہے اور اسے کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔۔اور مجھے بھی کوئی برائی نظر نہیں آئی۔۔"

تہمینہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگیں۔وہ حتمی فیصلہ سنا رہا تھا۔اسنے تہمینہ سے مشورہ نہیں مانگا تھا بس فیصلہ سنایا تھا کہ وہ اس لڑکی سے شادی کرے گا۔

"ٹھیک ہے مل لینگے۔۔۔پھر سادگی سے شادی کر دیتے ہیں۔اگر تمہیں مناسب لگے تو ورنہ جیسا تم چاہو"

انہوں نے بات نا رملی کی تھی پر خوشی سے نہیں بلکہ رضامندی بھی نہیں تھی۔۔۔

" ٹھیک ہے میں جلد ملوانے لے آؤنگا"

کہتے ساتھ وہ اٹھا اور باہر نکل گیا۔ تہمینہ نے ایک نظر دروازے کو دیکھا اور نظریں پھیر لیں۔۔

****

فاطمہ کی جب دوبارہ آنکھ کھلی تو ارحم کمرے میں نہیں تھا۔۔

اسے غصہ آیا۔وہ یہ سوچ کر سوئی تھی کہ وہ جلدی اٹھ جائے گی پر یہاں الٹا ہوا تھا وہ پہلے سے اٹھ چکا تھا۔

اسنے گھڑی پر نظر ڈالی تو حیرت اور بڑھی بارہ بج چکے تھے۔آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اتنا لمبا تو وہ حارث سے شادی سے پہلے سوتی تھی۔

وہ تو بھول ہی چکی تھی کہ وہ نیند کی شیدائی تھی ایسے ہی تو سوتی تھی وہ کہ نارات کا ہوش ہوتا تھا نا دن کا۔لیکن شادی کے بعد تو وہ خود کو بھول ہی گئی تھی۔

اسنے بھرپور انگڑائی لی اور لمبی سانس لے کر اٹھ گئی۔وہ فریش ہونے گئی سکون واپس لوٹ آیا تھا۔۔۔

****

"عجیب ہو یار شام کی فلائٹ کا بولا تھا اور جلدی لینڈ ہو گئے"

وہ حماد کے ساتھ ریسٹورینٹ میں بیٹھا تھا۔حماد نے اسے اچانک سرپرائز دیا تھا۔

"ہاں سرپرائز جو دینا تھا یار"

"خیر چھوڑ یہ بتاؤ اتنے مہینے کیوں لگائے؟میں سمجھا کہ وہی سیٹ ہو رہے ہو۔"

ارحم نے کولڈ رنگ کا گلاس منہ سے لگایا۔

"یار مہینے بعد ہی واپس آجاتے پر سارہ کا وہاں رکنے کا دل تھا۔"

حماد نے اپنی کولڈ رنک چھوڑ کر ارحم کی کولڈ رنک کا گلاس اٹھایا۔

"واہ واہ شادی ہوئی نہیں اور جورو کے غلام بن گئے۔۔"

ارحم نے اسے چھیڑا

"بہت غلط بات ہے۔۔بیوی کی ماننے اور سمجھنے والا جورو کا غلام نہیں ہوتا۔شریف آدمی بیوی سے دب کر چلتا ہے۔۔۔"

خاص جتا کر کہا ارحم نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہاہاہا تو تم تو کمینے ہی ہو۔۔شریف کب سے ہو گئے۔۔"

"بس بیویاں اچھے اچھوں کو سدھار دیتی ہیں۔"

ایک آنکھ دبا کر اسنے ارحم کا گلاس خالی کر کے رکھا اور اپنا اٹھایا۔

"تو اس شرافت کے پیچھے کی وجہ میں آپکی سارہ سے محبت سمجھوں یا سارہ کا فائٹر ہونا؟؟"

"توبہ کرو یار۔۔ محبت کرتا ہوں اس سے۔۔اور محبت میں اگر یہ میاں والی انا آجائے تو بیچاری بیوی کا کیا ہو گا۔ شادی کے بعد اسکی پوری زندگی ہی شوہر پر انحصار کرتی ہے اگر شوہر خراب تو زندگی خراب۔۔اب اس نازک جان سے انا لگانا ناانصافی ہے۔"

ارحم اسکی بات پر مسکرایا۔

"جانتا ہوں۔۔ لیکن تم مجھے سرپرائز دینے آئے تھے پر تمہارا یہ تھوبڑا دیکھ کر میں زرا سرپرائز نہیں ہوا۔"

ارحم نے کہتے ہوئے ویٹر کو اشارہ کیا۔

"ہاں یہ سرپرائز ہے بھی نہیں۔"

حماد خوشی سے بولا۔

"ریئلی تو پھر دونا سرپرائز۔"

حماد کے کچھ بولنے سے پہلے ویٹر آچکا تھا۔

"تین چکن بریانی"

ویٹر آرڈر لکھ کر چلا گیا

"ہم دو ہیں۔ پھر تین کیوں؟ کوئی اور بھی آرہا ہے؟"

"نہیں مسٹر حماد تین اسلیے تاکہ میں اپنی ایک سکون سے کھا سکوں۔"

حماد کی اسکی کولڈ رنک پینے پر چوٹ کی تھی۔

"خیر خوشخبری بتاؤ۔۔"

"خوشخبری یہ ہے کہ۔۔۔۔تم تایا بننے والے ہو۔۔"

حماد نے کہتے ساتھ منہ ہاتھوں میں چھپایا تھا۔

"سیریسلی؟؟آئی مین تم ڈیڈ بننے والے ہو؟؟"

حماد منہ پر ہاتھ رکھے ہی اثبات میں سر ہلانے لگا۔

"بند کرو یہ چھچھورا پنا حماد۔لڑکیوں کی طرح شرمانہ بند کرو۔"

ارحم خود بھی بہت خوش تھا۔

"ویسے بات بہت زیادہ خوشی کی تھی۔ لیکن یہ تایا؟؟"

"ہاں تو تم میرے بچوں کے تایا ہو گے نا۔۔"

حماد فورا سنجیدہ ہوا۔

"توبہ ہے یار تم تو عمر کے معاملے میں عورتوں سے بھی زیادہ ری ایکٹ کر رہے ہو۔۔ خیر چھوڑو بات بہت خوشی کی ہے بڑی والی سیلیبریشن بنتی ہے۔۔"

"ہاں کیوں نہیں ابھی ہو گی نا گرینڈ پارٹی۔"

"ایک سرپرائز میرے پاس بھی ہے۔ "

ارحم نے موبائل پر ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔۔۔؟؟"

"میری شادی ہو چکی ہے۔۔اینڈ یو نو واٹ ابھی مجھے آدھے گھنٹے میں نکلنا ہے۔میری بیوی کے بھتیجے کی برتھڈے ہے اسکے لیے گفٹ بھی لینا ہے"

حماد اسے ہکا بکا دیکھتا رہا۔۔

"مزاق کر رہے ہو۔؟"

حماد نے کڑے تیوریوں سے پوچھا۔

"نہیں سچ کہہ رہا ہوں۔"

"تم نے مجھے بتانا بھی گوارا نہیں کیا؟؟"

وہ اپنی خوشی بھولے اب غصے سے ارحم کو دیکھ رہا تھا۔

"تم ہنی مون پر گئے تھے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں تھا۔"

ویٹر نے کھانا ٹیبل پر رکھا۔

"ہنی مون پر گیا تھا۔ قبر میں نہیں۔۔ وہاں فون کی سہولت موجود تھی۔"

اب کے ارحم خاموشی سے اسے دیکھے گیا پھر نظرانداز کیے کھانا کھانے لگا۔

"خود غرض ہو ارحم تم۔"

حماد نے غصے سے کہتے پلیٹ اپنے آگے کی تھی لیکن اسکا خود غرض کہنا ارحم کو کہیں اور لے گیا تھا۔

اسنے بہت مشکل سے خود پر ضبط کیا تھا اور وہاں بیٹھے رہا تھا ورنہ کھانے سے بھی دل اچاٹ ہو گیا تھا۔

حماد نے ناراضگی کا اظہار کرتے دوبارہ کوئی سوال نہیں کیا۔

****

"کیسی جارہی ہے پڑھائی؟"

پھپھو سندس کے کمرے میں آئیں تھی۔۔سندس شیشے کے سامنے کھڑی بال بنارہی تھی۔

پھپھو کو دیکھ کر انکی طرف متوجہ ہوئی بالوں میں کیچر لگایا۔۔

"اللہ کا شکر ٹھیک۔۔"

مسکرا کر جواب دیا۔۔

"ہمم اچھی بات ہے۔۔یونی میں بھی پڑھائی پر ہی دیہاں دینا"

پھپھو کہتے ساتھ اسکی بیڈ پر پھیلی کتابوں کا جائزہ لینے لگیں۔

انکا طنز سندس کی سمجھ سے باہر تھا وہ سمجھ نہیں پائی کہ انہوں نے ایسا کیوں کہا۔۔

"میں سمجھی نہیں۔۔"

سندس چاہ کر بھی اس طنز کو نظر انداز نہیں کر پائی۔

"مطلب یہی کہ فاطمہ بھی ایسے ہی یونی جاتی تھی پر در حقیقت پڑھائی کے نام پر اپنے گھر والوں کو بے وقوف بناتی تھی۔۔ کیسے رات کے پہر لڑکے کو بلایا تھا۔ اور اللہ جانے اور کیا کیا چکر تھے۔

بہت ہی کوئی بد کردار لڑکی تھی اللہ جانے ہمارے خون میں کیسے پیدا ہو گئی۔"

انکے انداز سے نفرت صاف جھلک رہی تھی۔

سندس کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔

دل میں تکلیف سے ٹیس اٹھی تھی۔

"فاطمہ بد کردار نہیں تھی ناہے۔"

وہ لاکھ کوشش کے باوجود لہجہ سخت ہونے سے نہیں روک پائی۔

پھپھو نے اسے چونک کر دیکھا۔

اسکے قریب گئیں۔۔

"یہ تم کہہ رہی ہو کہ وہ بد کردار نہیں ہے۔۔ جبکہ وہ تمہارے بھائی کے ساتھ ہی بے وفائی کر چکی ہے۔۔ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا آدھی رات کو کسی غیر لڑکے کو اسکے کمرے میں۔۔"

پھپھو کو اچانک غصہ چڑھا تھا۔ دل کیا اپنے سامنے کھڑی فاطمہ کی حمایت میں بولتی لڑکی کا منہ توڑ دیں۔

"میری نظروں کو چھوڑیں۔۔ کیا آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا؟ کیا آپ اس وقت وہاں موجود تھیں۔؟ یا آپ کو سو فیصد اس بات پر یقین ہے اور آپ حلفا کہہ سکتی ہیں کہ وہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں یا جو انہوں نے دیکھا وہ سچ ہے۔۔ یا آپ۔۔"

منہ پر زوردار تھپڑ پڑا تھا کہ تیزی سے چلتی زبان کو اچانک بریک لگی۔

"تمہاری اتنی مجال کے تم اس بد کردار لڑکی کے لیے مجھ سے بحث کر رہی ہو؟ مجھ پر سوال اٹھا رہی ہو؟؟ تمہاری اپنی اوقات کیا ہے؟ یہاں جو رہ رہی ہو وہ بھی میری بدولت ہے۔ ورنہ ارسلان تو تمہارا وجود بھی برداشت نہیں کرتا۔ اگر میں نا ہوتی نہ تو طلاق مل چکی ہوتی اور ماں باپ پر دھبہ بنی اپنے گھر پڑی ہوتی۔۔

آئندہ مجھ سے سوال جواب یا کوئی بحث کی نا تو ایک لمحے میں تمہیں تمہاری ماں کے گھر بھجوا دونگی۔"

غصے سے انگلی اٹھا کے وارن کرتی وہ کمرے سے نکل گئی۔

سندس منہ پر ہاتھ رکھے آنسو بہاتے انہیں دیکھتی رہ گئی۔

جب وہ چودہ سال کی تھی تب آخری بار تہمینہ نے اسے تھپڑ مارا تھا وہ بھی اسکی غلطی پر لیکن آج جب وہ غلطی درست کر رہی تھی تب تھپڑ پڑا تھا۔

ساتھ ساتھ اسے اسکی اوقات بھی بتادی گئی تھی اور کچھ بھی تو جھوٹ نہیں تھا۔

وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ہاتھ اب بھی گال پر تھا۔۔ تھپڑ اتنا زور کا ضرور تھا کہ اب بھی جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

" کیا تم گلی گلی جا کر گھر گھر جا کر بتاؤ گی کہ فاطمہ عارف بد کردار نہی تھی بے قصور تھی پاک دامن تھی۔ اگر تم بتا بھی دو تو کوئی اعتبار کرے گا تمہاری بات پر۔؟ یہاں لوگ اسی بات پر اعتبار کرتے ہیں جس سے انکے دل کو تسکین ملے۔ مزے لینے کے لیے کوئی بات ہو جس کو وہ ڈسکس کریں تبصرے کریں"

فاطمہ کی بات اسے یاد آئی۔ صحیح کہا تھا فاطمہ نے۔۔ یہاں انسان انہی باتوں پر یقین کرتا ہے جس پر کرنا چاہتا ہے۔ حقیقت جاننے سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ کس کس کو بتاتی کے فاطمہ بے گناہ ہے اور کون کون یقین کر لیتا؟۔۔

جو خوشی تین دن پہلے ملی تھی وہ کہیں کھو گئی۔ تکلیف پھر سے وجود پر چاہ رہی تھی۔

"کاش میں اس وقت فاطمہ تمہیں بچا لیتی۔۔ کاش میں اپنے ڈر کی وجہ سے تمہیں رسوا نا ہونے دیتی۔۔ نہیں ہے میری غلطی قابل معافی۔۔ تم کیا مجھے معاف کرو گی میں تو خود کو معاف نہیں کر پا رہی۔۔

اللہ میں کیا کروں۔۔؟ کاش وقت پلٹ جائے اور میں سب ٹھیک کر دوں۔۔ اب تو کوئی یقین بھی نہیں کریگا۔۔

امی کو بھی کتنی بار بتانا چاہا پر وہ سننے کو تیار نہیں۔ بھائی کے سامنے فاطمہ کا نام لو تو وہ بھڑک جاتے ہیں۔۔ آپ بتائیں میں کیا کروں۔۔ مجھے میرا گناہ سکون نہیں لینے دیتا۔۔ میں کیا کروں؟؟"

وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ کر زار و قطار رونے لگی۔

دل تھا جیسے کسی نے بھاری پتھر تلے کچلا تھا۔

دل کر رہا تھا پوری دنیا کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کرے کے فاطمہ عارف بے قصور ہے۔ پاک دامن ہے۔ وہ ہے گناہگار سب اسکی وجہ سے ہوا ہے۔ پر بات وہی تھی بس میں ہی تو نہیں تھا۔۔۔

****

"فاطمہ بیٹا۔۔ تیار ہو جاؤ۔۔ ارحم کا فون آیا تھا۔ کسی دوست کے گھر جانا ہے اسے تمہارا ساتھ ہونا ضروری ہے۔"

زینت کچن میں اسکے پاس آئیں جو بسکٹ بیک کرنے میں مصروف تھی۔۔۔

دل کیا منع کر دے پر مقابل زینت تھیں اس لیے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

آدھے گھنٹے میں تیار ہو کر نیچے آئی۔۔

بلیک ایئر لائن فراک بلیک چوڑی دار پجامہ اور لال ڈوپٹے کا حجاب کیا ہوا تھا۔ سادہ سا میک اپ تھا اور وہ سادی اور چھوٹی سی پر کشش لڑکی جس نے کسی اور کا تو علم نہیں پر ارحم الیاس کو دیوانہ کر رکھا تھا۔

وہ بنا پلک جھپکائے اسے دیکھے گیا۔ وہ آج بہت الگ لگ رہی تھی۔ شاید میک اپ کی وجہ سے۔۔۔ارحم نے آج پہلی بار اسے میک اپ میں دیکھا تھا۔۔

"اس طرح مت تاڑو میری بہو کو ورنہ جوتا ناپڑ جائے۔۔"

قریب سے آواز آئی تو وہ ہوش میں آتے پلٹا ساتھ ہی الیاس صاحب کھڑے پایا جو اسکو یوں بنا کسی کا لحاظ کیے تکنے پر چوٹ کر رہے تھے۔۔

"ڈیڈ۔۔۔بعد میں فتنہ مت بولیے گا۔"

بہت پیار سے دھمکی دی گئی تھی۔۔

"تمہارا باپ ہوں میں"

الیاس صاحب نے جتانا ضروری سمجھا ورنہ کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ جاتے جاتے بھی تیلی لگا جاتا تھا تو وہی فسادی اور فتنہ۔۔

"جی اور میں آپ ہی کا بیٹا"

ایک آنکھ دبا کر اسنے الیاس صاحب کو چھیڑا۔۔

فاطمہ نیچے آئی زینت نے اسکے ماتھے پر پیار کیا اسکی تعریف کی۔الیاس صاحب نے بھی اسکی تعریف کی اور اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

پھر ارحم نے بڑے حق سے اسکا ہاتھ پکڑا کے فاطمہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔اسکی نظر میں آج پہلی بار ارحم نے اسے چھوا تھا وہ بھی اتنے حق سے۔۔ پیچھے زینت اور الیاس صاحب انہیں کو دیکھ رہے تھے وہ ہاتھ نا چھڑوا سکی۔ ارحم نے فرنٹ ڈور کھول کر اسے بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔

پورا راستہ خاموشی سے کٹا۔

اسنے ایک بھی بار نہیں پوچھا ناہی ارحم نے اسے بتایا۔گاڑی ایک خوبصورت گھر کے پورچ میں رکی۔۔

ارحم گاڑی سے اترا۔ پھر فاطمہ کے لیے دروازہ کھولا پھر بیک سیٹ سے بڑا سا گفٹ نکال کر فاطمہ کے ہاتھ میں پکڑایا جسے اسنے خاموشی سے تھام لیا۔اور پھر جیسے پہلے پکڑا تھا ویسے ہی پورے حق سے اسکا ہاتھ پکر کر اندر کی جانب بڑھا اور وہ اس بار بھی کچھ نا بول سکی۔

لیکن اندر جا کر اسے جھٹکا لگا۔

سامنے ہی پورا لاؤنج غباروں سے سجا تھا ایک طرف مریم کے سسرال والے زایان کے کزنز تھے دوسری طرف میرب, عارف صاحب اور مریم کی امی۔

سامنے بڑا بڑا سجا ہوا ہیپی برتھڈے سفیان لکھا تھا۔

اسے شدید ملال ہوا کے وہ اپنے واحد بھتیجے کی برتھڈے کیسے بھول گئی۔خود پر اتنا غصہ آیا کے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔

****

وہ دروازے پر ہی کھڑی تھی عنقریب تھا کہ آنسو نکل آتے لیکن اس سے پہلے مریم پاس آ گئی۔۔

"سیریسلی مجھے یقین تھا فاطمہ میں نے امی سے کہا تھا کہ فاطمہ کو انوائٹ کرنے کی ضرورت نہیں وہ خود ہی آجائے گی۔۔۔آخر سفیان کی پہلی سالگرہ کا سب سے انتظار تمہیں ہی تھا۔۔۔"

مریم نے جتنی محبت سے بولا وہ مروتا مسکرا بھی نہ سکی۔

آنسو حلق میں اتارے اب کیا کہتی کہ اسے تو یاد ہی نہیں تھا وہ تو ارحم اچانک سے لے آیا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں بھابھی۔میری وجہ سے لیٹ ہو گئے میرا فرینڈ کل ہی باہر سے آیا ہے اس وجہ سے ورنہ فاطمہ صبح سے آنا چاہ رہی تھی۔۔میری وجہ سے لیٹ ہوئی بھابھی معذرت۔۔"

ارحم نے مسکرا کر فاطمہ کے بدلے جواب دیا۔

فاطمہ نے نظریں مریم سے ہٹائیں اور ارحم کو دیکھا جو چہرے پر نرم مسکراہٹ لیے کھڑا تھا۔

فاطمہ کو وہ بہت بھلا لگا۔

دل کیا اسے دیکھے جائے۔ارحم نے اسے خود کو دیکھتے پایا تو اسکی طرف مسکراہٹ اچھالی جسے دیکھ کر فاطمہ نے فورا نظریں یوں پھیریں کہ اسے اس مسکراہٹ سے نفرت ہو۔

یہ لمحوں میں ہوا تھا اتنے کم لمحوں میں کہ سامنے کھڑی مریم بھی نوٹ نہیں کر سکی۔

ارحم کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔۔اتنے میں زایان بھی مریم کے پاس آیا۔۔فاطمہ نے سلام کیا جس کا اسنے خوش دلی سے جواب دیا۔

پھر ارحم کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے کزنز سے ملوانے لے کر چلا گیا۔

"آؤ اندر ایسے ہی کھڑی رہو گی کیا۔؟"

فاطمہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور اندر چلی گئی۔

سب سے ملنے کے بعد وہ میرب کے پاس بیٹھ گئی۔ نجانے وہ کیوں کسی سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔اسے لگ رہا تھا سب اسے حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔۔

مریم بھی اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔

فاطمہ نے اسکے گود سے سفیان کو لیا جو روتی روتی شکلیں بنا رہا تھا۔

فاطمہ کو اسکی روتی شکل دیکھ کر بہت پیار آیا یہی تو تھا اسکی نیند کا ساتھی جو گھنٹوں گھنٹوں سونے میں اسکا ساتھ دیتا تھا۔اور اب رونے میں بھی دے رہا تھا۔

"کیا بات ہے سوفی۔۔ پھپھو کے پاس آکر بھی رونی شکل بنائی ہوئی ہے۔"

فاطمہ نے اسکے دونوں گالوں پر پیار کرتے اسے خود میں بھینچا۔

"جب تک وہ سامنے کھڑے ہیں سوفی کی شکل ایسی ہی رہے گی۔۔"

مریم نے کچھ فاصلے پر ارحم کے ساتھ کھڑے زایان کی طرف اشارہ کیا۔

"کیوں بھئی ایسا کیوں ہے سوفی؟؟ آپ تو سب سے زیادہ پھپھو کے پاس رہنا پسند کرتے ہو نا۔"

فاطمہ کا ایک اور بار گال پر پیار کرنا تھا کہ سفیان کی آواز محفل میں بلند ہو گئی۔

فاطمہ نے بوکھلا کر مریم کو دیکھا اور اسے چپ کروانے لگی پر کوئی فرق نہیں ہوا۔۔

"کیا ہوا بابا کا شہزادہ کیوں رو رہا ہے بھئی سب کیا بولینگے ہمم۔۔"

زایان نے انکے پاس آکر ہاتھ فاطمہ کے آگے بڑھائے سفیان کو لینے کے لیے پر اس سے پہلے فاطمہ کچھ بولتی فاطمہ کے گود میں بیٹھے سفیان نے زایان کی طرف ہاتھ بڑھا دیے۔۔

فاطمہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

زایان نے اسے گود میں لیا تو وہ خاموش ہو گیا۔اسے لیے سفیان واپس ارحم کی طرف بڑھ گیا۔۔

"یہ کیا تھا بھابھی؟"

فاطمہ نے حیرت اور صدمے سے مریم سے پوچھا۔

"یہ وہی تھا فاطمہ جو میرے ساتھ روز ہوتا ہے۔۔"

مریم نے کندھے اچکائے۔میرب اور فاطمہ دونوں ہنس دیں۔

انہیں یہ دیکھ کر خوشی اور تسلی ہوئی تھی کہ سفیان صحیح جگہ ہے۔۔

"فاطمہ "

مریم نے زایان اور سفیان کو دیکھتے فاطمہ کو پکارا۔۔

"جی بھابھی۔۔"

"اگر آج اسامہ ہوتے تب بھی ایسا ہی ہوتا نا۔۔ مطلب ہم سب ایسے ہی جمع ہوتے اور۔۔۔"!

بولتے بولتے مریم کی آواز نم ہوئی۔۔

فاطمہ جو مسکرا رہی تھی اسکی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔

"رو نہیں مریم یہ سب اللہ کے فیصلے ہوتے ہیں اور اللہ کے فیصلے سے بہتر کوئی فیصلہ نہیں۔اسامہ کی زندگی اتنی ہی تھی۔ تم اس پر شکر ادا کرو کے اسامہ کے بعد سفیان کو باپ مل گیا۔ کیونکہ عورت کو دوسرا شوہر تو مل جاتا ہے پر اولاد کو دوسرا باپ نہیں ملتا۔"

فاطمہ کی جگہ فاطمہ کے برابر میں بیٹھی میرب نے جواب دیا۔

یہ جواب دینا انکے لیے آسان نہیں تھا۔

اسامہ انکی اولاد تھا اسامہ کی یاد تو انکو بھی بہت آتی تھی اور آج تو بہت زیادہ آ رہی تھی۔

مریم نے آنکھ کے کونے صاف کیے اور بمشکل مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

کچھ باتیں اور کی پھر کلثوم نے مریم کو بلایا۔

"زندگی کو مشکل یا آسان بنانا انسان کے اپنے اوپر ہے فاطمہ۔۔

اگر اسکو مشکل بناؤ گی تو یہ مشکل ہوتی چلی جائے گی اور اگر آسان بناؤ گی تو آسانی سے رہ رسکو گی۔۔"

مریم کے جانے کے پانچ منٹ بعد زمین پر نظریں جمائے بیٹھی فاطمہ کو میرب نے مخاطب کیا۔

"میں سمجھی نہیں امی۔۔"

فاطمہ نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔۔۔

"معاف کر دو فاطمہ اسے۔اور آگے بڑھو زندگی میں۔۔"

میرب نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔

"کسے معاف کر دوں امی۔۔۔؟"

"ارحم کو۔۔"

اب کے فاطمہ خاموشی سے میرب کو دیکھے گئی۔۔

"آپکو پتا ہے امی۔۔"

فاطمہ کی آنکھوں میں پانی آیا۔۔

"ہاں۔"

یک لفظی جواب۔۔

"کس نے بتایا۔۔"

"ارحم نے۔۔۔"

"شادی سے پہلے یا شادی کے بعد۔۔"

فاطمہ نے میرب کے ہاتھ کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکالا۔۔۔

"شادی کے دو ہفتے بعد بتایا تھا۔"

"امی یہ معاف کر دو بولنا بہت آسان ہوتا ہے۔۔آپ جانتی ہیں جب کلاس میں ٹیچر یا کوئی بھی معاف کرنے کا اجر بتاتا تھا تو میں سچی میں یہی سوچتی تھی کہ خالی اتنے سے کام کا اتنا بڑا اجر کیوں ہے؟۔۔پر مجھے اب سمجھ آیا ہے یہ اتنا سا کام نہیں ہے۔۔ جس پر گزرتی ہے جو سہتا ہے اسکے لیے آسان نہیں ہوتا۔۔"

"فاطمہ اجر بھی تو پھر بڑا ہے میری جان اور اب وہ تمہارا شوہر ہے۔۔کب تک معاف نہیں کرو گی؟ معاف کر دو اسے اور اپنی زندگی میں آگے بڑھو۔۔"

فاطمہ نے انہیں دیکھا۔دیکھنے کے انداز سے صاف پتا چلتا تھا کہ وہ کہہ رہی ہے کہ کیا واقعی آپکو یہ اتنا آسان لگتا ہے۔۔

"میں نہیں بڑھ سکتی آگے امی۔۔۔"

"کیوں نہیں بڑھ سکتی۔؟جب سندس کو معاف کر سکتی ہو تو اسے کیوں نہیں۔۔سندس بھی تو برابر کی گناہگار ہے تمہاری۔۔۔"

فاطمہ نے ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر نظریں جھکا لیں اب وہ کیا بتاتی انہیں کہ سامنے کھڑا شخص کسی اور سے محبت کرتا تھا صرف اپنی غلطی کے مداوے کے لیے اسے اپنایا تھا۔۔۔

"میری گناہگار سندس نہیں تھی امی۔۔اسی لیے اسے معاف کر دیا۔

اور ناہی ارحم کو میں اپنا گناہگار سمجھتی ہوں اسی لیے انہیں بھی معاف کر چکی ہوں۔۔"

اب کے الجھنے کی باری میرب کی تھی۔۔

"مطلب کیسے گناہگار نہیں تھے۔۔۔؟"

"سندس نے کبھی میرا برا نہیں چاہا امی اور نا ہی کچھ ایسا چاہا جو ہوا۔۔اور ارحم سے تو کوئی واسطہ ہی نہیں تھا۔۔

سندس اگر میرے ساتھ اچھی نا بھی ہوتی میں تب بھی اسے معاف کر دیتی۔اسنے ڈر سے سچ نہیں کہا۔۔۔

میرا گناہگار حارث ہے۔میں حارث کو اپنا گناہگار مانتی ہوں اور کبھی اسے معاف نہیں کرونگی۔۔۔

عورت کی پاکیزگی کا سب سے بڑا گواہ اسکا اپنا شوہر ہوتا ہے محافظ ہوتا ہے اپنی بیوی کا۔۔

خالی ایک غلط تصویر آئی ہو یاد س۔۔ایک بندہ بولے یاد س بولیں اسے مجھ پر اعتبار کرنا چاہیے تھا امی۔اسنے کہاں میرے کردار میں میری محبت اور وفا میں کھوٹ دیکھا تھا۔

اگر ساری دنیا بھی مجھے بدکردار بولتی اور واحد حارث اگر میری پاکیزگی کی گواہی دیتا تو میں آج رسوا نہیں ہوتی۔

کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ کوئی یہ کہے کہ فاطمہ بدکردار ہے۔۔

لیکن اسنے تو میرا محافظ بننے کے بجائے مجھے اتنا گرا دیا کے مجھے خود ہی اپنے کردار پر شک ہو جائے۔۔۔

سپاٹ لہجے میں بولتے اسنے اپنی آنکھ سے نکلتا واحد آنسو صاف کیا یہ خوشی کی محفل تھی وہ خراب نہیں کر سکتی تھی۔

ضبط کرنے کے چکر میں نچلا ہونٹ بے دردی سے دانت میں دبایا تھا۔

"میں سندس اور ارحم سے کیا گلا کرتی امی۔۔ وہ میرے کون تھے؟ کچھ بھی نہیں۔۔ میرا شوہر کون تھا۔۔ کون تھا محافظ میرا۔۔؟

جو محافظ تھا اسی نے مجھے مار دیا۔ لیکن میں اپنا مرنا برداشت کر سکتی تھی پر اپنی اولاد کا نہیں۔۔۔

میں نے دن رات اولاد مانگی تھی اللہ سے۔ روئی تھی میں اپنے رب کے آگے اولاد کے لیے اور اسنے اور اسکے کہے جملوں نے میری اولاد مجھ سے چھین لی امی۔۔

معاف کرنا آسان نہیں ہے۔۔"

وہ اٹھ کر مریم کے پاس گئی جو کلثوم کی دوست سے مل رہی تھی۔

"بھابھی واشروم کہاں ہے؟"

مریم نے اسکی آنسوؤں سے بھری آنکھیں دیکھی تو پریشانی سے اسے لیے اپنے کمرے میں آئی۔

فاطمہ اسے بنا کچھ کہے واشروم میں چلی گئی۔۔

مریم واشروم کے باہر پریشان کھڑی تھی کیونکہ اندر فاطمہ کے رونے کی آواز آرہی تھی۔۔

"اسکو ابھی چھوڑ دو مریم۔۔وہ خود باہر آجائے گی۔"

میرب جو فاطمہ کی باتوں پر چپ ہو گئی تھیں۔وہ حیران تھیں انکی بیٹی اتنی بڑی اور سمجھدار کب ہو گئی جو اتنی بڑی باتیں کرنے لگی تھی۔

سچ ہے عمر سے نہیں تجربہ حالات سے آتا ہے۔۔

وہ فاطمہ کے پیچھے جاتیں پر فاطمہ کو مریم کے ساتھ جاتے دیکھ وہ نہیں اٹھیں۔جب پانچ منٹ تک کمرے سے مریم اور فاطمہ باہر نہیں آئیں تو میرب بھی کمرے میں آ گئیں اور مریم کو واشروم کے باہر پریشان دیکھا اور اندر سے فاطمہ کے رونے کی آواز سنی۔۔

وہ مضبوط تھی۔۔رونے کا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا کہ وہ مضبوط نہیں اسنے سب برداشت کیا یہ اسکی مضبوطی کی ہی علامت تھی۔۔

مریم میرب کو لیے باہر چلی گئی تاکہ کسی کو کچھ محسوس نا ہو۔۔۔

پندرہ منٹ بعد فاطمہ واپس مسکراتے ہوئے باہر نکلی۔

لیکن اب کے چہرے پر میک اپ نہیں تھا وہ منہ دھو کر آئی تھی۔۔

مریم اسکے پاس آئی تو اسنے مسکرا کر سفیان کا اور کیک کاٹنے کا پوچھا۔ مریم نے بھی اسے مزید چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔۔

کچھ دیر بعد زایان اور مریم نے سفیان کا ہاتھ پکڑ کر کیک کاٹا۔

فاطمہ کو بار بار خود پر کسی کی نظروں کا گمان ہو رہا تھا اور غیر ارادی طور پر نظر بار بار ارحم پر ہی جا رہی تھی پر وہ اسکی طرف متوجہ نہیں تھا۔

ارحم سے نظریں ہٹیں تو کچھ فاصلے پر کھڑی دو عورتوں پر پڑی جو کلثوم کی جاننے والی تھیں۔ وہ فاطمہ کو ہی دیکھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ کچھ بات بھی کر رہی تھی۔

میرب مریم کے ساتھ تھیں فاطمہ اکیلے تھی کچھ سمجھ نا آیا تو کچھ دور زایان کے کزن کے ساتھ کھڑے ارحم پر نظر پڑی اور وہ ارحم کے برابر جا کر کھڑی ہو گئی۔ ارحم نے اسے چونک کر دیکھا پھر مسکرا کر زایان کے کزن سے فاطمہ کا تعارف کروایا۔۔

یہ سب اچانک ہوا تھا۔ فاطمہ نے یہ قدم غیر ارادی طور پر اٹھایا تھا۔ شاید اسے مضبوط ڈھال کی ضرورت تھی اور عارف صاحب یہاں تھے نہیں میرب مریم کے ساتھ مصروف تھیں ایسے میں اسے سب سے مضبوط سہارا ارحم لگا۔۔

فاطمہ کو ارحم کے ساتھ کھڑے ہوتے دیکھ زایان کا کزن سلام دعا کر کے چلا گیا۔

ارحم نے غور سے فاطمہ کو دیکھا اسکے چہرے پر اب میک اپ نہیں تھا اور وہ روئی روئی سی لگی۔اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا پر وہ پوچھ نہیں سکا۔کیونکہ یہ حق اسے فاطمہ نے نہیں دیا تھا اور نا یہ جگہ ایسی تھی۔۔۔

****

ارسلان گھر جلدی آیا تھا کچھ دنوں سے اسکا یہی روٹین ہو گیا تھا کہ وہ روزانہ گھر آرہا تھا وہ بھی جلدی۔۔

کہاں تو وہ دو دو دن تک نہیں آتا تھا اور اگر آتا تھا تو رات ایک یا دو بجے۔لیکن اب روز آنے لگا اور وہ بھی سات بجے ہی۔۔

اسکی یہ تبدیلی سندس کے علاوہ پھپھو اور گھر کے ملازمین نے محسوس کی تھی۔

اور اسکی یہ تبدیلی پھپھو کو بہت چبھی تھی۔۔

اب بھی وہ جلدی آگیا تھا اور کھانے پر سب کے ساتھ تھا۔۔

سندس سرمئی رنگ کے کرتے میں تھی جس پر سیاہ دھاگے کا کام ہوا تھا اور سفید موتی سے اس کام کو سجایا گیا تھا۔

اس پر ڈھیلا سیاہ ٹراؤزر تھا اور سر پر جالی کا ڈوپٹہ جس پر فاصلے سے سفید موتی لگے تھے۔۔

سفید موتی کی طرح اسکا چمکتا چہرہ جو پہلی بار اتنا چمکتا ارسلان نے جب دیکھا تھا جب یونی کی اجازت دی تھی لیکن آج وہی چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔۔۔

ارسلان نے اپنی ماں کی فکر کیے بنا اسے بغور دیکھا۔۔

وہ پلیٹ میں رکھے چاولوں پر نظریں مرکوز کیے اسے گھور رہی تھی جیسے کھا جائے گی۔

پر کھا نہیں رہی تھی بلکہ صرف چمچ سے چاول ادھر ادھر کر رہی تھی یا پھر تھوڑی دیر بعد ایک چمچ منہ میں ڈال رہی تھی۔۔۔

پھپھو کو اسکا اس طرح سندس کو دیکھنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔پہلے وہ اس کو دھتکارتا تھا پھپھو کو تب بھی اعتراض تھا پر تسلی تھی۔ لیکن اب جب سندس ان سے برداشت نہیں ہو رہی تھی تب ارسلان اسکی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔۔

"زرینہ۔۔۔"

پھپھو نے ملازمہ کو آواز لگائی وہ جو کچھ فاصلے پر پیچھے کھڑی تھی فوراً آگے آئی۔ارسلان نے سندس سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھا۔

"جی بی بی۔۔"

"یہ اتنا نمک کیوں ڈالا ہے اس میں۔۔۔؟سالن ہے یا نمک کا مڑو؟ کھانا بنانا نہیں آتا کیا۔۔"

سندس نے بھی نظریں اٹھا کر انہیں افسوس سے دیکھا۔

وہ اسکو نیچا دکھانے کے لیے کیسی حرکتیں کر رہی تھیں۔

اسے یاد آیا اسکی ماں بھی فاطمہ کے ساتھ یہی کرتی تھی۔یہ سالن اسنے بنایا تھا جس کا علم انہیں تھا۔۔

"بی بی یہ میں نے نہیں چھوٹی بی بی نے بنایا ہے۔۔"

زرینہ نظریں جھکائے بولی۔۔

"یہی تو ہوتا ہے پڑھائی کے نام پر بے وقوف بناتی ہیں ورنہ دماغ تو کہیں اور لگے ہوتے ہیں جبھی خیال نہیں رہتا کہ کتنا کیا ڈال رہے ہیں۔

انہوں نے سندس پر طنز کیا تھا اور طنز سے ارسلان کے دل میں شک ڈالنے کا ارادہ تھا۔۔

جاؤ لے کر جاؤ اسے ورنہ اتنا نمکین کھایا تو بلڈ پریشر سے مر جاؤ نگی۔۔"

انہوں نے زرینہ کو ڈش اٹھانے کا اشارہ کیا۔

ارسلان نے انہیں سنجیدگی سے دیکھا۔اور زرینہ کے ڈش اٹھانے سے پہلے خود اٹھالی۔۔

پھپھو نے اسے ماتھے پر بل ڈالے دیکھا اور جب سے تماشائی بنی سندس نے بھی اسے دیکھا۔۔

دل ایک بار پھر مٹھی میں ہوا۔

ابھی ساس سے ذلیل ہوئی تھی اور اب شوہر سے ہونا تھا۔۔

ارسلان نے پلیٹ میں اپنے لیے سالن ڈالا اسے پالک پسند نہیں تھی اور اسے یہ بھی نہیں پتا تھا کہ یہ سندس نے بنائی ہے۔۔

لیکن اسکے یہ جاننے کے بعد کے سندس نے بنائی ہے پالک لیتے دیکھ پھپھو کو جلال چڑھا تھا کہ جب اسے پسند نہیں تو سندس کے نام پر کیوں لی۔۔

اسنے پالک کا باؤل اپنے سامنے رکھا۔۔۔

"ہمم ٹیسٹی۔۔۔ کم آن امی آپ مزاق کر رہی ہیں آئی نو۔۔ کیونکہ اس سے زیادہ نمک تو آپ ڈالتی ہیں۔۔۔۔

اسنے ہنستے ہوئے اپنی ماں کی بات مزاق میں اڑائی پر وہ انہیں بہت کچھ جتا گیا تھا جو سندس تو نہیں پر پھپھو سمجھ گئی تھیں۔ وہ آنکھیں بند رکھنے والا مرد نہیں تھا۔۔ وہ کھلی آنکھیں, کان اور زبان رکھتا تھا۔

"زرینہ نمک لے کر آؤ۔۔

اسنے زرینہ کو نمک لانے کو کہا اسکی بات پر اثبات میں سر ہلاتے زرینہ اندر چلی گئی۔۔

سالن مزے کا ہے پر نمک تھوڑا کم ہے آئندہ خیال رکھنا۔۔"

ایک نظر سندس پر ڈالتے وہ کھانا کھانے لگا۔۔سندس اسے ہونقوں کی طرح دیکھتی رہ گئی۔وہ تو سمجھی تھی ابھی ذلالت کی فلم شروع ہوئی ہے۔۔

اور پھر جب پھپھو کی نظر خود پر محسوس کی تو نظریں جھکا لیں۔

دونوں پر ایک غصے بھری نظر ڈال کر وہ پلیٹ کھسکا کر اٹھ گئیں البتہ ارسلان کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا۔

پھپھو کو اٹھتے دیکھ سندس بھی اٹھنے لگی ویسے بھی زہر مار کھا رہی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو۔۔"

اسکو اٹھتے دیکھ ارسلان نے آئبرو اچکا کر پوچھا۔۔

سندس بنا کوئی جواب دیے نروس سی اسے دیکھے گئی۔۔اور یہ حالت میں وہ ایک بار پھر ارسلان کو بہت معصوم لگی۔۔

اسے سندس پر بے انتہا پیار آیا۔

بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی جو اسے دیکھتے ہی آنے لگی تھی۔۔

افففففف اپنے آنسوؤں کے وار سے اس لڑکی نے ارسلان کی عادتیں بدل دی تھیں۔۔بلکہ شاید ارسلان کو ہی بدل دیا تھا۔۔

"بیوی کا کیا فرض ہوتا ہے۔؟جب تک شوہر کھانا کھا کر نا اٹھے اسکے ساتھ بیٹھے اور کھائے۔"

بہت جتا کر کہا۔۔سندس لب کچلتی واپس بیٹھ گئی۔۔

****

"کیا بات ہے سب اندر ہیں اور تم یہاں کھڑی ہوا کیلی۔۔۔"

زایان مریم کو ڈھونڈتے لان میں آیا تو وہ قدرے کونے میں پودوں کی طرف منہ کیے کھڑی تھی۔۔

زایان اسکے برابر کھڑا ہوا اور اسکے بازو پر ہاتھ پھیلایا۔۔

"تم رو رہی ہو مریم۔۔"

اسنے مریم کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔

مریم نے خاموشی سے اسکے سینے پر سر رکھ دیا۔ وہ اسکے سامنے اپنے آنسو نہیں چھپاتی تھی۔۔

"اسامہ کی یاد آ رہی ہے"

حصار میں لیتے پوچھا۔

مریم نے سر اسکے سینے پر رکھے ہی اثبات میں ہلایا۔۔

"کیوں رو کر بار بار اسے تکلیف دیتی ہو مریم۔۔۔"

زایان نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

"نہیں رویا کرو مریم۔۔۔ تمہارے آنسو اسے بھی تکلیف پہنچاتے ہونگے اور مجھے بھی پہنچاتے ہیں۔۔"

اسنے مریم کو خود سے الگ کر کے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور جھک کر اسکی دونوں آنکھوں کو چوما۔۔

"میں مجبور ہوں زایان۔۔مجھے وہ بہت یاد آتے ہیں۔۔"

"لیکن یاد کر کے رونے سے جانے والے واپس نہیں آتے۔۔۔

صبر کرو مریم۔۔۔وہ بہت اچھی جگہ ہے سکون میں ہے اپنے آنسوؤں سے کیوں اسے تکلیف دے رہی ہو۔۔۔ چلو شاباش صاف کرو اپنے آنسو۔۔"

زایان نے اسے بچوں کی طرح پچکارتے پیار سے اسکے آنسو صاف کیے۔۔۔

"آپکو برا نہیں لگتا زایان میں آپکے سامنے۔۔۔"

مریم بولتے بولتے رک گئی۔۔

"نہیں بلکل نہیں لگتا۔۔اب یہ رونا بند کرو اور یہ فضول کی باتیں سوچنا بھی۔۔اندر چلو مہمان کیا بولینگے کے ہمیں بلا کے میزبان لوبرڈ بنے لان میں کھڑے ہیں۔۔"

زایاں کی بات پر وہ بھیگی آنکھوں سے ہنس دی۔۔اور اسکے سینے پر مکا مارا۔۔

اسکے مکارتے ہاتھ کو تھام کر زایان اسے لیے اندر بڑھ گیا۔۔۔

****

فاطمہ میرب کے ساتھ بیٹھی تھی پر نظریں ارحم پر ٹھہری تھیں۔۔

وہ کتنی خوشنصیب ہوتی اگر اسکی پہلی شادی ہی ارحم سے ہوتی۔۔۔وہ حارث کی طرح نہیں تھا۔۔وہ عزت کرتا تھا اسکی۔۔اور کرتا بھی کیوں نا وہ اپنی ماں کی بہت عزت کرتا تھا۔۔

۔اسنے بچپن سے میرب سے یہی سنا تھا کہ جو مرد اپنی ماں اور بہن کو عزت دیتا ہے وہی اپنی بیوی کو دیتا۔۔لیکن اسنے اپنی غلطی کے مداوے کے لیے فاطمہ سے شادی کی یہ اسکی اچھائی کی سب سے بڑی نشانی تھی۔۔۔

لیکن ساری بات سارے احساسات لفظ "مداوے" پر آکر ختم ہو جاتے تھے۔۔

وہ سندس سے محبت کرتا تھا اور صرف احساس جرم سے اسنے فاطمہ سے شادی کی تھی محض اپنی غلطی کی تلافی۔

ارحم زایان سے الوداعی باتیں کر رہا تھا۔۔اب اسے اور فاطمہ کو واپس جانا تھا۔

اسنے فاطمہ کو دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ارحم کے دیکھنے پر فورا نظریں پھیر لیں ارحم اسکی اس حرکت پر مسکرایا۔۔۔اور زایان کو مل کر اب میرب کی طرف بڑھنے لگا جو فاطمہ کے برابر میں ہی تھیں۔۔۔

****

وہ جلے پیر کی بلی بنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔پہلے تو صرف آفس میں الجھن ہونی شروع ہوئی تھی۔

گھر آکر سکون مل جاتا تھا اب اسکی کمرے میں غیر موجودگی بھی پریشان کر رہی تھی۔۔دل کر رہا تھا بس وہ سامنے رہے۔۔

اپنی حالت پر وہ بہت جھنجھلا رہا تھا کہ اچانک مسکرایا اور لمبی سانس لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

سندس کمرے میں پانی کا گلاس ہاتھ میں پکڑے ادھر سے ادھر چکر کاٹتے پھپھو کا رویہ سوچ رہی تھی۔پہلے تو وہ صرف نظروں سے ناپسندیدگی ظاہر کرتی تھیں پر اب تو ردعمل بھی دکھا رہی تھیں۔۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب کچھ بال اسکے ہاتھ سے لگے وہ سمجھی کیڑا ہے اسلیے ہڑ بڑائی اور اس ہڑ بڑاہٹ میں گلاس ہاتھ سے نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔

اسنے ایک گہری سانس لی اور ٹوٹا گلاس اٹھانے کی غرض سے نیچے بیٹھ گئی۔۔

"تم کیا کر رہی ہو؟"

ارسلان بنا نوک کیے اندر آ گیا تھا اور وہ جو ڈپٹا ایک طرف رکھے نیچے سے کانچ کے ٹکڑے اٹھا رہی تھی ہڑ بڑا کے اٹھی۔

شاید گلاس ٹوٹ گیا تھا

"جی آپ؟۔وہ میرے سے گلاس ٹوٹ گیا تھا وہ اٹھا رہی تھی۔"

اسکو ارسلان کی موجودگی اپنے کمرے میں عجیب لگی تھی اور جتنے حق سے وہ بنا نوک کیے آیا تھا وہ اور عجیب لگا تھا ۔اسنے بولنے کے ساتھ ڈوپٹہ اوڑھا اسکی یہ حرکت ارسلان نے بخوبی نوٹ کی تھی۔

"بہت زیادہ آرام طلب نہیں ہو گئیں ہیں آپ؟ کے کمرے سے نکلنے کی زحمت نہیں کرتیں۔"

طنزیہ پوچھا۔۔

"آپ نے ہی کہا تھا کہ آپ میری شکل نہیں دیکھنا چاہتے اسلیے آپ کے سامنے نہیں آیا کروں"

یہ بولتے ہوئے اسے اپنا آپ کتنا حقیر لگا تھا یہ وہی جانتی تھی۔

اسکی بات پر کچھ لمحے تو ارسلان لاجواب ہو گیا۔

اب کیا بتاتا اسکو کہ اسکی غیر موجودگی اسے بری لگ رہی ہے۔ وہ اب دیکھنا چاہتا ہے اسے نظروں کے سامنے۔۔ پر وہی انا کا مسئلہ۔

"ہاں کہا تھا پر یہ نہیں کہا تھا کام کاج سے ہاتھ اٹھا کے مفت کی روٹیاں توڑو۔۔"

اس نے یہ بات اسلیے کہی تھی کہ کہیں سامنے کھڑی اسکی بیوی جو زبردستی اسکی زندگی میں لائی گئی تھی جس کا زمہ دار بھی وہ خود تھا وہ اسکی چوری نہ پکڑ لے۔ لیکن یہ بات سامنے کھڑی لڑکی کے دل پر کاری ضرب کی طرح لگی تھی اتنی ذلت اسکی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں جسے بمشکل اسنے ضبط کیا تھا۔

"آپکو کوئی کام تھا؟"

اسکی باتوں کا وہ یہی مطلب سمجھی تھی کہ اسے کوئی کام ہو گا۔

اسکے اسطرح پوچھنے پر وہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگا۔

اب کیا کہتا جس کمرے سے اسنے بے عزت کر کے نکالا تھا اسی کمرے میں دوبارہ اسے دیکھنے کا خواہشمند ہے۔۔

۔۔

"میں شوہر ہوں میرا رتبہ بہت بڑا ہے۔۔اور میری عزت دیکھو کہ مجھے خود آکر اپنے کام بتانے پڑ رہے ہیں لیکن میری بیوی کو یہ توفیق نہیں ہے کہ اپنے شوہر سے آکر پوچھ لے کہ کوئی کام تو نہیں ہے۔"

اسکے اسطرح استحقاق سے میری بیوی کہنے پر وہ چونکی تھی پر جلد ہی اپنی حیرت پر قابو پا گئی اب کوئی خوش فہمی کی گنجائش نہیں تھی اسکی زندگی میں۔

"آپ نے کمرے میں آنے سے منع کیا تھا"

وہ تو نارملی بات کر رہی تھی پر ارسلان کو نجانے کیوں یہ بحث لگ رہی تھی۔اور مشکل ترین بحث کیونکہ وہ جو جواب دے رہی تھی اسکا جواب ارسلان کے پاس نہیں تھا۔

"اوکے اب میں ہی کہہ رہا ہوں۔کمرے میں آؤ اور آکر عزت سے پوچھو مجھے کیا کام ہے"

احسان جتاتے وہ کمرے سے نکل گیا۔

اسکے جانے کے بعد اسنے اپنے آنسو پیتے لب بھینچے اور ان ٹوٹے کانچ کے ٹکڑوں کو دیکھا۔۔

بلکل اسکی طرح ٹوٹے ہوئے۔

اور پھر کمرے سے نکل گئی۔مزید ذلت برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں تھا۔

کمرے کا دروازہ بجا کے اجازت ملنے پر وہ اندر گئی۔

وہ بیڈ پر بیٹھا لیپ ٹاپ کھول رہا تھا۔اسکی موجودگی محسوس کر کے اسکی طرف دیکھا اور اسکے پوچھنے پر ایک کپ چائے کا آرڈر دے دیا۔

وہ چائے لینے گئی تو وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے دوسرا کام سوچنے لگا۔

"ایسا کونسا کام کہوں کے یہ یہیں رہے۔۔"

مستقل سوچتے وہ اپنا نچلہ ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ وہ چائے لے آئی۔

"زہر تو نہیں ملایا اس میں۔ کہ ایک ہی بار کام ختم کر دوں تو جان چھوٹ جائے"

مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے وہ چائے کی طرف اشارہ کر کے پوچھنے لگا۔

وہ صرف نفی میں سر ہلا گئی اور واپس جانے لگی۔

"میں نے کہا جانے کو؟ مجھے اور بھی کام ہو سکتا ہے۔ اب ہر بار میں خود روک کر کہوں؟"

آئبرو اچکا کر پوچھا۔

"اور کوئی کام ہے آپکو"

وہ ضبط کرتے پوچھنے لگی۔ اگر اسکی زندگی پہلے جیسی ہوتی تو وہ سامنے بیٹھے شخص جو اب اسکے شوہر کے مرتبے پر فائز تھا اسے ایسا جواب دیتی کے دوبارہ منہ نا پڑتا کچھ بولنے کا۔

"ہاں میرے پاؤں میں درد ہے۔۔

پاؤں دباؤ میرے"

بول کر وہ بظاہر لیپ ٹاپ میں مصروف ہو گیا لیکن اسکی مکمل توجہ اسی پر تھی اور وہ اسکو دیکھتی اسکے پاؤں کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور اسکے پاؤں دبانے لگی۔اسکے ہاتھ نرم تھے اور وہ اتنے آرام سے دبا رہی تھی کہ ارسلان کو لگا وہ مزاق کر رہی ہے۔پر اسے کونسا فرق پڑتا تھا وہ تو چاہتا تھا وہ سامنے رہے اور وہ سامنے تھی۔

****

مریم,سفیان میرب اور باقی سب سے مل کر جیسے ارحم فاطمہ کا ہاتھ پکڑ کر آیا تھا ویسے ہی نکلنے لگا۔

جب باہر نکلتے وقت کسی کی سرغوشی سنائی دی۔۔

"یہ وہی ہیں نہ۔پہلے سے چکر تھاناجائز تعلقات تھے۔۔اب دیکھو شادی کر کے کیسے شریف بنے گھوم رہے ہیں۔۔"

ایک عورت کی ناگوار آواز کانوں سے ٹکرائی تھی۔فاطمہ نے نامحسوس انداز سے ارحم کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچا لیکن اس بار ارحم نے اسکا ہاتھ نہیں چھوڑا بلکہ اور مضبوطی سے تھام لیا۔۔

وہ رک کر پلٹا۔۔اور اس عورت کے سامنے گیا جس نے ابھی یہ کہا تھا اور جو پہلے کی طرح ابھی بھی انہیں ناگوار نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔

"ہاں کرلی شادی۔۔آپکو کوئی اعتراض ہے؟کس بات پر اعتراض ہے؟کہ آپکو شادی میں نہیں بلایا۔۔۔

وہ بلند آواز میں بولا تھا کہ وہ عورت کے ساتھ ساتھ فاطمہ بھی بوکھلا گئی تھی۔سب انکی جانب متوجہ ہوئے تھے ۔زایان,مریم,میرب,کلثوم اکبر صاحب اور زایان کے کزنز سب قریب آئے تھے۔

اگر اس بات پر اعتراض ہے تو ہم نے دھوم دھام سے شادی نہیں کی پر ولیمہ انشاءاللہ بہت دھوم دھام سے کرینگے ضرور آیئے گا۔۔

اور اگر اس بات پر اعتراض ہے کہ نکاح کیوں کر لیا تو جب بنا نکاح کے تعلق رکھا ہوا تھا آپ لوگوں کو تب بھی اعتراض تھا اور اب جب نکاح کر لیا تو تب بھی چبھ رہا ہے۔۔

سب نے اس پڑھی لکھی عورت کو حیرت سے دیکھا اب وہ صحیح معنوں میں گڑبڑا گئی تھی۔

"بیٹی ہے آپکی کوئی؟"

ارحم کا لہجہ ہنوز وہی تھا۔۔

"جی۔۔"

وہ عورت بس اتنا بول سکی۔۔ سامنے کھڑے شخص کا روب ہی اتنا تھا ورنہ اسکو مسکراتے دیکھ وہ عورت کچھ اور ہی سمجھ بیٹھی تھی۔۔۔

"کتنی بیٹیاں ہیں؟"

ایک اور سوال۔۔

"دو۔۔"

"تو انکی تربیت کی فکر کریں۔دو بیٹیوں کی پرورش اور انکی عزت کا خیال رکھنا ویسے بھی بہت زیادہ مشکل ہے جب آپ دوسروں کی بیٹیوں پر انگلی اٹھائیں۔۔ایسا نا ہو ایک انگلی میری بیوی پر اٹھائیں تو باقی چار آپکی بیٹیاں اپنے اوپر اٹھوالیں۔۔۔"

بات مکمل کر کے بنا کسی کی طرف دیکھے یا سنے وہ مضبوطی سے فاطمہ کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

پیچھے سب اس عورت کو افسوس سے دیکھنے لگے۔۔۔

جبکہ مریم اور میرب مسکرا رہے تھے۔۔پہلے تسلی تھی اب یقین ہو گیا تھا کہ فاطمہ صحیح ہاتھوں میں گئی ہے۔۔۔

وہ فاطمہ کا ہاتھ تھام کے باہر لایا اور گاڑی کے پاس لا کر چھوڑ دیا۔

فاطمہ کو آج اسکا ابھی یوں ہاتھ چھوڑنا برا لگا تھا۔۔

"آپ نے انکو یہ کیوں بولا کے پہلے بنا نکاح کے تعلق تھا اور اب نکاح کر لیا تو کیا مسئلہ ہے۔۔سب کیا سمجھینگے کہ میں اور آپ۔۔"

آنسوں بھری آنکھوں سے وہ افسوس سے ارحم کو دیکھنے لگی جو ایک بار پھر رسوا کر آیا تھا۔۔

"کس کو یقین دلانا چاہتی تھیں اپنی پاک دامنی کا؟۔۔اپنی امی کو یا بھابھی کو؟انکو پہلے سے یقین ہے اور کس کو دلانا چاہتی تھیں اور کیوں؟۔۔۔جس کو یقین ہونا چاہیے انکو ہے اور جنکو نہیں ہے انکے یقین ہونے نا ہونے سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔جس کو یقین ہو اسے دلانے کی ضروت نہیں پڑتی۔۔۔

آج پہلی بار وہ فاطمہ سے غصے میں بات کر رہا تھا۔فاطمہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

جتنا یقین دلالو کوئی یقین نہیں کرے گا کیونکہ کوئی یقین کرنا ہی نہیں چاہتا۔اور ایک اور بات خاموشی بہترین جواب ہوتی ہے مگر ہر بار نہیں۔۔ہر بار خاموشی کو بہترین جواب سمجھنے والا بے وقوف ہوتا ہے۔۔

جہاں بولنا چاہیے وہاں بولنا چاہیے۔۔خاص کر جب بات اپنے کردار پر آئے تب۔۔یقین دلانے اور بولنے میں فرق ہے فاطمہ ارحم۔۔۔

یہی فرق تمہیں سمجھ نہیں آتا۔۔

یقین ہر کسی کو نہیں دلایا جاتا۔۔اور ہر جگہ بولا بھی نہیں جاتا لیکن جہاں بولنا چاہیے وہاں بولنا سیکھو۔۔گھر والوں کے سامنے گز بھر کی زبان نکالنا بڑی بات نہیں ہے جہاں بولنا چاہیے وہاں بولنا سیکھو۔۔۔"

ایک ایک لفظ چبھا کر بولتے وہ فاطمہ کو سن کر گیا۔۔

وہ اسکا محافظ تھا حارث جیسا محافظ نہیں جو اسے بدنام کرتا وہ اسکی آبرو کی حفاظت کر رہا تھا یہاں وہ غلط ثابت ہوئی تھی۔

گھر والوں کے سامنے گز بھر کی زبان چلانے کا طنز بھی اس نے فاطمہ پر ہی کیا تھا وہ میرب اور عارف صاحب سے ملنے جاتا رہتا تھا اور انہوں نے ہی بتایا تھا کہ وہ کس طرح گھر میں زبان چلاتی تھی۔۔۔

فاطمہ کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔فاطمہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔پورے راستے خاموشی رہی اور پھر ارحم اسے گھر کے دروازے پر اتار کر اسکے اندر جانے کے بعد دروازے سے ہی واپس چلا گیا۔۔۔

****

دو گھنٹے ہو چکے تھے اور وہ اسکے پاؤں دباتے بیٹھی تھی۔

نیند سے برا حال تھا۔

وہ انتظار میں بیٹھی تھی کہ کب وہ اسے اجازت دے اور وہ اپنے کمرے میں جائے۔

وہیں دوسری طرف ارسلان بھی بے وجہ لیپ ٹاپ پر بیٹھا اسکے سونے کا انتظار کر رہا تھا۔

اب یہ بھی نہیں بول سکتا تھا کہ یہیں سو جاؤ کیونکہ خود ہی تو کمرے سے ذلیل کر کے نکالا تھا۔

اب تو خالی بیٹھے بیٹھے کمر بھی دکھ رہی تھی۔

"بہت ہی ڈھیٹ ہڈی ہے۔ کل دن میں پاؤں دبانے کا شوق پورا کرواؤنگا"

جھنجھلا کر سوچا تھا۔

دس منٹ اور گزرے تو وہ اسکے پاؤں پر رکھے اپنے ہاتھوں پر سر رکھ کر سو گئی۔ سارے دن کی تھکی اس پر نیند کا غلبہ اتنا تھا کہ اسے ہوش ہی نہ رہا وہ کہاں سو رہی ہے۔۔

اسکے سوتے ہی ارسلان نے سکون کا سانس لے کر شکر ادا کیا اور اپنی گود سے لیپ ٹاپ اٹھا کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

آرام سے اسکے ہاتھ کے نیچے سے اپنا پاؤں نکالا۔

وہ اب بھی بیٹھنے کے انداز میں سو رہی تھی۔ جیسے سجدے کی حالت ہوتی ہے۔

وہ اٹھا اور پانچ منٹ ایسے ہی بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ پھر پانچ منٹ بعد اسکے کان کے قریب چٹکی بجائی۔ وہ گہری نیند میں جا چکی تھی۔

ارسلان نے اسکا تکیہ اپنے تکیے کے برابر سیٹ کیا۔

اور پھر بہت آرام سے اٹھا کر اسے اسکی جگہ پر لٹایا۔

"ہشششش ڈھیٹ ہو بہت۔۔ کمر دکھا دی میری۔۔ بلاوجہ اتنا لمبا بیٹھنا پڑا۔"

سوئی ہوئی سندس کو دیکھتے وہ اس کے سرہانے بیٹھے اس سے بات کر رہا تھا۔

"ویسے اتنی معصوم ہو یا مجھے لگتی ہو۔۔؟ شروع میں تو دل کرتا تھا کہ اتنی زور کا تھپر ماروں تمہارے ان گالوں پر

اسنے انگھوٹے سے سندس کا گال سہلایا۔

کے ماروں اس گال پر اور خون اس گال سے نکلے۔

لیکن اب۔۔۔ہاں اب دل کر رہا ہے ان گالوں پر اسٹار بناؤں۔۔"

کہتے ساتھ وہ خود ہی مسکرایا۔۔

اگر اس وقت سندس یہ سب سن لیتی تو اپنی عقل پر شبہ کرتی۔

"چلو بنا دیتا ہوں۔۔تمہاری کیوٹنیس کا انعام"

کہتے ساتھ وہ اٹھا اور اپنے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے پین نکالا۔اور واپس سندس کے سرہانے بیٹھا۔اور پھر بہت دل جمعی سے اس کے گال پر ایک بڑا سا اسٹار بنا دیا۔

اور پھر جھک کر اس اسٹار پر اپنے لب رکھ دیے۔

اور پھر مسکرا کر کھڑا ہوا اور لائٹ آف کر کے اپنی جگہ پر لیٹ گیا۔

وہ اس سے فاصلے پر تھا اور ہی اسکی سندس سے کوئی بات ہوئی تھی پر کمرے میں اسکی موجودگی ہی سکون کا باعث تھی۔

یہ وہی لڑکی تھی جسے وہ اب تک ذلیل کرتا آیا تھا۔۔

****

رات کے دو بج رہے تھے اور وہ بے چین سی کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔

بیچ بیچ میں کھڑکی سے باہر بھی دیکھ لیتی۔۔

ارحم اسے گھر چھوڑ کر خود چلا گیا تھا اور ابھی تک نہیں آیا تھا۔

اب تو نیند سے بھی برا حال تھا۔

"میں کیوں جاگ رہی ہوں؟"

ٹہلتے ٹہلتے ایک دم قدم رکے۔۔

"لعنت ہو تم پر فاطمہ۔۔اب یہ سوچ رہی ہو اتنے گھنٹے برباد کرنے کے بعد۔"

اسنے خود کو نوازہ۔۔

"بھاڑ میں جائیں میری طرف سے۔اگر آج میرے لیے بولے بھی ہیں تو احسان نہیں کیا آخر بدنامی بھی تو انہیں کی وجہ سے سر آئی ہے۔۔"

اپنے کہے کی خود کو ہی وضاحت دیتے وہ لیٹ گئی۔۔

اور کچھ ہی دیر میں دنیا سے بے گانی وہ نیند میں چلی گئی۔۔

****

صبح ارسلان کی آنکھ کھلی۔۔سب سے پہلے اسکی نظر اپنے برابر میں سوئی سندس پر پڑی۔

وہ لیٹے لیٹے اسے دیکھنے لگا۔

صبح کا آغاز اتنا خوبصورت ہوا تھا پورا دن اچھا جانا تھا۔

وہ کافی دیر اسے یونہی دیکھتا رہا۔

وہ کسمسا کر چہرے کا رخ دوسری طرف موڑ گئی۔

اسکے چہرا دوسری طرف موڑنے سے گال پر بنا سٹار نظر آیا۔

وہ سٹار کو دیکھتے ارسلان کو ہنسی آئی۔۔

وہ اسے بنا اٹھائے فریش ہونے چلا گیا۔۔۔

پانی گرنے کی آواز سے سندس کی آنکھ کھلی۔۔ گھڑی میں وقت دیکھا تو ساڑھے آٹھ ہو چکے تھے۔

بے ساختہ اسنے سر پر ہاتھ مارا یونی کے لیے لیٹ ہو گئی۔۔۔

کمفرٹر ہٹا کر اٹھنے لگی تو حیرت سے کمرے کو دیکھنے لگی۔

یہ اسکا کمرہ تو نہیں تھا۔۔ یہ ارسلان کا کمرہ تھا اسنے زہن پر زور ڈالا تو یہی یاد آیا کہ وہ ارسلان کے پیر دبا رہی تھی۔

اسکے بعد کچھ یاد نہیں تھا۔

وہ انہیں سوچوں میں تھی جب کلک کی آواز سے کمرے کا دروازہ کھلا۔

اسنے دروازے کی طرف دیکھا پھپھو اسے غصے سے گھور رہی تھیں۔۔

واشروم سے پانی گرنے کی آواز آنا بند ہو چکی تھی۔۔

"کیا کر رہی ہو یہاں؟"

ماتھے پر بل ڈالے وہ سندس کے پاس آئیں۔

سندس کو کچھ سمجھ نہیں آیا وہ کیا بولے کیونکہ اسے خود کچھ یاد نہیں تھا اور ارسلان نے اسے یہاں سلایا ہو یہ ناممکن تھا۔ وہ پہلی فرصت میں اسے ذلیل کر کے نکالتا۔۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں۔۔ وہ نہیں برداشت کرتا تمہیں پھر۔۔؟۔"

وہ اب بھی خاموش رہی۔ پھپھو کا غصہ بڑھا۔ ویسے ہی ارسلان کے تیور درست نہیں تھے۔

"آخری بار پوچھ رہی ہوں یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟"

چبھا چبھا کر پوچھا۔۔

"امی آپکو نہیں لگتا یہ بہت بچکانہ سوال ہے۔۔

سندس اور پھپھو دونوں نے پیچھے دیکھا جہاں وہ ٹراؤزر پر گلے میں تولیہ ڈالے کھڑا تھا۔

بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔۔

"ظاہر سی بات ہے بیوی اپنے شوہر کے کمرے میں ہی رہتی ہے۔ یہ کیسا سوال ہوا۔۔"

تولیے سے بال رگڑتا وہ ہنستا ہوا اپنی ماں اور سندس کے پاس آیا۔۔

۔

"لیکن تم نہیں چاہتے تھے کہ یہ تمہارے کمرے میں رہے۔۔"

انہوں نے جتایا

"ہاں نہیں چاہتا تھا۔"

سکون سے جواب دیا۔

"تو پھر"

چبھا کر پوچھا۔۔

"پر اب چاہتا ہوں۔۔"

وہی پر سکون انداز۔۔

اب کے سندس بھی چونکی۔

اور پھپھو کی تو غصے سے حالت بری ہو رہی تھی۔

"ارسلان نیازی وہ بیوی ہے تمہاری۔۔ تمہارے کلب کی لڑکیاں نہیں جسے تم وقتی تعلق بنانے کے لیے کمرے تک لے آؤ۔۔"

تیر بلکل نشانے پر لگا تھا۔

سندس کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے بھری تھیں۔وہ بے یقینی سے ارسلان کو دیکھنے لگی وہ اتنا گر گیا تھا کہ وقت گزاری کے لیے اسے۔"

وہ آگے سوچ نا سکی۔۔

ارسلان نے غصے سے جبڑے بھینچے۔۔

وہ اسکی محبت کو کتنا گھٹیا بول رہی تھیں۔وہ تو اسکو محبت سے اپنے قریب لایا تھا۔اسنے تو ایسا کچھ سوچا تک نہیں تھا۔۔

"بیوی ہے اسی لیے کمرے تک لایا ہوں۔ورنہ تعلق بنا کمرے میں لائے بھی بن سکتا ہے۔"

ایک ایک لفظ پر زور دیا تھا۔یہ اسکی ضبط کی نشانی تھی۔۔

"سندس جا کر فریش ہو ویسے ہی یونی کے لیے لیٹ ہو چکی ہو۔"

بنا اسکی طرف دیکھے وہ اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔

سندس خاموشی سے باہر جانے لگی جب ایک بار پھر ارسلان کی آواز آئی لیکن اس بار آواز میں سختی تھی۔۔

"ایس اے آج سے تمارا کمرا یہی ہے اسی لیے واشروم اور وارڈروب بھی یہیں کی استعمال کرو۔۔"

پھپھو کا چہرہ غصے سے دھواں ہو رہا تھا۔پہلے ہی بیٹا ہاتھ میں نہیں تھا پر اب جو تھا وہ بھی گیا۔۔

"وہ۔۔میرے کپڑے وہاں ہیں۔۔"

"پانچ منٹ کے اندر اپنے کپڑے لے آؤ اور آج اپنا سامان اس کمرے میں شفٹ کر لینا۔"

سندس فورا سے کمرے سے نکلی تھی اگر اب دیر ہوئی تو وہ اسے ہی ذلیل نا کر دے۔اس کے غصے کو دیکھتے وہ پھپھو کا بویا فساد بھی بھول گئی۔۔

"غلط کرتے آئے ہو ہمیشہ تم ارسلان اور اب بھی غلط ہی کر رہے ہو۔وہ لڑکی تمہارے قابل نہی۔۔"!

"وہ لڑکی نہیں سندس ارسلان بولیں یا آپ اسکو ایس اے بھی بول سکتی ہیں "

اسنے جان بوجھ کر پھپھو کے سامنے سندس اور اپنا نام ساتھ لیا تھا۔

ایک ناگوار نظر اپنے بیٹے پر ڈالتے وہ کمرے سے نکل گئیں۔

ارسلان نے بھی سر جھٹک کر ڈریسنگ روم کی طرف قدم بڑھائے۔اسے آفس بھی جانا تھا اور سندس کو یونی چھوڑنے بھی خود ہی جانا تھا۔

یہ فیصلہ اسنے کل رات کو ہی کیا تھا۔۔۔

****

ارحم رات کو حماد کے ساتھ تھا اور وہ لوگ حماد کے فلیٹ پر ہی ٹھہرے تھے۔۔

وہ رات کو ہی واپس آجاتا پر آنکھ لگ گئی۔۔اور آنکھ کھلی تو صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔

وہ جلدی سے اٹھا نظر دوسرے صوفے پر سوئے حماد پر پڑی اس کو اٹھانے کے ارادے پر مٹی ڈالتا وہ باہر کی جانب بڑھ گیا کیونکہ جانتا تھا اگر اسے اٹھانے بیٹھا تو ایک گھنٹہ مزید لگے گا۔

وہ گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر نکل گیا۔

بیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد گھر پہنچا۔اور خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے میں آیا تو جھٹکا لگا۔۔

گھڑی پر نظر ڈالی تو ساڑھے گیارہ میں پانچ منٹ کم تھے۔

اسنے گھڑی کو دیکھا پھر بیڈ پر سوئی اپنی بیوی کو۔

وہ اب تک گہری نیند میں تھی۔

اسے بے ساختہ ہنسی آئی۔

میرب اور عارف صاحب نے اسے فاطمہ کی نیند سے محبت کے بارے میں بھی بتایا تھا پر اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اسکی بیوی کو اس قدر نیند آتی ہے۔

وہ ہنستا ہوا واشروم میں چلا گیا۔

پانچ منٹ بعد فریش ہو کر ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں باہر نکلا آج آفس نہیں جانا تھا بلکہ دوسرے کام فارغ کرنے تھے۔۔

****

وہ اپنے کمرے میں کپڑے لینے گئی۔ کپڑے لے کر کمرے سے باہر نکلنے لگی جب شیشے کے سامنے سے گزرتے واپس شیشے کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔

حیرت اور صدمے سے اپنے گال پر بنے اس بڑے سے سٹار کو دیکھنے لگی۔

پھر کمرے سے نکل کر باہر چلی گئی۔

واپس ارسلان کے کمرے میں آئی تو وہ شیشے کے سامنے کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا۔۔

سندس اسے بنا کچھ کہے خاموشی سے واشروم میں جانے لگی لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گئی۔

کشمکش میں تھی کہ پوچھے کہ نہیں کیونکہ اب تک تو اسکا رویہ ٹھیک تھا پر کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ پل میں بدل جائے۔۔

"کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔۔"

بنا اسکی طرف دیکھے ہی پوچھا۔

"جی۔۔ نہیں۔ وہ میں۔۔۔"

ارسلان نے لمبی سانس لی اور اسکے روبرو آیا۔ سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھنے لگا۔۔

"وہ میں۔۔ یہ سٹار آپنے بنایا ہے؟۔۔۔"

وہ بنا نظریں ملائے گھبراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔ کوئی بعید نا تھی کہ وہ ابھی کمرے سے ذلیل کر کے باہر کر دیتا

۔۔۔

ارسلان کو اسکے انداز پر ہنسی آئی پر کمال مہارت سے سنجیدگی برقرار رکھی۔

"میری طرف دیکھو ایس اے۔۔"

اسکے کہنے پر سندس نے اسے دیکھا۔۔۔

"کیا میں تمہیں نرسری کا بچہ نظر آتا ہوں۔۔

آئبرو اچکا کر پوچھا۔سندس گڑبڑا گئی۔۔

"یا تم خود کو نرسری کی بچی سمجھ رہی ہو اور مجھے اپنی ٹیچر کے میں تم سے خوش کو ہو کر تمہاری کیوٹنیس کے انعام کے طور پر تمہارے گال پر بڑا سا سٹار بناؤنگا۔۔"

اسنے بلکل سنجیدگی سے پوچھا تھا کہ سندس تو کیا کوئی دوسرا بھی اس پر شک نہیں کرتا۔۔

"نہیں وہ۔۔رات کو نہیں تھا۔۔میں نے بھی۔ نہیں بنایا۔۔۔تو"

"ایس اے۔۔میں ایک جوان مرد ہوں نا کہ بچہ جو یہ بچکانہ حرکتیں کرونگا اور میری جوانی کا ثبوت آپ خود ہیں کیونکہ میرا نہیں خیال کے بچوں کی شادیاں ہوتی ہیں یا انکی بیویاں ہوتی ہیں۔۔"

"نہیں وہ۔۔میں تیار ہو جاتی ہوں۔میرا امپورٹنٹ لیکچر ہے۔۔۔"

وہ جلدی جلدی بول کر واشروم میں گھس گئی۔

اسکے اندر جاتے ہی ارسلان نے منہ پر ہاتھ کی مٹھی رکھ کر ہنسی روکی تھی اسکے باوجود وہ بہت ہنسا تھا۔

"میری معصوم ایس اے۔۔"

نفی میں سر ہلاتے وہ باہر نکل گیا۔۔

****

فاطمہ بارہ بجے سو کر اٹھی تھی۔ناشتہ کر کے زینت کے ساتھ دوپہر کا کھانا بنوایا۔

اور پھر زینت کے کمرے میں جانے کے بعد وہ خود بھی کمرے میں آ گئی۔۔۔

بور ہو رہی تھی کچھ سمجھ نہیں آیا تو موبائل پر کینڈی کرش کھیلنے لگی۔۔۔

دس منٹ گزرے تھے جب ارحم کمرے میں داخل ہوا۔

فاطمہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

کیونکہ اس کے ہاتھ میں فاطمہ کا بیگ تھا جو وہ یونی جاتے وقت لیتی تھی۔اور دوسرے ہاتھ میں کپڑے کا ایک اور بیگ تھا۔

ارحم نے دونوں چیزیں بیڈ پر رکھیں۔

کپڑے کے بیگ سے اسکے نوٹس باہر نکلے۔۔

"یہ سب کیا ہے۔۔"

اسنے ناسمجھی سے پوچھا۔

"بکس اور نوٹس ہیں۔"

ارحم سامنے صوفے پر بیٹھا۔۔

"وہ مجھے دکھ رہا ہے پر یہ میری کتابیں ہیں۔۔"

"ہاں جانتا ہوں۔۔ تم کل سے یونی کنٹنیو کر رہی ہو۔۔ اسلیے آج ہی لے آیا۔۔"

کچھ لمحے تو فاطمہ خاموش ہو گئی۔ اسے یاد آیا وہ کتنا روئی تھی اور کتنی منت سماجت کی تھی اسنے کہ اسے پڑھنے دیں پر کسی نے سنی نہیں اب جب اسے شوق ہی نہیں رہا تو اسے کہا جا رہا ہے پڑھ لو۔۔

"میں نہیں پڑھنا چاہتی۔۔"

اسنے واپس موبائل کی طرف متوجہ ہوتے کہا۔۔

دل سے کہیں آواز آئی کہ کاش وہ اس معاملے میں زبردستی کر لے۔۔

"کیوں نہیں پڑھنا۔۔؟ کب تک لوگوں کو فیس کرنے سے ڈرو گی یا چھپ کر بیٹھو گی۔۔؟"

ارحم نے مصنوعی غصے سے کہا۔۔

"وہ وجہ نہیں ہے۔۔"

نظریں اب بھی موبائل پر تھیں۔

"پھر؟"

ارحم اسکے چہرے کو بغور دیکھتے پوچھنے لگا

اسکا رنگ واپس کھل رہا تھا۔

"مجھے یونی چھوڑے ایک سال ہونے والا ہے۔۔مجھے یونی سے نکال دیا ہو گا۔۔"

اسنے ایک نظر ارحم کو دیکھا اور واپس موبائل پر نظریں جما لیں۔۔

"میں بات کر چکا ہوں۔۔جس سمیسٹر سے چھوڑا تھا وہیں سے شروع کر سکتی ہو"

اسنے اطمینان سے جواب دیا۔وہ کل ہی یونی کے پرنسپل سے بات کر چکا تھا۔۔

"میں نہیں پڑھ سکتی۔ میں سب بھول گئی ہوں۔"

دلیل زیادہ بے کار نہیں تھی پر ارحم کو بلکل بے کار لگی۔۔

ارحم کھڑا ہوا اور اسکے سامنے آیا۔

فاطمہ نے اسے پھر نا سمجھی سے دیکھا۔

"مجھے نہیں لگتا اے ون پر سینٹیج لانے والی لڑکی کو جسکی ذہانت کی گواہی اسکے استاد دیتے ہوں اسکے لیے مینج کرنا مشکل ہو گا۔

میں تمہارے سارے سبجیکٹ کے پروفیسرز سے مل چکا ہوں اور بات بھی کر لی ہے۔ ویسے تو انکا کہنا یہی ہے کہ تم اتنی ذہین ہو کہ خود ہی کور کر لو گی۔ پر مجھے انکی بات پر اور تمہاری ذہانت پر بلکل یقین نہیں تھا اسلیے انسے بات کر لی ۔کسی بھی چیز میں پریشانی ہوئی تو وہ مدد کرینگے۔ کل سے یونی جانا ہے تمہیں لازمی اور ہاں اگر یہ سوچ کر نہیں جا رہی کہ کیسے فیس کرو گی۔ تو یقین کرو بہت اچھے سے فیس کر لو گی۔"

اسکی ذہانت کا مزاق اڑاتے آخر میں اسکی حوصلہ افزائی کر کے وہ کمرے سے نکل گیا۔

فاطمہ اسکے جانے کے بعد پانچ منٹ تک کچھ سوچتی رہی پھر آگے بڑھ کر بیگ میں سے اپنی بکس اور نوٹس نکالنے لگی۔۔

****

"اسلام و علیکم آنٹی۔۔"

تہمینہ آنکھیں بند کیے صوفے پر بیٹھی تصبیح پڑھ رہی تھیں جب نسوانی آواز آئی۔

انہوں نے آنکھیں کھول کر دروازے پر دیکھا اور نظریں وہیں ساکت ہو گئیں۔

جینز کی ٹائٹ پینٹ اور اس پر سفید آفس شرٹ۔

بالوں کی پونی ٹیل بنائے وہ سفید رنگت کی پھیکی سی لڑکی تھی یا پھر انہیں وہ پھیکی لگی۔ کیونکہ اصل شکل تو میک اپ کے پیچھے چھپی تھی۔

تہمینہ کی نظروں میں ناگواری اتری۔اس لڑکی کے ساتھ ہی حارث کھڑا تھا۔

حارث اسے اندر لے کر آیا اور اسے صوفے پر بٹھایا اور خود بھی اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"امی یہ شائستہ ہے۔۔ جس کا میں نے بتایا تھا۔۔"

"نام اسکی شخصیت سے بلکل میل نہیں کھاتا۔"

انہوں مسکراتے ہوئے اسکے نام اور حلیے پر طنز کیا

حارث کے ساتھ بیٹھی لڑکی کی مسکراہٹ غائب ہوئی اور اسنے حارث کو دیکھا۔

"امی۔ یہ وہی لڑکی ہے جس سے میں شادی کر رہا ہوں۔۔"

اسنے یہ نہیں کہا کے میں کرنا چاہتا ہوں بلکہ یہ کہا کہ میں کر رہا ہوں۔

اب کے وہ لڑکی واپس مسکرائی۔

"میں اسے گھر دکھا دوں۔"

سنجیدگی سے کہتا وہ اٹھا ساتھ شائستہ بھی اٹھ گئی۔

تہمینہ ناگواری سے اس پر کٹی لڑکی کو دیکھنے لگیں۔

انہیں یقین نہیں آیا یہ لڑکی حارث نے پسند کی ہے۔۔

****

گاڑی میں مستقل خاموشی تھی۔۔

سندس آپس میں انگلیاں مروڑتے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔

ارسلان نے ایک نظر اسے دیکھا اور میوزک آن کر دیا۔

"کچھ اس طرح تیری پلکیں میری پلکوں سے ملادے۔۔

آنسو تیرے سارے میری پلکوں پہ سجادے۔۔۔

کچھ اس طرح تیری پلکیں میری پلکوں سے ملادے۔

آنسو تیرے سارے میری پلکوں پہ سجادے۔۔۔

عاطف اسلم کی دھیمی اور خوبصورت آواز گاڑی میں گونجی۔سندس نے چونک کر ارسلان کو دیکھا۔وہ اسکی طرف متوجہ نہیں تھا وہ اپنی توجہ ڈرائیونگ کی طرف مرکوز کیے خود بھی ساتھ ساتھ گنگنا رہا تھا۔۔

تو ہر وقت ہر گھڑی میرے ساتھ رہا ہے۔۔

ہاں جسم کبھی دور کبھی پاس رہا ہے۔۔

جو بھی غم ہیں یہ تیرے انہیں تو میرا پتا دے۔

کچھ اس طرح تیری پلکیں میری پلکوں سے ملادے آنسو تیرے سارے۔۔

سندس پہلو بدل کے رہ گئی۔۔

ارسلان کو گانے کا ہر جملہ اپنے دل کی ترجمانی لگا۔

مجھ کو تو تیرے چہرے پہ یہ غم نہیں جچتا۔۔

جائز نہیں لگتا مجھے غم سے تیرا رشتہ۔۔

سن میری گزارش اسے چہرے سے ہٹادے۔۔۔"

"آپ پلیز یہ گانا بند کر دیں۔۔"

آخر کار وہ بول ہی پڑی۔

اپنی دھن میں گنگناتا ارسلان اسکی آواز پر چونکا۔

ہاتھ بڑھا کر میوزک بند کیا۔

"خیریت؟ مجھے اچھا لگ رہا تھا سننا۔"

ارسلان نے بدمزہ ہوتے پوچھا۔

ایک تو وہ ویسے ہی چپ تھی اور اب میوزک بھی بند کروادیا اب ایک بار پھر خاموشی ہو جانی تھی۔۔۔

"وہ۔۔وہ میں تصیح پڑھ رہی تھی۔۔"

اسکواس وقت سب سے بہترین بہانا یہی لگا تھااور جلدی سے تین بار اللہ اکبر بھی پڑھ لیا تھا کہ جھوٹ نا ہو۔۔

"اووو"

ارسلان نے دونوں آئبرو اٹھا کر ہونٹوں کو گول کر کے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ واپس کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔

"یونی میں دوست ہیں تمہارے؟"

اس نے خود ہی خاموشی کو توڑا

۔۔۔

"جی۔۔۔"

یک حرفی جواب دیا۔۔

"لڑکے بھی ہیں؟۔۔"

ایک اور سوال۔۔

"افففف یہ راستہ لمبا کیوں ہو گیا۔۔

اتنا لمبا تو نہیں تھا۔۔"

ماتھے پر ننھے ننھے بل پڑے تھے۔۔

"میں نے لانگ کٹ لیا ہے اسلیے لمبا پڑا ہے۔"

اسکے ماتھے کے بلوں کو دیکھتے وہ مسکرایا۔

سندس نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"میں نے منہ سے کہا تھا ابھی؟"

وہ بے دیہانی میں بے یقینی سے پوچھ بیٹھی۔

ارسلان بے ساختہ ہنس دیا۔

سندس نے اسے ہنستے ہوئے پہلی بار دیکھا تھا۔دل نے فورا کہا تھا کہ اسکی ہنسی ارحم الیاس سے زیادہ خوبصورت ہے۔۔

"تم نے منہ سے نہیں کہا دل میں کہا اور میں نے کان سے نہیں دل سے سنا۔"

ارسلان نے کہنے کے بعد اسے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اسکے دیکھنے پر فورا رخ موڑ گئی۔۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔لڑکے بھی دوست ہیں۔۔؟"

"نہیں۔۔ہاں وہ گروپ میں ہیں۔وہ میرے نہیں سارے گروپ کے دوست ہیں۔۔۔مطلب ہم سب۔۔ ہمارا پورا گروپ آپس میں دوست ہے۔۔

لڑکیاں زیادہ ہیں۔چھ لڑکیاں ہیں اور دو لڑکے۔۔"

اسنے ساتھ ساتھ لمبی وضاحت بھی دی۔۔۔

" صحیح۔۔اور یہ اتنا گھبرانے والی بات تو نہیں ہے۔میں یونی پڑھ چکا ہوں۔آپس میں بات چیت دوستی اور گروپنگ ہوتی ہے۔۔اور اچھا کرتی ہو اپنی ڈیڑھ انچ کی الگ مسجد بنا کر نہیں بیٹھتی ورنہ اس طرح زیادہ نظروں میں آؤ گی۔۔۔۔"

"سندس میں نے آج تو تمہیں اس لڑکے سے بات کرتے دیکھ لیا لیکن اگر آئندہ دیکھا تو یونی نہیں جانے دونگا۔۔۔

اور یہ فضول بہانے مت کرو کے نوٹس لے رہی تھی۔۔۔۔۔"

اسے تین سال پہلے حارث کی کہی بات یاد آئی۔۔

کتنا فرق تھا حارث میں اور ارسلان میں۔اگر اسے حارث جیسا شوہر مل جاتا تو وہ کیا کرتی۔۔ان سب سوالوں کی نوبت ہی نہیں آتی کیونکہ وہ

اسے یونی جانے ہی نہیں دیتا۔۔

"تو کیا ارسلان اچھے ہیں ؟۔۔

ہاں شاید لیکن شروع میں تو اتنی بے عزتی کی تھی۔۔"

"یہی ڈپارٹمنٹ ہے نہ تمہارا؟"

ارسلان کی آواز پر وہ سوچوں سے باہر نکلی۔۔ باہر دیکھا تو وہ اسی کا ڈپارٹمنٹ تھا۔

"جی۔۔اللہ حافظ۔۔"

وہ کہتی گاڑی سے اترنے لگی جب اسنے سندس کا ہاتھ پکڑا۔

سندس کا دروازہ کھولتا ہاتھ رکا اور وہ ارسلان کو سانس روکے دیکھنے لگی۔۔۔

"میں نے شادی کی رات تم سے بدتمیزی کی اور اسکے بعد بھی تم سے بدتمیزی کی۔۔

میں اسکی وضاحت نہیں دونگا کیونکہ میں غلطی پر تھا۔

لیکن میں معافی ضرور مانگونگا۔۔

آئی ایم سوری فار ایوری تھنگ۔۔آل سو فار مائے مس بی ہیو۔۔۔

اور صبح امی نے جو کہا وہ غلط تھا۔میری لڑکیوں سے دوستی تھی اور اب بھی ہے۔۔لڑکیاں میرے گھر تک بھی آئی ہیں اور کمرے تک بھی۔۔

سندس اسے دیکھے گئی پتا نہیں کیوں پر اسکی آخری باتوں نے بری طرح دل توڑا تھا۔۔

لیکن میں نے کبھی انکو خود تک نہیں آنے دیا۔میرے قریب میرے دل کے قریب صرف ایک ہی لڑکی آئی ہے۔جسے میں نے بلکل بھی قریب آنے کی اجازت نہیں دی تھی پر پھر بھی زبردستی آگئی۔۔

اور وہ تم ہو ایس اے۔۔۔

آئی لو یو۔۔"

سندس اسے دیکھے گئی۔اس سے آج تک کسی لڑکے نے محبت کا اظہار نہیں کیا تھا۔۔ارحم کی باتوں سے اسے محسوس ہوتا تھا پر اسنے کبھی ایسا نہیں کہا اور پھر معلوم بھی ہو گیا کے ایسا کچھ تھا بھی نہیں۔۔

پر ابھی ارسلان کے منہ سے اپنے لیے محبت کا اظہار سنتے اسے اپنا آپ معتبر لگا تھا۔۔کل تک وہ اسکی شکل دیکھنے کا روادار نہیں تھا اور آج اسے اپنے کردار کی صفائی دے رہا تھا۔۔

۔۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھے گئی۔۔۔

"اگر تمہیں اپنا نام ایس اے میرے منہ سے سننا پسند ہے تو میں یہ رنگ پہناؤنگا ورنہ تم اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے ہٹالو میں جواب سمجھ جاؤنگا۔۔

اور یہ نہیں سوچنا کے تمہارے ہاتھ ہٹانے کے بعد میں پہلے جیسا ہو جاؤنگا۔۔۔"

اسنے اپنی جیب سے رنگ نکال کر ہاتھ کی مٹھی میں دبائی۔

اور جس ہاتھ میں سندس کا ہاتھ رکھا تھا اسے ڈھیلا کر دیا۔

تاکہ اگر وہ ہاتھ نکالنا چاہے تو آرام سے نکال سکے۔۔

سندس نے اسے دیکھا پھر اپنے ہاتھ پر اسکی ڈھیلی گرفت کو۔

وہ ہاتھ اسی ہاتھ میں بچ رہا تھا۔

وہ نظریں جھکا گئی پر ہاتھ نہیں ہٹایا۔۔

ارسلان بھرپور مسکرایا اور انگوٹھی سندس کے ہاتھ میں پہنا دی۔

وہ انگوٹھی نہیں وائٹ گولڈ کا سادہ سا چھلا تھا۔ ویسا ہی چھلہ ارسلان نے اپنی انگلی میں بھی پہنا ہوا تھا۔۔ اسکے چھلہ پہناتے ہی وہ گاڑی سے فورا اتر گئی اور جلدی سے اللہ حافظ بول کر بنا اسکا جواب سنے چلی گئی۔۔

ارسلان اسکی پھرتی پر ہنسا۔۔

اور گاڑی ریورس لی۔۔۔

****

فون کے بجنے کی آواز سے اسکی آنکھ کھلی۔

وہ صبح ہی میرب کے پاس آئی تھی دو دن کے لیے۔ طبیعت بوجھل ہو رہی تھی اسلیے جلدی سو گئی۔۔ سفیان میرب کے پاس تھا۔۔۔

موبائل جب تک اٹھایا کال کٹ گئی۔اسنے وقت دیکھا رات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔

وہ ایک بار پھر آنکھیں بند کرنے لگی کہ دوبارہ فون بجا۔۔

مریم نے بند آنکھوں سے ہی فون اٹھالیا۔۔جانتی تھی زایان کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا۔

"اسلام وعلیکم۔۔"

نیند میں ڈوبی آواز۔۔۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔سو رہی تھی۔۔؟"

"نہیں ڈانس کر رہی تھی۔۔۔"

بھلا یہ کیسا سوال ہوا۔۔رات کو انسان سوتا ہی ہے۔۔۔

"کونسے گانے پر۔۔۔"!

اس سوال پر مریم نے آنکھیں کھول کر فون کو دیکھا۔۔

"ڈھنکا چیکا ڈھنکا چیکا پر۔۔۔"

جیسا بے تکا سوال تھا جواب بھی ویسا ہی بے تکا دیا گیا۔۔۔

"یہ ٹیلینٹ بھی ہے۔۔مجھے تو کبھی نہیں دکھایا۔۔"

معصوم سا افسوس بھرا تذکرہ کیا۔۔۔

مریم اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔

"شرم کریں زایان آپ کیسی بے تکی باتیں کر رہے ہیں۔۔"

۔

"شرم کس بات کی۔۔؟شوہر ہوں دیکھ سکتا ہوں تمہارا ڈانس۔۔۔ویسے تم لڑکیاں کتنی عجیب ہوتی ہوں نا۔۔ عورتون کے بیچ میں کیسے مٹکتی ہو۔۔اور شوہر کے سامنے۔۔۔"

"بس کر دیں زایان۔۔بے شرمی کے ریکارڈ نا توڑیں۔۔اور میں کسی کے سامنے نہیں مٹکتی۔۔طنز کیا تھا آپ پر۔۔"

اپنے سر پر ہاتھ رکھے۔۔اسنے اس پل کو کوسا۔۔اب تو تقریبا روز ہی زایان کوئی نا کوئی بات پکڑ کر اسے زچ کرتا تھا ۔تو پھر وہ موقع دیتی ہی کیوں تھی۔۔

نہیں وہ موقع نہیں دیتی تھی بلکہ وہ موقع ڈھونڈ لیتا تھا۔۔

شروع شروع میں وہ مریم کو جتنا سنجیدہ لگتا تھا یا سب کے سامنے وہ جتنا سنجیدہ رہتا تھا ویسا بلکل نہیں تھا۔۔

"اچھا چھوڑو۔۔یہ بتاؤ کہ کمرہ لاک کر کے کیوں سوتی ہو۔۔؟"

اب کے سنجیدگ سے سوال پوچھا۔۔

"مطلب۔۔"

مریم واقعی نہیں سمجھی تھی۔۔

"مطلب یہ کہ میں ابھی تمہارے کمرے کے باہر کھڑا ہوں۔۔میں نے دروازہ کھولنا چاہا پر لاک ہے۔۔"۔۔

"زایان ڈونٹ ٹیل می کے آپ ابھی یہاں ہیں۔۔"

اسنے حیرت سے پوچھا۔۔ نیند تو پہلے ہی اڑ گئی تھی اب ہوش بھی اڑے۔۔

"اوکے میں ایسا نہیں کہتا تم خود سمجھ جاؤ۔۔"

مریم نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ کھولا۔۔ وہ سامنے ہی مسکراتا ہوا کان سے فون لگائے نظر آیا۔۔

مریم کے دروازہ کھولنے پر فون نیچے کر دیا۔۔

مریم نے اسکے چہرے سے نظریں ہٹا کر نیچے دیکھا تو چھوٹا زایان (سفیان) زایان کی گود میں ایک ہاتھ کی انگلیاں منہ میں چباتا آنکھیں پٹپٹاتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"تمہیں تو میری یاد آئی نہیں پر میرے بیٹے کو دیکھو ایک منٹ میرے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔"

مریم پر افسوس کرتے وہ سفیان پر فخر کرتے کمرے میں داخل ہو گیا۔۔

"آپ کیوں آئے ہیں۔"

"کیسی بیوی ہو مریم۔۔۔شوہر کے آنے پر ویلکم کرتے ہیں یہ کیا بات ہوئی کیوں آئے ہیں؟"

"زایان سب کیا سوچینگے۔۔"

مریم نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔

"یہی کہ زایان مریم اور سفیان کے بغیر ایک دن بھی نہیں رہ سکتا۔۔"

کہتے ساتھ مریم کے ہاتھ چومے۔۔

مریم مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔اس سے پہلے کوئی اور بات شروع کرتے خود پر سے توجہ ہٹتے دیکھ سفیان نے رونا شروع کر دیا۔۔۔

"سوفی میں آپکی مما ہوں سوتن نہیں یار۔۔۔اور زایان آپ بتا دیں آپنے کیا کیا ہے جو یہ آپ سے اس قدر اٹیچ ہو گیا ہے۔۔"

مریم نے اسے زایان کی گود میں جاتے ہی چپ ہوتا دیکھ برا سا منہ بناتے پوچھا۔۔

"عشق کا جادو ہے۔۔جو آپ پر تو بلکل نہیں چڑھا۔۔"

اسنے مریم پر طنز کیا جسے مریم نے دل پر بلکل نہیں لیا۔۔۔

"آپ دونوں رت جگا کریں میں سو رہی ہوں۔۔"

مریم بیڈ پر لیٹی اور کمبل سر تک اوڑھ کر کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔۔۔

"دیکھ لو سفیان یاد رکھنا۔۔ کبھی زندگی میں تمہاری ممابولیں نہ کہ انہوں نے تمہیں راتوں کو سنبھالا ہے تو بلکل یقین نہیں کرنا۔۔"

مریم کی پیٹھ کو گھورتے ہوئے طنز کیا۔۔

"مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں زایان۔۔"

کمبل کے اندر سے ہی مریم کی مسکراتی ہوئی آواز آئی۔۔۔

****

ارسلان اسے یونی سے گھر چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔ پھپھو نے تو اسے منہ لگانا تک گوارا نہیں کیا تھا۔

اسنے بھی ایک دو بار بات کرنے کی کوشش کی پھر خاموش ہو گئی۔۔۔

رات کا کھانا بنایا اور پڑھائی کرنے بیٹھ گئی۔۔

پیپر قریب تھے۔۔۔۔۔

ارسلان کے آنے کے بعد کھانا کھایا۔۔ارسلان اپنے آفس کے کام سے باہر چلا گیا۔۔سندس واپس پڑھائی کرنے لگی۔اس دوران دونوں میں کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔

رات دس بج رہے تھے اور وہ پڑھائی میں مصروف تھی۔

ارسلان کمرے میں آیا تو وہ بیڈ پر کتابیں پھیلائے ان پر جھکی بیٹھی تھی۔ایک ساتھ پانچ کتابیں کھول رکھی تھیں۔ کبھی اس پر جھکتی تو کبھی اس پر۔

پھر اپنے گود میں رکھے رجسٹر پر لکھتیں۔۔

-

اسکو یہ خیال تک نہیں رہا کہ ارسلان اسکے برابر بیٹھ چکا ہے۔۔

ارسلان نے قریب ہو کر اسکے گال پر پیار کیا۔وہ اچھل کر پیچھے ہوئی قریب تھا کہ وہ بیڈ سے نیچے گر جاتی پر ارسلان نے اسکا بازو پکڑ لیا۔۔

"وہ میں۔۔میں۔۔۔"!

"ڈونٹ وری میں تمہارے پیپرز سے پہلے تمہیں بلکل ڈسٹرب نہیں کرونگا۔۔

میں تھک گیا ہوں سو رہا ہوں۔۔۔۔"

اسنے محبت سے کہہ کر سندس کی کتابیں اپنی جگہ سے ہٹا کر سندس کے قریب کیں اور تکیہ درست کر کے لیٹ گیا۔۔

"کہاں جا رہی ہو۔۔؟"

سندس کو کتابیں سمیٹتے دیکھ ارسلان نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔

"میں دوسرے کمرے میں جا رہی تھی۔۔لائٹ آف۔۔۔"

"اسکی ضرورت نہیں ہے یہیں بیٹھ کر پڑھو میں ڈسٹرب نہیں ہو رہا۔جب فارغ ہو جاؤ تب لائٹ آف کر دینا۔۔"

مسکرا کر کہتے اسنے سندس کا ہاتھ چوما اور آنکھیں موند گیا۔۔

سندس نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔

اتنے سے دنوں میں وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ وہ بہت احساس کرنے والا انسان ہے۔۔

اور سندس کو کیا چاہیے تھا۔۔۔

****

فاطمہ کا دماغ بار بار اوپر فلور پر بنے اس بند کمرے کی طرف جا رہا تھا جس پر بڑی خوبصورت سی دو تختیاں لگی تھیں۔ ایک پر فاطمہ ارحم لکھا تھا اور دوسرے پر ڈریم روم۔۔۔ وہ جب یہاں آئی تھی اسکے ہفتے بعد ہی وہ روم دیکھ چکی تھی پر پہلے اسے کوئی سروکار نہیں تھا۔ کیونکہ اس اوپر جو فاطمہ کے ساتھ نام لکھا تھا وہ فاطمہ کو برداشت نہیں تھا

نا ہی اسے کوئی دلچسپی تھی۔ پر اب دلچسپی بھی تھی اور تجسس بھی۔۔ پر وہ خود قبول نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ ابھی بھی خود کو لاپرواہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی پر اب تجسس سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔۔ بڑی مشکل سے کتابوں پر دماغ لگانے لگی۔ کل یونی جانا تھا اسلیے آج پڑھنا ضروری تھا۔۔۔ غیر ارادی طور پر ارحم کا بھی انتظار ہو رہا تھا جو نجانے کہاں گم تھا۔۔۔

****

وقت ایک بار پھر تیزی سے گزرنے لگا فاطمہ کو یونی جاتے مہینہ ہونے والا تھا۔ شروع کے دن تو بہت مشکل تھے۔ اسے لگتا تھا کہ ہر کوئی اسے ہی دیکھ رہا ہے اور اسکے متعلق ہی بات کر رہا ہے۔ پر کچھ پرانی دوستیں تھیں جنہوں نے واقعی دوستی کا ثبوت دیتے اسکی پڑھائی میں بھی مدد کی تھی اور اسکا کانفیڈینٹ بھی کافی حد تک بحال کیا تھا۔

اب وہ باہر بھی نکلنے لگی تھی۔ ہفتے میں دو سے تین بار عارف صاحب اور میرب سے بھی ملنے جاتی تھی۔

فاطمہ اور مریم میں بات کچھ یوں طے ہوئی تھی کے ہفتے میں تین سے چار دن فاطمہ آیا کرے گی اور باقی تین سے چار دن مریم تاکہ میرب اور عارف صاحب اکیلے نا رہیں۔ مریم کی امی بھی میرب کے گھر شفٹ ہو گئی تھیں انکے اسرار پر۔۔

مریم اپنی زندگی میں سیٹ ہو چکی تھی سفیان اور زایان مل کر اسے بہت پریشان کرتے تھے پر وہ ان سب میں خوش تھی۔۔

ان سب کے دوران فاطمہ ارحم کی طرف راغب ہونے لگی تھی۔

جتنی عزت اور محبت اسے ارحم کی آنکھوں میں نظر آتی تھی وہ مرعوب ہو گئی تھی۔۔

ابھی بھی بیڈ پر کتابیں پھیلائے بیٹھی تھی لیکن دماغ اس بند کمرے کی طرف تھا جس پر دو خوبصورت تختیاں لگی تھیں۔

زینت اس وقت کمرے میں ہوتی تھیں۔اور ارحم اور الیاس صاحب آفس میں۔

وہ کتابیں ایک طرف کر کے کمرے سے نکلی اور اوپر فلور کی طرف قدم بڑھائے۔۔

آرام سے بنا آواز کیے کمرے کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

اور پر سوچ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

دل اور دماغ دونوں نے دہائی دی کے دیکھ لے کیا ہے۔۔

ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولنا چاہا تو بد قسمتی سے وہ لاک تھا۔اسکے ماتھے پر بل پڑے۔۔

ایک بار پھر کھولنا چاہا پر وہ لاک تھا لاک ہی رہا۔

غصے بھری نظر دروازے پر ڈالتی وہ واپس نیچے آ گئی۔

آواز سے کمرے کا دروازہ بند کیا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

"بھاڑ میں جائے میں کیوں سوچوں۔۔وہ تو بس میرا نام لکھا تھا ورنہ میری بلا سے۔۔"

"ہونہہ مجھے کوئی فرق نہیں پڑھتا۔"

خود کو جتا کر واپس کتاب اٹھالی۔

ایک پڑھنی شروع کی پر واپس زہن وہاں بھٹکنے لگا۔۔

زہن جھٹک کر دوسری کتاب اٹھائی پر بیڑا غرق اس تجسس کا کہ کسی صورت کم ہونے کا نام نا لے۔۔

"کیا ہو گیا ہے فاطمہ۔۔ تمہیں کیا مطلب جو بھی ہو اس کمرے میں۔۔"

خود کو تسلی دی پر مطمئن نہیں ہوئی۔۔

"روم پر فاطمہ ارحم لکھا ہے۔۔ مطلب وہ ڈریم روم میرے لیے ہے۔۔۔ تو پھر میں اتنا کیوں سوچوں؟"

ہاں یہ دلیل مضبوط تھی اور اپنے مطلب کی بھی۔

ایک بار پھر جوش سے کتاب ایک طرف کی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ کچن میں کام کرتی ملازمہ سے چابیوں کا پوچھا اور اسنے بنا کوئی سوال جواب کیے چابیاں لا کر دے دیں۔۔

وہ چابیاں لیکر اوپر گئی۔ ایک بار پھر ہونٹوں پر فاتحانہ خوبصورت مسکان تھی۔

دو چابیاں استعمال کی پر دروازہ نہیں کھلا۔۔۔

منہ کے زاویے بگڑے۔۔ تیسری چابی لاک میں ڈال کر گھمائی کلک کی آواز سے لاک کھل گیا۔

مسکراہٹ گہری ہوئی اور دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔

"وہ روم جبھی کھولنا جب مجھے اور ہمارے درمیاں رشتے کو دل سے قبول کر لو۔۔۔"

دروازہ کھل چکا تھا ہلکی سی جھری بھی آئی تھی دو سیکنڈز کی بات تھی وہ اس کمرے کو دیکھ لیتی لیکن اس سے پہلے اسے اپنے پیچھے سے ارحم کی آواز آئی تھی۔ہاتھوں کی حرکت ساکت ہوئی تھی اور وہ خود بھی۔۔

وہ کیسے قبول کر لیتی اس زبردستی کے رشتے کو؟ وہ ایک بار ضروت بن چکی تھی پر اب نہیں۔۔اسنے دروازے کو اور اس پر لگی چابی کو ایسے ہی چھوڑا اور تیزی سے نیچے اتر گئی۔۔اس نے نگاہ اٹھا کے ارحم کو دیکھا تک نہیں تھا ورنہ اسکی آنکھوں میں نمی دیکھ کر وہ ضرور جان جاتی کہ وہ کس قدر خواہشمند تھا کہ فاطمہ وہ دروازہ کھول لے۔۔

پہلے فاطمہ کی جدائی اور اب پانے کے بعد بھی اسکی بے رخی دل کو چیر دیتی تھی۔

وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر آگے بڑھا دروازہ واپس بند کیا اور لاک کر کے چابی ہاتھ میں پکڑے خود بھی نیچے اتر گیا۔۔

وہ آفس سے جلدی آیا تھا۔

اور اندر آتے ہی اسکی نظر اوپر گئی تھی جہاں وہ کمرے کے باہر کھڑی تھی۔۔

وہ چاہتا تھا کہ فاطمہ اسے اور اسکی محبت کو قبول کرنے کے بعد وہ روم کھولے تاکہ وہ روم وہ تحفے اسے خوشی دے سکیں ورنہ اگر ایسے ہی دیکھ لیتی تو ان تحائف کی خوشی ہوتی نہ ارحم کے جذبات کی قدر۔۔۔

****

ارسلان اور اسکے درمیان سب ٹھیک ہو چکا تھا۔ارسلان اسے اپنا وقت بھی دے رہا تھا اور محبت اور عزت بھی۔۔

اپنی ماں سے وہ سندس کے لیے بدتمیزی نہیں کرتا تھا پر ہنس کر یا مزاق میں بات یوں گھماتا تھا کہ نہ پھپھو کچھ بول پاتی تھیں اور ناسندس کو محسوس ہوتا تھا۔

سندس نے اپنے گھر والوں سے رابطہ تقریبا ختم کر دیا تھا۔وہ میکے بھی نہیں جاتی تھی۔جب سے شادی ہوئی تھی وہ اب تک صرف تین بار میکے گئی تھی۔۔

روز اسے یونی چھوڑنے ارسلان جاتا تھا اور واپسی میں لینے بھی وہی لینے آتا تھا۔شروع میں تو اسے ڈر لگا تھا کہ کوئی ارسلان کے سامنے یہ نا کہہ دے کہ پہلے بھی سندس کو کوئی (ارحم) لینے آتا تھا لیکن جب اسنے ارسلان کا اپنے گروپ سے تعارف کروایا تو سب اس سے بہت اچھے سے ملے اور وہ خود بھی سب سے بہت اچھے سے ملا۔سندس

کے گروپ کے لڑکوں سے بھی وہ بہت محبت سے ملااور انکو ڈگری کمپلیٹ کرنے کے بعد اپنے آفس میں جاب بھی آفر کر دی۔۔

شکر تھا کہ کسی نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی کیونکہ سارے ہی عقل رکھتے تھے اور جانتے تھے کس کے سامنے کیا بات کرنی ہے۔۔ پیپرز قریب تھے اور اسکی تیاریاں بھی عروج پر تھیں۔ارسلان کے کہے کے مطابق اسے اے ون رزلٹ لانا تھا یہ اسکا فائنل ایئر تھا اور اس کے بعد یونی لائف بھی ختم ہو جانی تھی۔۔۔

****

مریم بہت خوش تھی۔ مریم اور زایان عمرے پر جا رہے تھے۔اور ساتھ چھوٹا زایان بھی۔۔۔

یہ سرپرائز گفٹ اسے رات کو ہی ملا تھا اور اب اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ واقعی ڈھنکا چیکا ڈھنکا چیکا کرے۔۔

بات پیسوں کی نہیں تھی پر وہاں جانے کی سعادت خوش نصیب لوگوں کو ملتی تھی اور اسکا نام بھی خوش نصیبوں میں آیا تھا۔۔۔

وہ میرب اور باقی سب سے ملنے گئی تھی اور پھر فاطمہ سے بھی ملنے گئی۔ ارحم اور زایان میں بہت اچھی دوستی ہو چکی تھی۔

مریم اور سفیان ایک دن کے لیے پھر میرب کے پاس رکے تھے اور اس بار زایان کو مریم نے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ خود بھی نا آجائے۔۔ جس پر زایان اچھا خاصہ بدمزہ ہوا تھا پر پھر مان گیا تھا اب بار بار سسرال میں رکنا بھی مناسب نہیں تھا۔۔۔

****

فاطمہ کے پیپر ہونے والے تھے وہ اسی تیاری میں جی توڑ محنت کر رہی تھی۔ اور دوسری طرف سندس کے پیپرز شروع ہو چکے تھے اور پھپھو کا بیر بھی عروج پکڑ چکا تھا۔

اللہ اللہ کر کے پیپر ختم ہوئے تھے۔۔

اور آج بہت لمبا سو کر وہ ابھی اٹھی تھی۔ارسلان کمرے میں نہیں تھا۔۔وہ انگڑائی لیتی اٹھی اور فریش ہونے چلی گئی۔

فریش ہو کر شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنا جائزہ لینے لگی۔

کنگا اٹھا کر اچھی سی چٹیا بنانے کا سوچا۔

"ارسلان میں اب اس لڑکی کو اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتی۔"

وہ تقریبا چیخ رہی تھیں۔

سندس کمرے سے باہر نکلی آواز پھپھو کے کمرے سے آ رہی تھی۔وہ دبے قدموں کمرے کے باہر کھڑی ہوئی۔۔

"وہ میری بیوی ہے۔جہاں میں رہونگا وہی رہے گی نہ اور یہ کیسی ضد ہے امی۔۔"

وہ جھنجھلایا تھا اسکی آواز بھی بلند تھی۔۔

"یہ میرا گھر ہے ارسلان میں جسے چاہوں رکھوں جسے چاہوں نکالوں۔اور اب مجھ سے اب اس ڈرامے باز لڑکی کا وجود برداشت نہیں ہوتا۔"

وہ غصے سے پھر چیخی تھیں۔۔

"امی ہوا کیا ہے آخر؟اچانک ان سب باتوں کا مقصد۔۔"

وہ بھی غصے میں تھا۔

"بہت کچھ ہوا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتا محبت کی نئی نئی پٹی جو بندھی ہے آنکھوں پر جب اترے گی نا تب احساس ہو گا۔ابھی تو کتے کی طرح دم ہلاتے اسکے گے پیچھے گھومنے لگے ہو اندھی نہیں ہوں میں سب دکھتا ہے مجھے۔۔"

وہ ناگواری سے ارسلان کو گھورتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

ارسلان نے لب بھینچے خاموشی سے انہیں دیکھا۔۔

"تو آپ کو اس بات پر اعتراض ہے ؟ تو بیوی ہے وہ میری اسکا خیال رکھنا اسے محبت اور عزت دینا فرض ہے میرا۔۔

اور پاپا بھی تو ایسے ہی آپ کے آگے پیچھے گھومتے تھے تب تو آپ۔۔۔"!

"اپنی بکواس بند کرو ارسلان یہی میں تمہیں دکھا رہی ہو کہ اس لڑکی نے تمہیں اتنا ورغلا دیا ہے کہ تمہیں یہ تک احساس نہیں ہے کہ تم اپنی ماں کو کیا بول رہے ہوں بد تمیز تو تم پہلے سے ہی تھے پر اب بے غیرت بھی ہو گئے ہو۔۔"

ارسلان کے جبڑے تنے تھے۔۔

باہر کھڑی سندس کا اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا اسنے تو ایسا کچھ بھی نہیں کیا تھا آج تک انکو کسی بات کا جواب تک نہیں دیا تھا سوائے اس دن فاطمہ کی حمایت میں بولنے کے علاوہ۔۔

"اور اپنے باپ کی مثال دینے سے پہلے اپنی ماں اور بیوی کے درمیان فرق بھی دیکھ لو۔۔

میں پڑھنے کے بہانے باہر جا کر آوارہ۔۔۔"

"آپکو نہیں برداشت نہ وہ۔۔اوکے لے کر جارہاہوں اسے۔۔"

اپنی ماں کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی بیچ میں کاٹ کر وہ باہر نکلااور سامنے ہی روتی ہوئی سندس پر نظر پڑی۔۔

اسکاہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ کمرے میں لایا۔

"جلدی سے اپنے بال سمیٹوں اور ڈپٹا صحیح سے لے کر میرے ساتھ چلو۔۔گاڑی میں ویٹ کر رہاہوں فورا باہر آؤ۔۔"

سندس نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔وہ اسے چھوڑ رہا تھا۔۔

لیکن وہ اسکی حیران شکل دیکھنے کو رکا نہیں۔

آنسو آنکھوں سے نکل کر گالوں پر پھسلے۔۔بال سمیٹ کر جوڑے میں لپیٹے اور ڈپٹا سر پر لے کر موبائل اور بیگ اٹھا کر باہر نکل گئی۔

ارسلان گاڑی کے پاس کھڑے کسی سے فون پر بات کر رہاتھااسے سامنے دیکھ کر بات ختم کی اور اسکے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

تمام راستہ خاموشی رہی اور پھر گاڑی سندس کے گھر کے سامنے رکی۔ سندس نے پہلے گھر کو دیکھا اور پھر آنسو بھری آنکھوں سے بے یقینی سے ارسلان کو۔۔ اسے یقین نہیں آیا کہ ارسلان اسے واقعی چھوڑ کر جا رہا ہے۔۔

" میرا ایک فلیٹ ہے ہم وہاں رہینگے لیکن ابھی وہ میرے دوستوں کے استعمال میں تھا۔
کل صبح تک صاف کروا کے سیٹ کروا دونگا اور تمہارا اور اپنا سامان بھی شفٹ کر لونگا۔۔"

اسکے آنسو صاف کرتے نرمی سے کہتے وہ سندس کے دل پر برف رکھ گیا۔
آنسوؤں کا ریلا آنکھوں سے نکلتا چہرہ بھیگو گیا۔
ارسلان نے لمبی سانس لی اور اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیا۔۔

"پریشان مت ہو۔ وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔
میں صبح لینے آونگا۔۔ تیار رہنا۔۔"
پیار سے اسکے گال تھپک کر اسے آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔

"اوراب رونا نہیں۔۔"

نصیحت بھی کی۔۔

سندس نے ہاں میں سر ہلایا۔

ارسلان نے اسکے ماتھے پر پیار کیاوہ نم آنکھوں سے مسکرا کر گاڑی سے اتر گئی۔

ارسلان کواللہ حافظ کہہ کر وہ اندر چلی گئی۔اسکے اندر جانے کے بعد ارسلان بھی چلا گیا۔۔

****

وہ اندر گئی۔۔صوفے پر ہی تہمینہ سر پکڑے بیٹھی تھیں۔سندس کو دیکھ کر کھل اٹھیں۔پر اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ٹھٹھک گئیں پوچھنے پر سندس انہیں ٹال گئی۔۔۔

سارا دن تہمینہ سے باتیں کرتے گزرا۔باتیں تو تہمینہ کر رہی تھیں سندس صرف سن رہی تھی یا وہ کچھ پوچھ رہی تھیں تو جواب دے رہی تھی۔جو بھی ہوا اسکا کہیں نہ کہیں سندس انہیں بھی زمہ دار مانتی تھی۔

حارث کے دل میں شک ڈالنے والی وہ تھیں۔

شام رات میں ڈھلنے لگی تھی۔

حارث واپس آ چکا تھا۔

سندس نے محسوس کیا تھا تہمینہ حارث سے بات نہیں کر رہیں۔اور حارث بھی چپ چپ ہے اسے کچھ غیر معمولی لگا۔

کھانے کے بعد چاہے پینے بیٹھے تھے۔جب سندس پوچھ بیٹھی۔۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟؟آپ لوگ عجیب سا بی ہیو کیوں کر رہے ہیں۔۔"

اور بس تہمینہ تو یہی چاہتی تھیں کہ وہ ان سے پوچھے اور وہ اپنا دکھ بیان کریں۔۔

"پوچھو اپنے بھائی سے۔۔"

انہوں نے ناگواری سے بولا۔

وہیں دوسری طرف حارث کے ماتھے پر بل پڑے۔

"پلیز امی دوبارہ شروع مت ہو جایئے گا۔۔میں اس بات میں کوئی بحث نہیں چاہتا۔۔"

سندس نے دونوں کو الجھ کر دیکھا۔

"مجھے بتائیں تو صحیح ہوا کیا ہے؟"

"یہ جو تمہارا بھائی ہے نہ۔پرکٹی سے شادی کر رہا ہے۔توبہ وہ لڑکی ہے شادی کرنے کے قابل؟بے ہودہ۔۔
کپڑے بھی ایسے پہنتی ہے کہ جسم نمایا ہو۔۔
ایسی لڑکیاں گھر بسانے کے قابل۔۔۔"!

تہمینہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے حارث نے انکی بات کاٹ دی اور سندس تو اسی بات پر حیران تھی کہ وہ دوسری شادی کر رہا ہے۔۔

"پلیز امی یہ فضول لیکچر مت دیں۔آپکو کیا مسئلہ ہے میری شادی سے۔۔"

وہ جھنجھلایا۔۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جب وہ بدذات اور آوارہ لڑکی اپنے محبوب کے ساتھ شادی کر سکتی ہے تو تم کیوں نہیں پر اس بے حیا لڑکی سے بلکل نہیں۔۔۔"

فاطمہ کے لیے ایسے الفاظ سن کے سندس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔

"ہونہہ آپ نے جو بہ حیا لڑکی ڈھونڈی تھی اسکے بعد بھی بھی ایسا بول رہی ہیں۔۔ شائستہ جیسی بھی ہے ظاہر ہے ۔۔۔۔۔آپکی پسند کی ہوئی لڑکی کی طرح نہیں ہے۔۔ کپڑے بھلے غلط ہے پر کردار صاف ہے آپکی وہ سو کالڈ بہ حیا بہو کی طرح نہیں جو راتوں کو۔۔۔"!

"انف بھائی۔۔اپنے کردار کو دیکھیں دوسروں کے کردار پر بولنے سے پہلے۔۔"

سندس غصے سے بولتے کھڑی ہوئی تھی۔

حارث اور تہینہ دونوں کے ماتھے پر بل پڑے تھے اسکی بات سن کے۔۔

"فاطمہ پاک دامن اور ایک شریف لڑکی تھی پر اچھا ہوا آپ کے ساتھ نہیں رہی کیونکہ آپ جیسا انسان جو اپنی بیوی کو تحفظ بھی نا دے سکے وہ ڈیزرو ہی نہیں کرتا۔۔"

جتنی تیزی سے وہ بول رہی تھی اتنی ہی تیزی سے حارث کا ہاتھ اٹھا تھا پر اس سے پہلے وہ سندس کے گال کو چھوتا سندس بیچ میں روک چکی تھی۔۔

"سوچیے گا بھی مت۔۔ میں فاطمہ نہیں ہوں۔ اور نا ہی اب میں سندس عفان ہوں۔۔۔ میں سندس ارسلان ہوں۔ میرے شوہر کو پتا چلا کہ آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو وہ اس بات کا بھی خیال نہیں کریں گے کہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں۔۔"

بہت جتا اور چبھا کر کہا تھا۔۔

حارث کا دل کیا اسکا منہ توڑ دے اور تہینہ کا بھی کچھ ایسا ہی دل کیا۔۔

"اے لڑکی اسی لیے آئی ہو یہاں کے اس بے غیرت لڑکی کی حمایت کرو۔ تم تو خود گواہ ہو نہ؟ تم نے خود دیکھا تھا اس دن اس لڑکے کو رات میں اسکے کمرے میں۔۔"

تہمینہ غصے سے اسکے سامنے آئیں۔۔

"ہاں دیکھا تھا اس لڑکے کو بھابھی کے کمرے میں اور پہلے بھی بہت بار اس لڑکے کو دیکھ چکی ہوں پر بھابھی کے نہیں اپنے کمرے میں۔۔

)یہ اسنے جھوٹ بولا تھا تاکہ تہمینہ اور حارث کو غلطی کا احساس دلا سکے۔۔(

اس دن بھی وہ میرے بلانے پر آیا تھا مجھ سے ملنے۔پر غلطی سے آپکا کمرہ سمجھ کر بھابھی کے کمرے میں چلا گیا۔۔
"

سندس نے تہمینہ کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔۔

"کیا ہوا؟ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں بے یقینی سے آپ دونوں؟

کیا کرینگے اب۔بدنام کرینگے؟ جائیں کریں کرنا بھی چاہیے۔۔میں خود بھی یہی چاہتی ہوں کہ آپ یہ کریں۔
جائیں گلی گلی اور سب کو بتائیں کہ آپکی بیٹی بدکردار ہے۔۔

لڑکے راتوں کو اس سے ملنے آتے ہیں کریں میری آوارگی کے چرچے عام جیسے فاطمہ کے کیے تھے۔

میں خود یہی چاہتی ہوں تاکہ اپنے گناہ کا ازالہ کر سکوں میرا بس چلے تو میں سب کو بتاؤں کے فاطمہ بے قصور تھی اصلی گناہگار تو میں ہوں۔"

تہمینہ کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہوا تھا۔

حارث تو سن اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا۔۔

"آپ کیسے شوہر تھے بھائی۔۔۔کیسے مرد تھے آپ جس نے اپنی ہی عورت کو رسوا کر دیا۔

اپنی ہی اولاد کو گالی بنا دیا۔۔"

اسنے حارث کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکہ دیا تھا۔

آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے۔

حارث کے سر پر تو گویا پورا آسمان گر پڑا تھا۔۔

تہمینہ نے اسکا رخ اپنی جانب کر کے اسکے گال پر زوردار تھپڑ مارا۔۔

"کیا بکواس کر رہی ہو یہ ؟"

اسکا بازو دبوچ کر وہ غرائی تھیں۔۔

"کیا ہوا امی ؟ حقیقت تسلیم نہیں ہو رہی۔۔ کوئی بات نہیں کسی سے بھی نہیں ہوتی۔۔۔ وہ تلخی سے مسکرائی۔۔

لیکن پھر بھی سن نی پڑتی ہے اسلیے آپ بھی سنیں۔۔

فاطمہ تو اسے جانتی تک نہیں تھی۔ وہ تو مجھ سے ملنے آیا تھا۔۔۔ میں نے اسے خود بلایا تھا۔۔ میں باہر بھی بہت بار اس سے مل چکی ہوں۔۔ ارحم الیاس جس کو آپ عیاش کہہ رہے تھے نہ بھائی۔۔

اب اسکا رخ حارث کی طرف تھا۔۔

اسکی عیاشی کا سامان میں بنی تھی۔ اب کیا کرینگے آپ لوگ۔۔

جائیں ملائیں فون سب کو اور جیسے فاطمہ کے قصے کو بڑی دلچسپی سے ہر ایک کو سنایا تھا ویسے ہی اب حقیقی قصہ بھی سنائیں۔۔

حارث کی آنکھوں سے آنسو گرے۔اسنے نفرت سے سندس کو دیکھا۔۔

"مجھے نفرت سے مت دیکھیں۔۔اس نفرت کے حقدار آپ ہیں۔۔

سب کھو چکے آپ سب کچھ۔۔ یہاں تک کے اپنی وہ اولاد بھی جسکے لیے ڈاکٹرز کے پاس چکر لگائے تھے۔۔

جاب گئی بیوی گئی اور اولاد بھی نہیں رہی۔۔پر ابھی بھی بہت حساب باقی ہے بھائی کیونکہ فاطمہ نے معاف نہیں کیا آپکو۔۔اور نا آپکو امی۔۔۔

انکی طلاق اور انکی زندگی میں آئی تکلیفوں کی بہت بڑی وجہ بنی ہیں آپ۔۔

ایک بار سوچ لیتی کہ آپکے پاس بھی بیٹی ہے۔میں تو اپنے کیے کا ہی نہیں بھگت پا رہی آپکے کیے کا کیسے بھگتتی امی وہ تو شکر ہے آپکا کیا میرے سامنے نہیں آیا ورنہ میں خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتی۔۔"

الفاظ تھے یا خنجر تہمینہ کا دل کٹ کے رہ گیا

وہ آج پھٹ گئی تھی۔۔اپنے دل میں جمع کیا اب تک کا غبار باہر نکالا تھا۔وہ اور بھی کچھ کہتی جب تہمینہ کو سفید پڑتی رنگت لیے دروازے کو دیکھتے پایا۔

پیچھے مڑ کر دیکھا تو آج سندس کو یقین ہوا اسکے کیے گناہ کی سزا پوری ہو گئی۔

اسے لگا وہ اگلے لمحے سانس نہیں لے پائے گی۔۔

وہ چاہتی تھی ساری دنیا جانے پر ارسلان نہیں۔ وہ ارسلان کی نظروں میں خود کو گرا نہیں دے سکتی۔۔

اتنے سے عرصے میں جتنی عزت اور محبت اسنے ارسلان کی آنکھوں میں دیکھی تھی اسکے بعد نفرت اور حقارت اسکی برداشت سے باہر تھی۔

ارسلان کا چہرہ بھی آنسوؤں سے تر تھا۔ تکلیف چہرے سے عیاں تھی۔ وہ سب سن چکا تھا۔ لیکن سندس نے تو بہت کچھ جھوٹ بھی کہا تھا۔ پر آج وہ خود بھی اسی موڑ پر کھڑی تھی جہاں فاطمہ تھی۔

اسکے پاس بھی اپنی وضاحت دینے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

ارسلان نے اسے حقارت سے دیکھا اور گھر سے نکلتا چلا گیا۔

پیچھے سندس سن ہوتی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔

تہمینہ نے اپنی دونوں بکھری اور پچھتاوے میں تڑپتی اولاد کو دیکھا۔ دل خون کے آنسو رو دیا۔۔۔

رات کو ہی گھر سیٹ ہو جانے کی وجہ سے رات کو ہی سندس کو لینے آ گیا تھا۔۔

دروازہ بجانے ہاتھ بڑھایا جب دروازہ خود ہی کھلتا چلا گیا۔

اسے حیرت ہوئی اور غصہ بھی آیا بھلا کوئی اتنا لاپرواہ ہوتا ہے۔۔۔؟

وہ دروازہ بند کرتے اندر گیا کہ قدم باہر ہی رک گئے۔اور پھر جو جو وہ سنتا گیا اسنے ارسلان نیازی کے پاؤں تلے زمین کھینچ لی۔۔۔

****

وہ گرنے کے انداز میں صوفے پہ بیٹھی دماغ ایک دم خالی ہو گیا اسے لگا وہ زہنی مفلوج ہے۔۔

ایک کے بعد ایک آنسو اسکے خود کے قدموں میں گرنے لگے۔۔

دوسری طرف حارث ساکت بیٹھا تھا اسکو آج علم ہوا تھا وہ اپنی زندگی کتنی بری طرح برباد کر چکا ہے۔۔اولاد بھی مر گئی اور اپنی ہی اولاد کو۔۔!

آنسو اسکی آنکھوں سے بھی گر رہے تھے۔

تہمینہ درمیان میں کھڑی اپنے دونوں بکھرے بچوں کو دیکھ رہی تھی جو اتنی بری طرح ٹوٹے تھے سمجھ نہیں آیا کے کس کو سنبھالے۔۔۔

حارث اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ تہمینہ نے ایک نظر سندس پر ڈالی اور حارث کے پیچھے چلی گئیں۔

****

گاڑی کی اسپیڈ تیز تھی اور اسکی توجہ بھی ڈرائیونگ پر نہیں تھی۔۔

بار بار آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں اندر اتنی گھٹن تھی کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اگلی سانس ہی نہیں آئے گی۔۔

اسنے جھٹکے سے اپنے گریبان کو اتنی بری طرح کھینچا تھا کہ اوپر کہ دو بٹن ٹوٹ گئے تھے اور اندر سے سینا نظر آنے لگا تھا۔

پر یہ گھٹن تو اسکے اندر تھی۔

ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو رگڑتے وہ سامنے سے آتی تیز گاڑی کو نہیں دیکھ پایا۔

عنقریب تھا کہ وہ بری طرح اس گاڑی سے ٹکراتا لیکن بروقت بہت پھرتی سے اسٹیرنگ گھمایا کہ سامنے سے آتی گاڑی تو آگے نکل گئی لیکن اسکی گاڑی بری طرح گھومی اور گاڑی کی بیک سائیڈ درخت سے ٹکرائی۔۔

آگے سے بائک آرہی تھی اور وہ بھی بری طرح زد میں آتی اور ایک بھیانک حادثہ پیش آتا لیکن اس بائیک والے نے بروقت بائیک کو بریک لگایا تھا۔۔

بائیک پر ایک عورت اور ایک بچی بھی تھی وہ آدمی تن فن کرتا گاڑی تک آیا تھا۔

اور بہت سی گالیوں سے نوازتا اسے واپس چلا گیا تھا پر اندر بیٹھے شخص نے اسکی ایک بھی گالی نہیں سنی تھی۔

وہ تو کہیں اور ہی تھا۔۔

آنسو آنکھوں سے گر کر اسکا گریبان بھیگو رہے تھے۔

آج ارسلان نیازی کو معلوم ہوا تھا کہ درد تکلیف کسے کہتے اور اسکی کیا انتہا ہے۔۔

وہ کچے کان کا مرد نہیں تھا اگر اسکی ماں بھی کچھ کہتی وہ تب بھی یقین نہیں کرتا پر وہ تو خود اسکے منہ سے ساری حقیقت سن کے آرہا تھا۔

قدرت نے اسکے منہ پر بڑا بھیانک جوتا مارا تھا اسکو آئینہ دکھایا تھا اور فلک سے زمین پر پٹخا تھا۔۔

اسنے روتے ہوئے زور سے اسٹیر نگ پر ہاتھ مارا تھا۔۔

کس طرح اسنے فاطمہ کو ذلیل کیا تھا اسکی توہین کی تھی۔

اس کو بد کردار کہا تھا۔

ایک پاک دامن لڑکی کے دامن پر کیچڑ اچھالتے اسنے لمحے کو بھی نہیں سوچا اور اب معلوم ہوا تھا کہ ان سب کی حقدار تو اسکی اپنی بیوی تھی۔

راتوں کو لڑکے فاطمہ سے نہیں سندس سے ملنے آتے تھے اور اس دن بھی وہ لڑکا فاطمہ سے نہیں سندس سے ملنے آیا تھا۔۔

گناہوں کی سزا کہاں آکر اور کیسے ملی تھی اسکی جگہ کوئی اور بات ہوتی تو اتنی تکلیف نا دیتی۔ وہ محبت کرنے لگا تھا اس سے اور اس سے بڑی بات وہ اسکی بیوی تھی۔۔۔

بہت گہری ضرب لگی تھی یوں بھی مکافات عمل ہوتا ہے اسے آج پتا چلا جتنا غرور سے فاطمہ کو نیچے دکھاتا آیا تھا آج خود کو اس قدر نیچا پایا تھا کہ سر اٹھانے تک کی ہمت دم توڑ گئی تھی۔۔

اسنے جیب سے فون نکالا اور جنید (پی اے) کا نمبر ڈائل کیا۔۔

"ابھی کے ابھی وکیل کے پاس جاؤ اور میرے اور سندس عفان کے طلاق کے کاغذات تیار کرواؤ۔۔"

کہتے ساتھ اسنے فون کاٹ دیا تھا۔ آج اسنے ایس اے یا سندس ارسلان نہیں کہا تھا بلکہ سندس عفان کہا تھا۔۔۔

****

وہ لان میں بیٹھی پورچ میں جلتی لائٹس کو دیکھ رہی تھی۔

جلتے جلتے وہ لائٹس اچانک بند ہو گئیں۔ اور پھر پانچ منٹ بعد واپس جل اٹھیں۔

ان لائٹس کو واپس جلتے دیکھ فاطمہ کے ہونٹ مسکرائے۔

یہی تو تھی اسکی زندگی پہلے روشن پھر اندھیرا اور اب پھر روشن اور ایسے ہی روشن اور اندھیر ہوتے ہوتے ایک دن وہ بلب کی طرح اسکی زندگی بھی ہمیشہ کے لیے بجھ جائے گی۔

وہ روشن وقت جو شادی سے پہلے تھا وہ سب سے خوبصورت تھا سب مکمل تھا بے انتہا چاہنے والا باپ, بات بات پر ڈانٹنے والی ماں, دوست جیسی بھابھی, اسکے چھوٹی بڑی سب ضدیں پوری کرنے والا بھائی۔

اسامہ کو یاد کرتے اسکی آنکھیں نم ہوئیں تھی بے شک وہ اسکی زندگی کا اہم ترین حصہ تھا۔

اور پھر ننھا فرشتہ سفیان اسکی نیند کا ساتھی۔۔

اور پھر سب بدل گیا۔

فاطمہ عارف کے نام کے ساتھ ساتھ اسکی زندگی بھی بدل گئی۔

وہ نہیں یاد کرنا چاہتی تھی کچھ۔ وہ تہمینہ اور حارث کو سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ وہ سندس کو معاف کر چکی تھی پر اسکے دل میں جو سندس کے لیے جگہ تھی وہ ختم ہو چکی تھی۔

حارث کا ساتھ اسکی زندگی کا سیاہ باب تھا جو ختم ہو چکا تھا۔

اور اب اسکے پاس محبت کرنے والی دوست جیسی ساس تھی۔

باپ جیسی شفقت رکھنے والا سسر اور ارحم۔۔۔۔؟

یہاں آکر فاطمہ کی سوچ ٹھہر جاتی تھی ارحم کا رشتہ اسکے لیے سوالیہ نشان تھا وہ بہت اچھا تھا وہ حارث جیسا نہیں تھا وہ بنا بولے اسکی بات سمجھ لیتا تھا وہ اسکے طنز طعنے دھتکار بے رخی سب برداشت کرتا تھا۔۔ لیکن صرف اپنی غلطی کے مداوے کے لیے۔۔

فاطمہ کی آنکھ سے آنسو گرا تھا۔

وہ پھر سے محبت کرنے لگی تھی۔ وہ اتنے عرصے میں ارحم کی محبت اور توجہ کی عادی ہو چکی تھی۔ پر وہ سندس سے محبت کرتا تھا اور اسنے غلطی کے ازالے کے لیے فاطمہ سے شادی کی ہے یہ بات فاطمہ کے دل میں بانس کی طرح گھسی ہوئی تھی جو اسے اپنے قدم ارحم کی جانب نہیں بڑھانے دے رہی تھی وہ چاہ کر بھی اس رشتے کو آگے نہیں بڑھا پا رہی تھی۔۔

اسنے آنسو صاف کیے کب ایک کے بعد ایک آنسو اسکی آنکھوں سے گرتے چلے گئے اسے پتہ نہیں چلا۔

ٹھنڈ لگنے لگی اور گیلی گھاس پر رکھے پاؤں بھی اب درد ہونے لگے تھے۔

وہ ڈوپٹہ صحیح کرتے اٹھ کر اندر چلی گئی۔۔

****

وہ کمرے میں بیٹھی سامنے دیوار کو گھور رہی تھی۔

وہ خود ہی کمرے میں آگئی تھی۔ایک بار بھی تہمینہ اسے دیکھنے نہیں آئی تھیں۔۔

"اب تمہاری سزا ختم ہوئی سندس۔۔

آنکھوں سے آنسو گرے اور ہونٹوں پر بے بسی کی مسکراہٹ آئی۔

آج تم بھی اسی جگہ کھڑی ہو جہاں فاطمہ کھڑی تھی۔

اب تمہیں بھی طلاق کا تحفہ ملے گا اور ہر کوئی تم پر بھی تھوکے گا۔۔

یہی ہونا چاہیے تھا۔میں یہی ڈیزرو کرتی ہوں۔۔

فاطمہ کے ساتھ بھی تو یہی ہوا تھا۔تم کیسے بھول گئی کہ جہاں اللہ انصاف کرے وہاں کیسے گناہ چھپ سکتا ہے اسے ہی تو کہتے ہیں مکافات عمل۔۔

اسنے آنسو صاف کیے۔۔

تم اسی قابل ہو۔۔"

وہ مسکرائی۔اور پھر ایک منٹ بعد ہی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

"اللہ تعالی آپ تت۔۔تو جانتے ہیں میں نے کبھ۔۔ کبھی فاطمہ کا برا نہیں چاہا۔۔میں۔۔میں نے ہمیشہ اس سے ہمدردی رکھی تھی۔مجھے نہیں پتہ وہ مجھ سے۔۔کیسے ہو گیا۔۔

مم۔میں ڈر گئی تھی۔۔میں اتنی ڈر گئی تھی کہ مجھے کچھ سمجھ۔۔ نہیں آیا میں۔۔میں کیا کروں۔۔لیکن آپکی قسم اللہ تعالی مجھے نہیں پتا تھا کہ بھائی اس حد تک قدم اٹھائینگے۔۔۔میں معافی۔۔کے قابل نہیں ہوں۔۔پر آپ مجھے معاف کر دیں۔۔میں نے فاطمہ سے بھی۔۔معافی مانگی ہے وہ بہت اعلی ظرف ہے اسنے معاف کر دیا۔۔۔

اللہ میں نے کچھ بھی جان کر کے نہیں کیا۔۔کیا تھا۔۔"

وہ ہچکیوں سے روتی بیڈ پر اوندھے منہ گر گئی۔۔

آج دل تکلیف سے پھٹنے کو تھا۔آج اسنے اصل معنی میں فاطمہ کی تکلیف کو محسوس کیا تھا۔

اسے بدنامی کا خوف نہیں تھا وہ تو اسے ملنی تھی یہی اسکی سزا تھی لیکن اسے صرف ارسلان کو کھونے کی تکلیف تھی۔اس تین مہینے میں اسنے سندس کو اسکی اہمیت بتائی تھی اور اسکی آنکھوں میں اپنے لیے حقارت۔۔۔۔ نہیں سندس کے لیے ناقابل برداشت تھا!

****

دو دن گزر گئے تھے۔وہ اسی کمرے میں تھی۔وقت کا کھانا رکھ کر ملازمہ چلی جاتی تھی جسے وہ کبھی تھوڑا سا کھا لیتی تو کبھی ایسے ہی بھجوا دیتی تھی۔

اب تک نا ارسلان آیا تھا نا کوئی میسج نا کوئی کال نا کوئی پیغام دل تو تسلیم کر چکا تھا کہ یہ سزا اب اسے ساری زندگی بھگتنی ہے۔اسکی زندگی اب ٹھیک نہیں ہو گی کیونکہ وہ مظلوم نہیں تھی فاطمہ کی طرح اسنے تو ظلم کیا تھا جسکی سزا اسے اب ملی تھی۔

وہ یونہی بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی تھی جب زوردار آواز کے ساتھ کسی نے دروازہ کھولا۔

سندس سیدھی ہوئی دروازے پر ءدیکھا تو حارث کھڑا تھا اور اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔اور پیچھے تہمینہ اسکا بازو پکڑے شاید اسے روک رہی تھیں۔۔۔

حارث جارہانہ انداز میں آگے بڑھااور اسے بیڈ سے اٹھایاوہ لڑکھڑا کر کھڑی ہوئی حارث اسے کھسیٹتے ہوئے باہر لے گیااور دروازے کے آگے دھکہ دیا۔

"بھا۔۔۔"!

"خبردار جواپنی ناپاک زبان سے میرا نام لیا۔۔۔ تمہیں تو پیدا ہوتے ہی مار دینا چاہیے تھا بے حیا۔۔۔"

"حارث پھر جذبات سے کام لے رہے ہو بہن ہے وہ تمہاری کہاں جائے گی۔ارسلان بھی غصے میں ہے۔۔" تہمینہ نے اسے سمجھانا چاہا

"اس بے حیا لڑکی کو میری بہن مت بولیں۔یہ بہن نہیں ڈائن ہے جواپنے ہی بھائی کا گھر کھا گئی اپنی ناپاکی سے اپنی نحوست سے کھا گئی ہماری خوشیاں۔اور وہ تو غصہ ہے اسے تو اس آوارہ لڑکی کو طلاق دے دینی چاہیے۔۔" اب سندس کی بس ہوئی تھی۔۔

"ہر کسی کو اپنی طرح سمجھا ہے بھائی۔۔؟۔۔(طلاق کی بات پر طنز کیا تھا)

اور میں نے برباد کیا ہے آپکو آپکے خود کے اندر کتنی غیرت تھی جو بیوی کی سنے بغیر اسے طلاق دے دی اپنی ہی اولاد کو کھا گئے آ۔۔"!

منہ پر اتنا شدید تھپڑ پڑا تھا کہ وہ زمین پر گری تھی۔جب اپنے منہ کے قریب دو جوتے نظر آئے۔

پیچھے ہوئی اور نظریں اٹھا کر دیکھا تو ارسلان ماتھے پر بل ڈالے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

سندس کے حلق میں آنسوؤں کا گولا اٹکا۔

اسنے نیچے جھک کر جھٹکے سے سندس کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔۔

ایک بار پھر تھپڑ کی آواز گونجی تھی پر اس بار تھپڑ حارث کے گال پر پڑا تھا۔

تہمینہ دل پر ہاتھ رکھے پیچھے ہوئی تھیں اور سندس دونوں ہاتھ منہ رکھے خوف میں مبتلہ۔۔

"ہمت کیسے ہوئی اس پر ہاتھ اٹھانے کی۔"

ارسلان حارث کو گریبان سے پکڑ کر غرایا تھا۔

حارث نے اسے جھٹکے سے ہٹانا چاہا پر ارسلان کی گرفت مضبوط تھی۔

"ایک نہیں دس مارونگا۔ وہ ہے ہی اس قا۔۔۔۔"!

"اپنی بکواس بند کرو۔ ارسلان نیازی کی بیوی ہے وہ۔۔ ایک لفظ اور کہا تو بھول جاؤ نگا تم سے اسکا کیا رشتہ ہے۔ عزت سے سر پر ہاتھ رکھنا ہے تو رکھو لیکن اگر ہاتھ اٹھانے کے کوشش کی نا تو زندہ زمین میں گاڑھ دونگا۔۔"

غصے سے سرخ ہوتے چہرے اور تنے ہوئے جبڑوں سے حارث کا جبڑا جکڑا تھا۔

اور پھر جھٹکے سے اسے پرے ڈھکیل کر سندس کی کلائی پکڑ کر باہر نکلا اور گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا سندس خاموشی سے بیٹھ گئی۔

ارسلان بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ایک ہاتھ منہ پر پھیرا دوسرا اسٹیرنگ پر تھا۔

اسٹیرنگ پر رکھے اسکے ہاتھ میں لرزش واضح دیکھی جاسکتی تھی یہ اسکے غصے کی انتہا تھی کہ اس سے اپنا غصہ قابو نہیں ہو رہا تھا۔

گاڑی سٹارٹ کی اور ساتھ ساتھ لمبی سانس لی تاکہ تھوڑا نارمل ہو سکے۔۔سندس کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ کچھ بول سکے۔۔۔۔

پورا راستہ خاموشی سے کٹا۔

گاڑی ایک لمبی عمارت کے آگے رکی۔

ارسلان نے گاڑی پارک کی۔

سندس باہر نکلی وہ سندس کو لیے لفٹ کی بجائے سیڑھیوں سے اوپر چڑھنے لگا۔تیسرے فلور پر ارسلان کا فلیٹ تھا۔

فلیٹ کا دروازہ کھولا۔

سندس کو اندر جانے کا اشارہ کیا پھر خود بھی اندر آ کر دروازہ واپس لاک کیا۔۔

اسنے واپس سندس کا ہاتھ پکڑا اور کمرے میں آیا۔

سندس کا ہاتھ چھوڑ کر وہ بیڈ پر بیٹھا اور اپنے جوتے اتارنے لگا۔

سندس کو کچھ سمجھ نہیں آیا ایک بار پھر آنسو تیزی سے گرنے لگے۔ارسلان اسے نہیں دیکھ رہا تھا وہ اپنا ایک جوتا اتارنے کے بعد اب دوسرا اتار رہا تھا۔

"آ۔۔آپ نے جو۔۔جو سنا وہ۔۔ مکمل۔۔سچ۔۔ نہیں تھا۔۔۔ می۔۔۔"

وہ بولنا شروع ہی ہوئی تھی جب ارسلان نے اسے دیکھا۔

وہ بولتے بولتے رکی اسکی نظریں دیکھنے لگی۔اس بار نظروں میں حقارت نہیں تھی دل نے تھوڑا حوصلہ بڑھایا۔

وہ آگے بڑھ کر اسکے پاؤں کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھی۔

دھڑکن کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔

ارسلان اسے سنجیدگی سے دیکھے گیا۔۔

"میں نے یہ۔۔۔"!

سندس نے پھر بولنا چاہا جب ارسلان نے بات کاٹ دی۔۔

"میں نے تم سے صفائی مانگی۔؟"

ارسلان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ بیڈ پر بٹھایا۔

اسکے سوال پر سندس نے نفی میں سر ہلایا۔

"لیکن بات۔۔۔"!

سندس نے ایک بار پھر بولنا چاہا۔

"سندس تم میری نظر میں جیسی پاکیزہ تھیں ویسی ہی ہو۔مجھے کسی صفائی کی ضرورت نہیں ہے۔میں تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے وہ بھرم دیکھنا چاہتا ہوں جو اب تک دیکھنے میں ناکام رہا ہوں وہ بھرم جو ہر بیوی کو اپنے شوہر پر ہوتا ہے۔۔یہ ڈر,خوف,سہنا مجھے تمہاری آنکھوں میں اچھا نہیں لگتا۔"

اسنے سندس کے ہاتھ تھامے۔

آنسو پھر سے آنکھوں سے روانی سے بہنے لگے۔

ارسلان نے عقیدت سے اسکا ماتھا چوما سندس نے آنکھیں بند کر کے پہلی بار اسکی قربت کو محسوس کیا۔۔دل میں سکون اترا تھا پچھلے دو دن جتنے بھیانک اور ازیت ناک گزرے تھے ان دو دنوں میں وہ فاطمہ کی تکلیفوں کو محسوس کر چکی تھی۔لیکن اللہ کا جتنا شکر کرتی کم تھا کہ وہ تکلیف صرف دو دن کی تھی۔۔۔

وہ پیچھے ہٹا۔سندس نے اب بھی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔۔

آنکھیں کھولی تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔اسے احساس ہوا اسنے ارحم سے محبت کی ہی نہیں تھی وہ صرف وقتی کھینچاؤ تھا۔کیونکہ اب جو فیلنگز اسنے ارسلان کے لیے اپنے دل میں محسوس کی تھی وہ کبھی کسی کے لیے محسوس نہیں کی تھیں۔۔

"سر میں درد ہے۔۔میرے سر درد کی گولی تو تم ہو پر مجھے چائے کی بھی ضرورت ہے ایک کپ مل سکتی ہے "

سندس اثبات میں سر ہلاتے باہر چلی گئی۔ارسلان تھکن زدا سا وہیں بیڈ کراؤں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔

****

وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا اور ڈیورس پیپرز اسکے ہاتھ میں تھے۔

پین پکڑے وہ اس پر سائن کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ہاتھ کسی صورت اس پر سائن کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

دل بند ہونے کو تھا۔کچھ مہینوں میں سندس اس کے لیے اس قدر لازم ہو چکی تھی کہ وہ اب اسکے بغیر سانس لینا بھی نا ممکن لگ رہا تھا۔۔

اسنے غصے سے پین زمین پر پھینکا اور پیپرز کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔۔

"سندس ایسی نہیں ہو سکتی کیونکہ۔۔میں ایسا نہیں ہوں۔

جب میں نے آج تک کسی لڑکی سے ایسا تعلق نہیں بنایا تو میری بیوی بھی نہیں بنا سکتی۔

جیسے مرد کو ویسی ہی عورت ملتی ہے تو کردار میرا پاک ہے تو اسکا گندا کیسے ہو سکتا ہے۔۔"

آخر کار دل نے دماغ کو مات دی تھی۔اسکا دل کسی صورت قبول کرنے کو تیار نہیں تھا اور نا ہی قبول کیا۔۔

"یہ الفاظ کے جوتے تو وہی تمہارے منہ پر پڑے ہیں ارسلان نیازی جو تم نے فاطمہ عارف کے لیے کہے تھے۔۔
تمہارے کیے کی سزا اللہ نے تمہیں تمہاری محبوب بیوی کی صورت میں دی ہے۔۔"

سیٹ سے سر ٹکائے وہ کنپٹی سہلاتے سوچ رہا تھا آنسو بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

"کیسے ہو گا تمہارا کفارا ادا ارسلان نیازی۔۔؟ کتنی ناانصافی کر گئے ہو تم۔۔"

جس ضمیر کو وہ عرصے سے تھپکی دے دے کر سلاتا آیا تھا آج اس نے بری طرح جھنجھوڑا تھا۔

دو گھنٹے وہ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا رہا تھا اور اپنی ایک ایک ناانصافی یاد کرتے۔۔۔۔۔۔۔ایک لمحے کو بھی آنسو خشک نہیں ہوئے تھے۔

دو گھنٹے بعد جب وہ اٹھا تو اسکی گردی اکڑ چکی تھی کہ اسنے ایک جھٹکے سے گردن سیدھی کی شدید درد کی لہر ریٹھ کی ہڈی میں دوڑ گئی۔

وہ آفس سے نکل گیا۔

اگلے دن صبح وہ ارحم الیاس سے ملنے اس کے آفس گیا تھا۔

اسنے اپنا نام بتایا تو ارحم کے پی اے نے اسے ارحم سے پوچھ کر ارحم کے آفس میں بھیج دیا۔

" اسلام و علیکم۔۔"

وہ سلام کر کے بناارحم سے پوچھے کرسی پر بیٹھ گیا۔۔

"وعلیکم اسلام۔آپکی تعریف۔۔"

ارحم اسے اسکے نام سے ہی پہچان چکا تھا پھر بھی انجان بناالبتہ سامنے بیٹھے شخص کی شخصیت سے متاثر ضرور ہوا تھا۔۔

"فاطمہ کا کزن ہوں۔۔ پھپھو کا بیٹا۔۔"

"جی کہیے"

ارحم نے نرمی سے کہا۔

"لیکن میں آپ سے فاطمہ کے ریفرنس سے نہیں بلکہ سندس کے ریفرنس سے ملنے آیا ہوں۔سندس میری وائف ہے۔"

اب کے ارحم سیدھا ہوا تھا۔۔

"جی میں سن رہا ہوں۔۔"

ارحم نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ کے اور سندس کے درمیان دوستی یا تعلق جو بھی تھا کس نوعیت کا تھا۔"

اسنے خود پر بہت جبر کر کے پوچھا تھا۔ یہ اسکے لیے بے انتہا تکلیف کی بات تھی کہ وہ کسی مرد سے اسکی بیوی کے ساتھ تعلق کا پوچھ رہا تھا۔ پر یہ ضروری تھا اگر وہ سندس کو معاف کر کے واپس لے بھی آتا تب بھی دل میں شک رہ جاتا اور وہ کبھی اسکے ساتھ خوش نہیں رہ پاتا۔۔

"سندس سے میرا دوستی کا تعلق تھا اور وہ تعلق اس نوعیت کا تھا کہ آج تک ہم نے ہاتھ تک نہیں ملایا۔"

ارسلان کا دل کیا وہ سجدہ شکر میں گر جائے۔ سامنے بیٹھے شخص نے جیسے اسے تپتی دھوم میں گھنا سایہ دے دیا تھا۔۔

"اس سے زیادہ میں اور کوئی وضاحت نہیں دونگا اور رہی بات اس رات گھر پر ملنے آنے کی تو وہ بھی میں سندس کی وجہ سے نہیں آیا تھا اور نہ ہی سندس کا بلانے کا کوئی مقصد تھا۔

اور نا ہی ہم کہیں باہر ملتے رہے ہیں۔"

ارحم نے کچھ اور وضاحت بھی دی۔ جو بھی تھا سندس لڑکی تھی اور پاک ہی تھی۔ ہاں غلطی پر تھی کہ کسی نامحرم سے محبت کر بیٹھی تھی پر اس عمر میں یہ غلطیاں اکثر لڑکیاں کر دیتی ہیں۔

"مجھے اس سے زیادہ اور کوئی وضاحت چاہیے بھی نہیں۔ تھینک یو سو مچ۔ اور بہت جلد فاطمہ کے ریفرنس سے بھی ملنے آؤنگا۔۔"

ارسلان مسکراتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔۔

"مجھے خوشی ہے کہ آپ حارث کی طرح جذباتی نہیں ہوئے۔

اللہ نے شاید یہ فیصلہ فوراً لینے کا حق مردوں کو اسی لیے دیا ہے کہ وہ ان معاملات میں جذباتی فیصلے نہیں لیتے ورنہ اگر عورتوں کو یہ اختیار دیا جاتا تو آج ہم سارے مرد طلاق یافتہ ہوتے۔"

******بہت گہری بات کرتے آخر میں اسے مزاق کا رنگ دیا تھا۔ جس پر ارسلان بھی ہنس دیا۔

" بلکل ٹھیک کہا آپ نے۔۔انشاءاللہ جلد دوبارہ ملاقات ہو گی ابھی کے لیے اللہ حافظ "

ارحم سے ہاتھ ملا کر وہ باہر نکل گیا۔۔

حقیقت ہے مرد عورتوں کی طرح جذباتی نہیں ہوتے۔اور طلاق کوئی چھوٹی بات نہیں جس کو جذبات میں معاملے کی نوعیت کو سمجھے بغیر دے دی جائے۔۔طلاق اتنی بری چیز ہے کہ اس سے اللہ کا عرش ہل جاتا ہے۔بعد میں ملے پچھتاوے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔احساس وقت پر ہو تب ہی احساس کہلاتا ہے۔۔

" چائے۔۔"!

سندس نے چائے کا کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔وہ آنکھیں کھولتا خیالوں کی دنیا سے باہر آیا مسکرا کر سندس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ بٹھایا اور اسکے گود میں سر رکھ کر آنکھیں موند گیا۔۔

"آپ ٹھیک نہیں لگ رہے ارسلان میں دوائی دے دوں؟"

سندس نے فکر مندی سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"ابھی ہی تو ٹھیک ہوا ہوں ایس اے۔۔اور مجھے کسی دوائی کی ضرورت نہیں میری دوا صرف تم ہو۔۔میرے ساتھ رہو بس۔۔"

اسنے سندس کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا۔آنکھیں اب بھی بند ہی تھیں۔

سندس جھک کر بنا جھجھکے پہلی بار اسکے قریب ہوئی اور اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھ دیے۔ارسلان بند آنکھوں سے پر سکون سا مسکرایا۔۔۔

****

صبح سندس کی آنکھ کھلی انگڑائی لی تو ہاتھ اپنے برابر خالی جگہ پر پڑا ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ آئی۔شرم سے نظریں جھکائیں اور ارسلان کے تکیے سے لپٹ گئی۔۔

لیکن پھر اچانک یاد آیا ارسلان کہاں ہے؟ تکیے کو پرے کرتی فوراً اٹھ کے بیٹھی۔

بیڈ سے اترنے لگی تو نظر ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے ارسلان پر گئی جو اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور بلکل تیار کھڑا تھا۔

"شوہر کے ہوتے ہوئے شوہر کے تکیے کو گلے لگا رہی ہے۔۔ واہ رے میری بیوی۔۔"

اسنے ٹھنڈی آہ بھرتے ہاتھ گال پر رکھ کر مصنوعی افسوس کیا۔

سندس نے ہنستے ہوئے اپنا تکیہ اٹھا کر اسکے اوپر پھینکا جسے اسنے مہارت سے پکڑ لیا۔

"تو آپ بھی بیوی کے تکیے کو گلے لگا کر حساب برابر کر لیں۔"

اسکی ہوشیاری پر ارسلان مسکرایا اور واپس تکیہ اس پر اچھالا۔ جسے وہ کیچ نہ کر سکی اور تکیہ سر سے ٹکرا تا بیڈ پر گر گیا۔۔۔۔

"میں شوہر ہوں بیویوں والی حرکتیں کیوں کرونگا؟"

سندس نے سر پر ہاتھ رکھے اسے دیکھا وہ سندس کو دیکھتے ہنستا چلا گیا۔ سندس اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگی جیسے وہ پاگل ہو گیا ہو۔۔۔

آگے بڑھا اور دوستانہ آنداز میں اسکے کندھے کے گرد ہاتھ پھیلایا اور اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لایا۔

اور پھر منہ پر ہاتھ کی مٹھی رکھے اپنی ہنسی روکتے اسے دیکھنے لگا۔

اور شیشے میں دیکھ کر سندس کا منہ کھل گیا۔۔

"یہ کیا ہے۔۔؟"

وہ حیرت سے اپنے منہ پر بنے سٹارز کو صدمے سے دیکھے گئی۔

دائیں بائیں گال پر بڑے بڑے دو سٹار بنے تھے۔ ماتھے پر لائن سے پانچ سٹار تھے۔ ناک کے بلکل بیچ میں ایک سٹار تھا تھوڑی پر بھی چھوٹا سا سٹار تھا اور حد یہ تھی دونوں ہونٹوں پر بھی چھوٹے چھوٹے سٹار تھے۔۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں یہ کیا ہے۔؟ مطلب اتنا کتنا بچا بننے کا شوق تھا کہ پورے منہ پر سٹار بنا لیے۔۔؟"

وہ ہنسی ضبط کرتے حیرت کا مظاہرہ کرنے لگا۔۔

"نہیں یہ میں نے نہیں کیا۔۔مجھے تو پتا بھ۔۔۔"!

وہ کہتے کہتے رکی ارسلان اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ سٹار آپ نے بنائے ہیں۔۔اور اس دن وہ سٹار آپ نے ہی بنایا تھا۔"

وہ کمر پر ہاتھ رکھے ماتھے پر بل ڈالے اس سے پوچھنے لگی۔۔

"توبہ کرو یار مجھ معصوم پر تہمت؟"

"جھوٹ نہیں بولیں ارسلان گھر میں آپکے اور میرے علاوہ کوئی نہیں تھا میں نے یہ بنائے نہیں تو پھر بچا کون۔۔۔"

بڑی جلدی دماغ لگایا تھا۔۔

"یااللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری بیوی تھوڑی عقل رکھتی ہے اور اسنے اپنی تھوڑی سی عقل میں سے تھوڑی عقل استعمال کی۔۔"

باقائدہ ہاتھ اٹھا کر شکر ادا کیا تھا۔

"میں آپکو کم عقل لگتی ہوں۔۔؟اور یہ سٹار کیوں بنائے۔اور اس دن بھی بنایا تھا اور بلاوجہ اتنا لمبا لیکچر بھی جھاڑا تھا۔"

وہ صوفے سے کشن اٹھا کر اسے پہ در پہ مارنے لگی۔۔

"شرم کرو ایسے اے شوہر پر ہاتھ اٹھا رہی ہو۔۔سخت گناہ ملے گا۔۔"

ہاتھ سے کشن روکتے وہ اسے زچ کر رہا تھا۔۔

"ایسے شوہر کو مارنا ثواب ہے۔۔"

"کیسے شوہر کو۔۔؟"

کشن کر پکڑ کرنا سمجھی سے پوچھا۔

"آپ کے جیسے۔"

وہ کشن چھوڑ کر دوسرا اٹھایا۔

"ارے یار تمہاری کیوٹنیس کا انعام دے رہا تھا۔۔اگر انعام میں ہگ چاہیے تھا تو بتا دیتی اتنا مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"!

ایک بار پھر لقمہ دیا۔۔

"آپ نہیں سدھر سکتے ارسلان میرا پورا منہ خراب کر دیا۔

پچھلی بار بھی دو دن تک نشان نہیں گیا تھا اور رگڑ رگڑ کے منہ بھی چھل گیا تھا۔"

وہ کشن اسکے منہ پر پھینک کر روہانسی ہوتے واشروم میں گھس گئی۔۔

ارسلان قہقہ لگا کر ہنسا اور واشروم کا دروازہ بجایا۔

"یار واشروم میں جو چھوٹی سی کیوٹ سی تمہاری جیسی الماری ہے اس میں بیبی آئل ہو گا اور کاٹن بھی اس سے صاف کر لو آرام سے ہو جائے گا اور چھلے گا بھی نہیں۔۔"

وہ دروازہ بجاتے ہنستے ہوئے بولا۔

"پتا ہے مجھے۔۔آپ سے مشورہ نہیں مانگا۔۔"

اندر سے تنک کے جواب آیا۔۔

"ہاں جبھی پچھلی بار منہ چھلنے کے بعد بھی دو دن تک نشان رہا تھا۔۔"

اب کے اندر کھڑی سندس جل کے رہ گئی تھی پر کوئی جواب نہیں دیا اور ایک بار اپنے کارٹون بنے چہرے کو دیکھا۔ اور پھر مسکرا کر صاف کرنے لگی۔۔

****

اس دن کے بعد اسکی ارحم سے بات نہیں ہوئی تھی وہ اسے مکمل نظر انداز کیے تھی۔

وجہ خود کے دل کی تھی جو بغاوت پر اترا تھا۔۔

عجیب سی حالت ہو گئی تھی نا پڑھائی میں دل لگ رہا تھا نا کہیں اور۔۔ گھوم پھر کر وہ دل و دماغ دونوں ارحم پر رکتے تھے۔۔

وہ یونی بھی آج لیٹ آئی تھی۔

اور اب بلکل بے زار تھی پڑھنے کو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔

اللہ اللہ کر کے دن گزرا اور اب ڈرائیور کے آنے کا ویٹ تھا۔

اسکی دو نئی دوستیں بھی بنی تھیں ایک نان مسلم تھی علقاء اور دوسری ملیحہ۔۔ وہ دونوں گھر جا چکی تھیں اور وہ پارکنگ میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی پانچ منٹ ہو گئے تھے اور ڈرائیور اب تک نہیں آیا تھا۔ اس سے اچھا تو تھا وہ علقاء کو ڈراپ کرنے کا بول دیتی یہاں تک بھی اسی نے ڈراپ کیا تھا۔

وہ اسی کشمکش میں تھی کہ کیا کرے جب اپنے عقب سے حارث کی آواز آئی۔۔

قدم پتھر کے ہوئے تھے وہ زندگی میں بری سے بری آواز سننا پسند کرتی پر یہ آواز نہیں۔۔۔اسنے ہاتھوں کی مٹھی بھینچی اور زور سے آنکھیں میچ کے کھولیں۔۔

" جی کہیے۔۔"

پیچھے مڑی تو انداز بلکل نارمل تھا ویسا ہی مسکراتا اور کانفیڈینٹ چہرہ جو شادی سے پہلے ہوا کرتا تھا۔

اسکے اس طرح پوچھنے پر حارث کچھ لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔۔

فاطمہ نے بے زاری سے ایک آئبرو اٹھائی انداز صاف تھا کچھ کہنا ہے؟۔۔۔

"فاطمہ مجھے ساری حقیقت پتا چل گئی ہے سندس نے سب بتا دیا۔۔"

وہ شرمندگی سے بولا پر آنکھوں میں ایک اور چیز بھی نمایاں تھی اور وہ امید تھی۔ کس چیز کی امید؟ وہ امید دیکھتے فاطمہ کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔

"مبارک ہو آپکو۔۔"

ویسے ہی مسکرا کر بولا تھا البتہ چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔۔

"فاطمہ میں بہت شرمندہ ہوں۔۔ قسم سے میں بہت تکلیف میں ہوں۔ تم خود بتاؤ میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو وہ یہی سمجھتا۔۔ میں۔۔"!

"آپ نے کیا دیکھا یا کیا سمجھا یا آپکی جگہ کوئی اور ہوتا تو کیا سمجھتا۔۔ مجھے دیکھ کر آپکو ایسا لگ رہا ہے کہ مجھے ان سب باتوں میں رتی برابر بھی دلچسپی ہے؟"

مزاق اڑانے کے انداز میں ہنستی وہ اس پر طنز کر رہی تھی۔

حارث لب بھینچ گیا۔۔

"اور آپ تکلیف میں ہوں یا دکھ میں مجھے کیا؟"

"فاطمہ بات صرف میرے تکلیف میں ہونے کی نہیں تمہاری تکلیف کی بھی ہے۔۔ جو بھی ہوا میں جانتا ہوں تم بھی تکلیف میں ہو۔ میں تمہیں واپس عزت دلاؤنگا آئی پرامس جیسا تم چاہو گی ویسا ہو گا۔۔"

فاطمہ کو اپنے کانوں پر یقین نا ہوا وہ تو سمجھی تھی کہ اسکی آنکھوں میں معافی ملنے کی امید ہے پر وہ تو کچھ اور امید لے کر آیا تھا۔ فاطمہ اسکی باتوں پر عش عش کر اٹھی۔

مطلب ایک لیول ہوتا ہے گرنے کا اور حارث کا تو کوئی لیول ہی نہیں تھا وہ جتنا نیچے اسکے لیے سوچتی تھی وہ اس سے زیادہ نیچے جا کر دکھاتا تھا۔۔

ابھی معافی ملی نہیں تھی اور وہ کہاں تک پہنچ گیا تھا۔۔

"آپکو کس نے بولا کے میں تکلیف میں ہوں؟ اپنی طرف سے جو دل میں آیا سمجھ لینا یہ عادت گئی نہیں آپکی اور میں کیسے بھول سکتی ہوں کہ کتے کی دم کبھی سیدھی ہوئی ہے جواب ہو گی۔"

حارث اسکے کتے کی دم کہنے پر خاموشی سے دیکھے گیا۔ اتنی بے عزتی۔۔

جبکہ فاطمہ کے چہرے پر اب بھی مسراہٹ تھی۔۔

"میں بہت خوش ہوں اپنے شوہر کے ساتھ۔۔ بس ایک بات کی تکلیف ہے جو کبھی ختم نہیں ہو گی کہ میری شادی پہلے ہی ارحم سے کیوں نہیں ہوئی۔۔

کیوں لوہار کو سونا پکڑا دیا گیا۔۔(اپنے آپکو اسنے سونے اور حارث کو لوہار سے تشبیح دی تھی)

نہیں بلکہ یہ مثال ٹھیک ہے کہ لنگور کی جھولی میں انگور کیوں ڈال دیا گیا۔۔"

فاطمہ نے اپنے نصیب پر افسوس کرتے سر نفی میں ہلایا۔۔

"تم ایک ایسے انسان کے ساتھ خوش کیسے رہ سکتی ہو جو تم سے محبت ہی نہیں کرتا۔۔

وہ سندس سے محبت کرتا ہے فاطمہ اور۔۔۔"!

"عورت کو زندگی گزارنے کے لیے صرف عزت چاہیے ہوتی ہے محبت پر وہ سمجھوتہ کر لیتی ہے۔

اور الحمد اللہ مجھے ارحم سے اتنی عزت ملتی ہے۔کہ اگر ہر لڑکی کو اسکی دس فیصد عزت بھی اپنے شوہروں سے مل جائے تو وہ سکون سے اپنی زندگی بسر کر سکتی ہے۔۔

اور رہی بات محبت کی۔۔تو آپکی جو محبت ہے نا اسے فاطمہ ارحم اپنی پیروں تلے روندھنا بھی پسند نا کرے۔۔"

حقارت سے اسے کہا تھا۔البتہ مسکراہٹ اب بھی ہونٹوں پر تھی۔اور اسکی یہی مسکراہٹ حارث کے دل کو چیر رہی تھی۔

جبکہ دور کوئی کھڑا اسکی مسکراہٹ کو اور اسکے سامنے کھڑے شخص کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔

"فاطمہ میری بات سنو"

فاطمہ ایک آخری حقارت بھری نگاہ اس پر ڈال کر نکلنے لگی جب حارث نے آگے پڑھتے اسے روکنے کے لیے اسکا ہاتھ پکڑا پر شاید وہ یہ بھول گیا تھا کہ اب وہ یہ حق نہیں رکھتا۔

جبکہ فاطمہ کے تو پیروں تلے زمین کھسک گئی تھی۔

گاڑی کے اندر بیٹھا شخص جو انہیں ہی دیکھ رہا تھا وہ کوئی اور نہیں ارحم تھا۔

اسکے دیکھنے پر ارحم نے گاڑی ریورس لی اور دیکھتے دیکھتے یونی سے باہر نکل گیا۔۔

فاطمہ حارث کا ہاتھ جھٹکتے پیچھے جانے لگی جب ایک بار پھر حارث نے ہاتھ پکڑا اور پھر فاطمہ کا ہاتھ ھواء میں بلند ہوا اور تیز آواز کے ساتھ حارث کے گال کو سن کر گیا۔۔

فذا میں تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔

آس پاس کے لوگ سب انکی طرف متوجہ ہوئے تھے اور جمع ہونے لگے تھے۔

حارث چہرے پر ہاتھ رکھے حیرت سے زمین میں گڑھنے کو تھا۔ تھپڑ اتنا شدید تھا کہ جو نقلی دانت ارحم کے مارنے کی وجہ سے لگوانا پڑا تھا وہ فاطمہ کے تھپڑ سے ٹوٹ کر زمین پر گرا تھا۔۔

"لاسٹ وارننگ اب ہاتھ لگایا تو ایک بھی دانت منہ میں باقی نہیں رہے گا۔"

وہ انگلی دکھاتے غرائی تھی۔

جتنی زور سے اسنے تھپڑ مارا تھا اسکا خود کا ہاتھ بھی زخمی ہوا تھا۔ حارث کا دانت اسکی ہتھیلی کے کنارے لگا تھا جس سے وہاں کی جلد چھل گئی تھی۔۔۔

"تمہاری اتنی اوقات نہیں ہے حارث عفان کے تم میرے سامنے کھڑے ہو کر مجھ سے بات کرو۔

اسنے اپنا ہاتھ زور سے ھواء میں جھٹکا۔

لیکن داد دینی پڑیگی تمہاری ہمت کی کہ تم میرے سامنے کھڑے ہو۔اور اس سے بھی زیادہ کے ابھی بھی صرف گند بک رہے ہو۔۔

وہ باآواز بلند بولی تھی اب آس پاس کھڑے طالب علم آپس میں کرنے لگے تھے۔۔

پہلے یہ تو پوچھ لیتے کہ میں نے معاف کیا بھی ہے یا نہیں۔۔؟خود پر اتنا اعتماد تھا کہ معافی سنے بغیر ہی بھونکنا شروع ہو گئے۔۔

تمہیں تو میں معاف بھی نہیں کرونگی حارث عفان تو باقی باتیں تو دور کی بات ہیں۔۔

تم جیسا گھٹیا انسان میرے کیا کسی لڑکی کے قابل نہیں جس سے شادی کروگے اسے برباد کردوگے۔ جیسے مجھے کیا۔اور ہر کسی کو تو واپس سنورنے کے لیے ارحم الیاس جیسے انسان کا سہارا تو نہیں ملتا۔۔۔

اور کیا کہنا چاہ رہے تھے کہ ارحم کو چھوڑ کر تمہارے پاس آؤں۔۔

واہ اسے تو میں اپنا انعام سمجھتی ہوں جو مجھے اللہ کی طرف سے دنیا میں ہی مل گیا۔

تمہارے جیسے کم ظرف اور گھٹیا انسان کو برداشت کرنے کا جسکو میں نے کبھی نا مانگا تھا نا چاہا تھا۔۔ تم تو میرے بچے کے قاتل ہو حارث عفان تم تو اپنی اولاد کو کھا گئے۔۔ تمہیں کبھی اولاد نصیب نہیں ہو گی۔ تم محروم رہو گے اولاد کی نعمت سے۔۔ میری اولاد چھیں کر تم اولاد جیسی نعمت نہیں پاؤ گے۔

آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

حارث کے پاس الفاظ نہیں تھے نا ہی فاطمہ نے اسے بولنے کا موقع دیا تھا اور نا ہی وہ اسے سننا چاہتی تھی۔

ایک آخری اور بے انتہا نفرت بھری نگاہ اس پر ڈال کر آنسو صاف کرتی وہ آگے نکل گئ۔۔۔

ایک کہ بعد ایک آنسو حارث کی آنکھوں سے نکلتا گیا۔۔

گال پر اس قدر جلن تھی کہ جیسے کسی نے لوہے کی راڈ ماری ہو پر آنسو اس جلد کے نہیں بلکہ دل میں اٹھتی جلن کے تھے۔ وہ گھٹنوں کے بل وہیں زمین پر بیٹھ گیا۔ آہستہ آہستہ رش ہٹنے لگا۔۔

وہ زمین پر بیٹھا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔

آج وہ اپنا سب کچھ کھو چکا تھا امید بھی۔۔۔۔

****

وہ جلدی جلدی یونی سے نکلنے لگی جب ڈرائیور سامنے آیا۔

اسکو روتے دیکھ وہ پریشان ہوا۔۔

"میم کچھ ہوا ہے۔۔"

اسنے ادب سے پوچھا۔

"نہیں کچھ نہیں۔گاڑی کہاں پارک کی ہے۔۔؟"

ڈرائیور نے اسکو ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

وہ گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھ گئی اسکے بیٹھنے کے بعد ڈرائیور گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔

"گاڑی گھر نہیں لے کر جانا۔"

وہ ڈرائیور کو گاڑی روز والے راستے پر ڈالتے دیکھ بیچ میں بول گئی۔۔

"پھر کدھر جانا ہے میم۔۔؟"

اسنے گاڑی کی سپیڈ ہلکی کی۔۔

"کہیں بھی لے چلو لیکن گھر نہیں۔۔"

آنکھوں سے خود بخود آنسو نکل رہے تھے۔۔

"میم لیکن کہاں لے چلوں؟"

ڈرائیور نے گاڑی روک کر پوچھا وہ اسے دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا۔ ساتھ ہی ایک میسج ارحم کو بھی کر دیا تھا۔۔

فاطمہ کی چھٹی سے پہلے ہی ارحم نے ڈرائیور کو فون کر کے بولا تھا کہ فاطمہ کو لینے وہ جائے گا وہ نا آئے لیکن جب وہ اسے حارث کے ساتھ دیکھ کر واپس نکلا تو اسنے ساتھ ساتھ ڈرائیور کو فون کر دیا کہ فاطمہ کو وہ پک کرے گا۔

دو منٹ بعد ہی جواب آیا۔۔

"وہ جہاں بول رہی ہے لے جاؤ اور اسکے ساتھ رہنا۔۔۔"

او کے کا میسج کر کے وہ واپس فاطمہ سے پوچھنے لگا۔۔

"گھر ہی لے چلو۔۔ کب تک بھاگو نگی۔۔"

آخری بات اسنے دل میں بولی تھی۔

گاڑی ایک بار پھر تیزی سے راستے طے کر رہی تھی اور بہت زیادہ ہی تیزی سے سفر گزر رہا تھا یا فاطمہ کو یو نہی لگا۔۔

آنسوؤں کے ریلے اب تھوڑی سے ٹپک کر دامن بھیگا رہے تھے۔۔

"تو تیار ہو جاؤ فاطمہ ایک اور بار بے اعتباری کی بھینٹ چڑھنے۔۔

اسنے آنسو پوچھے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہچکیاں روکنی چاہیں۔

"کیا میں مر جاؤں؟ ہاں مر جانا بہتر ہے۔اب تو امی ابو بھی کب تک میری بدنامی تلے دبینگے۔۔

نہیں اگر میں مر گئی تو سب سچ مچ سمجھینگے کے میں گناہگار تھی۔

لیکن ایسے بھی تو میں ہی قصوروار رہونگی۔۔

میں کیا کروں؟ایک بار پھر میں وہی سب برداشت نہیں کر سکتی۔

اتنا روکنے کے بعد بھی سسکیاں گاڑی میں گونجنے لگی تھیں۔

"نہیں ارحم حارث جیسے نہیں ہیں۔۔وہ۔۔۔وہ مجھ پر اعتبار کرینگے۔۔

دل کے کسی کونے سے آواز آئی۔

نہیں فاطمہ نہیں ہے تو وہ بھی مرد ہی۔۔جو دیکھا اسی پر یقین کریگا۔"

اسنے اپنے بال مٹھیوں میں لیے تھے۔ایک ساتھ کئی سوچیں زہن میں آرہی تھیں اور ساری ہی ایک دوسرے کے برعکس تھیں۔

ایک بار پھر بے اعتباری کی بھینٹ چڑھنے سے دل خوفزدہ تھا۔

ارحم بے شک حارث جیسا نہیں تھا پر تھا تو ایک مرد ہی جو دیکھا اسی پر اعتبار کرتا اور بظاہر تو فاطمہ حارث سے مسکرا کر ہی بات کر رہی تھی۔

اب ارحم کو کیا معلوم کے بات کیا تھی۔۔

نہیں میں۔۔۔میں ارحم کو بتاؤ نگی کے جو دیکھا وہ سچ نہیں تھا۔۔

دل نے تھپکی دی۔

نہیں نہیں نہیں وہ کیوں سنیں گے میری بات۔۔۔وہ کیوں کرینگے مجھ پر اعتبار اگر کرنا ہوتا تو جاتے کیوں۔۔

میں ایک بار پھر اپنے ماں باپ کے اوپر عذاب نہیں بننا چاہتی اللہ۔۔۔اگر دوبارہ کچھ ایسا ہونا ہے تو مجھے موت آجائے بڑی مشکلوں سے سنبھلی ہوں بلکہ آپ نے سنبھالا ہے دوبارہ مت توڑیں۔۔ایک بار پھر وہی بدنامی کا طوق اپنے اور امی ابو کے گلے میں نہیں ڈال سکتی۔۔"

"نہیں میں سامنا کرونگی۔میں بتاؤ نگی انہیں اور انہیں سننا پڑیگا۔۔میں جیتی جاگتی انسان ہوں کوئی کھلونا نہیں جسے جب چاہا زندگی میں شامل کیا اور کسی بھی غلط فہمی کی وجہ سے چھوڑ دیا۔۔۔"

وہ اپنی سوچوں میں اتنی پاگل تھی کہ گاڑی گھر میں داخل ہو چکی تھی اور اسے علم ہی نا ہوا۔۔۔

"میم ہم گھر پہنچ چکے۔۔"

ڈرائیور کے بتانے پر اسنے کھڑکی سے باہر دیکھا اور باہر نکل کر بنار کے اندر چلی گئی۔۔

ساری چیزیں وہی صوفے پر رکھتی وہ کمرے کی طرف بڑھی۔ وہ ارحم کو حقیقت بتانا چاہتی تھی اس سے پہلے کے وہ کوئی انتہائی قدم اٹھاتا۔

وہ کمرے میں گئی تو کمرہ خالی تھا۔۔ اسنے اپنے آنسو پونچھے اور واپس باہر آئی وہ اس وقت آفس میں بھی ہو سکتا تھا وہ سوچتی واپس کمرے میں آنے لگی جب اوپر فلور پر کچھ گرنے کی آواز آئی۔۔

"اوپر کون ہے؟"

اسنے لاؤنج میں داخل ہوتی ملازمہ سے پوچھا۔۔

"ارحم سر ہیں اوپر سٹڈی میں"

اسنے بتایا اور کچن کی طرف رخ کر لیا۔

فاطمہ نے لب کچلے اور قدم اوپر بڑھا دیے۔ سٹڈی کے دروازے پر کھڑی وہ ایک بار پھر ذلیل ہونے کے لیے تیار تھی۔

دل میں تکلیف کی لہر دوڑ گئی۔ کتنی اذیت کی بات تھی کسی کو اپنے کردار کی وضاحت دینا اور وضاحت بھی وہاں دینا جہاں پر یقین ہونے کی امید بھی نا ہو۔۔

وہ بنا نوک کیے اندر داخل ہو گئی۔ وہ سامنے ہی دو فائلز کھول کر اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر نظر اٹھا کر اوپر دیکھا اور واپس فائلز پر جھک گیا۔

"زہ نصیب آج ادھر کا رخ کیسے کیا؟"

ارحم نے مسکرا کر ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا تھا لیکن وہ فاطمہ کو طنز لگا۔۔۔

وہ آگے بڑھی اور ارحم کے ہاتھ سے فائل لی اور بند کر کے ٹیبل پر رکھ دی۔ وہ خاموشی سے اسکی سوجھی ہوئی آنکھیں دیکھے گیا جو مستقل رونے کے باعث سرخ ہو رہی تھیں۔۔

"آپ نے جو دیکھا اور آپ جو سمجھ رہے ہیں وہ سچ نہیں ہے"

آنکھیں پھر آنسوؤں سے بھری تھیں۔۔

"تم یہ کیسے ڈسائیڈ کر سکتی ہو جب تمہیں پتا ہی نہیں میں کیا سمجھ رہا ہوں۔۔"

وہ اسکی آنکھیں اور اسکی حالت دیکھ کر سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا سمجھ رہی ہو گی۔۔

"آپ یہی سوچ رہے ہیں کہ میں بد۔۔۔"!

"کیا اتنے مہینے مجھے سمجھنے کے لیے کافی نہیں تھے فاطمہ ؟ کیا اب تک میں اس قابل نہیں ہوا کے تم مجھ پر اعتبار کر سکو"

فاطمہ کی بات بیچ میں کاٹ کر اسنے سوال کیا۔اسے تکلیف ہوئی تھی کہ وہ آج تک اس پر اعتبار نہیں کر سکی۔وہ اسے اور حارث کو ایک ہی ترازو میں رکھ رہی ہے۔

"بولو۔۔۔"!

فاطمہ کو خاموش پا کر اسنے پھر سوال کیا پر وہ اب بھی خاموش تھی۔

"کیا تم آج تک میری آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھنے میں ناکام رہی ہو؟۔۔ محبت کرتا ہوں میں فاطمہ تم سے اور محبت کی بنیاد ہی اعتبار ہوتی ہے۔۔

تمہاری بے اعتباری نے مجھے بہت تکلیف دی ہے فاطمہ۔۔"

دکھ سے بولتے ارحم کی آنکھوں میں بھی آنسو چمکے تھے۔

فاطمہ نے فوراً روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"میں بس صفائی دے رہی تھی کہ میں۔۔۔"!

"مجھے کسی صفائی اور کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔۔

تمہاری خود کی وضاحت کی بھی نہیں۔۔۔

میں, میرا دل اور میرا اللہ تمہاری پاکیزگی کا گواہ ہے اتنا کافی ہے۔۔۔ میری محبت کھوکھلی نہیں ہے فاطمہ۔۔۔"

فاطمہ بے ساختہ اسکے سینے سے لگی تھی۔

ارحم کی شرٹ مٹھی میں دبوچے وہ ماتھا اسکے سینے سے ٹکائے روتی چلی گئی۔۔

ارحم نم آنکھوں سے مسکرایا اور اسکے گرد بازو لپیٹ دیے۔۔

روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔وہ کسی کے سہارے کسی کو اپنے غموں کا شریک بنا کے نہیں روئی تھی لیکن آج ابھی ارحم کے سینے سے لگی اپنے سینے میں موجود گھٹن, تکلیف اور غبار نکال رہی تھی اور یہ اسکے لیے بہت ضروری تھا۔ارحم نے اسے رونے سے نہیں روکا تھا وہ بس اسکے بال سہلا رہا تھا۔۔

اور دوسرے ہاتھ سے اسکی قمر تھپک رہا تھا۔۔

"پھر آپ منہ موڑ کر کیوں گئے تھے۔۔۔(یونی میں جو وہ اسے حارث کے ساتھ دیکھ کر گیا تھا)

اسکے سینے سے سر اٹھا کر اسے دیکھتے پوچھا۔

"تمہارے چہرے کی مسکان دیکھ کے۔۔"

اسنے مسکرا کر فاطمہ کا ماتھا چوما۔اور اس بار فاطمہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا نا مزاحمت کی۔۔

"مطلب؟"

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

"مطلب یہ کے تمہاری مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ تم میں اتنا حوصلہ ہے کہ تم اسے جواب دے سکو اسے فیس کر کے اسے بتا سکو کہ فاطمہ ارحم کمزور نہیں ہے اور اس وقت تمہاری وہ دل جلانے والی مسکراہٹ دیکھ کر میں بہت امپریس ہوا تھا۔اور اگر میں اس وقت وہاں سے نہیں جاتا تو تم مجھ پر ڈپینڈ ہو جاتی اور میں یہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔میں چاہتا تھا میری بیوی اتنی بہادر ہو۔۔"

اسکی بات سننے کے بعد فاطمہ نے واپس سر اسکے سینے پر ٹکا دیا۔

ارحم نے اپنی تھوڑی اسکے سر پر ٹکا دی۔

پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے جب وہ جھٹکے سے اٹھی تو ارحم جو اسکے سر پر تھوڑی ٹکائے بیٹھا تھا تھوڑی پر ہاتھ رکھے کراہ اٹھا فاطمہ کا سر اسکی تھوڑی پر لگا تھا۔۔

"پر آپ تو سندس سے محبت کرتے تھے۔"

وہی مرغی کی ایک ٹانگ۔۔۔۔

اقرار و اظہار کے تمام مرحلوں کے بعد بھی وہ وہیں کی وہیں اٹکی تھی۔

"ہاں کرتا تھا بہت محبت اور کرتا ہوں اور کرتا رہونگا لیکن سندس سے نہیں فاطمہ ارحم سے۔۔

میں نے دنیا میں صرف دو ہی عورتوں سے محبت کی ہے۔ایک زینت الیاس میری ماں اور دوسری فاطمہ ارحم الیاس

۔۔

یعنی تم۔۔۔"

اسنے فاطمہ کا ہاتھ تھام کر اسے واپس قریب کیا۔

"لیکن پھر۔۔"!

"یار فاطمہ۔۔ مکمل نہیں پر تھوڑا بھروسہ تو کرو کیا ساری زندگی مجھے وضاحتیں دیتے گزارنی پریگی۔"

اسنے فاطمہ کی بات بیچ میں ہی کاٹ کر منہ بنا کر بولا۔۔

فاطمہ نے مزید کوئی سوال نہیں کیا اور واپس اسکے سینے پر سر ٹکا دیا پر اس بار ارحم نے اسکے سر پر اپنی تھوڑی ٹکانے کی غلطی نہیں کی۔۔

"ارحم میں نے آپکو اور اس رشتے کو دل سے قبول کیا۔۔"

وہ اسکے سینے سے لگی بولتی ارحم کو سکون دے گئی۔۔

"تھینک یو سو مچ"

"ارحم میں نے آپکو اور اس رشتے کو دل سے قبول کر لیا۔۔"

اسنے ایک بار پھر دہرایا۔۔

"میں نے سن لیا میری زندگی۔۔"

"اب ڈریم روم دیکھ سکتی ہوں نا۔"

وہ اس سے فورا الگ ہوئی۔۔

"اووو۔۔ہاں ضرور۔۔"

وہ مسکرا کر اسکا ہاتھ تھام کر سٹڈی سے باہر نکلا اسکو لے کر ڈریم روم کے باہر آیا۔۔

ناب گھمائی۔۔

"پہلے تو یہ لاک تھا۔۔۔؟"

فاطمہ نے فورا پوچھا۔

"ہاں بعد میں کھول دیا تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ اب تم اسے جب ہی کھولو گی جب ہمارے رشتے کو دل سے قبول کرو گی اور میں چاہتا تھا کہ تم اس روم کو جلدی کھولو۔۔۔"

فاطمہ کو دیکھتے کہا اور ساتھ ہی دروازہ کھول دیا۔

اور پھر فاطمہ کی نظر ڈریم روم پر ٹھہر گئی۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کبھی اسے ایسا ڈریم روم ملے گا۔وہ دروازے پر ہی سکتے میں کھڑی تھی۔اسکی کیفیت دیکھ کر ارحم خوشی کی انتہا پر تھا وہ یہی ایکسپریشن دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

****

ارحم اسکے کھلے منہ کو بہت دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

اور پھر اسکی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر اسکے کھلے منہ کو بند کیا۔ لیکن ہاتھ ہٹانے کے بعد وہ واپس کھل گیا۔

"منہ تو بند کرو فاطمہ۔"

وہ ہنستے ہوئے دوبارہ منہ بند کرنے لگا۔

"یہ تو واقعی خواب لگ رہا ہے۔"

وہ شیشیوں کے اندر ڈمی پر لگے چمکتے کپڑے دیکھ کر کھو سی گئی تھی۔

"جبھی تو ڈریم روم نام رکھا ہے۔۔ میری فاطمہ کا ڈریم روم"

فاطمہ آگے بڑھتے ایک ایک ڈریس کو دیکھتی آگے جا رہی تھی اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اسے ہر جوڑا پسند آ رہا تھا۔

۔وہ اتنے بھاری کپڑے نہیں پہنتی تھی پر اسکا شوق تھا ایسے کپڑے لینے کا۔

وہ چلتے چلتے رکی۔۔۔سامنے ریڈ کپڑے سے کسی چیز کو کور کیا ہوا تھا۔وہ آگے بڑھ کر اس کپڑے کو ہٹانے لگی جب ارحم نے اسے روک دیا۔

"پہلے آنکھیں بند کرو۔"

ارحم کے کہنے پر اسنے بنا کچھ کہے خاموشی سے آنکھیں بند کر لیں ارحم نے ڈمی پر سے کپڑا ہٹایا۔۔

"اب آنکھیں کھولو۔۔"

فاطمہ نے آنکھیں کھولیں اور وہ کھلنے کے ساتھ ساتھ پھٹ گئیں۔۔

۔

"یہ۔۔ارحم یہ تو وہی ڈریس ہے۔۔"

وہ بے ساختہ آگے بڑھ کر بچوں کی طرح اچھلنے لگی تھی۔

ارحم کو آج فاطمہ وہی مال والی فاطمہ لگی۔

"یااللہ اتنا ڈھونڈا تھا میں نے یہ اسکے لیے روئی بھی تھی۔"

وہ اسکا ڈوپٹہ اتار کر سر پر اوڑھنے لگی۔

بولنے کا کام صرف وہ کر رہی تھی ارحم خاموشی سے مسکراتے ہوئے اسکی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔۔

"کیسا لگ رہا ہے۔؟"

اسنے شرارے کا بھاری کام کا ڈوپٹہ اپنے سر پر اوڑھا اپنا بھرپور اور ہر اینگل سے جائزہ لینے کے بعد ارحم کی طرف مڑی۔

"بہت خوبصورے لگ رہا ہے۔"

وہ محبت سے بولا۔

"ہاں لیکن اتنا بھاری ہے ایسا لگ رہا ہے گردن ٹوٹ جائے گی۔۔"

فاطمہ اسکا نیچے گرا پلو ہاتھوں میں تولتے ہوئے بولی۔۔

"ہاں جانتا ہوں۔۔اپنے بھائی کے ولیمے کا لہنگا بھی ایسے ہی شوپیس بنانے کے لیے لیا تھا نا۔؟۔"

وہ ہنستے ہوئے بول گیا پر بولنے کے بعد احساس ہوا غلط بول گیا۔کیونکہ اسنے فاطمہ کو اب تک یہ نہیں بتایا تھا کہ اسے فاطمہ سے محبت پہلے سے تھی یا پھر سندس کے لیے نہیں وہ اسکے لیے آیا تھا۔۔

"ہاں جو بھی ہے پر یہ بہت زیادہ بھاری ہے۔۔ویسے میں اسے پہنو گی کب ؟"

ارحم نے سکون کا سانس لیا اسنے اپنی خوشی میں ارحم کی بات پر غور ہی نہیں کیا تھا۔

"ہمارے ولیمے میں۔"

فاطمہ کے پیچھے کھڑے ہوتا وہ اپنا اور فاطمہ کا عکس دیکھنے لگا۔۔

"ہمارا ولیمہ ؟اب تو شادی کو بہت وقت ہو گیا۔"

فاطمہ نے بھی شیشے میں اسے دیکھتے پوچھا۔

"یہ کہاں لکھا ہے کہ ولیمہ کچھ وقت بعد نہیں کر سکتے۔"

ارحم نے اسکا رخ اپنی طرف موڑا اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔اسکے ہاتھ پکڑنے سے فاطمہ کہ منہ سے سسی کی آواز نکلی۔ارحم چونکہ اسکا ہاتھ دیکھا تو ہتھیلی کی کنارے سے کھال چھلی ہوئی تھی۔

"یہ کیا ہوا ہے؟"

پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں بس وہ حارث کا دانت لگ گیا تھا۔"

اسنے لاپرواہی سے کہتے ہاتھ واپس پیچھے کرنا چاہا لیکن ارحم نے نہیں چھوڑا۔

"اسکا دانت تمہارے ہاتھ پر کیسے لگا"

اسنے حیرانی سے پوچھا۔

"تھپڑ مارا تھا۔ تو اسکے دانت پر ہاتھ لگ گیا۔"

وہ جتنے عام سے لہجے میں بول رہی تھی ارحم اتنا ہی حیران ہو رہا تھا۔

"تم تو میری سوچ سے زیادہ بہادر ہو گئی ہو فاطمہ۔۔پر یہ کیسا مارنا ہوا کے خود کو ہی زخمی کر لیا۔؟"

"ایسا مارنا ہوا کے اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے ہونگے اور وہ یہ تھپڑ ساری زندگی نہیں بھولے گا۔"

وہ لاپرواہی سے بولی جبکہ تاثرات ناگوار ہوئے تھے۔۔

"واہ مجھے نہیں پتا تھا میری بیوی شیرنی ہے۔۔"

اسکا بگڑتا موڈ دیکھ کر وہ بات بدل گیا۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی تو ٹھیک ہوئی تھی جبکہ آنکھیں اب بھی سوجھی ہوئی ہی تھیں۔

فاطمہ نے ڈوپٹہ سر سے اتار کر واپس ڈمی پر رکھا اور باقی ڈریسز دیکھنے لگی۔

****

"ارسلان میں کیوں برا مانونگی؟آپ مجھے اس طرح کا سمجھتے ہیں؟"

سندس منہ بناتے رخ موڑ گئی۔۔

ارسلان نے اسے کل رات کو ہی بتایا تھا کہ وہ ایک دن اسکے ساتھ اور ایک دن اپنی ماں کے ساتھ رہے گا۔ناوہ سندس کو اکیلا چھوڑ سکتا تھانا اپنی ماں کو۔اسلیے اب یہی ایک حل بچا تھا کہ وہ بٹ کر رہے۔اور یہ بات اسے خود کو بھی تکلیف دے رہی تھی۔

"آئی ایم سوری سندس امی کی بے وجہ کی ضد کی وجہ سے اتنی پریشانی ہو رہی ہے۔۔"

ارسلان نے اسکا رخ واپس اپنی طرف کرتے شرمندگی سے کہا۔

"آپ سوری مت کہیں ارسلان مجھے یقین ہے وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

اور سچی مجھے اس بات کی خوشی بھی ہے کہ آپ برابری کر رہے ہیں۔۔"

سندس اسکا ہاتھ تھام کے محبت سے بولی۔

"ہاں لیکن مجھے دکھ ہے کہ کاش امی سمجھ جاتیں تو انکو اپنا بیٹا روز گھر پر ملتا لیکن شاید انکو وہی ارسلان چاہیے جو دو دو دن بعد گھر آتا تھا۔

اور اب دیکھنا میں ایک دن بعد بھی گھر جاؤ نگا تو وہ یہی کہینگی کے بہو نے چھین لیا میرا بیٹا۔"

آخری جملہ ارسلان نے ہنستے ہوئے مزاق میں کہا تھا۔

اسکی بات پر سندس بھی ہنس دی جانتی تھی صحیح کہہ رہا ہے نام اسی پر آنا ہے کہ بہو بیٹا لے اڑی۔۔

"میں تمہیں اکیلے کبھی نہیں چھوڑتا لیکن تمہارے میکے بھی نہیں چھوڑ سکتا۔۔مجھے ان پر بلکل بھروسہ نہیں۔"

"میں بچی نہیں ہوں ارسلان۔۔میں رہ لونگی۔۔اور فروا بھی تو ہے نا(میڈ جسے ارسلان نے کل ہی رکھا تھا۔۔)

"اچھا فروا تمہارے ساتھ ہی رہے گی ڈرنا نہیں۔اور ڈرائیور بھی نیچے ہی رہے گا اسلیے کہیں بھی جانا ہو گاڑی میں ہی جانا اور ہاں یہاں کسی سے دوستیاں بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے اور نا ہی کسی کے ساتھ جانے کی۔۔اور موبائل پاس رکھنا میں جب جب کال کروں فورا اٹھانا اور۔۔"

"اور خود بھی کرتے رہنا رات کو سونے سے پہلے دروازے سہی سے لاک کرنا اور پریشان مت ہونا میں کل دوپہر تک آجاؤنگا۔"

بیچ میں ہی ارسلان کی بات کاٹ کے خود مکمل کر کے وہ ہنسی۔یہ نصیحتیں وہ اسے کل رات سے کر رہا تھا۔

ارسلان نے اسکے ماتھے پر پیار کیا اسے خود میں بھینچا اور پھر اللہ حافظ کہہ کر نکل گیا۔

شادی کے بعد سے اسکی زندگی بدل گئی تھی اور جب سے اسے سندس سے محبت ہوئی تھی تو وہ تبدیلی اسے بہت اچھی لگنے لگی تھی۔

****

فاطمہ اور ارحم لان میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ جب پیچھے سے ارسلان کو آتے دیکھ ارحم مسکرا کر کھڑا ہوا اسکی نظروں کا زاویہ دیکھتے فاطمہ نے بھی پلٹ کر دیکھا اور ساکت ہو گئی۔

وہ یہاں کیوں آیا تھا کیا جتنا کر چکے وہ کافی نہیں جو پھر اسکو زندگی میں مسکراتے دیکھ آ گئے۔۔

ارحم آگے بڑھ کر اس سے گلے ملا۔

فاطمہ دونوں کو نظر انداز کیے اندر جانے لگی اسے ارسلان کو واپس دیکھنا بلکل اچھا نہیں لگا تھا وہ کسی بھی ایسے شخص کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی جو اسکے لیے کوئی امتحان ثابت ہوئے تھے۔۔

اسکو آگے بڑھتے دیکھ ارسلان اسکے سامنے آیا تھا۔ ارحم وہیں پیچھے کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔

ارسلان یہاں آنے سے پہلے ارحم سے مل چکا تھا اور اس کے سامنے اپنی کی گئی زیادتی بھی بتا چکا تھا وہ ارحم کی اجازت سے اس سے ملنا چاہتا تھا اور اس سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔

اور آج ارحم نے ہی اسے بلایا تھا کیونکہ زینت اور الیاس صاحب اپنے پرانے دوست کے گھر ڈنر پر گئے تھے۔۔

فاطمہ ماتھے پر بل ڈالے ناگواری سے اسے گھور رہی تھی۔

اسنے کچھ بولا نہیں تھا پر وہ نظروں سے ہی اسے بتا گئی تھی کہ اسکی موجودگی اسے کتنی ناگوار گزری ہے۔۔۔

ارسلان نے بنا کچھ بولے اسکے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔

اسکو اس طرح ہاتھ جوڑے دیکھ فاطمہ کے ماتھے پر ڈلے بل ڈھیلے ہوئے وہ بے یقین سی اسے دیکھنے لگی اسے بلکل امید نہیں تھی کہ ارسلان جیسا خود غرض شخص اس سے معافی مانگے گا۔

"میں نے بچپن نے آپکو بھائی مانا تھا۔۔

آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔

" میں نے اسامہ بھائی کے جانے کے بعد آپکی کی گئی ساری زیادتیاں بھی معاف کر دی تھیں۔"

ارسلان نظریں جھکا گیا دو آنسو اسکی آنکھ سے بھی گرے۔۔

ارحم پیچھے کھڑا تھا۔ فاطمہ کی اسکی طرف پشت تھی لیکن وہ اسکی آواز میں نمی محسوس کر سکتا تھا۔

جبکہ ارسلان کے آنسو اسے برے لگے تھے۔

اب تک جتنی بھی ملاقاتیں ہوئی تھیں وہ اتنا تو جان چکا تھا کہ وہ دل کا برا نہیں ہے۔۔

"آپ نے ٹھیک نہیں کیا۔۔۔"!

وہ ایک بار پھر بولی اس بار آنسو اسکی آنکھ سے بھی گرا تھا۔۔

"ہمارے سب سے قریبی آپ اور پھپھو تھے۔۔اور آپ دونوں نے کیا کیا؟۔۔اچھے وقت میں تو غیر بھی اپنے ہو جاتے ہیں اپنوں کا ساتھ تو مشکل وقت میں پڑتا ہے۔پر اب تو سب الٹا ہے۔۔ برے وقت میں غیر ساتھ ہوتے ہیں اور اچھے وقت میں اپنے۔"

ارسلان شرمندگی سے نظریں اٹھانے سے قاصر تھا اسکا کہا ہر لفظ سچ تھا۔

۔

"تم صحیح ہو۔۔مجھے اب احساس ہوا ہے کہ بہن کا رشتہ کتنا ضروری ہے اور اب مجھے پچھتاوا بھی ہے کے میں نے بہن کا رشتہ کھو دیا۔

میری بلاوجہ کی نفرت اور چڑھ نے مجھ سے میرا سکون چھین لیا۔میں معافی کے قابل نہیں ہوں فاطمہ لیکن ایک بار معاف کر دو۔میں اسامہ نہیں بن سکتا لیکن ایک اچھا بھائی بننے کی کوشش کرونگا۔۔میں ایک بہن چاہتا ہوں فاطمہ مجھے ایک بہن چاہیے"

وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا ہاتھ ابھی بھی اسکے سامنے جوڑے ہوئے تھے۔ پیچھے کھڑے ارحم کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔۔

"میں برے وقت میں بھی تمہارے ساتھ ہوتا اگر اپنا سمجھتا۔۔ مجھے معاف کر دو فاطمہ۔۔ اسامہ کے واسطے معاف کر دو۔۔"

فاطمہ روتے ہوئے اسے دیکھنے لگی جو بچپن سے اس سے چڑھتا آیا تھا اور کوئی موقع اسے تکلیف دینے کا جانے نہیں دیا تھا۔ جس نے اسے کبھی بہن سمجھا ہی نہیں تھا۔ آج وہی انسان اس سے معافی مانگ رہا تھا۔۔ اس سے بہن مانگ رہا تھا۔

"میں نے آپکو معاف کیا ارسلان۔۔۔ لیکن بھائی صرف ایک شرط پر بولو نگی۔۔"

وہ ٹھہری۔۔

"اگر سندس ارحم کو معاف کر دیتی ہے اور اپنے نندوئی کی نظر سے ایکسیپٹ کر لیتی ہے تو۔۔ میں آپکو واپس ارسلان بھائی کہو نگی۔۔"

پیچھے کھڑا ارحم کا دماغ سنسنا اٹھا تھا۔یعنی وہ سب جان گئی تھی؟وہ جان گئی تھی کہ اسنے سندس کا استعمال کیا تھا اور وہ اس دن بھی اسی کے لیے آیا تھا۔۔

"میں کل ہی واپس آؤنگا تم سے ملنے اور تمہاری بھابھی کو بھی ساتھ لاؤنگا"

وہ مسکرایا اور فاطمہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر سن کھڑے ارحم کی طرف بڑھا۔۔اس سے مل کر باہر نکلتا چلا گیا۔

جبکہ فاطمہ دھندلی آنکھوں سے اسکی پشت دیکھ رہی تھی اسنے اسے اسامہ کا واسطہ دیا تھا۔اسامہ کے بعد یہ دوسرا شخص تھا جس نے بہن بول کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

اور اسکا یہ ہاتھ رکھنا فاطمہ کے دل کا میل دھو گیا تھا۔۔

وہ پیچھے مڑی ارحم سن کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ آنسو صاف کرتی اسکے پاس آئی۔

"تمہیں کیسے پتا چلا فاطمہ؟میں نے تو تمہیں کچھ نہیں بتایا۔"

وہ دوٹوک اس سے پوچھ رہا تھا۔

"کل محبت اظہار کیا آپ نے مجھ سے۔اور یہ بھی بتایا کہ اپنی امی کے بعد صرف مجھ سے محبت کی ہے آپ نے۔۔

آپ نے وہ برائیڈل ڈریس میرے لیے لیا اور جب ہی لیا جب میں نے اسے پسند کیا تھا۔اور وہ میں نے شادی سے پہلے پسند کیا تھا۔

آپ کو کیسے پتا کہ میں نے بھائی کے ولیمے کا ڈریس سجا کر رکھا یہ بات بھی شاید بھابھی نے اسی دن کی ہو گی۔تو اس طرح آپ نے مجھے اسی دن مال میں پسند کیا تھا۔

اور ان سب باتوں کو دیکھتے اس دن آپ اگر سندس سے ملنے آتے تو یقینا میرے کمرے میں غلطی سے بھی نہیں آتے۔۔ "

وہ سب سمجھ چکی تھی اسنے ڈریم روم میں بھی ساری بات سنی تھی بس وہ انجان بن گئی تھی شاید وہ خود خوش رہنا چاہتی تھی وہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتی تھی جس سے اسکا دل خراب ہو۔۔

"تم نے مجھے معاف کر دیا۔"

ارحم نے بلکل سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہاں کر دیا۔امی نے کہا تھا اپنی زندگی مشکل یا آسان بنانا میرے اپنے ہاتھ میں ہے۔اور اب میں اپنی زندگی مشکل نہیں چاہتی۔

میں سکون چاہتی ہوں۔۔میں اب خوش رہنا چاہتی ہوں۔۔بہت تکلیفیں برداشت کر چکی ہوں اب بس ہو گئی ہے۔۔"

بولتے بولتے اسکی آنکھوں سے پھر آنسو گرے۔

ارحم نے نم آنکھوں سے اسے گلے لگا لیا۔وہ اسکی ہر تکلیف سے واقف تھا وہ بھی تو اسکی ہر تکلیف میں خود بھی تکلیف میں رہا تھا۔اسکا درد اپنے اوپر محسوس کرتا آیا تھا۔۔

"بس دعا کریے گا ارحم سندس آپکو معاف کر دے۔لڑکیوں کے جذبات بہت نازک ہوتے ہیں۔۔ان سے کھیلنے والوں کو وہ کبھی معاف نہیں کرتیں۔"

وہ اسکے گلے لگے کہہ رہی تھی۔

وہ آنکھیں بند کیے اسے سن رہا تھا۔وہ خود بھی جانتا تھا کہ وہ قصوروار تھا وہ سندس کا گناہگار تھا۔بے شک اسنے محبت کا اظہار نہیں کیا تھا پر اپنی باتون سے اسے اپنی محبت کا احساس ضرور دلایا تھا اور بات الفاظ کی نہیں احساسات کی ہوتی ہے۔۔

****

اگلے دن ارسلان واقعی سندس کے ساتھ آیا تھا۔ زینت اور الیاس صاحب سے بھی ملے تھے۔

فاطمہ سندس سے اچھے سے ملی تھی کیونکہ اس بار وہ اس سے اپنی سابقہ نند کے تعلق سے نہیں بلکہ بھابھی کے ریفرنس سے مل رہی تھی۔

سندس نے ارحم کو معاف کر دیا تھا وہ خود جرم کر چکی تھی اور اسکی ندامت کی تکلیف بھی برداشت کر چکی تھی۔ جب اسے فاطمہ سے معافی مل سکتی تھی تو وہ کیوں ارحم کو معاف نا کرتی۔

****

سب ٹھیک ہو رہا تھا۔ زایان, سفیان اور مریم بھی اگلے ہفتے عمرے سے واپس آ رہے تھے۔

اگلے ہفتے کی ہی زایان اور مریم کے آنے کے بعد کی تاریخ پر فاطمہ اور ارحم کا ولیمہ رکھا گیا تھا جو بڑے پیمانے پر ہونے والا تھا جسکی تیاریاں بھی شروع ہو چکی تھیں۔

ارسلان میرب اور عارف صاحب سے بھی معافی مانگ چکا تھا اور انہوں نے بھی معاف کر دیا تھا۔ البتہ پھپھو کے رویے میں کوئی فرق نہیں آیا تھا..

سندس بھی اس دن حارث کے ہاتھ اٹھانے کے بعد سے میکے نہیں گئی تھی۔۔ وہ جانا چاہتی تھی جو بھی تھا وہ ماں اور بھائی تھے محبت فطری تھی۔ پر ارسلان نے اسے صاف منع کر دیا تھا کہ جب تک انہیں احساس نہیں ہوتا وہ نہیں جائے گی۔۔۔

****

دیکھتے دیکھتے دن گزر گئے اور تیاریوں میں وقت کا پتا ہی نہیں چلا لیکن اس عرصے میں کچھ حقیقتوں پر سے پردے اٹھے تھے ارحم کے سامنے اور وہ یہ تھے۔۔

کہ فاطمہ بہت ضدی ہے۔

بہت زیادہ باتونی ہے۔

ایک نمبر کی نیستی ہے۔

بے انتہا نخرے ہیں۔

معصوم بلکل نہیں ہے۔

حاضر جواب ہے۔

وہ تو فاطمہ کی روز بروز ابھرتی خوبیوں سے حیران تھا۔

لیکن خوش تھا اسے اسکی کوئی چیز بری نہیں لگتی تھی۔

فاطمہ پر تو اسنے اپنا قتل تک معاف کر دیا تھا۔۔

زایان اور مریم عمرے سے واپس آ چکے تھے اور اب وہ بھی فاطمہ کے ولیمے کی تیاریوں میں لگے تھے۔

****

اللہ اللہ کر کے ولیمے کا دن آیا۔۔

بہت بڑا ہال بک کیا گیا تھا جس کو بہت خوبصورتی سے سفید گلابوں سے سجایا گیا تھا۔ وائٹ تھیم سے سجا ہال بے انتہا حسین تھا۔۔

لیکن آج کے دن بھی ارحم الیاس کی خوشی کے رنگ میں بھنگ ڈالا گیا تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ ارحم الیاس پہلا ولیمے کا دلہا ہو گا جس کی بیوی اب تک پالر میں تھی اور اسے اسٹیج پر بٹھا دیا گیا تھا۔۔

پندرہ منٹ کے طویل انتظار کے بعد اسے فاطمہ دروازے سے انٹر ہوتی نظر آئی۔۔

وہی بلیک اور بلڈ ریڈ شرارہ پہنے پر ایک اور سرپرائز جو تھا وہ کچھ یوں تھا کہ فاطمہ کے اوپر بڑا سا گھونگٹ ڈالا تھا۔

وہ جل کر رہ گیا۔ جبکہ اسکے ساتھ کھڑے ارسلان اور زایان اپنی اپنی زوجہ کے دیدار میں مصروف تھے۔

بلیک کلر کی گھیر دار فراک میں گولڈن فینسی شال کندھے پر ڈالے سندس ایک ہاتھ سے اپنے کندھے پر ڈلی شال سنبھالے ہوئے تھی اور دوسرے سے فاطمہ کا شرارہ ارسلان تو اسے دیکھ کر حیران تھا ویسے تو وہ اسے ہر وقت ہی حسین لگتی تھی پر آج بات کچھ اور تھی۔ اپنے حسن کو مزید سنوارہ گیا تھا۔

اسنے پہلی بار سندس کو میک اپ میں دیکھا تھا کیونکہ بارات اور ولیمے میں تو اسنے دلہن بنی اپنی بیوی کو ایک نظر صحیح سے دیکھا تک نہیں تھا۔

دوسری طرف زایان کی گود میں بیٹھا سفیان بار بار زایان کی داڑھی کھینچ کر اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا کیونکہ آج زایان کی حالت بھی ارسلان جیسی ہی تھی۔ ویسے تو وہ بہت بار مریم کو تیار دیکھ چکا تھا پر ہر بار مریم اسے پہلے سے زیادہ حسین لگتی تھی۔

آج وہ بھی بلکل سندس جیسا ڈریس پہنے ہوئے تھی۔ اور تیار بھی ایک جیسی ہوئیں تھی۔ شاید دونوں نے ایک جیسا ہی سب کچھ کیا تھا۔

فاطمہ کو اسٹیج پر ارحم کے برابر بٹھایا۔ سارے لوگ اب اسٹیج پر جمع تھے۔ سب کو دلہن دیکھنی تھی جبکہ کوئی دلہے سے پوچھتا کے وہ کتنا جلا بیٹھا ہے۔۔

بڑی مشکل سے اچھی خاصی بحث و مباحثہ کے بعد ایک لاکھ روپے لے کر فاطمہ کا گھونگھٹ اوپر کیا تھا۔ اور بس وقت جیسے ٹھہرہ تھا اور ارحم الیاس کسی کی پرواہ کیے بغیر فاطمہ کو دیکھتا چلا گیا۔ سب نے ہوٹنگ بھی کی پر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔

****

"تھوڑا حوصلہ کرو تمہاری ہی بیوی ہے۔۔"

ارسلان نے جھک کر اسکے کان میں کہا

ارحم اب بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔الیاس صاحب نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ عجیب ہی نظارہ تھا کہ سب کھڑے ہو ٹنگ کر رہے تھے اور وہ پھر بھی ڈھیٹ بنا اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

"معلوم ہے تبھی تو دیکھ رہا ہوں۔۔"

واہ رے ڈھٹائی ارسلان عش عش کر اٹھا اس معاملے میں ارحم اس سے بھی زیادہ ڈھیٹ ثابت ہوا تھا۔

"ارحم گھر جا کر دیکھ لیجیے گا"

بظاہر فاطمہ اپنے ساتھ کھڑی مریم سے مخاطب تھی جبکہ اصل میں وہ ارحم کو کہہ رہی تھی۔

اب کے ارحم نے نظریں جھکا لیں اور یہ اسکے لیے بہت مشکل تھا۔۔

****

"کتنے اچھے لگ رہے ہیں نا دونوں"

مریم مسکرا کر اسٹیج پر بیٹھے ارحم اور فاطمہ کو دیکھ رہی تھی۔

وہ پیچھے کی سیکنڈ لاسٹ ٹیبل پر بیٹھے تھے۔

"ہاں بہت خوبصورت۔۔ بلکل ہماری طرح۔۔"

زایان نے مریم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"حد ہے زایان ہر جگہ اپنی اور میری بات کیوں لے آتے ہیں۔"

مریم نے نفی میں سر ہلاتے اسکے بازو پر ہاتھ مارا۔

"کیونکہ میرے لیے ہر جگہ تم ہی ہو۔اور جہاں تم ہو گی وہیں میں ہو نگا۔"

اسکے فلسفے پر وہ صرف مسکرا کر رہ گئی۔۔

"مریم۔۔"

اسے پھر متوجہ کیا۔

"جی"

نرمی سے جواب آیا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ ہماری فیملی کتنی پیاری ہے نہ میں تم ایک بیٹا بس ایک بیٹی کی کمی ہے۔"

اسکی بات پر مریم نے اسے چونک کر دیکھا۔

اور پھر ہنستی چلی گئی۔۔

"سیر یسلی زایان؟آپ یہ سب سوچنے لگے ہیں۔"

" ہاں کیوں نہیں سوچ سکتا۔؟سوچنا چھوڑو میں نے تو کعبہ کے سامنے بھی بہت دعا کی تھی۔"

اسنے اعتماد سے کہا جیسے یقین تھا دعا قبول ہو گی

"کیا دعا کی تھی آپ نے؟"

مریم نے آئبرو اچکا کر پوچھا۔

"ہمم یہی کے بڑا بیٹا ہے۔

اب ایک بیٹی اسکے بعد ایک بیٹا پھر ایک بیٹی۔۔"

اطمینان سے وہ مسکراتے ہوئے اپنی خواہشات کا اظہار کر رہا تھا۔۔

"سیر یسلی زایان چار بچے؟"

اب کے مریم کو اور ہنسی آئی تھی۔۔

"ہاں چار۔۔۔دونوں کے پارٹنر ہونے چاہیے۔۔میں نہیں چاہتا کے میری بیٹی کی یہ خواہش رہے کہ کاش ایک بہن ہوتی یا بیٹے کی یہ خواہش رہے کہ کاش ایک بھائی ہوتا۔"

زایان نے سمجھداری کی بات بتائی۔وہ خود اکلوتا تھا اسلیے اسکی خواہش تھی بہن بھائیوں کی جو کمی اسنے محسوس کی تھی وہ اسکے بچے نہ کریں۔

"توبہ کریں زایان انکی خواہشات تو پوری ہو جائینگی۔۔میں کیسے سنبھالونگی چار بچے۔"

وہ زایان کی عقل پر ماتم کرتے ہنس دی۔

جبکہ زایان پہلے صدمے سے اور پھر ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگا۔

"کون سنبھالتا ہے بچوں کو؟"

"کس کے بچوں کو؟"

مریم سمجھی نہیں۔

"سفیان کو"

جتا کر کہا۔

"اووآپ۔۔کیوں۔۔؟"

"ہاں یہی تو ہوتا ہے۔ باپ اولاد کو سنبھالے۔رات کو اٹھ کر اسکا پیمپر چینج کرے تاکہ بیوی کی نیند خراب نہ ہو۔ صبح جب وہ جلدی اٹھ جائے تو فیڈر بنا کے دے۔رات کو سلائے۔

رات کو اٹھ اٹھ کر اسے چپ کروائے اور بچے کے بڑے ہونے کے بعد سارا کریڈٹ بیوی کو جائے۔

جیسے ابھی کہا ویسے ہی بڑے ہو کر کہو گی کہ سفیان میں نے رات رات بھر جاگ کر تمہیں سنبھالا۔تمہارے لیے نیند قربان کی۔اپنے حلق کا نوالہ تمہیں کھلایا۔"

وہ عورتوں کی طرح خاصہ کڑوا منہ بنا کے بولا۔جبکہ مریم تو اسکی باتیں سن کے اپنی ہنسی ضبط کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے میں اپنے بچوں کو بولونگی کے یہ سب تمہارے بابا نے کیا ہے ٹھیک ہے ؟لیکن کیا آپ نے نو مہینے پیٹ میں رکھا ہے اسے ؟"

زایان جو فخریہ مسکرا رہا تھا اسکے آخری جملے پر اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگا

"نہیں۔۔۔یہ کیسا سوال ہوا؟"

"سوال نہیں جواب ہے زایان۔۔آپ جتنا بھی کر لیں پر جو ایک رات میں نے پیٹ میں رکھا اسکے لیول پر نہیں آ سکتے۔"

اب کے وہ جتنے فخریہ انداز میں بولی تھی زایان کا اتنا سا منہ دیکھ کر ہنس پڑی۔

"زایان افففف۔۔"

بولتے بولتے وہ ہنس پڑی۔۔

"اچھا ٹھیک۔۔ میں اپنے بچوں کو آپکی ساری قربانیاں سناؤنگی انکو بتاؤنگی کے انہیں انکی آئی نما بابا نے پال پوس کے بہت محنت و مشقت سے بڑا کیا ہے۔اور یہ بھی بتاؤنگی کے انکے بابا کو انکی مما نے پالا ہے"

آخر میں وہ پھر شریر ہوئی۔

"رہنے دو مریم۔۔ میں خود بتادونگا اپنے بچوں کو جو مجھے بتانا ہوگا۔"

مریم نے زور سے اسکا گال کھینچا۔روز وہ اسے زچ کرتا تھا اور آج اسنے کیا۔

"میں نے تو اپنی بیٹیوں کا نام بھی سوچ لیا۔۔"

ایک بار پھر وہ اسی بات پر آیا

"اچھا کیا نام سوچا؟"

وہ بھی دلچسپی سے اب اسکی باتیں سن رہی تھی۔

"بڑی والی کا نام مشال اور چھوٹی والی کا نام منال"

"ہمم نام تو بہت پیارے ہیں پر پیاری بھی میری طرح ہوں تو بات ہے"

مریم نے ایک بار پھر چھیڑا۔

زایان نے اسے دیکھا اور ہنس دیا۔ وہ خوب سمجھ رہا تھا اسکی چالاکی۔

"ہاں بلکل شکل میں تمہاری جیسی پیاری۔ اور معصومیت میں بلکل میری طرح۔"

اسنے بھی حساب برابر کیا۔

"زایان۔۔ آپ ابھی عمرہ کر کے آئے ہیں۔"

وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے صدمے سے بولی۔

زایان حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں پتا ہے اس طرح کیوں بول رہی ہو۔۔؟"

"تو اتنا جھوٹ کیوں بول رہے ہیں زایان۔۔ توبہ کریں جلدی۔۔"

وہ جلدی جلدی پریشانی سے بولی۔

"میں نے کیا جھوٹ بولا۔"

وہ بھی پریشان ہوا۔

"کہ معصوم ہیں آپ"

وہ بول کر ہنسی ضبط کرتے زایان کو دیکھنے لگی جو پہلے اسے ناسمجھی سے دیکھ رہا تھا پھر جب سمجھ آیا تو پہلے اسے گھورا اور پھر خود بھی ہنس دیا۔

"بہت ہنس ہنس کے باتیں ہو رہی ہیں۔ لیکن مجال ہے زایان جو یہ تمہارے بغیر ایک لمحہ بھی ہنستا ہو۔۔بچے ہوتے ہیں جو انجان لوگوں کے گود میں نہیں جاتے لیکن یہ تو اپنوں کے گود میں بھی نہیں آتا۔"

زایان نے ہنستے ہوئے سفیان کو گود میں لیا۔

"ویسے کیا باتیں ہو رہی تھیں بڑا مسکرایا جا رہا ہے۔لو برڈز"

مدیحہ ہنستے ہوئے دونوں کو چھیڑنے لگی۔ مریم اسے بھی اپنے ساتھ شادی میں لائی تھی اور دو کزنز کو بھی۔

"کچھ نہیں اور تم کیا میاں بیوی کے بیچ میں آ رہی ہو۔؟

کباب میں ہڈی۔۔اپنے چھچھورے پر دیہاں دو"

وہ ہنستے ہوئے مدیحہ کو تنگ کرنے گا۔

مدیحہ کی دو مہینے پہلے ہی زایان کی دوسری خالہ کے بیٹے سے منگنی ہوئی تھی۔اور وہ اپنی منگنی سے خوش بھی بہت تھی لیکن زایان بات بات پر اسکے منگیتر کو چھچھوری بول کر اسے چھیڑتا تھا۔

"خبر دار زایان جو انہیں چھچھورا کہا۔ تم کونسے شریف ہو۔ مریم نے سب بتادیا مجھے"

سینے پر ہاتھ باندھتے وہ انہیں ہی دیکھ رہی تھی زایان نے حیرت سے مریم کو دیکھا۔

"مریم تم نے سب بتادیا۔"

زایان کو صدمہ ہوا۔

"ہاں سب بتادیا۔"

وہ بے یقینی سے مریم کو دیکھنے لگا۔

"کہ کیسے آپ رات رات بھر اپنی نیند خراب کر کے سفیان کو سنبھالتے ہیں۔"

وہ ہنسی اور مدیحہ بھی منہ پر ہاتھ رکھے ہنسنے لگی۔

زایان نے پہلے اسے گھورا اور پھر مدیحہ کو۔۔اسکا چہرہ دیکھنے والا تھا۔

"اوکے جارہی ہوں۔۔ایسے گھورنے کی ضرورت نہیں ہے"

وہ ایک مسکراتی نظر دونوں پر ڈال کر آگے نکل گئی۔

"کیا ہوا زایان ڈر گئے تھے آپ ؟ڈونٹ وری آپ جو چلتے پھرتے اپنی محبت کے قصیدے پڑھتے ہیں وہ میں نے کسی کو نہیں بتائے"

مریم نے ایک آنکھ دبا کر اسے پھر چھیڑا۔

"میں کیوں ڈرونگا۔؟"

"اچھاااااا۔۔۔

اچھا کو لمبا کھینچ کر منہ بھی داد دینے والا بنایا۔

پر ابھی تو آپکا چہرہ دیکھنے والا تھا۔۔بس رونا باقی تھا۔"

وہ ہنس دی۔

"میں نہیں ڈرتا مریم۔۔میں ابھی سب کے سامنے بھی بول سکتا ہوں۔۔"

کافی جتا کر کہا۔

"ریئلی۔۔میں بلکل بھی اس بات پر یقین کرنے والی نہیں مسٹر زایان۔۔اسٹیج پر جانے سے پہلے ہی آپ نے بے ہوش ہو جانا ہے۔"

وہ پھر ہنسنے لگی اب تو پیٹ بھی پکڑ لیا تھا۔

"اوکے ویٹ"

وہ کہتے ساتھ اٹھا اور اسٹیج کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے کہاں۔۔زایان۔۔"!

وہ اسے روکنے لگی لیکن وہ آگے بڑھ چکا تھا۔وہ بھی اسکے پیچھے گئی۔اتنا تو وہ جانتی تھی کہ وہ سب کے سامنے ایسا کچھ نہیں بول سکتا۔

****

"سندس ایک بات پوچھوں"

وہ جو جب سے بزنس کے لوگوں سے مل رہا تھا سندس کو اکیلا دیکھ کر اسکے پاس آیا۔

"جی پوچھیں۔"!

"کیا تمہیں دکھ ہو رہا ہے کہ فاطمہ پہلے تمہاری بھابھی تھی اور اب۔۔"!

اسنے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"مجھے بلکل دکھ نہیں ہے۔ حارث بھائی فاطمہ کو ڈیزرو نہیں کرتے تھے اور نا ہی وہ اس قابل تھے کہ انہیں فاطمہ بھابھی جیسی بیوی ملے۔۔

میں بہت خوش ہوں فاطمہ کے لیے۔"

آنکھوں سے اسکی صاف دلی واضح تھی۔ارسلان مسکرایا۔

"تم جانتی ہو میں بھی بہت خوش ہوں۔بہتتتتت زیادہ۔۔"

اسکی بات پر سندس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پوچھو گی نہیں کیوں؟"

"جانتی ہوں میں۔۔فاطمہ کے لیے خوش ہیں۔"

"ہاں فاطمہ کے لیے بھی بہت خوش ہوں۔پر کسی اور بات پر بہہ تتتتت زیادہ خوش ہوں؟"

"کس بات پر"

اب کے اسنے تجسس سے پوچھ لیا۔

"تمہیں پانے سے۔۔"

مسکرا کر اسے بغور دیکھا۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اس پر سے نظریں پھیر کر اسٹیج پر دیکھنے لگی۔

"یقین کرو اب تک سمجھ نہیں آیا کے کس نیکی کی بدلے تم ملی ہو۔ شاید بچپن میں اپنے ڈیڈ کے پیر ڈباتا تھا۔اور وہ دعا دیتے تھے کہ اللہ تمہاری زندگی ہمیشہ پر سکون اور خوبصورت رکھے۔اس وقت یہ دعا بے کار لگتی تھی اور جب سکون کی ضرورت پڑی تو ڈیڈ کی دی دعائیں یاد آئیں پر پتا نہیں تھا کہ انکی جب کی دعا اب قبول ہو گی۔اگر زرا اندازہ ہوتا کہ انکے پاؤں دبانے سے زندگی یوں سنورے گی تو کبھی انکے قدموں سے ہی نہیں اٹھتا"

مسکرا کر بولتے اسکی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔

سندس نے بغور اسے دیکھا تھا۔

وہ اپنے ڈیڈ کے ذکر پر آبدیدہ ہوا تھا۔

"آپ اپنے ڈیڈ سے بہت محبت کرتے تھے۔؟"

اسے شاید نہیں پوچھنا چاہیے تھا پر وہ پوچھ بیٹھی۔

"بہت زیادہ۔۔ لیکن جب میں چودہ سال کا تھا انکا انتقال ہو گیا۔۔ فاطمہ بہت لاڈلی تھی انکی۔ جب وہ ہوتی تھی تو وہ مجھے بھول جاتے تھے اور کہتے تھے بیٹیاں نازک پھولوں کی طرح ہوتی ہیں انکو زیادہ محبت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

شاید اسی لیے میں فاطمہ سے چڑھتا تھا مجھے اپنے ڈیڈ کی محبت میں شراکت برداشت نہیں تھی۔

وہ اسٹیج پر نظریں جھکائے بیٹھی فاطمہ کو دیکھنے لگا۔

آنکھیں اب بھی نم تھیں۔

لیکن وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔ اور پھر میں امی سے بھی دور ہو گیا۔ بورڈنگ چلا گیا۔

میں امی سے دور ہو گیا یہ سوچ کر کہ وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلی جائینگی اور پھر میں ڈیڈ کی طرح انکے جانے کا غم برداشت نہیں کر پاؤنگا۔۔

میں کسی کے قریب جانے سے اس سے محبت کرنے سے ڈر گیا تھا۔ کیونکہ جب محبت چھن جاتی ہے تو۔۔۔۔

وہ کہتے کہتے رکا۔ سندس کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی اور اب اسکی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔

میں نہیں بتا سکتا۔۔ کیونکہ جو درد اور تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔۔
لیکن پھر بھی دیکھو تم زبردستی جگہ بناتے دل میں گھس گئیں"

سندس کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے اسنے لمحوں میں بات کا رخ موڑا تھا۔
۔وہ مسکرائی۔۔

"آؤ سیلفی لیں۔"

سندس کو محبت سے دیکھتے اسنے نیا شوشہ چھوڑا اور موبائل نکال کر سیلفی لی۔ابھی خالی تین سیلفی ہی لی تھیں کہ ہال میں زایان کی آواز گونجی۔

ارسلان نے موبائل نیچے کیا اور اسٹیج پر ارحم اور فاطمہ کے قریب کھڑے زایان کو دیکھا۔
سندس بھی اب زایان کی طرف متوجہ تھی۔

"میرے معزز دوستوں۔۔اسلام و علیکم۔۔

سب نے ایک ساتھ جواب دیا۔

مریم اپنا سر پکڑ کر رہ گئ۔

"میں آج آپ لوگوں کو کچھ ضروری بتانا چاہتا ہوں۔۔

دراصل جیسے بالٹی بھر جائے اور اگر اسے خالی نا کیا جائے تو پانی اوور فلو ہو کر بہنے لگتا ہے۔ ویسے ہی میرے دل میں کسی کی محبت اوور فلو ہو گئی ہے۔

وہاں سارے اسکی بات پر ہنس دیے سوائے۔ مریم, کلثوم اور اکبر صاحب کے۔

مریم تو مارے شرمندگی کے پریشان تھی۔ جبکہ کلثوم اور اکبر صاحب حیران تھے انکا سنجیدہ بیٹا ایسا کچھ کہہ سکتا ہے۔

"میں ایک لڑکی سے بہت محبت کرتا ہوں اتنا کہ الفاظ میں بیان کرنا میرے لیے ناممکن ہے لیکن پھر بھی میں کہنا چاہتا ہوں۔

کہ میں ایک لڑکی سے بے انتہا محبت کرتا ہوں جو اللہ کے فضل سے میری بیوی ہے۔اور میں اس سے اتنی محبت کرتا ہوں جتنی میرے ڈیڈ بھی میری مام سے نہیں کرتے ہونگے۔"

آخری بات سے ہال میں قہقہ گونجے تھے۔

کلثوم بھی ہنس دی تھیں جبکہ اکبر صاحب آئبرو اچکا کر اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

"بیٹا میری محبت 26 سال پرانی ہے۔اور آپکی 6 سال بھی پورے نہیں ہوئے۔"

وہ بھی پرانے کھلاڑی تھے خاصے جتا کر بولے۔جبکہ کلثوم انہیں منع کر رہی تھیں پر بات محبت پر تھی جو وہ اپنی 26 سال سے بنی ہم سفر سے بہت کرتے تھے۔۔۔

"ڈیڈ آپکی محبت کا ماڈل نوکیا 3122 ہے اور ہمارا آئی فون 11 پرو میکس۔"

اسنے آنکھ دبا کر کہا تھا ہال میں ایک بار پھر قہقہے اٹھے تھے۔

"بیٹا مضبوط بھی وہ نوکیا 3122 ہی ہوتے تھے۔آئی فون تو کانچ کے ٹکروں کی طرح ہے گرا اور ٹوٹ گیا۔"

گہری بات کرتے انہوں نے بھی حساب برابر کیا تھا آخر باپ تھے۔۔

"یور رائٹ ڈیڈ۔اولڈ اس گولڈ آئی ایم جسٹ کڈنگ۔۔آپ کے لیول پر تو میں پہنچ بھی نہیں سکتا۔پر آپکے جیسا بننے کی کوشش ضرور کر سکتا ہوں۔۔"

ایک بار پھر ہال میں شور اٹھا۔۔

فاطمہ اور ارحم ہنستے ہوئے سب سن رہے تھے۔

مریم خفت سے سرخ ہو رہی تھی۔

"ہاں تو بس مجھے یہی کہنا تھا کہ میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں اور یہ محبت کبھی ختم نہیں ہو گی بلکہ اور بڑھتی جائے گی۔۔

آپ لوگوں نے مجھے وقت دے کر سنا بہت بہت شکریہ۔

سینے پر ہاتھ رکھ کر وہ اسٹیج سے نیچے اتر گیا۔

مریم نے اسے خفگی سے دیکھا۔۔۔

تو اسنے ایک آنکھ دبا دی۔

****

"سامنا حور و پری نے نہ کیا, نا کریں۔

عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے"

وہ کمرے میں آیا تھا اور فاطمہ بیڈ پر شرارہ پھیلائے بیٹھی تھی۔

وہ اسکے سامنے بیٹھا اور اسکو دیکھتے بے خودی میں کبھی سنا گیا غالب کا شعر پڑھ گیا۔

فاطمہ نے اسے نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا۔ بس مسکرا کر اور سر جھکا گئی۔

"درد دوزخ بھی, لطف جنت بھی۔

ہائے کیا چیز ہے غالب محبت"

بیٹھے بیٹھے ایک اور شعر پڑھا اور فاطمہ کا ہاتھ تھام کے لبوں سے لگایا۔

"تلاش مجھ کو نا کر دشت رہبر میں غالب۔!

نگاہ دل سے دیکھ تیرے کتنا قریب ہوں میں"

فاطمہ نے بھی جھکی نظریں اٹھائی تھیں۔

اسکی شاعری کے جواب میں فاطمہ نے بھی شاعری پڑھی تھی۔۔

ارحم نے اسے آئبرو اچکائے دیکھا پھر ہنسا۔۔

"جانتا ہوں۔۔ نگاہ دل کیا نگاہ روح سے بھی دیکھ چکا ہوں اور پتا ہے کیا دیکھا؟"

اسنے فاطمہ کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا۔

"کیا؟"

"یہی کے فاطمہ اور ارحم ایک ہی ہیں"

اسنے جتنی خوبصورتی سے کہا فاطمہ کو اس پر بے انتہا پیار آیا۔

اوہ نظریں جھکا گئی۔۔

کافی دیر گزری تھی پر ارحم اسے ویسے ہی دیکھے گیا۔

خاموشی سے محبت سے۔

"کہاں جا رہی ہو۔"

فاطمہ کے اچانک اٹھنے پر وہ ہوش میں آیا۔

"چینج کرنے"

"اتنی جلدی کیا ہے ابھی تو میں نے صحیح سے دیکھا بھی نہیں۔"

وہ معصومیت سے بولا۔

"توبہ جھوٹ پورے وقت ہال میں بھی دیکھتے رہے تھے۔

اور ابھی بھی دیکھا ہے۔۔

میری کمر بیٹھے بیٹھے تختہ بن گئی ہے ارحم میں 8 گھنٹے سے بیٹھی ہوئی ہوں۔"

ارحم نے لب بھینچے فاطمہ کو دیکھا جو اتنے رومانٹک ماحول کا بیڑا غرق کر چکی تھی۔۔

"تھوڑی دیر بعد چینج کر لینا اور کس نے بولا ہے بیٹھو۔۔ایک منٹ۔

ارحم نے بیڈ کراؤن کے ساتھ تکیے سیٹ کیے۔

"لو اس پر ٹیک لگا کر بیٹھ جاؤ۔۔"

مسکرا اک بہتتت اچھا حل نکالا۔

"ارحم۔۔۔یہ جو تین کلو کا ڈوپٹہ میرے سر پر ہے نا مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میرا سر پچک جائے گا یا ٹوٹ کے گر جائے گا۔"

ارحم نے ٹھنڈی آہ بھری اور اسکا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا۔

آگے بڑھ کر اسکے سر پر سیٹ کیے گئے ڈوپٹہ کی پنز نکالنے لگا۔اور پھر ساتھ ہی اسکی بندیا جھمکے اور جھومر اتار دیا۔۔

"اب تو سر ٹوٹ کے نہیں گرے گا نا اور نا ہی سر پچکے گا۔"

اب کے فاطمہ مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے تکیوں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ارحم نے پھر گہری سانس لی شکر اب اسکو مسئلہ نہیں تھا ورنہ کچھ عرصے سے تو فاطمہ کو اسکی ہر بات سے مسئلہ ہوتا تھا۔

****

"کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے؟"

ارسلان ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا ٹائی اتار رہا تھا سندس سینڈل اتار کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی تو سر بری طرح چکرایا۔ وہ دیوار سے ہاتھ ٹیک کر کھڑی ہوئی۔ ارسلان فورا آگے بڑھا۔

"نہیں کچھ نہیں بس ایسے ہی سر چکرا گیا۔۔۔ میں چینج کر کے آتی ہوں۔"

سندس مسکرا کر کہتے ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔

ارسلان صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔

پانچ منٹ۔۔۔!

دس منٹ۔۔۔!

پندرہ منٹ۔۔۔!

"سندس سب ٹھیک ہے اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے۔"

ارسلان نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ کوئی جواب نہیں آیا۔۔

"سندس۔۔۔۔"!

اب بھی کوئی جواب نہیں۔۔

وہ دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔ وہ حواس باختہ ہوا۔

سامنے ہی وہ دوسرے کپڑوں میں ہوش سے بیگانہ زمین پر گری ہوئی تھی۔ اور جو کپڑے پہن کر وہ اندر گئی تھی وہ ہاتھ کے پاس ہی نیچے گرے تھے۔۔

دو قدم میں فاصلہ طے کرتا اس تک پہنچا

"سندس۔۔۔ سسندس۔۔۔ آنکھیں کھولو یار پلیز۔"

وہ اسکا چہرہ تھپتھاتے خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا وہ ہوش میں ہی نہیں آ رہی تھی۔

وہ اسے اٹھائے کمرے میں آیا۔۔اسکو بیڈ پر لٹائے ڈاکٹر کو فون کیا۔۔رات کے سوا بارہ ہو رہے تھے۔۔

تین بار کال کرنے کے بعد چوتھی بار فون اٹھا لیا گیا۔ڈاکٹر کو جلدی سے بلا کے اسنے ایک بار پھر سندس کو اٹھانے کی کوشش کی منہ پر پانی کے چھینٹے مارے ہلکے سے آنکھیں کھولتے وہ اپنی آنکھیں واپس بند کر گئی۔ارسلان کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔۔سندس نے آنکھیں کھولیں اور اپنے سر پر ہاتھ رکھا۔

"سندس تم ٹھیک ہو۔۔میں کتنا پریشان ہو گیا تھا۔کیا ہوا ہے بتاؤ۔۔"!

اسنے فورا سندس کا ہاتھ تھاما۔

"پپ۔پتا نہیں۔۔وہ۔۔بس۔۔بس چکر آ گیا تھا"

وہ ہلکہ سا مسکرائی۔

وہ بچوں کی طرح سندس کا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا۔۔تھاما کم تھا بلکہ اپنے ہاتھوں میں لیے اسے دبا رہا تھا۔

دس منٹ گزرے تھے ڈور بیل بجی ارسلان اسکے سر پر ہاتھ پھیر کے باہر گیا اور اسکو اٹھنے سے منع کیا۔

"اسلام و علیکم۔۔کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی آپکو۔"

ڈاکٹر روبی کے اندر داخل ہوتے ہی مؤدب انداز میں پوچھا۔

"فائن مسٹر ارسلان۔"

انہوں نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

آج انکی نائٹ ڈیوٹی تھی ہاسپٹل میں۔ارسلان نے اپنا ڈرائیور بھیج کر انہیں ایمرجنسی بلوایا تھا۔

سندس ڈاکٹر کو دیکھ کر پریشان ہوئی تھی اب وہ اتنی بھی بیمار نہیں تھی کے ڈاکٹر ہی بلوالیا جائے بس چکر آئے تھے۔ ڈاکٹر نے اسے چیک کرنا شروع کیا پہلے تو وہ برے برے منہ بنا رہی تھی لیکن پھر ارسلان کے سنجیدگی سے گھورنے پر سیدھی ہو گئی۔۔

"ہمم مسٹر ارسلان اچھا ہوا آپ نے بلانے میں دیر نہیں کی۔۔

بات بہت بڑی ہے۔"

ڈاکٹر روبی کے چہرے سے پریشانی صاف عیاں تھی۔ارسلان نے انہیں پریشانی سے دیکھا جب کے پریشان تو سندس بھی ہوئی تھی۔وہ اٹھ کر بیٹھنے لگی جب ڈاکٹر روبی نے اسے آرام سے لیٹنے کو کہا۔

"مسٹر ارسلان باہر چلیں ہم باہر بات کرتے ہیں۔"

ارسلان نے ایک فکر مند نظر سندس پر ڈالی اور باہر بڑھ گیا۔دل بہت تیزی سے ڈر رہا تھا اور دعا بھی کر رہا تھا کچھ ایسا نا ہوا ہو جیسے وسوسے اسے آرہے تھے۔

"کیا ہوا ہے ڈاکٹر؟"

"آپ باپ بننے والے ہیں۔"

ڈاکٹر نے ایسے ہی سنجیدگی سے کہا۔

"کوئی خطرے کی بات تو نہیں ہے نا وہ ٹھیک ہو جائے گی نا۔"

وہ ویسے ہی پریشانی سے بولا اپنی پریشانی میں اسنے ڈاکٹر کی بات تک صحیح سے نہیں سنی تھی۔۔

"سوری مسٹر ارسلان شاید میرے مزاق کی وجہ سے آپ زیادہ ہی ڈپریس ہو گئے ہیں۔

میں نے کہا آپ باپ بننے والے ہیں۔۔"

ڈاکٹر شرمندہ ہوئیں تھی

"آپ۔۔آپ سچ کہہ رہی ہیں؟"

وہ خوشی سے پاگل ہونے کو تھا۔

یقین کرنا مشکل تھا۔اسے نہیں پتا تھا کہ باپ بننے سے اتنی خوشی ہوتی ہے ابھی تو صرف خبر ملی تھی۔دل زور زور سے اچھل رہا تھا۔

"جی بلکل مسٹر ارسلان۔۔اور اب انکو بہت زیادہ کیئر کی ضرورت ہے۔آپ کل انکو ہاسپٹل لے آیئے گا انکے کمپلیٹ چیک اپ کے بعد میں آپکو میڈیسنز اور ڈائٹ چارٹ دے دونگی۔"

ارسلان نے اثبات میں سر ہلایا اور انکو باہر تک چھوڑا۔

واپس پلٹا تو مسکراہٹ ہٹنے سے انکاری تھی۔دل کیا ساری دنیا کو چیخ چیخ کر بتائے پر ابھی تھوڑا سنجیدہ ہونا ضروری تھا۔

وہ کمرے کے دروازے کے باہر رکا۔ایک لمبی سانس لی اور چہرے پر سنجیدگی لائی۔اب جو مزاق ڈاکٹر نے کیا تھا وہی مزاق وہ سندس کے ساتھ کرنے والا تھا۔

وہ کمرے میں آیا تو وہ پریشانی سے بیڈ سے اترے باہر ہی آرہی تھی۔

"کیوں کھڑی ہوئی ہو۔؟ چلو لیٹو۔؟"

ارسلان نے اسے نرمی سے بیڈ پر بٹھایا۔اور خود بیٹھ کر اسکا سر اپنی گود میں رکھ کر اسے لٹایا۔اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ وہ اسکا پریشان چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"بتائے نا ارسلان؟ کیا کہا ہے ڈاکٹر نے؟"

اسنے پریشانی سے ارسلان کو دیکھا۔

"تم ماں بننے والی ہو۔"

سندس نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا اور فورا اٹھ بیٹھی۔

"ارے ارے آرام سے۔۔"

"پھر سے کہیں۔۔"

"تم ماں اور میں باپ بننے والا ہوں۔"

اسنے محبت سے سندس کے گال پر ہاتھ رکھا۔

آنکھوں میں نمی اتری وہ مسکراتے نظریں جھکا گئی۔ارسلان نے اسے اپنے قریب کیے اسکے گرد بازو پھیلا کر اسکو خود سے قریب کیا اور اسکا سر اپنے سینے پر رکھا۔

"مجھے اب تو واقعی یقین نہیں آرہا سندس۔۔اللہ ایک کہ بعد ایک خوشی دیے جارہا ہے۔۔میرا دامن خوشیوں سے بھر رہا ہے۔

مجھے تو سمجھ نہیں آرہا میں کیسے شکر ادا کروں۔ساری زندگی سجدے میں بھی گزار دوں تو شکر ادا نہیں کر پاؤنگا۔"

آنکھوں سے آنسو گرا تھا پر یہ آنسو خوشی کی انتہا کا تھا۔

سندس کے آنے سے وہ تکلیف کی انتہا بھی دیکھ چکا تھا اور اب خوشی کی انتہا بھی دیکھ رہا تھا۔۔

****

" فاطمہ اٹھ جاؤ یار۔۔ گیارہ بج گئے ہیں مام ڈیڈ انتظار کر رہے ہیں۔۔"

وہ تیسری پر فاطمہ کے سرہانے بیٹھا اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں پہلا ہو نگا دنیا میں جو بیوی کو اٹھا رہا ہے ورنہ یہ کام بیویوں کا ہوتا ہے۔۔ افف

فاطمہ اٹھو میری جان۔۔۔"!

اسنے فاطمہ کے چہرے سے بال ہٹاتے مسکین سی شکل بنائی اور آواز میں ویسی ہی بے چارگی تھی۔

"آپ بھی تھوڑی دیر سو جائیں ارحم۔۔ ویسے بھی گرمیاں شروع ہیں اور گرمیوں کی راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔۔"

وہ بند آنکھوں سے ہی بولی۔

سوتی ہوئی کیوٹ لگ رہی تھی البتہ ارحم کو اسکی نیند پر رشک آرہا تھا۔

"یہ کیسی گرمیاں ہیں فاطمہ جس میں تم اتنا موٹا کمبل اوڑھ کر سو رہی ہو۔۔"

طنز کیا گیا۔

کوئی جواب نہ آیا۔

"ٹھیک ہے آرام سے سو میں مام کو بول دیتا ہوں کہ فاطمہ نیند پوری کر کے آئے گی۔"

وہ کہتے ساتھ اٹھ کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"نہیں رکیں۔"

وہ جھٹکے سے اٹھی۔

"نہیں اب میں یہی کہونگا تم سو جاؤ۔"

وہ خفگی کا اظہار کرتے بولا۔

"اوکے ٹھیک ہے جائیں لیکن پھر بعد میں منانے بھی مت آیئے گا۔"

وہ کہتے ساتھ اٹھی اور واشروم میں گھس گئی۔ وہ اسکے دھونس جمانے پر آہ بھر کر رہ گیا۔ اور بیڈ پر بیٹھ کر اسکا انتظار کرنے لگا۔

****

وہ لوگ ڈاکٹر سے چیک اپ کروا چکے تھے اور ماشاءاللہ سے سب ٹھیک آیا تھا۔ ڈاکٹر نے ڈائٹ چارٹ بھی دے دیا تھا۔

جسے دیکھ سندس عجیب عجیب منہ بنا رہی تھی جسکا ارسلان پر کوئی اثر نا ہوا اور نہ ہی ہونے والا تھا۔

اب وہ مٹھائی لے کر اپنے گھر جا رہا تھا۔ یہ خبر وہ سب سے پہلے اپنی ماں کو سنانا چاہتا تھا۔

گاڑی گھر کے پورچ میں رکی۔۔

وہ بہت نروس تھی۔

ارسلان اسکا ہاتھ تھام کے اندر آیا۔ پھپھو لونگ روم میں ہی تھیں۔ارسلان کو دیکھ کر جہاں موڈ اچھا ہوا تھا وہیں سندس کو دیکھ کر جیسا کڑوا بادام چبا لیا تھا۔ لیکن ابھی وہ کچھ کہہ کر ارسلان کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ ویسے ہی وہ دو دن بعد آیا تھا۔ سندس کو نکال تو دیا تھا پر اتنے بڑے گھر میں اکیلے رہتے انکا خود کا دم گھٹنے لگا تھا۔

وہ سندس سے بلکل سرسری سا ملیں جبکہ ارسلان سے بہت محبت سے۔

ارسلان نے مٹھائی کا ڈبہ انکے سامنے کھولا اور انکا منہ میٹھا کیا۔ وہ پوچھتی رہیں کہ کس خوشی میں پر وہ اسی ضد پر تھا کہ پہلے منہ میٹھا کریں۔

"آپ دادی بننے والی ہیں"

ارسلان نے خوش ہوتے بتایا۔

پھپھو نے بے یقینی سے پہلے ارسلان کو دیکھا پھر سندس کو۔ پھر خوشی سے ارسلان کا ماتھا چوما اور پھر سندس کو کو اپنے پاس بلایا۔ اسکو پیار کیا اسکی بلائیں لیں۔

ارسلان انکے اچانک اس طرح بدلنے پر وہ حیران تھا وہیں سندس مزید نروس ہوئی تھی۔

اوراس سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ انہوں نے سندس کو واپس بھیجنے سے منع کر دیا تھا۔ارسلان نے انسے کہاکے ابھی انکا سارا سامان وہاں ہے دو دن میں واپس شفٹ ہو جائینگے پر وہ اس پر بھی راضی نا ہوئیں۔انکا کہنا یہ تھا کہ آج کل کی لڑکیوں کو بلکل سمجھ نہیں کے اس حالت میں کیسے رہنا ہے کھانے پینے میں بھی نخرے ہیں بہت۔

اسلیے وہ رسک نہیں لے سکتی۔

ارسلان نے بھی پھر مزید کوئی بحث نہیں کی۔اب تو وہ اور پر سکون تھا۔۔

سندس کے کہنے پر وہ لوگ تہمینہ سے ملنے بھی گئے تھے۔

حارث سے سامنا ہوا تھا پر کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔جبکہ تہمینہ یہ خوشخبری سن کے بہت خوش ہوئی تھیں۔

****

" یہ ڈائمنڈ کا لگ رہا ہے۔۔"

فاطمہ مبہوت سا وہ بریسلیٹ دیکھے گئی۔ارحم نے اسکو ابھی کچھ دیر پہلے یہ بریسلیٹ دیا تھا اور وہ جب سے بیٹھی اسکا مؤئنہ کر رہی تھی۔

"ہاں ڈائمنڈ کا ہے۔"

ارحم نے اسکے ہاتھ سے بریسلیٹ لے کر اسکی کلائی میں پہنایا۔

"یہ تو بہت مہنگا ہو گا کتنے کا ہے؟"

اسنے تجسس سے پوچھا۔

"پہلے نہیں تھا پر اب تم نے پہن لیا اب قیمتی ہو گیا۔"

اسنے پیار سے فاطمہ کی ناک دبائی

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔۔یہ کتنے کا ہے؟"

ارحم نے اسے گھورا جس کا اس پر کوئی اثر نا ہوا۔کون پوچھتا ہے تحفہ کی قیمت پر اب جب وہ پوچھ رہی تھی تو بتانا تھا۔

"ایک کروڑ۔۔۔"!

"کیاااااایک کروڑ۔۔"

ارحم کی پوری قیمت بتانے سے پہلے وہ بیچ میں چیخی تھی۔

ارحم نے کانوں پر ہاتھ رکھا۔۔

"ارحم دماغ ہے آپ کے پاس۔۔

مطلب حد ہو گئی۔ایک کروڑ کا بریسلیٹ کون خریدتا ہے ؟۔

ایک کروڑ میں تو گھر آجاتا ہے۔۔اور یہ اتنا چنا سا بریسلیٹ کروڑ کا۔۔ہیرے جڑے ہیں کیا اس میں۔"

ارحم کی سوچ پر جی بھر کے ماتم کرتے آخر میں وہ غصہ ہوئی۔۔

ارحم نے اسے خاموشی سے گھورا وہ اسکے اتنے حسین تحفے کا جو اسنے بہت چاہ سے اسکے لیے لیا تھا کیسا کباڑا کرنے پر تلی تھی۔

"ہیرے کا ہی ہے۔"

جتا کر کہا۔

"ارحم ایک بات پوچھوں۔"

فاطمہ نے ہونٹوں پر پیاری سی مسکراہٹ سجائی۔

"پوچھو؟"

"کتنے سال سے بزنس سنبھال رہے ہیں آپ؟"

4 "سال سے"!

مختصر جواب

"تواب تک روڈ پر کیوں نہیں آئے۔۔؟"

اسنے جتنی تیزی سے پوچھا تھاارحم کو سمجھ نہیں آیا۔

"کیا مطلب؟"

" مطلب یہی کے جتنے بدھو آپ ثابت ہوئے ہیں اس حساب سے تو اب تک روڈ پر آجانا چاہیے تھا۔"

ارحم نے جواب میں اسے سخت گھورا۔۔

"ایسا بریسلیٹ لینے کا کیا فائدہ جس کو میں پہن ہی نا سکوں اور راتوں کی نیند بھی اڑ جائے"

فاطمہ نے بریسلیٹ کو دیکھتے کہا۔

"کیوں؟ کیوں نہیں پہن سکتی بریسلیٹ اور راتوں کی نیند کیوں اڑے گی؟"

وہ جھنجھلایا۔۔

"ظاہر سی بات ہے اس ڈر سے نیند ہی نہیں آئے گی کہ اگر بریسلیٹ چوری ہو گیا تو؟ یا گم ہو گیا تو؟۔۔اور باہر کیسے پہنو نگی۔اگر ڈاکو آ گئے تو میری جان جائے گی نا۔"

"افففف یار فاطمہ۔۔اتنی محبت سے لیا تھا میں نے کیسی الٹی سیدھی باتیں کر رہی ہو۔؟اور کیوں مرو گی تم۔۔"

"ظاہر سی بات ہے ارحم ایک کروڑ کا بریسلیٹ میں جیتے جی تو کسی صورت نہیں دو نگی تو ظاہر سی بات ہے ڈاکو بھی جیتے جی ایک کروڑ کا بریسلیٹ نہیں چھوڑینگے۔تو آخر میں مجھے مار کے ہی لیکر جائینگے نا"

ارحم غش کھا کے گرنے کو تھا۔

"فاطمہ ایسی غلطی کبھی نہیں کرنا۔ویسے تو انشاءاللہ ایسا کبھی ہو گا نہیں پر ہوا تو پہلی بار مانگنے پر ہی دے دینا بنا کسی بحث کے۔میں دوسرا دلا دونگا"

وہ اسکی باتوں سے خوفزدہ ہوا تھا۔

"افففف ارحم اب تو مجھے یقین ہو گیا آپ میں عقل نہیں ہے۔۔ابھی ایک کا ہی صدمہ نہیں جا رہا اور دوسرا لینے کی بات کر رہے ہیں"

اسنے صدمے سے سر پر ہاتھ مارا۔

"آیتہ الکرسی آتی ہے؟"

ارحم نے اسے سنجیدگی سے دیکھتے پوچھا۔

"ہاں آتی ہے الحمدللہ۔"

"بس ٹھیک ہے تم روز اس بریسلیٹ پر تین بار پڑھ کے پھونک لینا۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔لیکن میں صرف یہ گھر میں پہنونگی۔۔باہر جاتے وقت اتار دونگی۔۔۔۔"

ارحم نے اس بار اسے خاصہ خفگی سے گھورا۔اور کمرے سے نکل گیا۔

"ارحم سنیں تو۔۔"!

وہ بھی اسکے پیچھے بھاگی تھی۔۔

****

"زایان ہم کہاں جارہے ہیں؟"

زایان مریم کو سرپرائز کا بول کر لایا تھا۔اور وہ دس بار پوچھ چکی تھی کہ کہاں جارہے ہیں پر کوئی جواب نہیں۔

دس منٹ کے بعد وہ لوگ ایک عالیشان بنگلے کے آگے رکے تھے جو تین منزلہ تھا۔

مریم اسے دیکھ رہی تھی جب زایان اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لے کر گیا۔وہ بنگلہ اندر سے خالی تھا۔اس میں کوئی فرنیچر نہیں تھا۔معلوم ہوتا تھا کہ نیا نیا بنا ہے۔

"ارحم یہ کس کا گھر ہے۔"

اوپر سیڑھیوں کی طرف سے فاطمہ کی آواز آئی مریم نے الجھ کر زایان کو دیکھا۔

"ہاں تو لیڈیز پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بس گھر دیکھیں اور بتائیں کیسا لگا۔۔"

ارحم نیچے آیا۔اور دونوں کو پریشان دیکھ کر زایان کی طرف دیکھتے آنکھ دبائی۔

"بہت اچھا ہے پر یہ ہے کس کا۔"

اب کے مریم جھنجھلائی تھی۔

"یہ ہم سب کا گھر ہے۔۔"

زایان نے خوشی سے گھر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"مطلب؟"

فاطمہ الجھی۔

"مطلب یہ کہ میں نے اور ارحم نے سوچا کہ فاطمہ ہو گئی اپنے گھر کی تم ہو گئی اپنے گھر کی لیکن آنٹی اور عارف انکل کا کیا۔

وہ اکیلے کیسے رہینگے ؟اس لیے ہم نے یہ گھر خریدا ہے۔۔۔

تاکہ وہ اکیلے نا ہوں۔"

زایان کے بولنے پر مریم اور فاطمہ دونوں کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

****

بارہ سال بعد۔

"مام ہم منال کے گھر کب جائینگے میں اسکول میں اسکو بول چکا ہوں کے ہم اسکے گھر آئینگے"

سبحان کچن میں سندس کے ارد گرد چکر کاٹ رہا تھا۔اور ایک ہی رٹ تھی کہ منال کے گھر کب جا رہے ہیں۔اور یہ رٹ ہر دو دن بعد لگی ہوتی تھی جس سے عبید بہت زیادہ خار کھاتا تھا۔

وجہ منال تھی۔اسے منال سے خاصی چڑھ تھی۔اوراس چڑھ کی وجہ یہ تھی کہ اسے منال کا کسی اور سے کھیلنا پسند نہیں تھااور وہ کسی کو کھیلنے بھی نہیں دیتا تھا۔صاف کہتا تھا کہ وہ اسکی کزن ہے تو کوئی اسکے ساتھ نا کھیلے پر یہ بات وہ سبحان کو نہیں بول سکتا تھا۔

کیونکہ سبحان بھی اسکا کزن تھا۔۔لیکن وہ ہر ممکن کوشش کرتا تھا کہ وہ لوگ منال کے گھر نا جائیں تاکہ سبحان منال کے ساتھ نا کھیلے۔

اسکول میں بھی وہ ہر ممکن کوشش کرتے سبحان کو منال سے دور رکھتا تھا۔لیکن پھر بھی ہر بار ناکام رہتا تھا۔

اسی لیے اب وہ منال سے ہی چڑھنے لگا تھا۔منال بھی اسے کچھ خاص پسند نہیں کرتی تھی۔جہاں وہ ہوتا تھا وہاں سے وہ نو دو گیارہ ہو جاتی تھی۔

اور یہ بات اسے اور زہر لگتی تھی۔

اسکی نظر میں اچھا بننے کے لیے وہ اسے خاموشی سے پریشان کرتا تھا تاکہ پھر اسے سنبھال کر اسے چپ کروا کے خوش کر سکے۔

لیکن ہر بار اسکی مدد سے پہلے ہی سبحان یا کوئی اور پہنچ جاتا تھا۔اب دوسروں کو تو وہ ہٹا دیتا تھا پر سبحان کو نہیں۔۔

"مام ہم نہیں جائینگے۔۔کل ہمارا ٹیسٹ ہے تم بھول گئے سبحان"

اسنے کافی غصے سے جتایا۔

"میں اپنے ٹیسٹ کی تیاری کر چکا ہوں عبید اگر تمہاری نہیں ہوئی تو تم مت جاؤ۔۔"

"ارے بس کرو اب پھر بحث شروع مت کرنا تم دونوں۔ڈیڈ نماز پڑھنے گئے ہیں وہ آجائیں پھر چلینگے۔"

سندس نے بحث ختم کی۔اور کچن سے باہر نکل گئی۔

جبکہ عبید دانت کچکچا کر رہ گیا۔۔۔

"کیا ہوا میرے شیر۔۔بھائی ہے تمہارا برگر نہیں جو دانت میں چبانے کا ارادہ کر رہے ہو۔"

ارسلان ابھی گھر میں داخل ہوا تھا سیدھا کچن میں آیا تو سامنے ہی عبید پر نظر پڑی تو وہ سبحان کو گھورتے دانت پیس رہا تھا۔

"ڈیڈ آپکو نہیں پتا منال کے نام پر یہ ایسے ہی کرتا ہے۔آپکو پتا ہے اسنے آج اسکول میں کیا کیا ہے؟"

عبید نے اسے گھورا جو ارسلان کی نظروں سے مخفی نہیں رہا تھا۔

"آپ بتاؤ کیا کیا ہے عبید نے ؟"

"سبحان بھائی یہ والی زیادہ اچھی ہے نہ ؟"

سبحان, عبید, فرمان, آیت اور منال ایک ساتھ گراؤنڈ میں بیٹھے پڑھ رہے تھے۔

آیت منال کی کلاس فیلو اور بیسٹ فرینڈ تھی اور فرمان آیت کا بھائی جو سبحان اور عبید کا کلاس فیلو تھا۔

آیت تو پڑھنے میں ہی مصروف تھی اور منال سبحان کے ساتھ تصاویر دیکھ رہی تھی فرمان بھی انکے ساتھ ہی بیٹھا تصاویر دیکھ رہا تھا۔

اور عبید خاموشی سے بیٹھا منال کو تیکھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ چڑتا تھا اس سے۔اور اسکو مسکراتا تو دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔

وہ اسکی کزن تھی اور اسے یہی بات چبھتی تھی کہ وہ اسکی کزن کیوں ہے۔؟اور اسی کا جڑواں بھائی سبحان وہ تو ایک لمحے منال سے الگ نہیں ہوتا تھا۔

اسنے سب کو مگن دیکھا ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ آئی۔

خاموشی سے اپنی جیب سے ربڑ کی چپکلی نکالی جو نقلی تھی پر کوئی اچانک دیکھتا تو اصل ہی سمجھتا تھا۔اکثر وہ اپنی ماں کو بھی اسی سے ڈراتا تھا۔

اسنے منال کی کتاب میں چپکلی رکھی اور ایک پیج اس پر پلٹ دیا۔

اور پر سکون سا بیٹھ گیا۔

سب اپنے میں مگن تھے اس لیے کسی نے دیکھا نہیں۔

"میں چپس لے کر آتا ہوں"

تصاویر ختم ہو گئی تھیں تو سبحان چپس لینے اٹھ گیا فرمان دوبارہ تصاویر دیکھنے لگا اور منال نے اپنی بک اٹھائی۔

لیکن جیسے ہی پیج پلٹا چپکلی کو دیکھ چلا کر پیچھے ہوئی ہڑبڑا کر اٹھنے کی وجہ سے پیچھے رکھی چیئر زور سے سر پر لگی اور کھڑے ہوتے وہ تکلیف سے رونے لگی۔

عبید جو اسکو چلاتا دیکھ مسکرا رہا تھا اسے روتے دیکھ مسکراہٹ ایک لمحے میں غائب ہوئی۔

"کیا ہوا منال تم ٹھیک ہو۔۔رو کیوں۔۔۔"!

فرمان فورا اٹھ کر منال کے پاس آیا اور اسکے سر کو چھوتے پوچھنے لگا پر پوچھنے سے پہلے ہی منہ پر پنچ پڑ گیا۔

"ہاؤ ڈیر یو ٹو ٹچ ہر؟"

عبید غصے سے چیختا اس پر جھنپٹا تھا۔

اور پھر ایک اور پنچ مارا۔۔

"اسکو چوٹ لگی تھی"

فرمان بھی غصے سے خود کو چھڑا رہا تھا۔

"ہاں تو۔ تو کون ہوتا ہے ٹچ کرنے والا۔؟ وہ میری کزن ہے میں ٹچ کر سکتا ہوں تو نے کیوں کیا؟"

سبحان جو مزے سے چپس کھاتا آرہا تھا عبید کو لڑتے دیکھ بھاگ کر آیا۔

"تو تم بیٹھے ہوئے تھے اور وہ رو رہی تھی"

وہ بھی غصے میں تھا پر عبید کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

"میں اسکو رلاؤں ہنساؤ کچھ بھی کروں میری مرضی۔ وہ میری کزن ہے آئندہ ہاتھ لگایا نہ تو ہاتھ توڑ دونگا"

منال اپنا رونا بھول کر عبید اور فرمان کو دیکھ رہی تھی۔ یہ پہلے بھی ہوا تھا۔ عبید نے اسے سیڑھی سے دھکہ دیا تھا اور جب اسکے گرنے پر اسکے کلاس فیلو نے اسے اٹھانا چاہا تو اسے بھی مارا تھا کہ اسنے ٹچ کیسے کیا۔۔۔

سبحان نے ارسلان کو آج اسکول میں ہوا سارا قصہ سنا دیا۔

"یہ کیا سن رہا ہوں عبید میں؟ کیوں کیا آپ نے منال کے ساتھ ایسا۔؟ شکر کریں آپکی مام ابھی یہاں نہیں ہیں ۔۔۔"

ارسلان نے اسکو دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"ڈیڈ وہ مجھے ہنستی ہوئی اچھی نہیں لگتی۔"

اسکا لہجہ بچپن سے ہی باغی تھا۔ارسلان نے اسے دیکھ کر لب کچلے۔وہ اس میں اپنا بچپن دیکھ رہا تھا وہ بھی فاطمہ سے ایسے ہی چڑھتا تھا بس فرق یہ تھا کہ اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ خوش ہوتا تھا جبکہ عبید سے منال کے آنسو بھی برداشت نہیں ہوتے تھے۔

ارسلان نے فلحال اسے کچھ نہیں کہا جسٹ ریڈی ہونے کا کہہ کر کچن سے نکل گیا۔

****

سارہ اور حماد کی ایک ہی بیٹی تھی ماہرہ جو 13 سال کی تھی۔اور سیون کلاس میں تھی۔اور حد سے زیادہ ڈرپوک تھی اور جہاں محمد کو دیکھ لے وہاں بھٹکتی بھی نہیں تھی۔

اور ارسلان اور سندس کے دو جڑواں بیٹے تھے عبید اور سبحان

جو ابھی بارہ سال کے تھے اور سکس کلاس میں تھے۔ سبحان تو منال کا دیوانہ تھا اسے بچپن سے ہی وہ ڈول کی طرح لگتی تھی اور اسے اس ڈول کا خیال رکھنا اور اس سے کھیلنا بہت پسند بھی تھا عبید کا بھی کچھ یہی حال تھا پر اسے منال کا کسی اور کے ساتھ کھیلنا بلکل گوارہ نہیں تھا۔

مریم اور زایان کے 4 بچے تھے اور بلکل ویسے ہی جیسے زایان نے مانگے تھے پہلے سفیان جو چودہ سال کا تھا 8 کلاس میں تھا بہت سنجیدہ مزاج لیکن صرف دکھنے میں ورنہ کوئی مریم سے پوچھتا وہ کتنا چھچھورا تھا۔ اس سے دو سال چھوٹی مشال جو 12 سال کی تھی اور سکس کلاس میں تھی۔ بلکل بھولی بھالی اور معصوم اس سے چھوٹا عمار جو مشال سے تین سال چھوٹا نو سال کا تھا۔ 5 کلاس میں تھا اور انتہائی سنجیدہ بچوں جیسے اس میں کوئی گن نہیں تھے۔ اسکی ناک پر ٹکا بڑا سا چشمہ اسے اور سنجیدہ بناتا تھا اور سب سے چھوٹی منال تھی جو 7 سال کی تھی اور 3 کلاس میں تھی۔ سبحان اسکا بیسٹ فرینڈ اور بیسٹ کزن تھا اور عبید اتنا ہی براکزن وہ ڈرتی بھی سب سے زیادہ عبید سے ہی تھی۔

ارحم اور فاطمہ کے تین بچے تھے۔ سب سے بڑا محمد تھا جو گیارہ سال کا تھا اور ہر وقت سارہ اور حماد کی بیٹی ماہرہ کے پیچھے گھومتا رہتا تھا جو اس سے بہت دور رہنے کی کوشش کرتی تھی۔ اور وہ سکس کلاس میں تھا۔ اس سے چھوٹی ایک بیٹی امارہ جو 8 سال کی تھی اور 4 کلاس میں تھی اور اس سے چھوٹا اسکا چار سال کا بیٹا جو نرسری میں تھا۔ اور ارحم کے لیے دوسرا ارحم الیاس ثابت ہوا تھا۔

زایان کی فیملی سب سے اوپر والے فلور پر رہتی تھی۔

درمیان میں عارف صاحب, میرب, مریم کی امی اور زایان

اور ارحم کے سارے بچے۔

اور سب سے نیچے ارحم کی فیملی۔۔۔

****

حارث کی شادی شائستہ سے ہو چکی تھی۔اور حارث اب بھی ویسا ہی تھا اسکو رشتوں میں برابری کرنا اب تک نہیں آیا تھا بس فرق یہ تھا پہلے وہ بیوی کے ساتھ زیادتی کرتا تھا اب ماں کے ساتھ۔

تہمینہ بیگم کی حکومت ختم ہو چکی تھی۔انکی بہو انکو اتنا ذلیل کرتی تھی کہ بس مارنا باقی رہتا تھا۔وہ اسکے سامنے اکثر فاطمہ کا نام لے کر طعنے دیتی تھیں کہ وہ ایسی تھی اتنی اچھی تھی اور پھر جو طعنے انہیں بدلے میں ملتے تھے وہ انہیں رلا دیتے تھے۔

حارث نے تو دونوں کو دونوں کے حال پر چھوڑا تھا۔ تہمینہ اب بوڑھی ہو چکی تھی اسلیے ہار جاتی تھیں۔

انسان حکومت کرتے یہ بھول جاتا ہے کہ ہمیشہ رہنے والی حکومت صرف اللہ کی ہے۔

اور پھر اپنی حکومت پر وہ ظالم بن جاتا ہے اور پھر جب کیا سامنے آتا ہے تو برداشت بھی نہیں کر پاتا۔ سندس نے انکو بہت بار اپنے ساتھ لے جانے کا کہا تھا پر بیٹے کی محبت پاؤں میں زنجیر کی طرح تھی۔

حارث کی زندگی سے سکون مکمل ختم ہو چکا تھا جو وقت وہ آفس میں گزارتا تھا بس وہی سکون کا ہوتا تھا گھر جانے کے نام پر اسے کوفت ہوتی تھی۔

اولاد کی نعمت سے وہ محروم تھا۔ شائستہ بانج تھی۔

اور شاید یہ بات وہ پہلے سے جانتی تھی اسلیے پہلے ہی نکاح نامے میں لکھوالیا تھا کہ اولاد نا ہونے کی صورت میں نا تو حارث اسے چھوڑ سکتا ہے اور نا ہی دوسری شادی کر سکتا ہے۔

پھپھو نے میرب اور عارف صاحب سے معافی مانگ لی تھی اور فاطمہ سے بھی اور انہوں نے معاف بھی کر دیا تھا لیکن اب رشتے میں وہ محبت نہیں رہی تھی۔ ہاتھ سے لگائے تھپڑ کا درد ختم ہو جاتا ہے پر زبان سے لگائے گئے تھپڑوں کا درد تا عمر رہتا ہے۔

****

"ڈیڈ چلے نا۔۔"

ارحم, فاطمہ, الیاس صاحب اور زینت لان میں بیٹھے تھے۔

امارہ اور محمد تو اوپر تھے لیکن احمر ارحم کے پیچھے پڑا تھا کہ پارک جانا ہے۔

"ارحم چلے جائیں ناوہ کتنی ضد کر رہا ہے۔۔"

فاطمہ نے اپنی بھولی شکل کے معصوم سے بچے کو دیکھا جو صرف دکھنے میں معصوم تھا پر غضب کا شرارتی تھا۔

"کیوں چلے جاؤں تمہیں نہیں پتا پچھلی بار کیا کیا تھا اس نے۔؟ پورے پارک کے سامنے مجھے رو رو کر گھوڑا بنوایا تھا۔اب جہاں سے گزرتا ہوں مزاق اڑتا ہے میرا اسنے جل کر بولا۔

"ڈیڈا گر آپ نہیں چلے میرے ساتھ تو میں مام سے کبھی بات نہیں کرونگا۔"

سب نے اسے چونک کر دیکھ بات ارحم نہیں مان رہا تھا اور ناراضگی فاطمہ سے۔۔پر یہ اسکی چالاکی تھی جانتا تھا کہ اگر یہ بولے گا کہ آپ سے بات نہیں کرونگا تو وہ اوکے بول دینگے لیکن اگر وہ مام سے ناراض ہوتا ہے تو بات بن جائے گی۔اور ہوا بھی کچھ یونہی۔

"ارحم بچہ ہے کچھ نہیں ہوتا آپ جارہے ہیں ورنہ میں آپسے بات نہیں کرونگی"

ارحم نے پہلے فاطمہ کو دیکھا پھر اپنے چھوٹے سے آفت نما بیٹے کو گھورا جواب چہرے پر معصومیت بھری مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا۔۔

"بلکل تمہارے پر گیا ہے نہ یہ ارحم؟"

الیاس صاحب کا کیا طنز وہ بخوبی سمجھا تھا۔یعنی سیر پہ سوا سیر ملا تھا۔

ارحم نے انکو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ارحم کی طرف ایک دل جلانے والی مسکراہٹ اچھال کر ہاتھ میں پکڑا اخبار جھٹکے سے سیدھا کیا۔

"اوکے مائے بوئے چلتے ہیں ابھی۔"

احمر کو مسکرا کر جواب دیا اور جیب سے فون نکالا۔

کچھ کر کے واپس جیب میں رکھا۔ زینت کی گود میں رکھے موبائل پر میسج ٹون بجی اور الیاس صاحب کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی۔

" صحیح کہا ڈیڈ مجھ پر ہی گیا ہے"

ایک آنکھ دبا کر کہتے وہ احمر کو گود میں اٹھا کے نکل گیا۔

"الیاس صاحب یہ کیا ہے۔۔آپ شنو سے ملتے ہیں"

انہوں نے موبائل الیاس صاحب کی طرف کرتے غصے سے پوچھا اور انکا جواب سنے بغیر اندر چلی گئیں۔ وہ بوڑھے ضرور ہوئے تھے پر زینت کے لیے اب بھی ویسے ہی تھے اور شنو بھی تو انہیں کی عمر کی تھی۔

کچھ دن پہلے وہ اور ارحم میٹنگ کے لیے ہوٹل گئے تھے شنو وہیں ملی تھی۔

ارحم کو کوستے وہ زینت کو منانے خود بھی اٹھ گئے۔

اتنی دیر میں فاطمہ نے بمشکل اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔

-------- ختم شد--------